U15592. 12-12-09

Title - MAJMUA NUGHAZ YAANI TAZKIRA SHORAY URDU

Creator - Meer Qudrat ~~Ali~~ Ullah Qasim; Murattiba Mehmood Sheerani.

Publisher - University of Punjab (Lahore).

Date - 1933

Pages - 400

Subjects - Tazkira Shora - Urdu.

سلسلۂ نشریات کلیۂ پنجاب

مجموعۂ نغز

یعنی

تذکرۂ شعرائے اُردو

از

حکیم ابوالقاسم میر قدرت اللہ المتخلص بہ قاسم

مرتبہ

محمود شیرانی لیکچرر پنجاب یونیورسٹی لاہور

سنہ ۱۹۳۳ء

سلسلۂ نشریات کلّیۂ پنجاب

مجموعۂ نغز

یعنی

تذکرۂ شعرائے اردو

در دو جلد

از

حکیم ابو القاسم میر قدرت اللہ المتخلص بہ قاسم

مرتبۂ
محمود شیرانی لیکچرر پنجاب یونیورسٹی

لاہور
سنہ ۱۹۳۳ء

فہرست مطالب مجموعۂ نغز

جلد اوّل

فہرست مطالب مجموعۂ نغز

جلد دوم

حرف النون

دیباچۂ مرتّب

مجموعۂ نغز کو علمی دنیا سے روشناس کرنے میں ہمیں کسی قسم کی معذرت پیش کرنے کی ضرورت نہیں ہے۔ اس لئے کہ اس بلند پایہ تالیف کو بدقسمتی سے اب تک منظرِ عام پر آنے کا موقعہ نہیں ملا ہے۔ گذشتہ چند سالوں میں اردو شعرا و مصنفین کے حالات کے متعلق تحقیق و تلاش کی جو مبارک تحریک ہمارے ملک میں جاری ہوئی ہے اس کا تقاضا ہے کہ جلد از جلد اسکی اشاعت کی جائے۔

جس مخطوطہ پر مطبوعہ متن مبنی ہے۔ وہ مجموعۂ کتب مولینا محمد حسین آزاد سے تعلق رکھتا ہے۔ جو اب پنجاب یونیورسٹی کے کتب خانہ کی ملک ہے۔ متعدد مقامات پر مولینا آزاد نے اس پر مفید حواشی کا اضافہ کیا ہے۔ اس کا نمبر 18 APfI ہے اور تقطیع $8\frac{1}{4} \times 3\frac{3}{4} \times 6\frac{1}{4} \times 3\frac{1}{4}$ تعداد اوراق ۳۹۷ اور فی صفحہ ۱۷ سطریں ہیں۔ سیاہ اور سرخ سیاہی استعمال ہوئی ہے اور خط نستعلیق رواں شکستہ مائل ہے۔

نسخۂ ہذا مصنف کا اصل مسودہ معلوم ہوتا ہے۔ اس بیان کی تائید میں اگرچہ کوئی تحریری ثبوت ہمارے پاس موجود نہیں ہے۔ کیونکہ خاتمہ جس سے تاریخ کتابت و نام کاتب و مصنف پر روشنی پڑتی ہے درج نہیں ہے۔ مگر ایسے آثار اور علامات کافی موجود ہیں۔ جو اسکی کتابت کو مستقلاً مصنف کے ساتھ وابستہ کرتے ہیں۔ جیسا کہ مسودوں کا عام دستور ہے یہ مخطوطہ بھی جگہ جگہ سے قلمزدہ ہے۔ جملے اور فقرے مختلف مقامات سے کاٹے گئے ہیں۔ اور ان کی بجائے نئے جملے اصلاح شدہ شکل میں لکھے گئے ہیں۔ مصنف نے نظرثانی کرتے وقت بیشمار موقعوں پر حاشیہ میں نئے اضافے داخل کئے ہیں۔ الفاظ میں حک و ترمیم سینکڑوں موقعوں پر نظر آتی ہے۔ کئی مقام پر عین متن میں جگہ خالی چھوڑی ہوئی ہے۔ ایک صفحہ ختم ہو چکا ہے۔ اور بجائے دوسرے صفحہ پر لکھنے کے پہلے صفحہ کے حاشیہ پر سلسلۂ کتابت جاری رکھا گیا ہے درج متن کلام شعرا سے نظرثانی کے وقت موقعہ بموقعہ بہت سے شعر غالباً بنظر اختصار کاٹ دیئے ہیں

متعدد مثالیں ایسی بھی ملتی ہیں۔ جن میں بعض شعرا کا ذکر بالخصوص ایسوں کا جنکے نام و حالات سے مُصنّف واقف نہیں ہے۔ اصل کتاب سے خارج کرکے تکملہ میں داخل کیا ہے۔ یہ ترمیم و تبدیلی اسی شخص کے قلم سے ہوئی ہے جو اس نسخہ کی کتابت کا ذمہ دار ہے۔ راقم نے ان شواہد کی بنا پر یہ رائے قائم کرلی ہے کہ یہ نسخہ مصنّفِ کتاب کا اصل مسودہ ہے۔ لیکن اب وقت آگیا ہے کہ اس شہادت کا کسی قدر تفصیلی جائزہ لیا جائے ؎

لف[۱] :۔ میاں غلام مصطفےٰ تحیر کے کل تین شعر مصنّف نے نمونۂ کلام میں دیے تھے۔ جن میں پہلے دو یہ ہیں ؎

(۱) ریختہ سن کے ہمارا وہ رقیب موذی مثل بچھو کے چھپا رخنۂ دیوار میں جا
(۲) دل کو لے بوسہ نہ دے ہے وہ پری دیکھو تو اوس نے سیکھی ہے عجب مفت بری دیکھو تو"

بعد میں ان دونوں شعروں پر قلم پھیر دیا اور ان کی جگہ ذیل کے دو شعر حاشیہ پر لکھ دیے ؎

(۱) "جدا مجھسے جب وہ دلآرام ہوگا اجل کا اسی وقت پیغام ہوگا
(۲) فکر اطفال کو ہے سنگ اوٹھالانے کی آمد آمد ہوئی شائد ترے دیوانے کی"

ایسا تصرف صرف مصنّف کر سکتا ہے ؎

لف ۱۰۳ پر حسن سوم کے ذکر میں مصنّف نے اولاً لکھا تھا۔

"گاہ گاہ از طبع لطیفش شعر ریختہ ریختہ این دو بیت از وست"

اس فقرہ کو کاٹ کر حاشیہ میں یوں ترمیم کی ہے:

"گاہ گاہ از طبعش شعر ریختہ می تراود۔ دو بیت ازان این ہیچ مدان در اینجا می نگارد"

لف ۱۳۷ پر یہ عبارت ملتی ہے

"رنگین تخلص سہ کس میدانم اوّل شاعرے است قدیمی غیر از رنگین معاصر شاعر شان جلی المتخلص بہ ولی کہ وے مصرعہ اش بدین طریق تضمین نمودہ ؎

ولی یو مصرع رنگیں ہوا ہے ورد جان و دل فدا ہے عشق میں دلبر کے جان و مال عاشق کا
اگرچہ لفظ رنگیں احتمال ضعیف صفت در مصرع دارد اما اسلوب کلام علیٰ طور لا یخفی

---

[۱] لف = الف یعنی ورق کا صفحۂ اوّل۔ اور ب سے مراد صفحۂ دوم ہے ؎

علی ذوی الافہام مقتضی قوی تضمین است و ایں ہیچ مدان سراپا نقصان غیر ازیں مصرع برشعرے از اشعارش دست نیافتہ و از نام و نشانش ہم آگاہ نگشتہ' صاحب اشعار رنگین"

لیکن مسودہ پر نظر ثانی کے وقت ولی کے شعر میں لفظ رنگیں کی بنا پر جو اس کو ایک چوتھے شاعر کے وجود کا احتمال ہوا تھا اسکو بے بنیاد سمجھ کر اور تمام فقرے کو کاٹ کر اصل عبارت یوں بنا دی:

" رنگین تخلص سہ کس میدانم اول شاعرے است قدیمی از دورۂ دویمی صاحب اشعار رنگین "

ف ۱۵۲ کے آخر میں سلطان کے بعد ایک شاعر سلمان تخلص کا تذکرہ ان الفاظ میں ہوا ہے:

" سلمان تخلص شخصے است کہ از نام و نشانش اطلاعے دست نداد' این مطلع از وست

تجھے ظالم سے لا دیکھیو طراری دل کچھ بھی دھڑکا نکیا ہل بے جگرداری دل

مصنف نے چونکہ یہ التزام رکھا ہے کہ جن شعرا کے نام و حالات معلوم نہ ہوں انہیں تکملہ میں کتاب کے خاتمہ پر درج کیا جائے۔ اس بنا پر سلمان کا تذکرہ یہاں سے کاٹ کر تکملہ میں بہ تغیر الفاظ یوں درج کیا +

ف ۳۸۷ " سلمان تخلص شخصے است کہ این مطلع او راست ؎

تجھے ظالم سے لا دیکھیو طراری دل کچھ بھی دھڑکا نکیا ہل بے جگرداری دل

ف ۱۸۰ ظفر کے حال میں ایک فقرہ یوں تھا:

" اگرچہ درہای ریختۂ طبع صافی خویش کم و بیش بہ بعضے از جوہریان می نمائند"

کسی قدر اصلاح کے بعد اس جملہ نے ذیل کی صورت اختیار کر لی:

" اگرچہ درہای ریختۂ طبع صافی خویش کم و بیش گاہ گاہ بہ بعضے جوہریان جوہر شناس می نمائند"

ف ۲۱۳ - عیاش کے بیان میں ایک فقرہ حسب ذیل ہے:

" بلند فطرۃ عالی ہمۃ صید دلہا باخلاق حسن میکنند"

اسکو بدل کر یوں لکھا:

" عالی ہمت والا نہمت پاکیزہ خلقۃ شاگرد قلندر بخش جرأۃ صید دلہا باخلاق حسن می نمائد"

لف ۲۱۶ - غضنفر کے تذکرہ میں یہ عبارت ملتی ہے -

"گویند کہ از مال بہرۂ وافی دارد نوجوان خلیق خوش وضع و رشید ترین شاگردان میاں قلندر بخش جرأتؔ است - این سہ بیت از گفتہای اوست"

حاشیہ پر اضافوں کے بعد اس عبارت کی یہ صورت ہوگئی

"گویند کہ از مال دنیا بہرۂ وافی دارد و از اسباب این جہان نصیبۂ کافی - جوان خلیق خوش وضع یار باش صاحب طبع وسعید ترین جوانان صاحب مروۃ و رشید ترین شاگردان میاں قلندر بخش جرأتؔ است ' این سہ بیت از گفتہای اوست وکشیدن این سہ نالۂ موزون منسوب بدو"

لف ۲۲۰ - فداؔ کے ذکر میں یہ جملہ آیا ہے -

"گویند کہ در فنون شاعری ہم اندکے مہارۃ دارد"

اس فقرہ کو کاٹ کر مصنّف نے یوں بنا دیا

"گویند کہ بعضے از رسائل فنون سخنوری ہم سبیر فرمودہ"

لف ۲۳۹ - فیاضؔ کے تذکرہ کی عبارت

"از سکنۂ خیر بنیاد حیدر آباد است - در مدح ناظم آنجا چیزے گفتہ"

اضافہ کے بعد یوں بن گئی

"از سکنۂ خیر بنیاد حیدر آباد کہ بسیار نیک نہاد و بغایت پاکیزہ بنیاد یار باش وخوش اختلاط نہایت آسودہ معاش و مستحکم ارتباط واقع شدہ است ' در مدح ناظم آنجا چیزے گفتہ"

ایسی اصلاحیں اور تصرفات مصنّف کے سوا کوئی شخص نہیں کر سکتا

لف ۲۶۳ پر قبولؔ کا ب ۲۶۴ پر فدرؔ کا اور لف ۲۶۵ پر قرینؔ خاکروب کا تذکرہ اولاً ان الفاظ میں کیا گیا تھا -

(۱) "قبول تخلص شخصے است کہ از حال و مآل و نام و نشانش اطلاعے دست نداد بعضے گویند کہ از دیار مشرق است واللہ اعلم بحقیقۃ الحال - بہر حال این شعر از گفتہای

اوست ؎

دل یوں خیال زلف میں پھرتا ہے نعرہ زن تاریک شب میں جیسے کوئی پاسباں پھرے"

(۲) "قدر تخلص عزیزے است کہ بر نام و نشانش ظفر نیافتہ ام - گویند کہ از قید مذاہب وارستگی تمام داشت، این مطلع وے بفائت شہرۃ دارد ؎

پیارے آئے ہو تو رہ جاؤ یہاں رات کی رات لیلۃ القدر سے بہتر ہے ملاقات کی رات"

(۳) "قرین تخلص خاکروبے است از شاگردان جعفر علی حسرۃ کہ از حال و مآلش اطلاعے ندارم - این مطلع از وے است ؎

پیارے بیوفا یا با وفا ہو غرض تم دل کے لینے کو بلا ہو"

اصولاً یہ تینوں اسما تکملہ میں داخل ہونے چاہیے تھے چنانچہ مسودہ پر دوبارہ نظر کرتے وقت ان اوراق سے کاٹ کر تکملہ میں ۳۹۱ پر بہ تغیر الفاظ یوں درج کئے

(۱) "قبول تخلص شخصے است از دیار مشرق کہ این شعر ویراست ؎

دل یوں خیال زلف میں پھرتا ہے نعرہ زن تاریک شب میں جیسے کوئی پاسباں پھرے

(۲) "قدر تخلص مردے است قدیمی کہ قید مذاہب مطلق ندارد، اما این مطلع وے اشتہار کلی دارد ؎

پیارے آئے ہو تو رہ جاؤ یہاں رات کی رات لیلۃ القدر سے بہتر ہے ملاقات کی رات"

(۳) "قرین تخلص کسے است کہ نسبت تلمذ بمیان جعفر علی حسرۃ دارد و این مطلع وے کہ باین احقر رسیدہ در اینجا می نگارد ؎

پیارے بے وفا یا با وفا ہو غرض تم دل کے لینے کو بلا ہو"

۲۶۷ - کافر شاعر کے ذکر میں عبارت ذیل

"خداوند چہ پیش آمد کہ این تخلص نمود - شعر خود را کافر پٹکہ میگفت"

اس طرح بدل دی گئی ہے :

"خدا داند کہ از چہ رو این تخلص وے را خوش افتاد و شعر خود را کافر کٹہ نام نہاد"

۳۵۲ پر وہم شاعر کا ذکر ولا اور ولائت کے درمیان درج ہو گیا تھا -

"وہم تخلص میکند میر محمد علی نبیرۂ میر محمد تقی خیال وے از سکنۂ بلدۂ لکھنؤ و ملازمان نواب وزیر الممالک است - این مطلع او گفتہ ؎

گو فکر تیرے دل کے تئیں سو لگی رہے پر وہم شرط یہ ہے کہ وہ لو لگی رہے"

چونکہ وہم کا ذکر اس موقعہ پر ترتیب ہجی کے خلاف تھا - اس لئے کاٹ کر ولایت کے بعد باختلاف بعض الفاظ اس طرح لکھا -

وہم - میر محمد علی نبیرۂ میر محمد تقی خیال شاعر فارسی گو، تخلص میکند - وے از سکنۂ بلدۂ لکھنؤ و از ملازمان سرکار دولتمدار وزیر الممالک است" الخ

ورق ۲۵۴ پر ہادی نمبر دوم کا تذکرہ آیا ہے - و ہو ہذا

"عزیزیست از شعرائے ممالک جنوبیہ - این چار بیت کہ در مدح کسے است از وے است

؎ ذات عالی ہے تری واسطے رونق دہر فیض تیرے سے جہاں میں نہیں کوئی بے بہر
ہے ترا جود و کرم خلق پہ جوں ابر بہار ہے تری موج سخا جیسے سمندر کی لہر

دیگر: بھر دیے دامن سائل میں زر و لعل و گہر کتے جو وہ کیسہ مفلس ہوئے سب معدن و بحر
خورم و شاد رہیں دوست ترے تا دم زیست جو کہ اعدا ہوں ترے اون پہ خدا کا ہو قہر"

چونکہ مصنف کو ہادی کے نام اور دیگر حالات سے اطلاع نہیں تھی اس لئے اپنے التزام کے مطابق اس تذکرہ کو یہاں سے خارج کر کے تکملہ میں ورق ۲۹۶ پر درج کیا - چنانچہ :-

"ہادی تخلص شاعرے است از شعرائے ممالک جنوبیہ - این چار بیت کہ در مدح کسے است از وے است" الیٰ آخرہ

مصنف کا قاعدہ ہے کہ مشترک تخلص رکھنے والے شعرا کی تعداد ہر ردیف کی ابتدا میں بیان کر دیتا ہے اور بتا دیتا ہے کہ کتنے اصل ردیف کے ذیل میں درج ہیں اور کتنے تکملہ میں - اب جب ہادی کو تکملہ میں منتقل کر دیا گیا تو اسے ابتدای ردیف میں بھی ترمیم کرنی پڑی - اولاً اسنے لکھا تھا

"ہادی تخلص دو کس بمن رسیدہ اول میر جواد علیخان سلمہ الرحمٰن است" وغیرہ

بعد میں اس طرح ترمیم کر دی

"ہادی تخلص دوکس بمن رسیدہ - تحریر یکے از انہا بہ تکملہ مقرر گردیدہ و آن دیگر میر جواد علیخان سلمہ الرحمٰن است"

لف ۳۷۶ پر یکرو کا تذکرہ حسب ذیل ہے

"یکرو تخلص شاعرے است از شعرائے عہد آسودہ مہد حضرت فردوس آرامگاہ انار اللہ برہانہ - شعرش بر وتیرۂ آن وقت است - این دو بیت او گفتہ قطعہ

لے گئے بے رحم بے کس کر گئے ایک تھا عاشق کے غمخواروں میں ڈل
اب تو یکرو جیتا رہنے کا نہیں جا پڑا ہے شوخ خونخواروں میں ڈل

اس نام کو ردیف یا سے کاٹ کر حسب معمول تکملہ میں داخل کر دیا ہے - جہاں عبارت اسطرح ہے:

لف ۳۹۷ "یکرو تخلص شاعرے است از شعرای عہد آسودہ مہد حضرت فردوس آرامگاہ طاب اللہ ثراہ - شعرش بر وتیرۂ آن وقت است و این دو بیت از زادہای [طبع] آن مرحوم نیک بخت" الخ

شعرا کے درج شدہ کلام سے نظر ثانی کے وقت جرأت کے تیرہ شعر - میر درد کے گیارہ - سودا کے دس - میر سوز کے چار - فراق کے چار - فغاں کے دو - منیر اول کے تین اور یقین کے سات شعر قلم زد کر دیے ہیں - لیکن مصنف کے اپنے کلام میں سب سے زیادہ قطع و برید کی گئی ہے - لف ۲۴۶ و ۲۶۳ پر یہ کلام درج ہے اور پورے بانوے اشعار اس سے خارج کئے ہیں - اسی ایک امر سے ظاہر ہے کہ یہ کام مصنف کتاب کا ہے ورنہ غیر شخص یہ دردِ سر کیوں گوارا کرتا کہ چھانٹ چھانٹ کر اور ڈھونڈ ڈھونڈ کر اشعار کی ایک بڑی تعداد پر جگہ جگہ قلم پھیر کر کتاب کو مجروح کرتا -

یہاں ایک اور امر کی طرف توجہ دلائی جاتی ہے کہ مصنف نے نسخۂ ہذا کی تسوید کے وقت آیندہ اضافوں کے خیال سے متعدد مقامات پر جگہ خالی چھوڑ دی ہے - میں صرف بعض کا ذکر کرتا ہوں -

لف ۱۳۴ پر نصف سطر کی - لف ۲۹۰ پر چھ سطروں کی - لف ۲۹۹ پر تین سطروں کی - لف ۳۰۰ پر سولھا سطروں کی - لف ۳۳۴ پر نو سطروں کی - لف ۳۳۷ پر تین سطروں کی اور لف ۳۹۴ پر دو

سطروں کی جگہ خالی چھوٹی ہوئی ہے۔ لیکن انڈیا آفس کے نسخہ سے معلوم ہوتا ہے۔ کہ سوای چند مقامات کے جن کی تشریح مطبوعہ متن میں اپنے اپنے مقام پر کردی گئی ہے۔ باقی کی بیاض بدستور قایم رہی ۔

مصنّف کا دستور ہے کہ ہر ردیف کی ابتدا میں اس ردیف کے شعرا کی تعداد گنا کر مشترک تخلص والے شعرا کا شمار الگ دے دیتا ہے۔ جدید شعرا کے ادخال کی بنا پر اس تعداد میں تفاوت پیدا ہوتا رہتا ہے اور مصنّف حسب ضرورت اس تعداد کو درست کرتا رہتا ہے۔ ردیف شین صاد غین۔ فا۔ کاف۔ میم اور نون اس سلسلہ میں قابل ذکر ہیں۔ جن میں ایک سے زیادہ مرتبہ قلم پھیرا گیا ہے۔ مصنّف نے ردیف کاف میں چودہ ردیف میم میں تراسی اور ردیف نون میں تیس شاعر گنائے ہیں۔ حالانکہ ان شاعروں کی صحیح تعداد بالترتیب پندرہ، بیاسی اور انتیس ہے ۔

میں انہی مثالوں پر قناعت کرتا ہوں اور کہتا ہوں کہ یہ حک و اصلاح قطع و برید حذف اور اضافے ناقابل تردید شہادت ہیں۔ اس امر کی کہ یہ نسخہ مصنّف کے قلم کا نوشتہ ہے ۔

نسخۂ ہذا مجکو نہایت خستہ اور تباہ حالت میں ملا ہے۔ اوّل تو مصنّف کی تحریر میں نقاط کا بہت کم التزام ہے اور اس لئے اس کی نقل لینا آسان کام نہیں تھا۔ متن کی تصحیح میں ہر ممکن ذریعہ سے کام لیا گیا ہے۔ تاہم کئی مقام اب بھی صاف نہیں ہوئے۔ دوسرے کثرت سے کرم خوردہ ہونے کے علاوہ جس کا اثر عبارت متن پر بھی عائل ہے۔ متعدد اوراق کا کچھ کچھ حصہ ڈیڑھ ڈیڑھ دو دو انچ کے دور میں ضایع ہو چکا ہے۔ چنانچہ صرف اس واحد نسخہ پر میری نقل کا وار و مدار ناممکن تھا۔ اس لئے اور نسخوں کی تلاش ہوئی۔ مولوی محفوظ الحق پروفیسر پریزیڈنسی کالج کلکتہ نے ایک نسخہ جو اُن کے کسی دوست کی ملک تھا بھیجنے کا وعدہ کیا لیکن ان کی کوشش بارآور ثابت نہیں ہوئی۔ ناچار انڈیا آفس کے کتاب خانہ سے ایک نسخہ ۳۱۲۳ فہرست فارسی کے مستعار منگوانے کا انتظام کیا گیا۔ کتاب دار نے نہایت مہربانی سے اس کو بھیج دیا۔ مگر کسقدر افسوس ہوا۔ جب میں نے یہ معلوم کیا کہ یہ نسخہ جسے آیندہ بنا بر اختصار ا. ا. کہا جائیگا کثرت سے غلط اور سقیم ہے وہ کسی کم سواد کاتب کے ہاتھ کا لکھا ہوا ہے اور فاحش غلطیاں کثرت سے نمودار ہیں۔ تاہم اب گویا میرے پاس دو نسخے ہو گئے۔ ان کا مقابلہ کرنا اور عبارت کا فرق حاشیہ میں دکھانا محض بیسود

تھا - کیونکہ سوای اس کے کہ ا۔ا۔کی اغلاط ہیں اپنے نسخہ میں دکھاتا چلا جاؤں اور کوئی حاصل نہیں تھا - البتہ اختلافات کو میں نے لے لیا ہے - یا تو انہیں متن میں داخل کر لیا ہے یا حاشیہ میں دکھا دیا ہے ' ا۔ا' اگرچہ یونیورسٹی کے نسخہ کے مقابلہ میں جدید ہے - تاہم میں سمجھتا ہوں کہ وہ کسی ایسے نسخہ سے منقول ہے جس میں بعض اضافے یونیورسٹی کے نسخہ سے زیادہ ہیں - میں نے ان اضافوں کو اپنے متن میں شامل کر لیا ہے - اس کے علاوہ جہاں جہاں اصل نسخہ کی عبارت ضایع ہوگئی ہے وہ حصہ میں نے ا۔ا سے نقل کر لیا ہے اور ایسی عبارت یا الفاظ کو قلابین میں بدیں صورت [ ] محدود کر دیا ہے - بعض میرے اپنے اضافے ہیں جو اگرچہ محدود ہیں انہیں قوسین ( ) میں رکھ دیا گیا ہے - دو جگہ سے کچھ اشعار جو عہد حاضرہ کے مذاق کے منافی تھے خارج کر دیے ہیں - اس کے سوا اصل نسخہ کو بالکل نہیں چھیڑا گیا ہے - البتہ ضخامت کے خیال سے اسے دو جلدوں میں تقسیم کر دیا گیا ہے +

جب مجھے ا۔ا اور اسکی اغلاط کا کافی تجربہ ہوگیا - اس وقت مجھ پر یہ عقدہ کھلا - کہ یونیورسٹی کا نسخہ کسی فاضل اہل قلم کا لکھا ہوا ہے - کیونکہ اس میں سوای املا کی بعض خصوصیات کے مجکو کوئی غلطی نظر نہیں آتی تھی - اس کا متن ہمیشہ نہایت صحیح اور درست ثابت ہوا - رفتہ رفتہ یہ گمان پیدا ہوتا گیا کہ خود یہ نسخہ مصنّف کے ہاتھ کا نوشتہ ہے اور قدم قدم پر اس کے ثبوت ملتے گئے - اس سے مجکو بیحد مسرت ہوئی اور اسی قیاس و احتمال کے زیر اثر میں نے مصنّف کی مخصوص املا کو بھی محفوظ رکھنا ضروری سمجھا - تاکہ گذشتہ صدی کے ایک عالم اہل قلم کی خصائص املا و انشا معلوم رہیں اور اردو الفاظ کا مخصوص تلفظ جس طرح سے وہ بولے جا رہے تھے - ہم پر روشن ہو جائے - اردو زبان کے مختلف العہد تلفظ پر ابھی تک ہم نے غور نہیں کی ہے - اس التزام نے جو بظاہر نہایت خفیف معلوم ہوتا ہے - مرتب اور کاتب کے کام کو بیحد دشوار کر دیا باوجود احتیاط بلیغ قدم قدم پر لغزش ہوتی تھی اور قدیم و جدید املا خلط ملط ہو جاتے تھے - اگرچہ یہ دعوی نہیں کیا جا سکتا کہ نسخہ مطبوعہ بلحاظ رسم الخط اپنے اصل کا صحیح قائم مقام ہے - مگر اس قدر کہا جا سکتا ہے کہ وہ ایک بڑی حد تک اس کی خصوصیات پر قائم ہے - یای مجہول و معروف اور کاف فارسی و عربی کا فرق مجھے اپنے ناظرین کے خیال سے رکھنا پڑا ہے - علی ہذا الف

ممدودہ اور ہمزہ بھی اپنی طرف سے بہت سے موقعوں پر اضافہ کی ہے جو اصل نسخہ میں مرقوم نہیں ہے

اس نسخہ کے دیکھنے سے معلوم ہوتا ہے کہ ان ایام میں بہت سے الفاظ مختلف طریق پر لکھے جاتے تھے۔ میں بعض کی فہرست یہاں درج کرتا ہوں

(۱) نون غنہ

(۱) کٹی الفاظ میں مصنّف کے ہاں متروک ہے مثلاً

جھونپڑا = جھوپڑا ص ۴۲/۱

پھینکے (فعل) = پھیکے ص ۳۱۶/۱

چکاچوندھ = چکا چودھا ص ۴۳/۱

ہنسنا = ہسنا ص ۵۱/۱، ص ۶۶/۱، ص ۳۲۲/۱، ص ۳۲۶/۱، ص ۳۱۹/۱، ص ۲۴۵/۱،

کھینچنا = کھیچنا ص ۱۰۶/۱، ص ۲۴۱/۱، ص ۲۵۰/۱، ص ۳۰۵/۱، ص ۳۲۸/۱، ص ۳۲۳/۱،

ہونٹوں = ہوٹوں ص ۳۱۱/۱

چھینٹا = چھیٹا ص ۲۰۲/۲

کانوں (جمع کان) = کانو ص ۳۳۶/۱

جھمکوں = جھمکو ص ۳۷۳/۱

دونوں = دونو ص

منگانا = مگانا ص ۳۱۹/۱

مہنگا = مہگا ص ۲۵۸/۲

پہنچا = پہچا ص ۳۰۵/۱

پائینتی = پایتی ص ۲۱۶/۲

نیند = نید ص ۶۵/۲

اوندھی = اودھی ص ۹/۲

سینکڑوں = سیکڑوں ص

آنگن = آگن صہ

پھنسنا = پھسنا صہ ۹۴/۱ ، صہ ۲۸۱/۱

سینکنا = سیکنا صہ ۱۳۶/۱

دھواں = دھوا صہ ۱۵۰/۱

نہائینگے = نہانے گے صہ ۲۹/۱

جائیں = جانے صہ ۳۰۷/۱

جائینگے = جانے گے صہ ۳۳۶/۱

ٹھونک = ٹھوک صہ ۸۷/۱

(ب) کئی الفاظ میں موجود ہے

بیچیے = بینچیے صہ ۸۹/۱

جڑے ہوں = جڑیں ہوں صہ ۳۳۸/۱

صدمے = صدمیں صہ ۴۱/۱

نے (فاعلی) = نیں صہ ۲۴۶/۱ ، صہ ۲۳۵/۲

چوموگے (خطابیہ) = چومونگے صہ ۱۹/۱

جاگینگے = جاگیں گیں صہ ۳۰۷/۱

چلینگے = چلیں گیں صہ

(ج) تقدیم و تاخیر غنہ

یوں ہی = یوہیں صہ ۲۴۵/۱ ، صہ ۲۴۸/۱ ، صہ ۳۲۹/۱ ، صہ ۲۸۰/۱

جوں ہی = جوہیں صہ ۳۳۹/۱ ،

(۲) ہائے مخلوط

(ا) جہاں ہم ترک کر رہے ہیں مصنف کے ہاں موجود ہے

سکنا = سکھنا صہ ۲۲/۱ ، صہ ۴۸/۱ ، صہ ۶۶/۱ ، صہ ۵۴/۱ ، صہ ۱۲۰/۱ ، صہ ۲۴۳/۱ ، صہ ۲۴۸/۱ ،
صہ ۲۴۹/۱ ، صہ ۳۱۳/۱ ، صہ ۳۲۵/۱ ، صہ ۳۲۸/۱ ،

تڑپنا = تڑپھنا صہ ۱۲۸/۱ ، صہ ۲۴۹/۱ ، صہ ۳۰۷/۱ ، صہ ۱۱۰/۱ ، صہ ۱۲۴/۱ ، صہ ۲۵۰/۱ ، صہ ۳۱۰/۱ ،

سچ = سچھ صہ ۲۲/۱ ، صہ ۳۲۱/۱ ، صہ ۳۲۶/۱ ، صہ ۳۳۹/۱

سچ مچ = سچھ مچھ صہ ۱۱۸/۲ ،

(ب) جہاں ہم لاتے ہیں مصنف ترک کر رہا ہے

مجھکو = مجکو صہ ۳۲۰/۱ ، صہ ۳۳۵/۱ ، صہ ۳۳۵

تجھکو = تجکو صہ ۲۲/۱ ، صہ ۳۲۱/۱ ، صہ ۳۲۲/۱ ،

مجھسے = مجسے صہ ۲۲/۱ ، صہ ۲۳/۱ ، صہ ۳۱۳/۱ ، صہ ۳۱۵/۱ ، صہ ۳۱۶/۱ ، صہ ۳۱۹/۱ ، صہ ۳۲۶/۱

تجھسے = تجھسے ص ۳۱۳/۱ ، ص ۳۱۶/۱ ، ص ۳۳۲/۱ ،

اونگھ = اونگ ص ۸۶/۱ ،

سونگھ = سونگ ص ۸۶/۱ ،

پگھلانا = پگلانا ص ۲۴۸/۱ ،

ہاتھوں = ہاتوں ص ۳۱۸/۱ ،

(ج) تقدیم و تاخیر

ڈاڑھی = ڈھاڑی ص ۴۲/۱ ، ص ۵/۲   کمھاری = کھماری ص ۱۴۸/۱ ،

(۳) واو کا استعمال کثرت سے کیا گیا ہے

الٹا = اولٹا ص ۳۲/۱ ، ص ۵۳/۱ ،

اڑنا = اوڑنا ص ۵۳/۱ ،

اُدھر = اُودھر ص ۱۲۲/۱ ، ص ۱۲۳/۱ ، ص ۳۳۵/۱ ،

اُٹھنا = اوٹھنا ص ۲۱/۱ ،

بہت = بہوت

اُن = اون ص ۳۴/۱ ، ص ۵۲/۱ ، ص ۵۳/۱ ، ص ۵۷/۱ ،

الجھنا = اولجھنا ص ۷۶/۱ ،

مڑگئی = موڑگئی ص ۸۹/۱ ،

اُسے = اوسے ص ۳۶/۱ ، ص ۵۸/۱ ، ص ۳۱۶/۱ ،

چکنا (مصدر) = چوکنا ص ۱۲۷/۱ ، ص ۳۳۳/۱ ،

منہ = مونہہ ص ۲۲/۱ ، ص ۱۰۸/۱ ، ص ۱۲۵/۱ ،

(۴) ی کا استعمال

(۱) اضافہ کی شکلیں

ادھر = ایدھر ص ۵۰/۱ ، ص ۵۳/۱ ، ص ۶۳/۱ ، ص ۶۴/۱ ، ص ۲۴۲/۱ ، ص ۳۱۱/۱ ، ص ۳۱۲/۱ ، ص ۳۱۶/۱ ،
ص ۳۲۲/۱ ، ص ۳۲۵/۱ ،

جدھر = جیدھر ص ۲۴۱/۱ تِرا = تیرا ص ۲۷/۱

اک = ایک ص ۲۰/۱ مِرا = میرا

کِدھر = کیدھر ص ۲۴۵/۱

(ب) حذف کی شکلیں

دیوانہ = دِوانا ص ۶۸/۱، ص ۲۳/۱، ص ۳۰/۱،

بیچارہ = بچارا ص ۳۲۲/۱،

(۵) الف کا استعمال

(ا) ہمزہ کے ساتھ تبادلہ

ستائے = ستاائے ص ۶۹/۱،

(ب) اضافہ کی شکل

بلگرامی = بالگرامی ص ۳۲/۱ . وگرنہ = واگرنہ ص ۱۶۲/۱

(ج) حذف کی شکل

ہاتا پائی = ہتا پائی ص ۱۸۹/۱

سرانجام = سرنجام ص ۲/۱، ص ۳۱/۱، ص ۵۹/۱، ص ۸۴/۱

(د) ہ کے ساتھ تبادلہ

بندہ = بندا ص ۴۶/۱ پردہ = پردا ص ۲۴۲/۱

قہقہہ = قہقہا ص ۳۰۷/۱ سینہ = سینا ص ۳۳۱/۱

پیش خانہ = پیش خانا ص ۲۴۴/۱ دیوانہ = دِوانا ص ۲۸۰/۱

بیچارہ = بچارا ص ۳۲۲/۱

(۶) سین

(ا) مشدد بولنا اور غیر مشدد لکھنا

اس سے = اسے ص ۳۱۹/۱، ص ۳۳۲/۱، ص ۳۳۵/۱

اُس سے = اوسے ص ۶۸/۱، ص ۳۶/۱، ص ۳۱۶/۱، ص ۳۳۹/۱،

جس سے   جیسے ص۱/۵۵ ، ص۱/۳۳ ،

کس سے   کیسے ص۱/۳۱ ، ص۱/۳۲۵ ،

(۷) فارسی و عربی الفاظ کی املا میں بھی بعض خصوصیات قابل ذکر ہیں

(ا) لفظ کے آخر کی تای مثناۃ کو جب کہ علیحدہ ہو بقاعدۂ عربی گول لکھا ہے مثلاً

اشارۃ بابشارۃ ص۱/۳ ، خیرۃ - فتوۃ ص۱/۵ ، مبادرۃ ص۱/۹ ، سعادۃ ص۱/۱۸ ، بصارۃ ص۱/۳۵

صورۃ ص۱/۳۹ ، معاودۃ ص۱/۵۶ ، حسرۃ ص۱/۵۸ وغیرہ

(ب) ی جبکہ درمیان میں ہو - اسپر ہمزہ لگادی جاتی ہے اور نقطے نہیں دیے جاتے امثال:

نہائت ص۱/۳ ، گرائید ص۱/۶ ، غائت ص۱/۹ ، پوئند - بلند پائگی ص۱/۱۱ ، آئد ص۱/۲۱ ،

پائد ، آئد ص۱/۱۳۸ شائد ص۱/۵۷ ، عنائتے ص۱/۶۹

یہی حالت پاؤں کی ہے جس پر نون کے نقطہ کی جگہ ہمزہ لگائی گئی ہے جیسے پاؤ

ص۱/۲۰ ، ص۱/۵۵ ، ص۱/۶۷ ،

(ج) مرکب عاطفہ میں سے بعض موقعوں پر واو عاطفہ حذف کر دیا ہے :-

صنائع بدائع ص۱/۸۶ ، شوخ شنگ ص۱/۳ ، افراط تفریطے ص۱/۲۷ ، کلیلہ دمنہ ص۱/۱۶ ،

نان حلوا ص۱/۸ ،

(د) ہ پر اضافت کی صورت میں ہمزہ نہیں دی ہے :-

بمعتقد ولا - ورجہ اعتبار ص۱ ، رشتہ نظم ص۱/۱ رشتہ الفت ص۱/۲ بخانہ خود ص ،

آراستہ کلک خود ص۱/۳ شیشہ دل ص۱/۳۲ قطرہ اشک ص۱/۷۵ وغیرہ وغیرہ

(ہ) مد کا بہت کم استعمال ہے

(و) ذیل کے تصرفات قابل اعتراض ہیں :-

نسخ (نام خط مشہور) = نسق ص۱/۶۳		طپیدگان = طپیدہ گان ص۱/۲۴۴		محابا = مہابا ص۱/۹۳ حاشیہ	
بزلہ گو	= بزلہ گو ص۱/۸	اطعمہ = اطمعہ ص۱/۸		گلزار = گلذار ص۱/۱۹۸ حاشیہ	
زیبا	ذیبا ص۱/۱۳۱ ص۱/۲۳۵	ذخیرہ = زخیرہ ص۱/۱۴		رسیدگان = رسیدہ گان ص۱/۲۴۴	
محاورہ	مہاورہ ص۱/۱۱۶ حاشیہ	زیب = ذیب ص۱/۱۶۹ ، ص۱/۲۳۴			

مُصنّف کے حالات

انکی کنیت ابوالقاسم عرف میر قدرت اللہ قادری اور قاسم تخلص ہے۔ اکثر تذکرہ نگار "خان" کا لفظ انکے نام کے ساتھ اضافہ کرتے ہیں۔ حضرت امام رضا کی اولاد سے ہیں۔ ان کے سربرآوردہ بزرگوں میں ایک تو سید اسمٰعیل عزوبندی ہیں دوسرے سید فاضل گجراتی ہیں جو قصبۂ گجرات شاہ دولہ پنجاب سے تعلق رکھتے ہیں۔ انکا مکان گجرات میں لوہاروں کے محلّے میں تھا اور قبر بھی وہیں ہے جو زیارت گاہ خلائق ہے۔ مصنّف کا بیان ہے کہ "بیزار و بیٹیر کہ بہ" (ص ۹۳۔ جلد ۲۔ مجموعۂ نغز) سید فاضل کے متعلق بختاور خاں اپنی تالیف مرآت العالم میں یوں لکھتے ہیں: "سید فاضل گجراتی بورع و تقویٰ موصوفست و بہ نہی منکر و امر معروف مقید مکرر بدرگاہ خلافت پناہ رسیدہ بصنوف عنایات خلیفۃ الرحمانی ممتاز گردیدہ والحال در گجرات خورد سکونت دارد و تخم نصیحت در قلوب اہل ارادت میکارد"۔ ہر گوبند عرف عبدالباری مناقب و مرتد قانون گوی گجرات اپنی تصنیف عمدۃ نامہ میں انہیں سید میران فاضل محتسب کے نام سے یاد کرتا ہے۔ سید فاضل کا زمانہ عہد عالمگیری ہے +

حکیم صاحب نے اپنے خاندانی حالات کا مطلق ذکر نہیں کیا ہے صرف اسی قدر کہا ہے کہ اب صرف فتح علیخاں حسینی جو ایک شیخ باکمال ہیں اور جنکا ذکر اس تصنیف کے علاوہ کرامات پیران پیر میں بھی آتا ہے۔ انکے بزرگوں کے جاننے والوں میں باقی رہ گئے ہیں۔ چنانچہ کرامات پیران پیر

بزرگوں سے واقف مرے اے اجل ۔۔۔ نہیں کوئی اس کے سوا آج کل
نہیں کوئی باقی رہا دوسرا ۔۔۔ شناسا بڑوں کا اب اس کے سوا
حسب اور نسب کا مری دوستاں ۔۔۔ وہی آج آگاہ ہے بے گماں

اس اشارے سے ہم اس قدر اخذ کرتے ہیں کہ وہ ایک شریف اور ممتاز خاندان سے تعلق رکھتے ہیں جیسا کہ اوپر ذکر آچکا ہے۔ تذکرہ نگار انکے نام کیساتھ "خان" کا لفظ بھی ضم کرتے ہیں۔ اس سے ظاہر ہے کہ سرکار شاہی سے یہ خطاب انکے بزرگوں کو عطا ہوا ہے اور ورا ثتاً ان تک پہنچا ہے۔ یہ امر بھی انکی شرافت خاندانی کی دلیل ہے۔ انکا آبائی پیشہ درس و تدریس و تعلیم و تعلم کے علاوہ درویشی اور پیری مریدی تھا۔ شیخ عبدالقادر جیلانی سے انکے خاندان کو خاص ارادت تھی اور انکے والد کی بھی انہیں یہی نصیحت تھی کہ وہ ہمیشہ قادری ہیں

چنانچہ حکیم صاحب اپنی مثنوی کرامات پیران پیر میں فرماتے ہیں:

ہمیشہ ایسے والد نامدار ۔۔۔ کہ بادا بر و رحمت کردگار
یہ کرتا نصیحت بدل دوستو ۔۔۔ جو بعد ائمہ تو اے نیک خو
دل و جان سے جان جان پدر ۔۔۔ شہنشاہ بغداد کو راہ بر
سدا پوجھ سب کا انہیں پیشوا ۔۔۔ کہ ہیں تیرھویں وہ امام ہدیٰ

حکیم صاحب اس نصیحت پر مدۃ العمر عامل رہے اور ہر بارھویں تاریخ کو بڑے پیر کی فاتحہ دلواتے رہے۔ مصنف نے اپنے والد کے ذکر کے متعلق بھی خاموشی سے کام لیا ہے۔ صرف اسی قدر کہا ہے کہ میری عمر کے آٹھویں سال میں ان کا انتقال ہوتا ہے۔ چنانچہ

گیا جب جہاں سے وہ ناصح کریم ۔۔۔ ہوا اور برس آٹھویں یہ یتیم

والد کی رحلت سے تین سال بعد میر فتح علی خان حسینی ان کو لے جا کر مولانا فخر الدین کے مدرسہ میں داخل کرا دیتے ہیں۔ چنانچہ کرامات پیران پیر

مجھے لے گیا وہ جوانمرد پیر ۔۔۔ جہاں تھے وہ صدر فخر قطب کبیر
جب اس مدرسہ میں بصد انکسار ۔۔۔ مری آمد و شد ہوئی گرم یار

حکیم صاحب چونکہ ابھی کم سن تھے۔ ان کی عمر مشکل سے گیارہ سال ہوگی۔ اس لئے مولانا فخر الدین نے انہیں سید احمد ابا حسن کے حوالے کر دیا تھا جو اسی مدرسہ میں ایک مدرس اور مولانا کے مرید و جانشین تھے۔ کرامات پیران پیر

وہ استاد جن کے کیا تھا سپرد ۔۔۔ مجھے حضرت شیخ نے جان خورد
وہ تھا سید پاک و عالی تبار ۔۔۔ نہایت بزرگ و بزرگی شعار
وہ رکھتے تھے از بسکہ خلق حسن ۔۔۔ بکنیت تھے کہتے انہیں یا حسن
فنا شیخ میں تھے ہوئے مو بمو ۔۔۔ گویا حضرت فخر تھے ہو بہو
پس از رحلت شیخ قربت دثار ۔۔۔ خلافت ہوئی ان کو صدیق وار
باجماع یاران وہ پاکیزہ دین ۔۔۔ محب نبی کے ہوئے جانشین

اس عہد کے طلبا کی سادہ زندگی کا ہم اس ایک امر سے اندازہ لگا سکتے ہیں جو مصنف نے اپنی اسی

نظم میں اتفاقیہ ذکر کردیا ہے ۔ وہ کہتا ہے کہ میں صبح سے لے کر شام تک ایک لمحہ کے لئے بھی کتاب کو اپنی آنکھ سے اوجھل نہیں ہونے دیتا تھا ۔ علی الصباح اٹھا ۔ آٹا گوندھا ۔ اس کا ایک پیڑا بنایا اور جا کر تنور میں لگوالیا ۔ اور کھا پی کر دن بھر پڑھنے میں مصروف رہا ۔

نہ چھٹتی تھی مجھ سے کتاب ایک پل — کہ کرنا تھا مشکل مسائل کو حل
غرض شام سے صبح تک میں بکد — مطالعہ کناں تھا اے اہل خرد
لے ایک ساتھ آٹے کا پیڑا میں خام — علی الصبح پڑھنے کو جاتا مدام
پکا اوس کو تنور سے اور کھا — میں تا شام پڑھتا پڑھاتا سدا
مجھے بس کہ مقصود میاں علم تھا — میں تھا پیچھے باندہ اسکے آٹا پڑا
کبھو ہی میں ناغہ نہ کرتا سبق — بلا ناغہ پڑھتا ورق دو ورق

ان ایام میں حکیم صاحب اپنا اکثر وقت اپنے استاد اور مولانا فخر الدین کی معیت میں گذارتے جب یہ بزرگ زیارات کے لئے جاتے ۔ یہ اپنے سبقوں میں ناغہ ہو جانے کے ڈر سے ساتھ ساتھ رہتے زیارتیں بھی کرتے اور موقعہ پا کر سبق بھی پڑھ لیتے ۔

تو جوں سایہ ہمراہ شیخ اے جواں — زیارت کو پیروں کی پھرتے دواں
سمجھ اپنی تحصیل میں یہ فتور — سدا ساتھ رہتا میں با صد سرور
جہاں وقت فرصت کا ملتا مجھے — میں لیتا سبق پڑھ وہیں لطف سے
زیارات تھے مجکو مفت اے پسر — میسر بہم تھے یہ شیر و شکر

اسی زمانہ میں حکیم صاحب کے نانا کو امیر الامرا نجیب الدولہ بہادر کی سرکار سے توسل تھا ۔ نانا کی کوئی جاگیر تو تھی نہیں ۔ مگر امیر الامرا ان کے ساتھ مروت سے پیش آتے اور سلوک کرتے رہتے تھے اور ایام طالب علمی میں یہی نانا ہمارے مصنّف کے کفیل معاش تھے ۔

نجیب زماں تھا وہ خان زماں — کہ تھی دولت و جاہ کی اسکے شاں
وہ تھا دیندار اس قدر اے عزیز — کہ عہد اس کے میں با ہزاراں تمیز
ہوے لاکھا حافظ با وقار — ہزاروں ہی فاضل ہوئے نامدار
یہ قاسم بھی میاں اسکے ہی جود سے — ہوا ہے کچھ آگاہ شد بود سے

کہ نانا سے اسکے وہ صاحب کرم — مروت سے کرتا تھا کچھ بیش و کم
عوض اس کی جاگیر کے یہ امیر — کرے تھا تواضع قلیل و کثیر
یہ تھا حال پہ اس کے حد مہرباں — وہ تھا اس کے الطاف سے کامراں
میں سد رمق کھاکے نانا کے ہاتھ — شب و روز مشغول تھا علم ساتھ

نجیب الدولہ کے متعلق ہمیں یاد رکھنا چاہیئے کہ وہ علی محمد خاں کے زمانہ میں روہیلکھنڈ پہنچے۔ کچھ عرصہ بعد وہاں سے قطع تعلق کرکے وزیر غازی الدین کی وساطت سے دہلی آ گئے۔ جب نواب صفدر جنگ نے دربار دہلی سے مخالفت کی۔ ۱۱۶۷ھ میں نجیب الدولہ نے صفدر جنگ پر حملہ کرکے اسکو دریائے گنگا عبور کرنے پر مجبور کیا۔ اس معرکے میں نجیب الدولہ خود بھی زخمی ہوئے تھے احمد شاہ بہادر نے اس حسن خدمت کے صلہ میں ان کو نجیب الدولہ کا خطاب دیا۔ عالمگیر ثانی کے دور میں احمد شاہ ابدالی نے انہیں بادشاہ دہلی کا امیرالامرا مقرر کیا۔ لیکن شاہ موصوف کی واپسی قندھار پر جو ۱۱۷۰ھ میں ہوئی۔ غازی الدین خاں وزیر نے یہ منصب ان سے لے کر احمد خاں بنگش والی فرخ آباد کو تفویض کر دیا۔ نجیب الدولہ ۱۱۷۴ھ کی جنگ پانی پت میں بھی شریک تھے۔ اس جنگ کے اختتام پر احمد شاہ ابدالی نے بوقت واپسی دوبارہ ان کو امیرالامرا بنا دیا اور شہر دہلی اور شاہی خاندان کی حفاظت ان کے سپرد کر دی۔ نجیب الدولہ نے اپنے زمانۂ امیرالامرائی میں دہلی اور ان بقیہ اضلاع کا جو اسوقت شاہان دہلی کے قبضے میں تھے بوجہ احسن انتظام کیا اور رجب ۱۱۸۴ھ میں اس دار فانی سے رحلت کی +

اس بیان سے ظاہر ہے کہ نجیب الدولہ ۱۱۷۴ھ سے دہلی میں رہنے لگے ہیں اور اپنی وفات کے سال ۱۱۸۴ھ تک یہیں رہے۔ یہی زمانہ ہے جب ہمارا مصنف شہر دہلی میں اپنی طالب علمی کا زمانہ مولانا محمد فخرالدین کے مدرسہ میں گذار رہا ہے۔ جب ان ایام میں وہ طالب علم ہے۔ اور ۱۲۴۶ھ میں انتقال کرتا ہے تو اندازہ کیا جا سکتا ہے کہ وہ ایک بڑی عمر کا جو تقریباً اسی سال ہوگی مالک تھا +

معقول و منقول میں حکیم صاحب مولانا فخرالدین اور خواجہ احمد خاں کے شاگرد ہیں۔ مولوی محمدی متخلص بہ میاں صاحب بسمل تخلص سے مختصر وقایہ۔ مختصر معانی۔ مطول و شرح عقائد نسفی پڑھی ہیں۔

(مجموعۂ نغز صفحہ ۱/۲۴)۔ فن طب میں رئیس الحکما و شریف الاطبا حکیم محمد شریف خاں کے اور فن شعر میں ہدایت اللہ خاں ہدایت کے تلمیذ ہیں ۔

حکیم صاحب کسی کے ملازم نہیں تھے اور طبابت ذریعۂ معاش تھی ۔ مولوی کریم الدین "تاریخ شعرائے اردو" میں لکھتے ہیں "علم طب خوب ان کو آتا تھا ۔ علاج بیماروں کا کیا کرتے تھے (ص ۳۱۹) صاحب گلستان سخن انکو "حکیم کامل اور طبیب فاضل" کے معزز الفاظ سے یاد کرتے ہیں (ص ۴۰۳) اس سے معلوم ہوتا ہے کہ وہ بہت اچھے طبیب تھے ۔

ان کی زندگی ایک بے انقلاب زندگی معلوم ہوتی ہے جو طبابت اور شعر کی خدمت میں خاموشی کے ساتھ بسر ہوگئی ۔ ابتدائے شعور سے انہیں شعر گوئی کا شوق تھا ۔ مشاعروں میں ضرور حاضر رہتے ۔ امیر الامرا نجیب الدولہ کے عہد میں میر محمدی شرت کے ہاں محفل مشاعرہ منعقد ہوا کرتی تھی ۔ حکیم صاحب ان ایام میں محض مبتدی فن تھے ۔ لیکن مشاعرہ میں ضرور شامل ہوا کرتے ۔ فرماتے ہیں :۔

"در ایام دولت نواب معلے القاب نجیب الدولہ بہادر عفی اللہ عنہ طرح مراختہ بخانۂ خود می انداخت ۔ قاسم ہیچمدان سراپا نقصان کہ دران اوان مبتدی این فن بود بمجلس وے حاضر می شد" (ص ۱/۳۴)

اسی زمانہ میں میاں مصحفی دہلی میں مقیم تھے اور اپنے گھر مشاعرے کراتے تھے ۔ حکیم صاحب ان مشاعروں میں بھی شریک ہوا کرتے تھے ۔ چنانچہ کہتے ہیں :

"در زمانے کہ وارد حضرت دہلی بود یک چند طرح مراختہ بخانۂ خود انداختہ با قاسم ہیچمدان سراپا نقصان کہ اکثر بمشاعرہ اش میرفت بسیار باہلیت و آدمیت پیش می آمد" (ص ۱۸۹/۲)

معلوم ہوتا ہے کہ اسی عہد میں استاد ہدایت کی شاگردی اختیار کی ہے ۔ ہدایت کے ذکر میں کہتے ہیں :

"قاسم ہیچمدان سراپا نقصان با وصف صحبت مستوفی در عرض چہل سال تخمیناً گاہے ندیدہ کہ از وے کسی رنجیدہ" (ص ۳۱۷/۲)

اس میں چالیس سال کے زمانہ کی طرف جو اشارہ ہے وہ تذکرۂ ہذا کی تحریر کے وقت یعنے ۱۲۲۱ھ میں کیا ہے ۔ اب ظاہر ہے کہ (۱۱۸۱ = ۴۰ - ۱۲۲۱) ۱۱۸۱ھ میں حکیم صاحب استاد ہدایت سے تعلق میں آئے ہیں اور غالباً اسی زمانہ میں وہ ان کے شاگرد بنتے ہیں ۔

نو عمری سے جو لطف سخن کے سنوارنے کا لپکا پڑا ہے مرتے دم تک نہیں چھوٹا مشاعروں میں ان کی حاضر باشی ضروری تھی۔ کثرت مشق سے استادوں میں شمار ہونے لگا اور فن شعر کے ماہر تسلیم کر لیئے گئے۔ انہی مشاعروں کی بدولت میر انشاء اللہ خاں انشا سے ان کا اور عظیم بیگ عظیم کا بگاڑ ہو جاتا ہے۔ حکیم صاحب کی سلیم الطبعی اور سلاست مزاج سے توقع نہیں ہو سکتی کہ وہ خود کسی معاملہ میں پہل کرتے البتہ انشا کی شوخ اور ہنگامہ زا طبیعت ادھر مرزا کی خود بینی اور بد دماغی زیادہ تر اس ادبی معرکہ کی ذمہ دار ہے۔ حکیم صاحب براہ راست کوئی فریق نہیں تھے۔ لیکن مرزا عظیم کی رفاقت کی بنا پر انہیں اس جنگ میں حصہ لینا پڑا۔ یہ شعری رزم جس میں انشا کی طرف سے بعض ناجائز امور کی حد تک اقدام ہوا ہے۔ مرزا مینڈھو کے مشاعرہ میں قطعات و غزلیات فخریہ سے گذر کر باقاعدہ میدان جنگ کی صورت اختیار کرنے والی تھی۔ جب حکیم صاحب کے سامنے شمع لائی گئی۔ انہوں نے انشا سے خطاب کر کے کہا۔ شہزادہ! آپ کی سرکار سے ہمیں مسیلمۂ کذاب کا خطاب عنایت ہوا ہے۔ بہت اچھا! اب ذرا ہمارے الفیل ما الفیل پہ بھی کان دھریئے۔ صاحب مشاعرہ کو گمان گذرا کہ اب کوئی رکیک ہجو پڑھی جانے والی ہے۔ ادھر سے یہ اور ادھر سے محب علی محب اٹھے اور کوشش کر کے فریقین میں صلح کرا دی۔ دونوں طرف شرفا تھے مان گئے۔ معاملہ بخیر و خوبی گذر گیا اور کشت و خون تک نوبت نہیں آنے پائی۔ اس پرخاش شاعرانہ کی یادگار مرزا عظیم بیگ کا وہ مشہور مخمس ہے۔ جس کے شعر ذیل نے ہماری زبان میں ضرب المثل کی عزت حاصل کر لی ہے

شہ زور اپنے زور میں گرتا ہے مثل برق   وہ طفل کیا گرے گا جو گھٹنوں کے بل چلے

(تفصیل کے لیئے ملاحظہ ہو تذکرۂ انشا صفحہ ۸۲، ۸۹)

تذکرۂ ہذا میں بعض اشاروں سے پایا جاتا ہے کہ حکیم صاحب نے بعض اوقات ادھر ادھر سفر بھی کیئے ہیں۔ کنور پریم کشور فراقی کے ذکر میں کہتے ہیں کہ میں نے اس کے باپ کو بندرابن میں فقیرانہ لباس میں دیکھا ہے (صفحہ ۴۸) اس سے ان کا بندرابن پہنچنا ثابت ہے۔

منت کے تذکرہ میں لکھتے ہیں کہ میں اور منت ایک ہی گاڑی میں لکھنو پہنچے۔ میں واپس چلا آیا اور وہ وہیں رہ گئے

"اتفاقاً قاسم ہیچمدان سراپا نقصان ہم سفر آن فصاحت زبان وریک گردوں

تا بلدۂ لکھنؤ رسید جامع المتفرقین در یا در اندک فرصت بوطن مالوف رسانید و آن میرمیدان سخنوری در بہان (نواح) قوطن گزید" (ص ۲۱۵)

حکیم صاحب کی شادی مولوی نور احمد صاحب ممتاز کی دختر بلند اختر سے ہوئی تھی۔ نور احمد مولوی عبدالوہاب کے فرزند ہیں جو اپنے عہد کے بڑے عالم مانے جاتے تھے۔ خود مولوی نور احمد شاہ عالم ثانی کے ایام شہزادگی میں استاد تھے۔ جب شہزادۂ والا گوہر (شاہ عالم کی شہزادگی کا نام ہے) دیار شرقیہ کو چلے گئے۔ مولوی نور احمد کا سلسلہ سلطان ہدایت بخش اور نواب عماد الملک کی سرکار وں میں ہو گیا۔ آخر میں خانہ نشین ہو گئے اور باقی عمر بڑی عزت کے ساتھ گذار دی۔ اہل شہر و محلہ مولوی صاحب کی بیحد عزت کرتے تھے۔ یہ اس سے ظاہر ہے کہ جس دن مولوی صاحب کا انتقال ہوا۔ اہل بازار نے ان کے احترام میں اپنی دکانیں بند کر دیں اور شریک جنازہ ہو گئے اور جبتک مولوی صاحب کو دفن نہیں کر دیا گیا۔ اسوقت تک واپس نہیں آئے (ص ۲۱۴)

اولاد میں حکیم صاحب نے صرف ایک فرزند کا ذکر کیا ہے اور بمصداق 'اَلوَلَدُ سِرٌّ لِأَبِیہِ' وہ بھی شاعر ہیں۔ ان کا نام عزت اللہ عشق ہے۔ حافظ و قاری ہونے کے علاوہ فن طبابت میں صاحب کمال ہیں اور میرزا ولی عہد بہادر (اکبر شاہ ثانی) کے فرزند اکبر مرزا ابوالظفر بہادر ظفر (ابوظفر سراج الدین محمد بہادر شاہ پادشاہ) کے کلام کی اصلاح دیتے ہیں۔ اس موقعہ پر حکیم صاحب کے فقرہ سے مترشح ہوتا ہے کہ شاید خود حکیم صاحب بھی شاہی خاندان کی اصلاح دیتے رہے ہیں۔ ان کے الفاظ ہیں:

"اما از برخوردار کامگار میر عزت اللہ عشق مدعمرہٗ و زاد قدرہ کہ ارثاً سررشتۂ استادی این دودمان عالیشان دارد استشارہ می فرمایند" (ص ۳۴۳)

ایک احتمال یہ بھی ہو سکتا ہے کہ عزت اللہ عشق کے نانا مولوی نور احمد شاہ عالم ثانی کے استاد ہیں۔ ممکن ہے کہ یہ اشارہ اس طرف ہو۔ بہرحال استاد ذوق سے پیشتر عشق ظفر کی غزلیات کی اصلاح دیا کرتے تھے۔

حکیم صاحب کے بزرگوں کا پیشہ درس و تدریس اور پیری مریدی تھا۔ آخر الذکر کو ترک کر کے حکیم صاحب نے اس کی جگہ طبابت کا مفید پیشہ اختیار کر لیا تھا۔ مگر اول الذکر تعلیم و تعلم کو معلوم ہوتا

ہے کہ برابر جاری رکھا۔ فن شعر میں ان کے شاگردوں کی فہرست جہانتک کہ تذکرۂ ہذا کا تعلق ہے۔ نہایت مختصر ہے۔ لیکن میں ایسے شاگردوں کے نام جن کا ذکر اتفاقیہ اس تذکرہ میں آگیا ہے۔ خواہ وہ مکتبی شاگرد ہوں یا فن شعر کے یا محض کتابی تکرار کرنے والے یہاں درج کئے دیتا ہوں:

(۱) آفاق۔ میر فریدالدین۔ اصل میں حکیم ثناء اللہ خاں فراق کے شاگرد ہیں۔ لیکن استاد کے کہنے سے حکیم صاحب کو بھی اپنا کلام دکھا دیا کرتے ہیں (ص ۳۷)

(۲) احسن۔ احسن اللہ۔ حکیم صاحب ہی کے شاگرد ہیں (ص ۵۴)

(۳) اشرف۔ غلام اشرف۔ منجملہ دیگر کمالات علم موسیقی میں پوری دستگاہ رکھتے ہیں۔ ساز سندر بین انکی ایجاد ہے۔ بعض علوم عربیہ کے علاوہ ریختہ میں بھی حکیم صاحب سے اصلاح لیتے ہیں۔ انکی لاابالیانہ افتاد طبیعت کے حکیم صاحب شکوہ سنج ہیں۔ کہتے ہیں کہ اب تو وہ اپنا کلام مجھے دکھائے بغیر غیر ذمہ دارانہ طریق پر لوگوں کے سامنے پڑھ دیتے ہیں (ص ۶۲)

(۴) افسوس۔ غفور بیگ۔ اصل میں استاد ہدایت کے تلمیذ ہیں۔ لیکن استاد کی غیبت میں اپنا کلام فراق اور حکیم صاحب کو دکھا لیا کرتے ہیں (ص ۶۶)

(۵) بیان۔ خواجہ احسن اللہ خاں۔ مصنف کے ساتھ بلا ناغہ سبق کی تکرار کرتے رہے ہیں (ص ۱۲۳)

(۶) تنہا۔ ایک افغان زادہ تھا۔ عین عالم شباب میں انتقال کیا۔ اپنا کلام کبھی حکیم صاحب کو اور کبھی فراق کو دکھاتا رہا ہے (ص ۱۴۸)

(۷) حفیظ۔ حافظ محمد حفیظ۔ کشمیری الاصل اور دہلوی المولد ہے۔ اپنا کلام کبھی فراق کو کبھی حکیم صاحب کو دکھاتا رہا۔ بعد میں عشق سے مشورہ کرنے لگا (ص ۲۱۳)

(۸) راقم۔ غلام محمد ہفت قلم۔ مصنف مشہور تذکرۂ خوشنویساں۔ مجموعۂ نغز کی تالیف سے بارہ تیرہ سال پیشتر جب راقم لکھنؤ نہیں گیا تھا۔ حکیم صاحب سے شرح شمسیہ اور حاشیۂ میر پڑھتا رہا ہے۔ اور شعر میں بھی اصلاح لی ہے (ص ۲۶۴)

(۹) شفیق۔ مظہر علیخاں۔ مشق سخن فراق سے کرتا رہا ہے۔ لیکن حکیم صاحب اور اُن کے فرزند عشق سے بھی استفادہ کیا ہے (ص ۳۴۴)

(۱۰) نیاز۔ میاں نیاز احمد شاعر مشہور۔ حکیم صاحب کے ساتھ بعض کتابوں کی تکرار کی ہے (ص ۳۸۸)

(۱۱) سرور - میر فیض علی - سید ابراہیم کی اولاد سے ہے جو سید شمس الدین کے بھائی ہیں - ان کا مزار دہلی سے دو منزل پر قصبۂ اجڑاٹہ میں واقع ہے - سادات کیرہ یہ ہیں سے ہیں - اور طریق شطاریہ پر عامل ہیں - ان کے مزار پر ذیقعدہ کی سترھویں تاریخ سے بیسویں تک سالانہ عرس ہوتا ہے - جس میں قرب و جوار کے لوگ شامل ہوتے ہیں - یہ سرور علوم عقلیہ و نقلیہ کی تحصیل کے لئے اپنے وطن سے آکر حکیم صاحب کے ہاں مستقلاً مقیم ہوگیا ہے اور پوری سرگرمی کے ساتھ اپنی تعلیم میں مصروف ہے (ص ۳۸۹/۲ تکملہ)

حکیم صاحب کا شمار چوٹی کے شعرا میں نہیں کیا جا سکتا - ان کے کلام کا جوہر مشاقی اور روزمرہ کی صفائی ہے - کثرت مشق نے کلام کو پختگی کی حد تک پہنچا دیا ہے - مگر ہمیں کہنا پڑتا ہے کہ شاعری اس میں بہت کم پائی جاتی ہے - ان کے پرگو ہونے میں کوئی شبہ نہیں - جیسا کہ ان کی تصنیفات سے ظاہر ہے - اس تذکرہ کی تالیف کے وقت ایک ضخیم دیوان ختم ہو چکا ہے - جس میں سات ہزار اشعار ہیں - اس کے علاوہ بحر رمل مسدس محذوف میں ایک معراجنامہ لکھا جا چکا ہے - جس کے ابیات کی تعداد تین ہزار پانسو ہے (ص ۹۳ - جلد دوم)

۱۲۱۷ھ میں ایک مثنوی بوزن شاہنامہ شیخ عبد القادر جیلانی کے حالات و کرامات میں موسوم بہ کرامات پیران پیر ختم کر چکے ہیں - جس میں پانچ ہزار دو سو اشعار ہیں اور بشرط زندگی ارادہ کر رہے ہیں کہ غزوۂ بدر کو نظم کے قالب میں ڈھالیں ۔

کرامات پیران پیر کے سوا باقی تالیفات راقم کی نظر سے نہیں گذری ہیں - یہ مثنوی نواب صدر یار جنگ بہادر کے کتب خانہ واقع حبیب گنج میں محفوظ ہے اور وہیں راقم کو حکیم صاحب کی اس متبرک تالیف کی زیارت کا موقعہ پہلی مرتبہ ملا - گذشتہ سطور میں حکیم صاحب کی زندگی پر روشنی ڈالنے والے بعض اشعار اسی مثنوی سے ماخوذ ہیں - یہ مثنوی گویا شیخ عبد القادر جیلانی رحمۃ اللہ علیہ کی جناب میں مصنف کی انتہائی عقیدت مندی کی ایک یادگار ہے ۔

لیکن حکیم صاحب کی زندگی کا سب سے بڑا کارنامہ جس کی بنا پر انہیں ہمارے ادبیات کی تاریخ میں ایک ممتاز جگہ مل گئی ہے - ان کی موجودہ تالیف مجموعۂ نغز ہے - اس قابل قدر تالیف کی اہمیت اور اس کا صحیح رتبہ معلوم کرنے کے لئے ہمیں اس شاخ ادب کی ان مصنفات کا ذکر کرنا

ہوگا - جو اس تذکرہ سے پیشتر عالم وجود میں آچکی ہیں اور جن کے متعلق ہمیں کچھ علم ہے ؞
سنہ ۱۱۶۵ھ میں نکات الشعرا اور تذکرۂ علی حسینی گردیزی - سنہ ۱۱۶۸ھ میں مخزن نکات - سنہ ۱۱۷۵ھ میں چمنستان شعرا - سنہ ۱۱۸۸ھ و سنہ ۱۱۹۲ھ کے مابین میر حسن کا تذکرہ سنہ ۱۱۹۳ھ میں تذکرۂ شورش، سنہ ۱۱۹۶-۵ھ میں گلزار ابراہیم - سنہ ۱۲۰۹ھ میں تذکرۂ مصحفی - گلشن ہند سنہ ۱۲۱۵ھ میں اور تذکرۂ عشقی اس سن کے عنقریب بعد مرتب ہو چکے ہیں - مجموعۂ نغز ان تالیفات کے مقابلہ میں یقیناً ایک بسوط اور ضخیم تالیف ہے - لیکن دو اور تذکرے ہیں جو ضخامت اور حجم کے اعتبار سے اس پر فضیلت رکھتے ہیں - چونکہ ہمارے تذکرہ کا ان کے ساتھ قریبی تعلق بتایا جاتا ہے - اس لئے ان کا ذکر کسی قدر تفصیل سے کیا جاتا ہے ؞ -

ان میں ایک تو عیار الشعرا از خوب چند ذکا ہے جو سنہ ۱۲۰۸ھ یا سنہ ۱۲۱۳ھ میں شروع ہوا - اور مولف برابر تیس سال تک اس میں اضافہ کرتا رہا - آخری تاریخ سنہ ۱۲۴۷ھ بتائی جاتی ہے - اس تصنیف میں پندرہ سو شاعروں کا ذکر ہے اور ایک ہزار صفحات ہیں ؞

دوسرا تذکرہ عمدۂ منتخبہ از اعظم الدولہ سرور سنہ ۱۲۱۶ھ کی تالیف ہے اور بارہ سو شعرا کے حالات پر مشتمل ہے ؞

اب مجموعۂ نغز کی باری آتی ہے - یہ تالیف چھ سو ترانوے ریختہ نگاروں کے حالات اور آٹھ سو صفحات پر مشتمل ہے - سنہ ۱۲۲۱ھ اسکی تاریخ اختتام ہے - اگرچہ اس تاریخ سے بہت عرصہ پہلے اس کی داغ بیل پڑ چکی ہے ؞

اشپرنگر جس کے سامنے یہ تذکرے موجود ہیں کہتا ہے کہ قاسم کا تذکرہ سرور کے تذکرے پر مبنی معلوم ہوتا ہے - ساتھ ہی سرور کی تالیف کو عیار الشعرا کا ایک اصلاح یافتہ مرتبہ کہتا ہے - مگر خود عیار الشعرا کی نسبت اس کی رائے بہت بری ہے - کہتا ہے کہ اس میں تکرار کے علاوہ ہر قسم کا رطب و یابس اور غیر تنقیدی مواد جمع کر دیا ہے - حتیٰ کہ غیر شاعروں کو بھی شاعر لکھ مارا ہے - ہم ان دونوں تذکروں سے ناواقفیت کی بنا پر کوئی رائے قائم نہیں کر سکتے کہ مجموعۂ نغز پر ان تذکروں کا پرتو کس قدر ہے - اور مصنف کی اپنی کوشش کا حصہ کس حد تک ہے - حکیم صاحب ذکا اور سرور کے حالات کے ضمن میں ان کے تذکروں کا تو ذکر کرتے ہیں ؛ مگر ان سے استفادہ کی بابت

کچھ نہیں کہتے۔ البتہ ایک امر سے معلوم ہوتا ہے کہ تذکرۂ ہذا میں خود مصنف کی تحقیقات اور تلاش کا ایک بڑا ذخیرہ موجود ہے۔ اشپرنگر جس کے پاس شفیق اور میر حسن کی مؤلفات کے سوا فہرستِ بالا کے تمام تذکرے موجود ہیں۔ ریختہ گویوں کی جدید فہرست طیار کرتے وقت جس میں التزاماً یہ اصول مدِّنظر رکھا ہے کہ ہر شاعر کا ذکر اصل ماخذ سے نقل ہو نہ اس کے کسی ناقل سے۔ مجموعۂ نغز کو تین سو بیس شعرائے اُردو کے سلسلہ میں استعمال کر رہا ہے۔ جس سے صریحاً ظاہر ہے کہ ماخذی اطلاعات کی ایک بڑی مقدار اس میں جمع ہے۔ ادھر دتاسی نے اپنی تاریخ شعرای اُردو میں کثرت کے ساتھ اس سے کام لیا ہے۔ لیکن اس تالیف کی حقیقی وقعت کا اس وقت اندازہ ہوتا ہے جب مولانا محمد حسین آزاد کی مشہورِ عالم تصنیف آبحیات کی ورق گردانی کی جاتی ہے۔ مولانا نے اگرچہ ہر موقعہ پر اس تالیف سے استفادہ کا اظہار نہیں کیا ہے۔ تاہم وثوق کے ساتھ کہا جا سکتا ہے کہ آبِ حیات کا ایک بڑا حصہ اس تذکرہ سے ماخوذ ہے۔

یہ تذکرہ جیسا کہ اس عہد کی تالیفات کا دستور ہے۔ فارسی زبان میں مرقوم ہے جس میں نثر سادہ و عاری کو موقعہ بموقعہ مرجز و مقفّیٰ کے ساتھ آمیز کر دیا گیا ہے۔ لیکن یہ بدعت آٹے میں نمک کے برابر ہے۔ محمد شاہ کے زمانہ سے لے کر شاہ عالم ثانی کے اختتام عہد تک کے شعرا کے حالات و کلام پر یہ تصنیف روشنی ڈالتی ہے۔ مصنف دورِ سوم و چہارم کے شعرا سے ذاتی واقفیت رکھتا ہے۔ چالیس سال تک اس نے باغ سخن کی آبیاری کی ہے۔ شاعروں اور مشاعروں سے واسطہ رکھا ہے اور شعر و غزل کے چرچوں میں اوقات گذاری ہے۔ اس لئے اس کو اپنے عہد کے شعرا ان کے محاسن و اخلاق۔ قابلیت و استعداد اور جوہرِ کلام کے دیکھنے اور رائے قائم کرنے کا نہایت نادر موقعہ ملا ہے۔

اساتذہ کے اسما کے ساتھ مصنف نے یہ التزام کیا ہے کہ ہر استاد کے تخلص کا ہم قافیہ جملہ اس کے نام سے پہلے لایا ہے اور پھر یہ فقرہ گاہ گاہ بادنیٰ تغیر ہر جگہ اس نام کے ساتھ دوہرایا گیا ہے۔ گویا سرکارِ قاسمی سے خطابات عطا ہوئے ہیں۔ شیخ ظہور الدین حاتم کا نام یوں لکھا ہے!

"استادِ اکثرے از سخن سنجان عالم شیخ ظہور الدین حاتم" صـ ۹۸/۱ ، صـ ۱۱۴/۱ ، صـ ۲۸۶/۱

میرزا مظہر کے لئے: "سخن سنج ہنر گستر مرزا جان جان مظہر" صـ ۱۲۳/۱ ، صـ ۲۰۰/۱ ، صـ ۲۵۳/۱

سودا کو : " سرآمد شعرای فصاحت آغا مرزا محمد رفیع سودا " ص ۳۰/۱ ، ص ۵۹/۱ ، ص ۱۰۶/۱ ، ص ۳۵۹/۱ ، ص ۲۵۷/۱

میر صاحب کو : سخن سنج بے نظیر محمد تقی میر " ص ۱۰۷/۱ ، ص ۱۹۵-۴/۱ ، ص ۳۴۶/۱ ، ص ۳۶۱/۱ ، ص ۳۶۶/۱

میر درد - مملکت سخن سازی را یکہ تاز مرد خواجہ میر درد " ص ۲۴/۱ ، ص ۱۲۶/۱ ، ص ۱۶۶/۱ ، ص ۳۶۷/۱ اور

سخن سنج روشن ضمیر حضرت خواجہ میر " ص ۲۷۷/۱ ، ص ۲۸۶/۱ ، ص ۴۰/۱ ،

ص ۳۳۵/۱ سے بھی خواجہ میر درد مراد ہیں ؂

میر سوز - شاعر فصاحت افروز محمد میر سوز ص ۳۴/۱ ، ص ۸۰/۱ ، ص ۲۰۳/۱ ، ص ۲۷۶/۱ وغیرہ

ہدایت - " استاد صاحب درایت ہدایت اللہ خان ہدایت " ص ۱۹/۲ ، ص ۲۴/۲ ، ص ۸۲/۲ وغیرہ

فراق - " دوستدار (محب) سراپا اشتیاق حکیم ثناء اللہ خاں فراق " ص ۱۲۶/۱ ، ص ۲۷۴/۱ ، ص ۳۵۴/۱ ، ص ۳۶۶/۱

مشہور اور پایہ کے شعرا کے نمونۂ کلام میں کثرت کے ساتھ اشعار نقل کئے ہیں - ان کے حالات کے سلسلہ میں اگرچہ چنداں اہتمام نہیں کیا گیا ہے تاہم اور تذکروں کے مقابلہ میں ہمارے مؤلف کی مساعی بارور مانی جا سکتی ہے - شعرا کی تاریخ وفات و حیات اگرچہ درج نہیں ہے تاہم ایسے امور موجود ہیں جن سے ان کے زمانوں کے متعلق غلطی کا احتمال باقی نہیں رہتا ؂

تذکرہ کی ورق گردانی سے معلوم ہوتا ہے کہ زمانہ اگرچہ مشغلۂ شعر کے خلاف تھا اور سیاسیات کے مطلع پر فتنہ و آشوب کی گھنگھور گھٹائیں ہر وقت چھائی ہوئی تھیں - احمد شاہ ابدالی کی آمد اور بعد کے سیاسی واقعات نے مغلیہ سلطنت کے شیرازہ کو درہم و برہم کر دیا ہے - دہلی ویران ہو رہی ہے اور اس کے فرزند تلاش معاش میں دربدر اور خاک بسر پریشان حال پھرتے ہیں لیکن راجہ سے پرجا تک جسکو دیکھو شوق شعر میں ڈوبا ہوا ہے - ذکور و اناث اور عامی و عالم اس کی چھینٹ سے خالی نہیں - مسلمان اور ہندو بلکہ فرنگی زادوں تک میں یہ ذوق سرایت کر گیا ہے سلاطین و عمال - امرا و علما - سپاہ و اہل دیوان کے علاوہ ہر طبقہ کے پیشہ وروں پر شاعری کا رنگ چڑھا ہوا ہے - مثلاً منیر صیقل گر ہے - اگرچہ اچھے خاندان سے تعلق رکھتا ہے - محمد امان نثار معمار ہیں - جامع مسجد دہلی انہی کے بزرگوں کی بنائی ہوئی ہے اور یہ خود بھی اسی پیشہ سے بسر اوقات کرتے ہیں - یہ وہی نثار ہیں جنہوں نے میر تقی میر کے اژدر نامہ کے جواب میں بدیہہ نظم پڑھ کر اہل مشاعرہ سے خراج تحسین وصول کیا تھا - اسی طرح حسین بخش بخشی پارچہ فروش ہے

مدسنگھ شگفتہ آہنگر ہے۔ خواجہ ہیلنگا شیدا علاقہ بند ہے۔ میر صادق علی صادق فیلبان ہے۔ شنبھو ناتھ عزیز مہاجن ہے۔ میر لطیف علی لطیف جواہرات کا دلال ہے اور مغل علی مغل علاقہ بند و سوداگر۔ بدرالدین مفتون بزاز اور یکرنگ سنار ہے۔ محمد ہاشم شائق خیاط ہے۔ اس کے ساتھ مرثیہ خوانی کی خدمت کو بھی ضم کر لیا ہے اور کافی شہرت رکھتا ہے۔ محمد عارف رفوگر ہے۔ عنایت اللہ عرف کلو حجام ہے اور حضرت مولانا محمد فخرالدین کی سر تراشی کرتا ہے۔ شعر میں میاں کلو کو مرزا سودا کے تلمذ پر فخر ہے۔ مذاق سخن اسقدر بلند ہے کہ سودا کے سوا کسی کو شاعر بھی تسلیم نہیں کرتے۔ غلام ناصر جراح ہے مقصود ایک سقہ ہے۔ جونن شعر میں بازار کے لونڈوں کا استاد ہے۔ قرین ایک خاکروب ہے۔ اگرچہ تکملہ میں درج کرتے وقت مصنف نے اس کے اصل پیشے کا ذکر ترک کر دیا ہے۔

اسی طرح ہر وضع و قماش کے شعر گو موجود ہیں۔ ثقہ و سنجیدہ نگار سے لے کر رند و اوباش، ہزال و پواج اور فحش گو تک اپنی اپنی بولی بول رہے ہیں مثلاً جعفر زٹلی اٹل (میر عبدالجلیل بلگرامی)۔ محمد عطا بانکہ۔ صاحبقران۔ شہوت وغیرہ۔ مؤخرالذکر کو شاہ عالم ثانی نے مسخرۃ الدولہ قرمساق خاں بہادر پھکڑ جنگ کا مناسب خطاب عنایت کیا تھا۔ بعض نے عجیب عجیب تخلص اختیار کئے ہیں۔ کوئی اوباش ہے۔ کوئی عیاش۔ ایک عشاق ہے اور ایک کافر ہے۔ یہ بزرگ اپنے اشعار کو کافر کٹہ کے خطاب سے یاد کرتے ہیں۔ پنچھا۔ جھبنا۔ نکھو وغیرہ بھی اسی قسم کے نام ہیں۔

احمد نگر فرخ آباد۔ رامپور۔ لکھنؤ۔ عظیم آباد۔ مرشد آباد اور حیدر آباد وغیرہ شاعری کے مرکز ہیں۔ لیکن سب سے زیادہ طاقتور مرکز دہلی ہے۔ مشاعرے کثرت سے ہوتے ہیں اور ہر فرقہ و خیال کے لوگ اس میں حصہ لیتے ہیں۔ مثلاً نواب محمد یار خاں بہادر فرزند علی محمد خاں کے ہاں مجلس مشاعرہ منعقد ہوتی تھی۔ نواب امین الدولہ معین الملک ناصر جنگ بہادر عرف مرزا مینڈھو صاحب فرزند نواب وزیر الممالک شجاع الدولہ بہادر کے ہاں بھی بزم مشاعرہ قائم تھی۔ جس میں اس عہد کے مشاہیر شعرا شریک ہوتے تھے۔ رمضان کے دنوں میں اس نواب کے مشاعروں میں مسلمان شاعروں کے لئے پرتکلف امیرانہ کھانے مہیا ہوتے تھے۔ وہاں ہندو شاعروں کے لئے بھی اعلیٰ قسم کی مٹھائیاں پیش کی جاتی تھیں۔ مرزا سلیمان شکوہ بہادر کے دولت خانہ (لکھنؤ) پر مدت تک مشاعرے ہوتے رہے ہیں۔ متعدد مشہور شعرا اس شہزادے کی سلک ملازمت میں منسلک تھے مثلاً انشا۔ جرأت۔ مصحفی۔ رنگین اور محب وغیرہ

مرزا اسد بیگ رفیق شاگرد حکیم ثناء اللہ خاں فراق اور میر سجاد اکبر آبادی کے مکان (دہلی) پر بھی مشاعرہ ہوتا تھا ۔

مرزا محمد تقی ترقی کے مکان پر فیض آباد میں اور مرزا رضا قلی بیگ آشفتہ کے ہاں لکھنؤ میں مجلس مشاعرہ رہا کرتی تھی ۔

مہدی علی خان عاشق کے ہاں بلا ناغہ جمعہ کے روز مشاعرہ ہوتا تھا ۔ یہانتک کہ بقول مؤلف صبح کو اپنے فرزند کی "فاتحہ سیوم" پڑھی اور ظہر کو حسب معمول مشاعرہ کیا گیا ۔

اسی طرح ہندو شعرا میں مرزا راجہ شنکر ناتھ حیا کے ہاں مشاعرہ ہوا کرتا تھا ۔

والاجناب بہادر بیگ خاں غالب تخلص کے ہاں بھی بزم مراختہ ایک عرصہ تک ہوتی رہی ہے ۔ حاضرین کے لئے ہر قسم کے کھانوں ۔ شربتوں اور مٹھائیوں کا انتظام کیا جاتا تھا ۔

حمید الرحمن عرف میاں جان انیس ۔ عظیم الدین خاں عرف بھورے خاں آشفتہ ۔ میر سجاد سجاد میر محمدی شرف ۔ مولوی قدرت اللہ قدرت ۔ غلام ہمدانی مصحفی کے ہاں بھی مشاعرے انعقاد پاتے رہے ہیں ۔)

حکیم صاحب دشت سخن کے پرانے سیاح ہیں ۔ ان کی تمام عمر شعرا اور شاعروں کی صحبتوں میں گذری ہے ۔ اس لئے ان کی رائیں شعرا کے کلام اور مقام کے متعلق قابل احترام ہیں ۔ باوجودیکہ اس تذکرہ میں سینکڑوں شعرا کا ذکر ہے ۔ ان میں ایسے بھی ہونگے ۔ جن کے ساتھ بمقتضائے بشریت معاصرانہ چشمک، اختلاف و عداوت بھی ہوگی ۔ لیکن ہر ایک کے ذکر میں واقعہ نگاری کے فرائض کو ہاتھ سے نہیں جانے دیا ہے اور حق گوئی اور انصاف پسندی سے تجاوز نہیں کیا ہے ۔ تقریباً ہر شخص کو نیکی کے ساتھ یاد کیا ہے ۔ یہ امر ان کی نیک دلی اور سلیم الطبعی کی روشن دلیل ہے ۔ کہیں کہیں البتہ تنقیدی نقطۂ نظر کا آزادی سے استعمال کیا ہے ۔ لیکن ایسا کرتے ہوئے اظہار رائے کا اختصار مد نظر رکھا گیا ہے، ہم یہاں چند مثالیں پیش کرتے ہیں :

جرأت کے تذکرہ میں میر و جرأت کا مشہور واقعہ درج کرتے ہوئے میر کے غرور کی طرف ان الفاظ میں اشارہ کیا ہے " و این الفاظ ہندی بر زبان نخوت توامان وے گذشت . . . . "

میر محب علی عالی کی بد دماغی کے لئے لکھا ہے " مرزا محمد رفیع سودا و . . . . محمد تقی میر

را موزون الطبع میگفت وشاعر نمی دانست تا بہ دیگران خود چہ رسد ع
ہر کس بخیال خویش خبطے دارد"
آگے چلکر اس کے ایک شعر پر اعتراض کرکے طنزیہ فرماتے ہیں کہ" زہے شعور دشمنی کہ شاعری این و دعوی آن ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ "
میر حیدر علی شاہجہان آبادی شاگرد سرب سکھ دیوانہ کے لئے کہتے ہیں" خوش میگوید اما دعوی شاعری خبطے در دماغش جاگیر گردیدہ"
سعادت یار خاں رنگین کی نثری تالیف 'مجالس رنگین' کے تذکرہ میں لکھا ہے" بر اکثرے از اہل سخن تا بہ شیخ شیراز ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ بزعم خود دران دخل بیجا کردہ ۔ ۔ ۔ با این ہمہ غیر از ین کہ مناسبتے بریختہ دارد بسیار کم پایہ وسپاہانہ خواندہ است ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ "
مرزا عظیم بیگ عظیم کے بارے میں رائے ظاہر کی ہے" شاعرے بود بسیار خوب' اما نہایت پر خود غلط ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ "
انشاء اللہ خان انشا کے ساتھ اگرچہ ان کے جھگڑے رہے ۔ شعروں میں نوک جھونک ہوتی رہی ۔ فخریے اور ہجویں لکھی گئیں ۔ آخر معاملہ تیغ زبان سے گذر کر زبان شمشیر تک پہنچا ۔ ان امور کے جاننے کے بعد خیال گذرتا ہے کہ حکیم صاحب نے اپنی تالیف میں انشا کے باب میں آفت توڑی ہوگی ۔ ان کی سیرت و اخلاق اور زندگی کی تصویر نہایت بھونڈی اور بھیانک اتاری ہوگی ۔ لیکن دیکھا جاتا ہے کہ ان کے قلم نے اپنی فرض شناسی سے مطلق تزلزل نہیں کیا ہے ۔ بلکہ انشا کی سیرت کے کمزور پہلوؤں کو بھی اچھی طرح سے واضح نہیں کیا ہے ۔ کون نہیں جانتا کہ انشا ٹھٹول ۔ شوخ اور ہنگامہ آرا تھے ۔ لیکن ان کی ستیزہ کاری کے قصوں کی تحریر کے وقت بھی ہمارے مصنف کا رویہ تعجب کی حد تک اغماض اور چشم پوشی کو کارفرما ہے ۔ انشا اور مصحفی کے معرکہ کے سلسلے میں لکھتے ہیں :
" اما از انکہ بے عیب ذات خداست تعالیٰ شانہ اعظم برہانہ ۔ ماہ تمام باین رفعت تام و نور پاشی داغ سیاہ برجگر دارد قاسم ناتمام باین مسکنت مالاکلام و وارستہ معاشی واقعہ نویسی را حیلہ ساختہ بعیب چینی آن بدر منیر سپہر شرافت می پردازد' بنابر مقتضای بشری اند کی شوخ طبع و ہنگامہ آرا و خود بین واقع شدہ در بلدۂ لکھنؤ بمشاعرۂ مرشد

معظم الیہم بہ بیان غلام ہمدانی مصحفی کہ شاعرے است مسکین نہاد بے ہیچ بحدے طرف شدہ کہ کار از گفتگوی رکیک کہ شایان شان ہنرمندان نبود و اگذاشتہ بہجو گوئی کشید بلکہ آنچہ زبان زد احاد الناس است و بمجلس عامیان نسزد تا بمحفل بہشت آئین ملوک و سلاطین چہ رسد چہ بر طراز دکہ حیا بہ تحریرش رخصت نمی دہد و قلم حقائق رقم غرق عرق انفعال می شود، اگر از انسان کہ سراپا سہو و نسیان است خطاے رفت رفت۔ کلام بشر کلام اللہ نیست کہ بے خطا باشد شعر است ؎

شعر اگر اعجاز باشد بے بلند و پست نیست   در ید بیضا ہمہ انگشتہا یک دست نیست" ص۸۱

ان الفاظ پہ یہ بیان ختم ہوتا ہے۔ اب خود ان کے ساتھ جو بیتی ہے اسکی رام کہانی یوں شروع کی ہے :۔

"اگرچہ گلہ گذاری خاصہ بعد صلح شعاری شعار اہل صلاح نیست اما چون کار بواقعہ نگاری افتاد بر سبیل حکایت ماجرائے کہ بمشاعرہ امین الدولہ معین الملک ناصر جنگ بہادر عرف مرزا میڈو صاحب امیر تخلص بحضرت دہلی رو داد سزدے ازان شرح دادن مضائقہ ندارد"

اس تمہید کے بعد اصل سرگزشت بیان کی گئی ہے۔ جس میں انشا کی زیادتیاں بھی درج ہیں۔ اپنی بے قصوری اور بے بسی کا بھی ذکر ہے۔ مگر اس روداد کے خاتمہ پر مصنف کے جذبات کا ترجمان یہ مصرع ہے

ع درمیان جان و جانان ماجرائے رفت رفت (ص۸۶-۱)

اور اسی مصرع پہ یہ قصہ ختم کر دیا جاتا ہے۔

شاہ نصیر کی کج خلقی اور رعونت کے حکیم صاحب البتہ شکوہ سنج ہیں اور وجہ بھی معقول ہے۔ قطع نظر ان دیرینہ مراسم کے جو شاہ صاحب کے والد شاہ غریب اور حکیم صاحب کے درمیان تھیں اور شاہ صاحب حکیم صاحب کے سامنے پیدا ہوئے۔ انکی گود میں کھیلے اور بڑے ہوئے۔ جوان ہو کر حکیم صاحب کے ساتھ نخوت اور بے اعتنائی سے پیش آنے لگتے ہیں :

"باوصفے کہ والد حدیش بر قاسم ہیچمدان خیلے مہربان و زبدۂ صوفیان زمان حضرت میر جہان برایں سراپا نقصان نہایت عنایت فرما بودند و معہذا جلوہ اش از کتم غیب بمنصۂ ظہور بحضور این عین قصور و دیگر امور مستدعیہ مودت و تعیش باسرور کہ ذکر آنہا باوصف عدم ملایمت باطناب مخل می کشند از ہمہ اغماض العین فرمودہ برخلاف چشمداشت پیش مے آید۔ ہے ہے غلط کردم و خطا کردم۔ جاے شکوہ نیست، در اظہار اوصاف جبلی و ابراز اخلاق خلقی انسان مجبور و معذور است ع کل اناء یترشح بما فیہ" (ص۲۲۳)

مولانا آزاد نے اس گتھی کو یوں سلجھایا ہے: "حکیم قدرت اللہ خاں قاسم سے ایک خاص معاملہ یہ درمیان آیا کہ ایک دفعہ مشاعرہ میں طرح ہوئی۔ یار شتاب اور تلوار شتاب۔ شاہ نصیر نے جو غزل کہہ کر پڑھی تو اس میں قطعہ تھا کہ

رخ انور کا ترے وصف لکھا جب ہم نے — انوری نے دیا دیواں الٹ لے یار شتاب
پھر پڑھا ہم نے جو مضمون بیاض گردن — سن اسے ہو گیا چپ قاسم انوار شتاب

حکیم صاحب مرحوم خاص و عام میں واجب التعظیم تھے۔ اس کے علاوہ فضیلت علمی کے ساتھ فن شعر کے مشّاق تھے اور فقط موزونی طبع اور زور کلام کو خاطر میں نہ لاتے تھے۔ چونکہ خود قاسم تخلص کرتے تھے۔ اس لئے قاسم انوار کا لفظ ناگوار ہوا چنانچہ دوسرے مشاعرہ کی غزل میں قطعہ لکھا:

واسطے انساں کے انسانیت اوّل شرط ہے — میر ہو یا میرزا ہو خاں ہو یا نواب ہو
آدمی تو کیا خدا کو بھی نہ ہم سجدہ کریں — گر نہ خم تعظیم کو پہلے سر محراب ہو

(آبحیات ص ۴۰۷-۸)

لیکن مصنّف کے بیان کی روشنی میں یہ توجیہ ناقابل قبول ٹھہرتی ہے۔

شاہ نصیر کے علاوہ حکیم صاحب میر صاحب (میر تقی میرؔ) سے بھی خفا ہیں۔ خفگی کے اسباب سے ہم تاریکی میں ہیں۔ الزام وہی ہے جو شاہ نصیر کے خلاف تھا یعنی "نخوت اور بددماغی"۔ یہ کمزوری شاعروں میں کم و بیش پائی بھی ضرور جاتی ہے۔ آبحیات میں میر صاحب کی سیرت کی جو بدنما تصویر اتاری گئی ہے اس کے بعض رنگ حکیم صاحب ہی کے طیار کردہ ہیں۔ ہم ان الزامات کی تفصیل میں جانا نہیں چاہتے ناظرین ان کے متعلق بعض اشارے عنوان ذیل میں ملاحظہ فرمالیں۔

آبحیات و مجموعۂ نغز

اس سے قبل اشارہ کیا جا چکا ہے کہ حکیم صاحب کا یہ تذکرہ مولینا محمد حسین آزاد کی مشہور تالیف آبحیات کا ایک اہم ماخذ ہے۔ یہاں اس مسئلہ پر کسی قدر روشنی ڈالنے کی کوشش کی جاتی ہے اور مختصراً اس اطلاع کی طرف اشارہ کیا جاتا ہے۔ جو اس تذکرہ سے لی گئی ہے:

ولی اور ناصر علی کے درمیان شاعرانہ تعلّی، کا قصّہ ص ۹۳ آبحیات "شاہ مبارک آبرو کے حالات اور

اشعار متفرق۔ لکھن پاکباز کا ذکر ص۹۷، شیخ شرف الدین مضمون کا حال اور اشعار ص۱۰۲، آرزو کا ذکر اور اشعار ص۱۲۱-۱۲۲، آرزو کی بدیہہ شعر خوانی ص۱۲۳، سودا کے شعر کو حدیث قدسی کہنا ص۱۷۲، محمد شاکر ناجی کے حالات اور نادر شاہ سے جنگ کے متعلق ان کے خمسہ کے دو بند اور متفرق اشعار ص۱۰۵، شاہ حاتم کے بیشتر اور اشرف علیخاں فغاں دیگر تک کے کمتر حالات و اشعار ص۱۰۱، اسی تذکرہ سے منقول ہیں ؀

میرزا جان جان مظہر کے واقعۂ شہادت کے ذکر میں تو خود آبحیات میں اس تذکرہ کا حوالہ دیا گیا ہے مولانا آزاد فرماتے ہیں: "لیکن حکیم قدرت اللہ خاں قاسم اپنے تذکرہ میں فرماتے ہیں کہ مرزا صاحب اپنے کلام میں اکثر اشعار حضرت علی کی مدح میں کہا کرتے تھے۔ اس پر بگڑ کر کسی سنی نے یہ حرکت کی" ؀

حاشیہ میں اضافہ کیا ہے: "عجب مشکل ہے حکیم صاحب بھی ایک خوش اعتقاد سنت جماعت تھے وہ کہتے ہیں کہ سنی نے مارا۔ لوگ کہتے ہیں شیعہ نے مارا" (ص۱۴۴)

لیکن حکیم صاحب کا منشا بالکل برعکس ہے۔ ان کی عبارت یہ ہے: "ازانجا کہ مشرب صافی و مذہب اہل حق حق بوے ارزانی داشتہ بود ظالمے ناحق شناس در ایام متبرکۂ عاشورہ بہ تعصب مذہب پے بہ حقیقت کار نابردہ کہ وے غریق حب جناب ولایت مآب و حریق عشق حضرت امامت انتساب مرتضوی بود سلام اللہ علیہ و کرم اللہ وجہہ چنانچہ بعضے اشعار آبدارش خاصہ این بیت ؎

نکرد مظہر ما طاعتے و رفت بخاک نجات خود بتولای بوتراب گذاشت

بر سینۂ کینہ اش گواہی دہد بے گناہ شہید ساختہ بحضور سراپا سرور شہدای کربلا سے معلے علیہم السلام والرضوان رسانید (ص۱۹۹)

سودا کے بیان میں میر و میرزا کی افضلیت کے سلسلہ میں مجموعۂ نغز کی اصل عبارت بھی منقول ہے چنانچہ حکیم قدرت اللہ خاں قاسم بھی اپنے تذکرہ میں فرماتے ہیں: "زعم بعضے آنکہ سرآمد شعرای فصاحت آما مرزا محمد رفیع سودا در غزل گوئی بوے نرسیدہ، اما حق آنست کہ ع ہر گلے را رنگ و بوئے دیگر است مرزا دریائیست بیکران و میر نہریست عظیم الشان۔ در معلومات قواعد میر را بر مرزا برتریست و در قوت شاعری مرزا را بہ میر سروری" (ص۱۶۴)

سودا کا لطیفہ قائم علی امید وار کے ساتھ ص۱۷۱، بقاء اللہ خاں بقا کے حالات ص۱۵۴ حاشیہ اور اشعار

میر صاحب کی ہجو میں ص۲۲۲، میر خاں کمترین کا حال حاشیہ ص۲۱۱ و ص۲۱۲ اسی ماخذ سے ہیں،

میر تقی میر کے متعلق ہمارے ہاں عام جذبات یہ ہیں کہ مولانا آزاد نے میر صاحب کی بد دماغی اور تنک مزاجی کے افسانہ کو غیر ضروری فروغ دیا ہے۔ جس کی اصل غالباً کچھ بھی نہیں۔ مصنف گل رعنا کا بیان ہے:۔

"آزاد کہتے ہیں کہ افسوس یہ ہے کہ انکو (میر صاحب کو) اوروں کے کمال بھی دکھائی نہ دیتے تھے اور یہ میر سے شخص کے دامن پر بدنما دھبہ ہے" ایک اور جگہ کہتے ہیں کہ خواجہ حافظ اور شیخ سعدی کی غزل پڑھی جائے تو وہ سر ہلانا گناہ سمجھتے تھے۔ کسی اور کی کیا حقیقت ہے" مگر جب اسکی جانچ ہم انکی کتاب نکات الشعرا سے کرتے ہیں تو حیرت کی کچھ انتہا نہیں رہتی کہ یہ بیان کس قدر واقعہ کے خلاف ہے" (گل رعنا ص۱۵۶)

مولانا آزاد کی اصل عبارت یہ ہے "سب تذکرے نالاں ہیں کہ اگر یہ غرور اور بد دماغی فقط امرا کے ساتھ ہوتی تو معیوب نہ تھی۔ افسوس یہ ہے کہ اوروں کے کمال بھی انہیں دکھائی نہ دیتے تھے اور یہ امر ایسے شخص کے دامن پر نہایت بدنما دھبہ ہے جو کمال کے ساتھ صلاحیت اور نیکوکاری کا خلعت پہنے ہو۔ بزرگوں کی تحریری روایتیں ثابت کرتی ہیں کہ خواجہ حافظ شیرازی اور شیخ سعدی کی غزل پڑھی جائے تو وہ سر ہلانا گناہ سمجھتے تھے کسی اور کی کیا حقیقت ہے" (آبحیات ص۲۱۶-۲۱۷)، اس موقعہ پر مولانا آزاد نے تخیل سے کام نہیں لیا ہے۔ انکی عبارت کا اصل ماخذ حکیم صاحب کا یہ فقرہ ہے: "از نخوت و خود سری‌اش چہ بنگارم کہ سینۂ قلم حقایق رقم می‌فگارد بر شعر کسے گر ہمہ اعجاز باشد و کلام شیخ شیراز سر ہم نمی جنبانند تا بہ تحسین خود چہ رسد و بہ سخن احدے اگرچہ معنی طرازی بود و گفتۂ اہلی شیرازی گوش ہم فرانمی دارد امکان چیست کہ حرف آفرین بر زبانش رود (ص۲۳/۲)

ولی کے متعلق آزاد کا یہ بیان بے اصل مانا گیا ہے "ولی کہ بنی نوع شعرا کا آدم ہے۔ اسکے حق میں فرماتے ہیں: "ولی شاعریست از شیطان مشہور تر" میر خان کمترین اسی زمانہ میں ایک قدیمی شاعر دلی کے تھے انہیں اس فقرہ پر بڑا غصہ آیا۔ ایک نظم میں اول بہت کچھ کہا آخر میں آکر کہتے ہیں ع

ولی پر جو سخن لائے اسے شیطان کہتے ہیں" (ص۲۱۲۰)

نکات الشعرا چھپ گیا ہے۔ بیشک اس میں شیطان والا فقرہ موجود نہیں ہے۔ لیکن آزاد کا بیان حکیم صاحب کے ان بیانات پر مبنی ہے: "در تذکرۂ خود ہمہ کس را بہ بدی یاد کردہ در حق شاعر شان جلی المتخلص بہ ولی نوشتہ کہ وے شاعرے است از شیطان مشہور تر و سزای این کردار ناہنجار از کمترین شاعر بواجبی یافتہ کہ وے ہجو ہائے متعددہ او کردہ کہ بعضے ازان بغایت رکیک و پردہ در افتادہ" (ص۲۳/۲)

"بنابر نوشتن میر در تذکرهٔ خود شاعر شان جلی التخلص بہ ولی را کہ وے شاعر لیست از شیطان مشہورتر ہجوہائے رکیکہ بواجبی نمود (ص ۱۴۳/۲)

"وحقش بر جملہ سخن پردازان ہندی زبان ثابت است و سخن برسخنش ابلیس منشی و شیطنت۔ پیرجان کمترین کہ خداش بیامرزد بسیار بموقع و بجا گفتہ کہ ع

ولی پہ جو سخن لاوے اوسے شیطان کہتے ہیں (ص ۲۹۷/۲)

محمد امان نثار کے حالات اژدرنامہ کا ذکر اور نثار کی ہجو نگاری ص ۲۱۸، اسی تذکرہ سے منقول ہے اور جرأت کے حال میں ایک حوالہ بھی ملتا ہے چنانچہ: "حکیم قدرت اللہ خاں قاسم فرماتے ہیں کہ ان کے بزرگ دربار شاہی میں دربانی کی خدمت رکھتے تھے (ص ۲۳۶) جرأت کے بعض ابتدائی حالات ص ۲۳۷ مرزا محمد تقی خاں ترقی کے مشاعرہ میں جرأت کا دھوم دھامی غزل پڑھنا اور میر صاحب سے داد طلب کرنا ان کا ٹال ٹال جانا اور بعد میں جھنجلا کر یہ کہنا "کیفیت اس کی یہ ہے کہ تم شعر تو کہہ نہیں جانتے ہو اپنی چوپا چاپائی کہہ لیا کرو (ص ۲۴۱) اسی تالیف کا فیضان ہے البتہ ایک فرق ہے کہ مجموعۂ نغز میں 'چوپا چاپائی' کی جگہ 'چوما چاٹا' لکھا گیا ہے۔ ملاحظہ ہو (ص ۱۵۵/۲)؛ میر حسن کے حالات ص ۲۵۳ میر انشاء اللہ خاں کے پورے حالات ص ۲۵۹، انشا اور عظیم بیگ کا معرکہ (ص ۲۶۲ - ص ۲۶۵) اور نواب امین الدولہ معین الملک ناصر جنگ عرف مرزا مینڈھو کے ذکر کے لئے بھی یہی تذکرہ سند مانا جاسکتا ہے۔ اس کے علاوہ اور بھی موقعے ہیں جہاں آبحیات میں اس تالیف کا پرتو نمایاں ہے۔

آخر میں ان اصحاب کا شکریہ ادا کرنا ضروری ہے۔ جن سے اس تذکرے کی ترتیب کے سلسلے میں کسی نہ کسی طرح کی امداد ملی ہے۔ ان میں سب سے پہلا نام پروفیسر محمد شفیع ایم۔ اے وائس پرنسپل اورینٹل کالج و یونیورسٹی پروفیسر کا ہے، جو نہ صرف اس تذکرے سے میرے تعارف کا اوّلیں باعث ہوئے ہیں بلکہ مشتبہ الفاظ کے قرأت کے دوران میں اکثر موقعوں پر آپ نے ضروری معاونت فرمائی ہے۔ اسی سلسلہ میں پروفیسر محمد اقبال ایم۔ اے۔ پی۔ ایچ۔ ڈی یونیورسٹی پروفیسر کا شکریہ ادا کرنا بھی ضروری ہے۔

عزیزی سید محمد جعفری ایم۔ اے۔ بی ایس سی، اور عزیزی محمد باقر سلمانی ایم۔ اے۔ بی۔ ٹی نے کتاب کے مقابلے اور بعض اوقات پروف وغیرہ پڑھنے میں کافی حصّہ لیا ہے۔

برخورداری اختر شیرانی کتاب کی نقل کا ذمہ دار ہے۔

محمود شیرانی

مجموعهٔ لغز

جلد اوّل

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

بیان فصاحت نشان کہ نظام جواہر الفاظش فرحت افزای قلوب جانفرسودگان بیدای ناپیدای عظمت وجلال و تبیان بلاغت انتظام[1] کہ انتظام لآلی کلماتش راحت پیرای خواطر دل باختگان گلزار ہمیشہ بہار حسن و جمال باشد حمد و ثنای گویائی است جل جلالہ و عز جمالہ کہ بے وساطت کام و زبان ہزاران ہزار ناطقہ را با ہر کن گویا ساخت و بے یاوری لہاۃ و دندان سخن سنجان بے شمار را بفرمان یک سخن بہ تشریف نکتہ پردازی بنواخت متکلمے کہ بخطاب لَنْ تَرَانِیْ دیدار جویان ارنی گو را کلیم کردار بصعقہ ولا واد سخن گوے کہ بالقاء کلمہ حق حق گویان معرفت جو را مسیحا وار بطارم چارم بر آورد فصاحت کلمات عزت آیاتش فصحاے عرب را باوجود حرص بر معارضہ عاجز ساخت[2] بلاغت کلام عظمت التیامش بلغاے بطحا و یثرب را باوصف کمال جہد و کوشش بمقابلہ اقصر سور از درجہ اعتبار انداخت نکتہ سنجان جادو طراز را چہ یارا کہ در جنبش دم بسخن سرائی زنند کہ ما ھو بقول شاعر قلیلاً ما تؤمنون سحر پردازان مختلط بیان را چہ روے سخن پیرا کہ در برابرش نفس از نکتہ پیرائی بر آرند کہ ولا بقول کاھن قلیلاً ما تذکرون و جواہر زواہر صلوات زاکیات و درر غرر تحیات وافیات نثار ناطقے[3] کہ چون زبان صداقت بیان بدعوت خاص و عام برکشاد قفل قلوب قاسیہ اکثرے از اہل عالم بہ مفتاح ہمت درکشاد کالے

---

[1] ا ۱. توامان ، [2] ا. ۱. انداختہ ، [3] درفشان ا. ۱. ،

کہ بہ لسان صداقت ترجمان انس وجان را بخوان ایمان صلا در داد - غشاء عیون پوشیدہ بینشترے از ارباب دنیا بدست قدرۃ بیا وفنا ورشاد - سخنش از سخن آرائی سخن آرایان امتیاز دارد بصدرہ کہ ما علمناہ الشعر وما ینبغی لہ - معاندان را بہ ظنون فاسدہ در تبلیغ ابلغ کلام معجز نظام کار بس زبوں کہ ام یقولون شاعر نتربص بہ ریب المنون مخالفان را بنا بر عدم سرنجام نبذے از محاسن آن داغ کذب و افترا برجبین کہ فلیاتوا بحدیث مثلہ ان کانوا صادقین ولآلی با آب و بہاے دریاے مدح وثنا آرائی و درراری باصفوۃ وصفاے فلک منقبت وصفت پیرائی فداے متکلمان کلمہ حق مظاہر اسرار ناطق مطلق ارکین بارگاہ عرش اشتباہ نبوت اساطین ایوان گردون نشان فتوۃ معماران بناء دین متین مشیدان قوائم قصر حق الیقین اعنی آل اطہار خیر الناطقین کہ شکوہ یکسر ستوہ کنایان بدبدۂ حضور سراپا سرور ایشان ناپیدا وگم کہ ندع ابناءنا و ابناءکم و ذات ستودہ صفات ہر یکے از نہا مطرحے است مر انوار طہارت و پاکی راکہ انما یریداللّٰہ لیذھب عنکم الرجس اہل البیت ویطہرکم تطہیرا و اصحاب کبار سید المتکلمین کہ آن یکے افضل نوع بشر بعد انبیا و مشرف بشرف ثانویۂ حضرت خیرالورا قال اللّٰہ الملک الجبار ثانی اثنین اذھما فی الغار و آن دیگرے مستعد نبوت اسود و احمر کہ لوکان بعدی نبیاً لکان عمر کافی باکفائیۂ دین[51] ختم النبیین کہ حسبک اللّٰہ ومن اتبعک من المومنین عزیزے از ایشان سر وفتر اصحاب بیعۃ الرضوان قلب خدا (آ)[52] گاہش بتعلق قلع و قمع کفرۂ فجرہ کہ اذ یبایعونک تحت الشجرۃ وافر تمیزے از آن اہل ہنر ہارون حضرت خیرالبشر مختار کار سرکار جناب مصطفےٰ انت منی بمنزلۃ ھارون من موسیٰ جوانمردان دریا دل راہادی و رہنموں کہ یؤتون الزکوٰۃ وھم راکعون موالی اہالی منزلتش را دوست ذوالمنن بحکم وال من والاہ اعادی ایادی کوتہش را حق دشمن بفحواے عاد من عاداہ مصابیح مسالک قویم دین و شموع طریق مستقیم یقین[53] غیرھم کلھم کہ اصحابی کالنجوم بایّھم اقتدیتم اھتدیتم -

اما بعد میگوید بندۂ ضعیف نحیف دریوزہ گر طلاب جہان خوشہ چین خرمن سخنوران مصطفوی

---

[50] بردادا ۱-۱ [51] دین متین ا۔ ا [52] خدا آگاہمش، در ہردو نسخہ [53] تعین ا۔ ا

نسب مرتضوی حسب حنفی مذہب قادری مشرب خاکپاے اہل اللہ عالم المکنی بہ سید ابوالقاسم
امیدوار مغفرت حضرت باری المشتہر[1] بہ میر قدرت اللہ قادری عفی اللہ عنہ وعن والدیہ و احسن
الیہما و الیہ کہ این ہرزہ کار نامہ سیاہ تبہ کار سراپا گناہ ہرزہ دراے شوخ شنگ آشفتہ راے بے
ربط و رنگ ہوس قرین تمنا رہین یکسر بدی سربسر خودی خیرہ سر پر بے خبر پریشاں برون خراب
اندرون عاصی پر معاصی کمتر از ہر دانی و قاصی از بدو تکون شعور و ابتداے تیسر دریافت امور[2]
با وصف ولہ اکتساب علوم عقلیہ و شغف استحصال فنون نقلیہ شوق سخن سازی و ذوق نظم آرائی
در سر داشت و گاہ گاہ ہمت بہ سحر طرازی و نکتہ سرائی می گماشت و در اکثرے از احیان و بیشترے
از اوان تحریر طرفے از احوال خجستہ مال[3] سخن طرازان ہندی زبان و تسطیر شطرے از اشعار آبدار ریختہ
گویان جادو بیان بخاطر فاتر خطور می نمود اما بنا بر رفیق ناشدن توفیق و دست بہم ندادن اسباب
مالیتق اقدام بر ایں امر خطیر نمی فرمود تا آنکہ روزے میمنت افروزے باشارۂ بابشارۂ ملہم غیبی کہ بروش
ابر نیسان و سحاب مطیر بہاران قطرہ زنان رسیدہ بگوش ہوشم رسانید کہ بحکم السعی منی و الاتمام
من اللہ در ہر کارے کہ شروع میرود باختتام میرسد باوصف تشتت بال و تفرقہ حال کمرہمت
بہ سر انجام مکنون خاطر[4] قدیم و انصرام مافی الضمیر دیرینہ بر بست و بدستیاری قلم جواہر رقم و پامردی
کلک لآلی سلک بہ آبیاری این گلشن ہمیشہ بہار و سیرابی ایں گلستان بے خس و خار شروع رفت
اما بناءً علی ما مضی اتفاق تسوید ایں حدقہ دانش و حدیقہ بینش بسیار کم می شد و مدت کمث[5] ایں
جریدۂ فریدہ و دفتر گزیدہ در صندوق غفلت و جامہ دان عطلت نہائت بطول کشید گاہے حسب
الفرصت و حضور طبیعت از طاق نسیاں بزیر آوردہ عروسان معانیش را بایوان تدوین نجماً نجماً ملبس
بلباس فاخرہ تحریر و ردا پوش کسوت تسطیر می نمودم و احیاناً از جزو دان فراموشی بیروں کشیدہ شاہدان
مضامینش را بخلوت خانۂ تزئین اندک محلے بحلی ترتیب و حلی بند زیور تہذیب می فرمودم
تا رفتہ رفتہ در سنہ یکہزار و دو صد و بیست و یک بر یک مقدمہ و بیست و ہشت حرف بہ ترتیب
حروف ہجا و یک تکملہ مشتمل گشتہ بہ اتمام رسید و شدہ شدہ بروز سعید عید الفطر بر ذکر[6]

ورق ۳

۶/۲۲۱

[1] المشہر ر. د، [2] آمور ر. د، [3] آل ر. د، [4] خاطر و انصرام ر. د، [5] بحث ر. د،
[6] دونوں نسخوں میں یہاں خالی جگہ چھوٹی ہوئی ہے +

متضمن گردیده به اختتام گرائید و هرگاه از نظر عنایت اثر بعضے از راست طبعان نصفت شعار وخردمندان دانش کردار که راستی طبع و انصاف آن اخوان الصفا فطری است و خردمندی و دانش پژوهی آن معادن ذکا جبلی گذشت و پسند خاطر دریا مقاطر و مرغوب طبیعت اشفاق طوبیت ایشان گشت ازانجمله سخن آرای فصاحت نشان نکته پیرای بلاغت توامان سحر بیان جادو طراز شیرین زبان معانی پرداز دوستی دوست محبت نهاد و دشمنی دشمن مودت بنیاد والا منزلت عالی تبار ذی تمکنت صاحب وقار آگاه سرائر سلطانی رموز دان مزاج خاقانی برگزیدهٔ صاحب دلان محسود اهل حسد الملقب به میر علیخان المتخلص به سید میر میدان هنروری و سخن آرائی المخاطب به خطاب مستطاب سید الشعرائی به دو تاریخ گزیده که یکے را از ان که سالم است و مادهٔ وے مجموعهٔ نغز در رباعی فارسی و دیگرے را که بحسن تعمیه که لفظ بو را از بوستان سخن بآئین بهیں و روش گزیں تخرجه فرموده در قطعهٔ فارسی که از عنایات بے غایات خود این هیچمدان سراپا نقصان را بحکم آنکه عیب را حبیب هنر دارد و نقصان را دوست کمال پندارد از هرچه تمامتر ستوده برشتهٔ نظم کشیده درخورده

رباعی

سید قاسم کلام نغزش همه مغز　　شخص سخنش را نه گزند پا لغز
چوں تذکرهٔ ریخته فرمود رقم　　سید تاریخ گفت مجموعهٔ نغز
۱۲۲۱

قطعه

صفیر سنج ریاض سخن ابوالقاسم　　هزار کشور نظم و خدایگان سخن
فروغ بخش شبستان صورت و معنی　　چراغ بزم هنر شمع دودمان سخن
نوشت تذکرهٔ شاعران ریخته گو　　که شهد معنی شیرینش ریخت از زبان سخن
ز بوستان و گلستان حکایتے باقیست　　حضور رونق این باغ بیخزان سخن
به سید آں گل باغ قسیم نار و جناں　　که هست قاسم هر نعمتے ز خوان سخن
خطاب کرد که آیا کدام سال است این　　که یافت است[1] در و نظم این جهان سخن

[1] ثبت ۱۰۱ ،

جواب داد کہ گل میکند بر او سالش　　　سخنورے کہ بر د بو ز بوستان سخن

و دوست یکرنگ سراپا ہوش و فرہنگ سخن سنج عالی فطرۃ نکتہ طراز صاحب خبرۃ فصاحت بیان معانی آفرین بلاغت نشان مضامین آگین خلّاق طرز لطیف آفرینندۂ انداز شریف خوش فکر پارسا بہ اندیش طبع رسا حذاقت مآب فطانت انتساب دریا دل فتوۃ توامان المسمیٰ بہ ثنا اللہ خان سراپا اتحاد و وفاق المتخلص بہ فراق بہ دو قطعۂ تاریخ کہ یکے ازان فارسی و بہ تعمیہ سرجان مجموعۂ انتخاب مادہ تاریخ است و دیگرے ہندی کہ بہ تخرجہ سر بد باغ گل معنی ظفر یافتہ

قطعہ فارسی

چو فارغ شد از نظم ایں تذکرہ　　　ابوالقاسم استاد عالی جناب
فراق از سر جاں بتاریخ آں　　　خرد گفت مجموعۂ انتخاب

۱ ۲　۲ ۱

قطعہ ریختہ

جب حضرت قاسم نے کیا تذکرہ مرقوم　　　روشن کیا یعنے کہ چراغ گل معنےٰ
ہو غنچہ نمط سر بگریبان تفکر　　　ہاتف سے کیا تب میں سراغ گل معنےٰ
دی اوسنے ندا یہ کہ سر بلبہ کو قلم کر　　　تاریخ میں پھر دیکھ تو باغ گل معنی

و برخودار سعادت منش ستودہ اطوار پاکیزہ روش در دریاے سخنوری دری[1] فلک ہنر گستری آشنای بحر ورع و تقوی سیاح بیداے زہد و اتقا نظر کردۂ صاحب دلان خدا دوست برگزیدۂ کاشفان سرّ ہمہ اوست حافظ کلام ربانی واقف رموز بے زبانی صاحب درد درد رس اہل دل مسیحا نفس محبت قرآن عزت نشان فرزند دل بند جگر گوشۂ راحت پیوند [معنے] شوق گرم راہ متخلص بہ عشق مسمیٰ بہ میر عزت اللہ مد عمرہ و زاد قدرہ قطعہ ریختہ کہ مادۂ تاریخ دراں بہ تعمیۂ رو ی دیدہ وری باغ و بہار است انشاد نمودہ وہوہذا

قطعہ

جناب والد ماجد کی کیا کروں تعریف　　　فقیہ عالم و فاضل حکیم ذی مقدار
خدیو ملک فصاحت سر آمد شعرا　　　خدائگان بلاغت طبیب حلم شعار

امیر نطق و بیاں خسرو سخن سازی — عزیز مصر ملاحت فصیح شیریں کار
صفا منش ہیں صفا خو ہیں صاف طینت ہیں — وہ خوش مزاج نہایت ہیں خوش کردار
یہ طبع عالی ہیں انکی بھری ہے رنگینی — کہ عندلیب زر گل کرے ہے جس پہ نثار
بچشم غور جو دیکھا تو فن شعر میں آج — خدا نے اپنی عنایت سے یہ دیا ہے وقار
کہ منصفی ہے جنہیں اونکی اوستادی کا — زبان حال[1] سے کرتے ہیں یاں سبھی اقرار
کمال اونکے رقم مجسے ہو سکیں کیونکر — زمور وصف سلیماں نمی شود زنہار
ہزار بار اگر یہ قلم بھی سر پٹکے — تو لکھ سکے نہ کبھی وصف اونکے زہزار
غرض کہ جس گھڑی اوس عندلیب دانش نے — اوٹھا کے دست مبارک میں کلک گوہر بار
لکھا وہ تذکرۂ ریختہ بہ رنگینی — کہ لطف باغ بھی آگے ہے جسکے حد بیکار
ہوا تمام وہ بستان بے خزاں جسدم — تو مستفید ہوے اوسے سب صغار و کبار
پھر اونے اوسگھڑی مجکو یہ آپ فرمایا — بصد عنایت و لطف و کرم کہ برخوردار
تو اس حدیقۂ معنی کی لکھ کوئی تاریخ — یہ سنتے ہی میں کیا دل میں اپنے سوچ بچار
کہ اس میں ہاتف غیبی شگفتہ ہو بولا — زروی دیدہ وری ہے یہ عشق باغ و بہار
۱۲ ۲۱

تنبیہ

دریں نامۂ عنبریں شمامہ از قاسم ہیچ مداں سراپا نقصان گرفتہ تا روشن زبان بدیہہ گو سراج الدین علیخان آرزو ہر گونہ ریختہ گو ہرزہ درا باشد یا شیریں مقال سربسر نقصان بود یا سراپا کمال مذکور گردیدہ و بآئینے کہ شمار جملہ شعرا و تعداد ہمگی شعرہا دریں عنوان ثبت افتادہ در شروع ہر حرف و ابتدائے تکملہ کمیت شاعران و در طی ذکر ہر یکے از ایشاں چندے اشعار ایشاں بہ تحریر رسیدہ و اشعار ہر کس کہ فراواں بہم رسید حسب فکر فاتر و دریافت قاصر خود بانتخاب گرائید و ہر آنکس کہ یک دو شعرش بدست افتاد[2] ناچار ہماں بہ رطب یا یابس بزبان قلم داد و ذکر شعرا بترتیب حروف ہجا بہ رعایت حرف ثانی تخلص

---

[1] حلال ا ۱۰ ۱
[2] افتادہ ا ۱۰ ۱

بے لحاظ شاہ گدا و صاحب دل و اہل دنیا[1] بیک سلک کشیدن اناث و ذکور و بہ یک جا فراہم آوردن ہم تخلصان صاحب شعور انسب دیدہ ازاں کمتر تخلف گزیدہ امّا نام نامی شاہ عالم پناہ جم جاہ و اسم سامی آں گردوں کلاہ انجم سپاہ سردفتر جملہ و پیشروے ہمہ گردانیدہ والآن نستعین بالمعبود و نشرع فی المقصود واللہ المستعان و علیہ التکلان ۔

مقدّمہ

در بیان بدو ظہور شعرای ذوفنون و ابتدائے بروز کلام موزوں و تبیان برخے [از بزرگی و] سخن آرائی و بلند پایگی [نکتہ] پیرائی و ذکر نبذے از احترام اہل سخن و بزرگ داشت اصحاب این فن ۔

پوشیدہ نماند کہ حوادث آباد این خاکدان جاے است کہ راہ و رسم جہانیاں بمرور دہور و مضی سنین و شہور منقلب گردد از حالے بحالے و مقامے[2] است کہ بہ انقضاء اندک زمان و در گذشتن قلیلے از اوان متغیّر گردد السنۂ اہل دوران از قالے بہ مقالے و معہذا ہر بقعۂ از بقعات غیرا زبانے[3] دارد و ہر قطعۂ از قطعات زمین بیانے پس بہر زبانے کہ کلامے موزوں بر قواعد شعریہ پابند شعر نامند مگر آنکہ بارادۂ متکلم نباشد و گویندہ بداں شعر مراد ندارد و ازینجاست کہ کلام اللہ تعالےٰ شانہ مانند لن تنالوا البرّ حتیٰ تنفقوا و کل حزب بما لدیھم فرحون و ثانی اثنین اذ ھما فی الغار و ما یلیھما و سخن صاحب الشرع علیہ الصلوات الزاکیات مثل انا النبی لا کذب انا ابن عبد المطلب و لاخیر الا خیر الآخرہ فاغفر للانصار و المہاجرہ و ما ینا سبہا را شعر نگویند ۔

وگویند اول شعرے کہ از کتم عدم بقرطاس وجود رقم پذیرگشتہ آنست کہ ابو البشر

---

[1] ا ، ۱ میں یہ عاطفہ نہیں ہے [2] معانی [3] زبانے ا ، ۱ [4] ہر ا ، ۱

علی نبینا و علیہ الصلوٰۃ والسلام بزبان اعجاز نشان بزبانے کہ داشت مرثیہ پسر خود ہابیل کہ ویرا برادرش قابیل کہ اوّل من سن القتل درشان اوست بتحریک عرق حسد و ترغیب نفس امارۂ بد بنا بر ازدواج اقلیما بہ ہابیل کہ دخترے بسیار حسین و لبس صاحب جمال و توام قابیل و بروے حرام بود بقتل رسانیدہ انشاد فرمود

پس برای ہر طبقہ از طبقات امم ماضیہ بلغت آنوقت بصفحۂ روزگار سخن موزون سخنورے صاحب الطبع ثبت نمودہ پیش از ظہور نور اسلام اکثرے از انواع کلام فصاحت التیام خاصہ قصائد عربی در دیار عرب شیوع تام و رواج تمام داشت و در زمان سعادت توامان حضرت خیر البریہ علیہ و آلہ الصلوٰۃ والتحیت حسان ثابت انصاری رضی اللہ عنہ وارضاہ کہ از اعاظم شعرائے اسلام است [وموید بتائید دعاے حضرت خیر الانام علیہ الصلوٰۃ والسلام کہ اللھم ایدہ بروح القدس] بفرمان واجب الاذعان بساط بوسان جناب نبوت و حاشیہ نشینان بارگاہ رسالت بجواب ہجاء شعرای کفار فجار ہمت می گماشت و از لسان صداقت نشان آں مقتدای مرسلان و پیش خرام انبیاء سعادت بنیان گلبانگ شاباش شنودہ بصفحۂ دل حقیقت منزل خود می نگاشت و نیز آنحضرت علیہ من الصلوٰۃ افضلھا من التحیات اکملھا بوے رضی اللہ عنہ و ارضاہ ارشاد میفرمود بخواں شعر تو از تیر گزندہ تراست در دلہاے ایشاں

حاصل کہ حصول شعر در عالم امکان بزبان عربی قبل از اعلاے اعلام اسلام و بعد آں یقینی است و بالسنۂ دیگر غیر از فارسی مظنون بظن غالب واللہ اعلم بحقیقت الحال

امّا شعر فارسی پیش از ظہور ملت بیضا علی ما حققہ العلما بہ ثبوت نہ پیوستہ لاکن در افواہ افتادہ اول کسے کہ شعر بزبان فارسی گفت بہرام گور است و گویند کہ وے محبوبۂ داشت شیریں شمائل نیکو خصائل ظریفہ نکتہ دان راست طبع فصیح زبان نیک خطاب حاضر جواب گل اندام دلارام نام در حضر و سفر مصاحب و ہمدم او می بود و در محاورہ و مکالمہ

لھ مذکورہ ا ۔ ا ، ؎۵۲ کوئیدوسے ا ۔ ا ،

بحسن خطاب برو جواب مبادرة می نمود روزے بهرام شیرے را در بیشۂ بہرد و گوش گرفتہ پیش کشیدہ برہم بست و از غائت مفاخرت و نہائت فخر بداں تہور بر زبانش رفت ع

منم آں پیل دماں و منم آں شیر یلہ

ازانکہ ہر سخن بہرام را دلآرام جواب میگفت و برابر ہر لفظش در معنی می سفت بہرام گفت جواب ایں سخن چہ داری و در مقابل ایں در بے بہا چہ نقد سرہ می آری دلارام بدیہہ [بر زبان گوہر] فشان گذرانید ع

نام بہرام ترا و پدرت بو جبلہ

بہرام را مذاق سخنش پسند افتاد و بجکا عرض داد تا در قانون نظم بند کردند اما زیادہ از یک بیت نمیگفتند و در زمان سعادت توامان استیلاے اسلام و اسلامیان بر دیار فارس یحتمل کہ بنا بر قلت شیوع و منع مرسومات عجم ممتنع گشتہ مندرس شدہ باشد و در ایام دولت بنی امیہ و خلفاے عباسیہ شعر عربی خاصہ قصائد بدرجۂ اعلیٰ مروج و شائع گشت اما شعر فارسی کسے نمی گفت در زمانیکہ یعقوب لیث صفار [حقوق] دیریۂ عباسیاں فراموش نمود و بر ایشاں خروج فرمود روز میمنت افروز [عید سعید] کہیں پور ش کہ جوز می باخت ہفت جوز بگو انداخت یکے ازاں بیروں جست و امیر زادہ نا امید بنشست بعد لحۂ بحرکت قہقری جوز غلطاں غلطاں بگو در رفت و از غائت سرور و ابتہاج بر زبانش گذشت ع

غلطاں غلطاں ہمی رود تا لب گو

از اتفاقات حسنہ امیر بر سرش ایستادہ تماشا میکرد خوبی نظم ایں کلام بگوش وے خورد چوں بمذاقش خوش نمود با وزرا فرمود کہ ایں از جنس شعری نماید کہ دل میر باید ابو دلف[1] و بنت الکعب ہر گاہ بہ تقطیعش پرداختند نوعے از ہزج و یرا در یافتند مصرع دیگر موافق تقطیعش بہم رسانیدہ بیتے قرار دادہ بیتے دیگر گفتہ گفتند کہ ایں چار مصرع را رباعی میتواں

---

[1] دولتشاہ کے ہاں "ابو دلف عجلی و ابن الکعب" ہے - صفحہ ۳ تذکرۃ الشعرا مرتبۂ پروفیسر براؤن

گفت ازاں پس علما و فضلاے دوراں مدتے بگفتن رباعی مشغول بودند و رفتہ رفتہ بدیگر انواع
سخن [اشتغال] نمودند تا بروزگار فرحت آثار ساسانیان[۱] شعر فارسی رونق تازہ و بہار
بے اندازہ پذیرفت و استاد رودکی عفی اللہ تعالے عنہ سرآمد شعراے عجم گشت اما غزل
کسے نمیگفت و ایں درِ بے بہا برشتہ نظم ہیچ یکے نمی سفت تا در اوان خجستہ نشان آنالکان
پیش خرام دل پاکان اعنی عندلیب خوش نواے گلشن اسرار ازلی بلبل دستاں سراے
گلزار ہمیشہ بہار سرائر لم یزلی زبدۂ سالکان راہ خلاصۂ [رہ نوردان] مسلک اللہ [صورت
زہد] و تجرد معنی ترک و تفرد مرشد عشاقان صاحب درد مرید خاص مقتداے حضرات سہروردیہ
گیہان خدیو نکتہ سنجی و سخن سازی شیخ مصلح الدین سعدی شیرازی قدس سرہ در غزل گفتن
ابداع نمود و روش ایں نوع در سفتن اختراع فرمود و از اینجا است کہ وے را روح اللہ
روحہ قدوۂ متغزلاں نامند و سرگروہ غزل گویاں خوانند اما شعر ریختہ اگرچہ یک دو مصرع
گاہے از طبع در ریز طبیب[۲] آویز خسرو مملکت عشق و محبت بادشاہ کشور عرفان و معرفت
نازل منازل عز و تمکین سالک مسالک حق و یقین شہسوار گردون اقتدار مضمار خدا
آگاہی شاہ باز بلند پرواز آسمان فیوضات نامتناہی امیر صاحب توقیر قلمرو ہنروری و سخن
سازی دبیر مستحکم تدبیر اقلیم نکتہ پروری و سحر پردازی طوطی شیریں مقال گلزار جاوید
بہار ہندوستان طاؤس خوش خرام ایں بوستان جنت نشان صاحب دل خدا آگاہ الملقب
بہ ترک اللہ مظہر تام عشق حضرت اویس المخاطب بہ خطاب مستطاب محمد کاسہ لیس قدس اللہ
تعالے اسرارہم ہم ریختہ [و] اشعار [متعددہ] علی اختلاف الروایتین از قدوہ متغزلان علیہ
الرحمتہ و الغفران یا از سعدی جنوبی علیہ رحمتہ ستار العیوب بظہور پیوستہ اما گفتن سخن از ہردو
و تدوین دیوان مردف یکسر از شاعرستان جلے المتخلص بہ ولی صورت بستہ بالجملہ در عہد
آں مغفور و بعد زمان آں مبرور دکہنیاں میگفتند آنچہ میگفتند و در حضرت دہلی [ہم شاہ
مبارک] آبرو و غیر آں نیکخو بزبانے کہ داشتند بیشترے بطریق ایہام میرفتند تا رفتہ رفتہ نوبت

ورق ۸

---

[۱] ساسانیاں چاہیئے لیکن دونوں نسخوں میں ساسانیاں درج ہے ۔ [۲] محبت ،

به نکته پیرائے ہنرگستر مرزا جان جان مظہر رسید ولی علیہ الرحمۃ این زبان را بجزاط کشید اما [سرآمد سخن سنجان] فصاحت آما مرزا محمد رفیع سودا و مضمار سخن سازی را یکہ تاز مرد خواجہ میر درد و شاعر بے نظیر محمد تقی میر علیہم الرحمۃ من اللہ السمیع البصیر انچہ گفتند ع

چہ بگویم نمی توان گفتن

طرز و انداز سخن از سعی ایشاں صورت بست و نقش [سخن پرور و فصاحت طراز ارتنگ و دوابیاں درست نشست و] طریقے کہ بزبان ما بظہور رسیدہ و بمعاملہ موسوم گردیدہ [باآنکہ بعضے [بزبان] لنواں سخن گوئند و دریں سرزمیں رخش ہمت می پوئند انچہ ہست ہست و مخفی نماند کہ منجملۂ بزرگیہاے سخن طرازی و بلند پائگیہاے نکتہ پردازی [قطع نظر ازاں کہ ان من الشعر لحکمۃ درشان سخن خوب وارد شدہ] آنست کہ قبل از ظہور نور دین متین و پیش از بروز رموز کلام رب العالمین ارتفاع بمدارج فصاحت و ارتقا بمعارج بلاغت از اعاظم فخرہاے عرب و اعالی افتخارہاے بطحا و یثرب بود چنانچہ قصۂ تعلیق سبعۂ معلقہ بر در بیت الحرام زادہ اللہ شرفاً و تعظیماً و برداشتن آں [بعد افشاے] خیر الکلام و عاجز آمدن [فصحا] از معارضۂ اقصر سور کلام ربانی و فرو ماندن بلغا از مقابلہ کوتہ ترین آیات آسمانی اظہر من الشمس الظہیرہ و اشہر من قصص شہیرہ است و بر راے دانش آراے ارباب خبرۃ و دیدۂ بینش گزیدہ اصحاب بصیرۃ ظاہر و ہویدا است کہ زیادہ ازیں بزرگی سخن آرائی [و برتر ازیں بلند پائگی] نکتہ پیرائی چہ خواہد بود کہ شکنندہ وے کلام خدا و قدر شکن آن سخن رب الورا است جل جلالہ و عم نوالہ و معہذا ارکین قصر ملت بیضا و اساطین ایوان دین حضرت مصطفٰے علیہ من الصلوٰۃ اذکاہا و من التحیات اوفاہا مرتکب شعر و سخن و مشتغل ایں بزرگ فن گشتہ و بیشترے از اشعار دربای معرفت بار از زبان کرامت بیان قیسلہ [ابل] یقین یعسوب الموحدین ملک الاصفیا سلطان الاولیا حیدر صف شکن صفدر صاحب فن ابن عم خیر الانبیا زوج بتول زہرا

نسخہ رسیا لورا ور و.

ورق ۹

امیر المومنین امام المسلمین اسد اللہ الغالب علی ابن ابی طالب سلام اللہ علیہ وکرم اللہ بمنصۂ ظہور رسیدہ بلکہ دیوانے مملو معارف آلہی و مشحون اسرار فیض ہاے نامتناہی بداں حضرت منسوب گردیدہ و سیدۂ نساء عالم و عالمیاں بلکہ خواتین جہان و جہانیاں ذریعۂ مجرمان امت شفیعۂ عاصیان فاصرہمت بتول پارسا دخت خیر الانبیا سلام اللہ علیہا و رضی اللہ عنہا بیتے چند در مرثیۂ جناب [نبوۃ] انتساب انشاد فرمودہ و اکثرے از علماے دین و عرفاے صاحب یقین مانند امام ہمام قبلۂ انام [علما و رئیس] شافعی [بن ادریس] رضی اللہ عنہ و رحمۃ اللہ و مثل صاحب دوزبان پیشواے انس و جان امام الخافقین غوث الثقلین محبوب سبحانی قطب ربانی سیدنا شیخ عبد القادر جیلانی قدس اللہ تعالےٰ اسرارہم و روح ارواحہم بہ نکتہ سنجی وسخن آرائی اشتغال نمودہ

دانا و آگاہ باشید کہ [عزت] و احترام شعرا و عنایت جائزہ وصلہ بایشاں از اکابر دین و دنیا و سرکردگان این جہان وعقبےٰ بسرحد تحقیق پیوستہ صاحب قصیدۂ بردہ در منام کہ ہزاراں ہزار مرتبہ از بیداری ما فائق و بہتر بود بصلۂ انشاد قصیدۂ مزبورہ از جناب رسالت اباب [صلوۃ اللہ علیہ وسلامہ] بعطاے چادر ہمر افتخار بعرش پروردگار سودہ زیب جسم خود نمودہ فی الفور از عارضۂ جسمانی کہ بسرحد ہلاکت رسانیدہ بود باعجاز نبوی نجات یافتہ و صاحب قصیدۂ بانت سعاد بسعادۃ اصلاح آنحضرت کہ بجاے سیف الہند سیف اللہ ارشاد فرمودند مستسعد گردیدہ وچادر مبارک در جائزہ یافتہ بمآرب دنیوی و اخروی رسیدہ و روز میمنت افروز قدوم فرحت لزوم آنسرور بمدینۂ سکینہ جواری انصار نصرت شعار دف زناں باشعار تہنیت زمزمہ کناں استقبال نمودہ آن جناب بعد فرود آمدن بسراے ابو ایوب انصاری رضی اللہ عنہ و ارضاہ بعنایت حصۂ از رہ آورد عزیزان آں کنیزان انصار را بخشیدہ بالعام قراضۂ زر از جیب خاص ہریک را سرفراز فرمودہ و در اوان میمنت اقتران شیر بیشۂ تہور و شجاعت نہنگ دریاے پر دلی وشہامت رکن رکین دین متین اصل اصول شرع مبین صورۃ [بطش]

سلہ ابو الغریب ۱۰۱

جبّار معنے اشداء علی الکفار فاروق اعظم [اعدل] منظم قاطع خار بن اہل نفاق قالع قلاع فارس[۱] و عراق فاتح روم وشام پشت پناہ اسلامیان و اسلام امیر المومنین قاتل المرتاب امام المسلمین عمر ابن الخطّاب رضی اللہ عنہ و ارضاہ غازی گروں عمامہ مجاہد کذّاب یمامہ غازیان شام را سرسپاہ المخاطب بہ سیف اللہ بصف شکنی کفرہٗ فجرہ یکتا و وحید خالد بن ولید رضی اللہ تعالے عنہ شاعرے را بصلۂ فراوان و جایزۂ شایگان خوشدل و شادان گردانید اگرچہ از حضور پُر نور خلافت و پیشگاہ عالی جاہ امارۃ بدیں اسراف و کشادہ دستی مخاطب و معاتب گردیدہ و در زمان شقاوۃ بنیان ہشام بن عبد الملک بن مروان علیہ ما استحقہ فرزدق علیہ رحمت اللہ وبرکاتہ از فیض مدحت طرازی و برکت منقبت سازی جناب امامت انتساب شاہ ملائک خدم و شاھزادۂ کروبیاں حشم مقتدای صلحاے کرام پیشواے اولیاے ذوی الاحترام والی ولایت علیہ صاحب مقامات سنیہ [دین و دنیا پناہ] ابن رسول اللہ قبلۂ امت خیر الانام الامام ابن الامام ابن الامام عالی نسب سجاد لقب مورد رنج و عنا مطرح کرب و بلا ملجاے مستمندان ماواے بیچارگان شفیع المجرمین زین العابدین امام الحرمین ابو محمد علی ابن الحسین سلام اللہ علیہما و رضی اللہ عنہما وکرم اللہ وجوہہما بآنکہ [ذخیرہ اخروی اندوختہ] بحصول گلگونۂ جایزۂ [نما] یاں چہرۂ مقاصد دنیوی ہم افروختہ و تفصیلش آنکہ در بعضے از مواسم حج چوں ہشام بدسر نجام بنا بر اژدہام اہل اسلام بہ تقبیل حجر اسود نتوانست رسید وازاں [روخائب وخاسر] برگردید [جاے بنشست] کہ خاص و عام از پیش روے وے میگذشت بیک ناگاہ بعزم تقبیل حجر [پیشواے ہر] اسود و احمر مقتداے اہل طارم اعنی امام چہارم سلام اللہ علیہ و رضی اللہ عنہ آں سرزمین را بفرقدوم کرامت لزوم خود رشک باغ جناں ومحسود روضہ رضوان میکند وبمجرد استماع طرقوا گوئی [موالی] آں دیں پناہ و بہ محض مستعد گشتن بدیدار فرحت آثار آں والا دستگاہ خلق اللہ تعالے بحرمت لائق وپسندیدہ راہ میدھد و بعزت

[۱] ۱۱۰ میں فارس و عراق مرقوم نہیں + ۵۲ تمامہ +

ہرچہ تمامتر پیش می آید تا شاہزادہ خود را آسودہ و فارغ البال بمقصد می رساند و بہ تقبیل حجر فائز میگردد بمشاہدۂ این حال و بمعائنہ این جاہ و جلال سرے از سران بے سرو پایان شام کہ گرد اگرد ہشام حلقہ زدہ نطاق بندگی آں جبار نابکار برمیان جان بستہ نشستہ بودند متفحص حال خیریت مآل شاہ عالی مقام غلمان غلام میگردد ہشام بدانجام بہ تحریک عرق حسد قدیم و تکلیف کینۂ دیرینہ بحکم ختم اللہ علی قلوبہم وعلی سمعھم وعلی ابصارھم غشاوۃ دیدہ را نادیدہ انگاشتہ و شنیدہ را ناشنیدہ پنداشتہ دیدہ و دانستہ بر جوابش ملتفت نمیگردد از اتفاقات حسنہ فرزدق عالی تبار ع

که بادا برو رحمت کردگار

بدانوقت حاضر می شود در ضمن قصیدۂ کہ بمدح امام صاحب فتوۃ و منقبت اہل بیت نبوۃ [بدیہہ] میگوید بجواب آں شوم شامی سرمایۂ بدنامی مبادرۃ میجوید و مورد تحسین حاضران و موقع آفرین ہائے خویش و بیگانگان میشود و بامر نفس امارہ ہشام زشتی فرجام بزندان خانۂ وے محبوس میگردد و در اندک فرصت باعانت عنایت اہل ملت رسالت نجات یافتہ بخدمت سراپا برکت سجاد والا نژاد میرسد و بعد قال و مقال و پرسش احوال دوازدہ ہزار درم بصلہ مدح طرازی و جائزہ منقبت سازی بوے میرسد و وے معروض میدارد کہ این ہمہ مدح سرائی و جملہ منقبت پیرائی برائے ذخیرہ[۱] اندوزی اخروی است حطام دنیوی منظور نظر دوربین این کمینۂ غلام اہل بیت نبی السلام نیست فرمان واجب الاذعان آں والا نژاد عالی نہاد بانی مبانی مرسومات آبائے کرام محی سنن اجداد ذوی الاحترام عز صدور می یابد کہ ما اہل بیت نبوت ہرچہ بہرکس انعام میکنیم باز پس نمی گیریم فرزدق با وصف درک سعادۃ اُخروی بہ قبض زر تسلیم نمودہ بہ نعمت دنیوی ہم میرسد بالجملہ در ایام سالف عظمت این فن و تعظیم اہل سخن بدرجۂ اعلیٰ بود

---

[۱] زخیرہ در ہردو نسخہ ،

وہر یکے از ملوک وسلاطین و اغنیا صاحب تمکین انعام وتکریم ایں طائفہ را فرض عین پنداشتہ بلکہ عین فرض انگاشتہ دلدار یہائے شعرا وکام روائیہائے ایشاں بمرتبہ [قصوی می نمود] روزے اصمعی بقبیلہ بنی اسد گذشت وبجانہائے اولاد طلحہ کہ بطنے است از ایشان وارد گشت ایشاں قدومش را غنیمت شمردہ ما حضرے لائق پیش کشیدند[۱] و بشرط اعزاز واکرام بجا آوردہ بپرداخت حال وے. بواجبی رسیدند مشار الیہ دلخوش شدہ بمدح شاں بیتے چند انشاد نمود رئیس آں قوم سہ ہزار گوسفند [گزیدہ یاسہ] غلام چوپان کا ردیدہ فراہم آوردہ بطریق جائزہ بوے رسانیدہ عذر خواہی فرمود اصمعی چوں بمجلس ہارون رشید رسید بذکر نیک خصائل ایشان رطب اللسان گردید خلیفہ گفت حیف باشد کہ ایں چنیں [کریماں از بارگاہ امارۃ] دور باشند و از بساط خلافت مہجور فی الحال مثال فرستادہ بطلب ایشاں پرداخت وبمناصب مناسب سرافراز ساخت بعد ازیں گاہے کہ [اسدیاں[۲]] با اصمعی درمیجوردند میگفتند کہ [ما] بزرگے را از تو بگوسفند خریدہ ایم کہ بانعام انعام بدیں مرتبہ رسیدہ ایم

در ایام خجستہ فرجام سلطان مسعود بن سلطان محمود غزنوی انار اللہ برہانہ [شبل] الدولہ نیشاپوری کہ یکے از فضلا وشعرائے آں عہد است آوازہ سماحت سعید مکرم بن علاء کرمانی کہ یکے از صنادید کرمان و وزیر بالاستقلال بود شنیدہ از نیشاپور بکرمان رسیدہ قصیدۂ در مدحش آمادہ نمود چوں مطلع برخواند وزیر بدرۂ زر بصلۂ آں بوے رساند و ارشاد فرمود کہ اشعار دیگر نباید انشاد نمود کہ ہر بیت را بدرۂ جائزہ می باید و خزانہ من بداں وفا نمی نماند ایں خود بود آنچہ بود

اما علو ہمت رئیسان ہندوستان و [آزاد منشی] عندلیبان ایں بوستاں باید دید کہ بجائزۂ یک مطلع ناصر علی مغفور ذوالفقار خاں مہرور یک لک روپیہ نقد با یک زنجیر فیل انعام فرمود باقی را عذر خواہی نمود وشاعر آزاد نہاد ہمہ مبلغ در راہ برباد داد و پاستدعائے

۱؎ برکشیدند ۱۰۱، ۲؎ اصل نسخہ میں "سعدیاں" ہے۔ ۱۰۱ میں اسدیاں بنایا گیا ہے +

فیلبان فیل بوے بخشیدہ و باد بهشت به کلبهٔ خود رسید

و[۵۱] در شعراے عجم استاد رودکی را امیر نصر[۵۲] الدین سامانی صلهٔ کتاب مستطاب کلیله دمنه هشتاد هزار درم نقره بخشیده - امیر عنصری بعهد نصفت مهد سلطان محمود سبکتگین انار الله برهانه بمرتبهٔ امارت رسیده - سلطان جلال الدین سلجوقی امیر معزی را منصب ندیمی عطا فرمود[۵۳] - حضرت عرش آشیانی جلال الدین اکبر بادشاه طاب الله ثراه فیضی فیاضی را پایهٔ امارت عنایت فرمود[۵۴]

اما از آنکه این فن شریف بنا بر کثرت انعام و احسان بزرگان خاصه میرزا حسین و میر علی شیر نوائی علیهم الرحمت والغفران بدست جاهلاں افتاد و بهجوم عامیان مرتبهٔ این فرقه را شکست فاحش داد ع

هر چیز که بسیار شود خوار شود

بهر حال در آنوقت خود گذشت آنچه گذشت که الماضی لا یذکر الحال ع

[حدیث] زنده گویم مرده در گور

از حال این زمان چه برطرازم و از قال و مقال این دوران چه بنگارم که درین ماتم خامه سینه چاک نموده جامه سیاه میکند و کاغذ جگر پاره فرموده شکن بر پیشانی می افگند بهر سو که می نگرم شاعرے می بینم و بهر [طرف] که گوش فرا میکنم زمزمهٔ شعر می شنوم و طرفه اینست که با همه نااهلیها[۵۵] هر یک دم از ملک الشعرائی می زند و خود را همسر بلکه برتر از دانایان این فن می شمرد بیت

زهرهٔ مردی نه و با شیر مرداں در مصاف

رتبهٔ کاهے نه و در جلوه با سرو سهی

و معهذا قدردانی هم بدرجهٔ رسیده که اگر استاد رودکی هشتاد هزار کلیله دمنه بر

---

[۵۱] وار ا.ا. [۵۲] نصیر الدین ا.ا. نصر بن احمد بن اسمٰعیل سامانی ۳۰۱ھ - ۳۳۱ھ سے مراد ہے ٭
[۵۳] نموده ا.ا. [۵۴] فرموده ا.ا. [۵۵] نااهلیان هر یکے ا.ا.

روے کار آزد پشیزے در جائزہ نیابد و خاقانی [شروانی اگر] ہزاراں ہزار قصائد حکیمانہ یگونا گوں صنائع بدائع در مدح کسے سرانجام دہد وامے در صلہ آں بدو نرسد بلکہ مورد تحسین و موقع آفرین ہم نگردد بہر کیف اللہ بس و باقی ہوس +

حرف الالف

در طی ایں حرف ذکر شصت سخن گو کہ سہ کس از ایشاں **آرام** تخلص میکنند و دو کس **آشفتہ** و چار عزیز بہ **احمد** متخلص اند و سہ بہ **احسن** و دو کس را **ارمان** تخلص است و [دو] را **اصغر** و دو شخص را **افسوس** تخلص اختیار افتادہ و دو را **اکبر** و دو بزرگ **امیر** تخلص گزیدہ اند و سہ **امین** اندراج یافتہ و مجموع اشعار شعرائے شصت گانہ کہ در تحت اسامیہا شاں بالذات و استقلال مندرج گشتہ

یک بند مخمس و دو بند ترجیع بند و یازدہ رباعی و پنج صد و ہفتاد و چار شعر متفرقہ معہ مقطعات است[1] و یک مصرع اشرف قدیمی بہ تضمین شاعر شان جلی المتخلص بہ ولی و یک مطلع میر انشا اللہ خان انشا و یک بند مخمس مرزا عظیم[2] بیگ و یک قطعہ دو بیتی شیخ ولی اللہ محب بالعرض و تقریباً اندراج یافتہ

آفتاب

تخلص حضرت بادشاہ عالم پناہ فریدون فر دارا نشان سکندر مکنت سلیمان مکان طراز ندہ سریر گورگانی فرازندہ دیہیم صاحبقرانی شہنشاہ زمان خلیفت

۱؎ در مے ا۔ ا۔ ۲؎ است ا۔ ا۔ بیں درج نہیں ۳؎ و۔ ا۔ میں عظیم مرقوم نہیں ؛

الرحمن ابوالمظفر جلال الدین محمد شاہ عالم بادشاہ غازی است خلد اللہ ملکہ وسلطانہ و افاض علی العالمین برہ و احسانہ از انجا کہ حسب و نسب آن خاقان گیتی ستان اظہر من شمس الضحے و روشن تر از آفتاب نصف النہار است شبدیز قلم حقایق رقم را از ان جولانگاہ منعطف ساختہ بمضمار تسطیر شمۂ از اوصاف نفس نفیسش و بمیدان تحریر نبذی از اخلاق ذات شریفش اگرچہ اقدام بر این امر خطیر خالی از بلاہت و عاری از نادانی نیست ع

کہ وصف سلیمان نہ آید ز مور

امّا نظر بر استحصال تیمن و استکساب سعادۃ مطلقاً ازاں پہلوتہی کردن شومی و بے سعادتی است ۔ مسترخی می سازد ذات قدسی صفاتش باعث امن و امان زمان و زمانیان وجود مسعود سراپا بہبودش موجب صلاح و فلاح جہان و جہانیان خاطر ملکوت ماثرش پیوستہ مصروف احوال رعایا ضمیر ہدایت تنویرش ہمیشہ مشغول پرداخت برایا زبدۂ احیان ہمایونش برضا جوئی حضرت احدیت موصوف خلاصۂ اوقات مبارکش بہ پرستاری جناب صمدیت مصروف برخے از اوان شبا روزی آنحضرت تفریحاً للطبع اللطیف بدیں شغل شریف کہ عبارت از ابتکار شعر و شاعری است فارسی باشد یا ریختہ سنکرۃ بود خواہ بھاکا صرف می شود دریں ہنگام عشرۃ آغاز فرحت انجام شطرے از نکتہ سنجان شیرین زبان و برخے از سخن آرایان سحر بیان بشرف حضور فیض گنجور مشرف میگردند[1] وبحکم ارفع اعلے اقدس بعضے ازاں جادو طرازان ذوی الاختصاص در دیوان خاص بہ وقت معینہ سعادت اندوز خدمت گشتہ [نہ[2]] در رد غرر ہر گونہ اشعار آبدار سامعہ افروز آں خدیو ہفت کشور می شوند و از کلک جواہر سلک آں شہسوار عرصہ شاہنشہی دیوان فارسی و ریختہ مکمل و مردف مشتمل بر قصائد و

۱؎ میگردد ر۔ ا۔ ، ۲؎ نسخۂ اصل میں 'نہ' ہے ،

غزلیات و دیگر انواع سخن و قصہ شاہ شجاع الشمس در نثر ریختہ ریختہ بالجملہ بحکم آنکہ کلام الملوک ملک الکلم بیست و یک عدد ازاں جواہر نفیسہ کہ ہر یکے ازاں لوء لوء ایست لا لا و گوہرے است بے بہا دریں سلک آراستہ کلک خود تیمنا و تبرکا منظم می سازد والسلام لبجنا بہ دام ملکہ ؎

آوے جو خواب میں بھی وہ یوسف [لقا تو پھر]
اے آفتاب دولت بیدار سمجھیے

اچھا تم اوس کے ہاتھ سے اب کھاؤ پان پر[1]
ہوتا ہے منہ رقیب کا کیا لال دیکھیے

منہ کرے کس وجہ دریا مارے ڈر کے سامنے
ابر جب پانی بھرے اس چشم تر کے سامنے

بید مجنوں خاک میں ملجائے ای لیلےٰ منش
باغ میں نکلے اگر تیری کمر کے سامنے

تب تو اپنا سوختہ جاں شعلہ رو سمجھے گا آہ
جب لگا بیٹھینگے دھونی تیرے در کے سامنے

ہے آفتاب تری گفتگو سراپا درد
چھپا غرض نہیں رہتا کلام عاشق کا

کام تا صبح رہا دل کو مرے نالے سے
شب خدا جانے کہاں وہ بت خود کام رہا

بعد مجنوں کیوں نہ ہوں میں کار فرمائے جنوں
عشق کی سرکار سے ملبوس رسوائی ملا

خوب سا سیدھا پنے کا دیکھ اے سرو چمن
اوسکی رعنائی سے مت تو اپنی زیبائی ملا

---

[1] پھر ا۔ا۔ [2] طرح ا۔ا۔ [3] ادس ا۔ا۔

جلگیا پروانہ جسدم رشتۂ الفت کے ساتھ — خاک میں سب شمع نے دی محفل آرائی ملا
طالع بیدار کی منت اوٹھانے بھی نہ دی — اوسے شب [ہمکو] تمنا خواب میں لائی ملا
اپنی قسمت میں ازل سے تھی لکھی سرگشتگی — گرد باد آسا جو کار دشت پیمائی ملا
واہ وا رحمت ہے مجکو اور اوسکو آفریں — راہ میں بن کر عصا جو خار صحرائی ملا
دستگیری بھی نہ کی تونے کہ جوں نقش قدم — خاک میں میں تیری خاطر اے توانائی ملا
سرکشی اے چرخ مت کر دیکھ پیش آفتاب — خاک میں ساری یہ دیگا تیری خودرائی ملا

تصور ترا جسکو اسے یار ہوگا — اوسے [غیر سے] کب سروکار ہوگا

چھیڑنے کا تو مزا تب ہے کہو اور سنو — بات میں ہم سے خفا ہو گئے لو اور سنو
آفتاب آہ نہ کہتے تھے گنوا بیٹھو گے دل — اوس فریبندہ کی باتیں نہ سنو اور سنو

صنم کے نازنیں پاؤں میں کیا ہی خوب [توڑے] ہیں
گویا اللہ نے اپنے ید قدرت سے جوڑے ہیں

جب ماہرو کے سامنے آتی ہے چاندنی — مکھڑے پہ اوسکے صدقے ہی جاتی ہے چاندنی

آبرو

تخلص شیخ نجم الدین عرف شاہ مبارک است وے از اولاد امجاد شاہ محمد غوث گوالیاری قدس سرہ و از شاگردان [روشن زبان بدیہہ گو] سراج الدین علیخان آرزو

لہ نسخہ ا۔ ا۔ میں اشعار بالا بہ ترتیب حروف تہجی درج ہیں +

ورق ۱۵

و از مشاهیر شعرائے عہد آسودہ مہد حضرت فردوس آرامگاہ انار اللہ برہانہ واز معاصران میر شاکر ناجی و شیخ شرف الدین مضمون بود و در طرز گفتار حسب رواج آں وقت بیشتر بایہام گوئی صرف [ہمت] می نمود - وجود الفاظ منکرہ و عدم مبالات تنگی الفاظ و جواز قافیۂ سین و صاد و امثال آں در کلامش و کذالک در اشعار معاصرانش زیادہ براں است کہ بہ تحریر در آید - امّا در شاعری ایں بزرگان علی تفاوت المراتب ہیچ شک شبہ نیست - رواج یافتن امرے در عہدے کہ مرغوب الطبع اہل عہد دیگر نباشد امرے دیگر است

ع فللناس فیما یعشقون[51] مذاہب

با میر لچھمن پاکباز فرزند ارجمند سید شاہ کمال بخاری سر خوش داشتہ چنانچہ در بعضے از اشعار خود باظہار آں ہمت گماشتہ بالجملہ اشعار یکہ آں مرحوم بیاد زمانہ در داد بست و دو شعر ازاں در ینجا ثبت افتاد منہ عفی اللہ عنہ ؎

آیا ہے صبح نیند سے اوٹھ رسمسا ہوا جامہ گلے میں رات کا پھولوں بسا ہوا

دل تو دیکھو آدم بے باک کا عشق سے بھڑتا ہے پتلا خاک کا

بوسہ لبوں کا دینے کہا کہہ کے پھر گیا پیالہ بھرا شراب کا افسوس گر گیا

کنجی اوسکی زبان شیریں ہے دل مرا قفل ہے بتاشے[52] کا

کیوں چھپا ظلمت میں گر اوس لب سے شرمندہ نہ تھا
جاں کچھ باقی[53] مرے ہے چشمۂ حیواں کے بیچ

---

[51] یعقون ا ۔ ا ۔ [52] تباہی ا ۔ ا ۔ [53] باقی میری ،

مجلس رنداں میں مت لیجا دل بے سوز کو
شیشۂ خالی کو کیا عزت ہے میخواروں کے بیچ

کون چاہیگا [گھر بسے] تجکو مجھسے خانہ خراب کی سی طرح

آبرو کے قتل کو حاضر ہوے کس کر کمر
خون کرنے کو چلے عاشق پہ تہمت باندھ کر

کہن میاں غضب ہیں فقیراں کے حال پر
آتا ہے ان کو جوش جمالی کمال پر

اس ناتواں کی حالت واں جا کہے[1] ہے اڑ کر
میرا یہ رنگ رو ہے گویا مکھی کبوتر

یار دُخسد منگار خاں خوجو تکے بیچ ہے تو مشتثنا ولیکن منقطع

سر سے لگا کے پانو تلک دل ہوا ہوں میں یاں تک تو فن عشق میں کامل ہوا ہوں میں

عبث کیوں روبرو ہونے کی کھاتے ہو قسم جھوٹی
بن آئینے کے تم اکدم بھی رہ سکتے [ہو] مونھ دیکھو

---

[1] کہیں ا۔ ا۔

کیوں ملامت اسقدر کرتے ہو بے حاصل ہے یہ
لگ چکا اب چھوٹنا مشکل ہے اسکا دل ہے یہ

تمہارے لوگ کہتے ہیں کمر ہے　　کہاں ہے کسطرح کی ہے کدہر ہے

پھرتے تھے دشت دشت دوانے کدھر گئے
وے عاشقی کے ہائے زمانے کدھر گئے

اب دین ہوا زمانہ سازی　　آفاق[1] تمام دہریا ہے ✓

جہاں اوس خو کی گرمی تھی نہ تھی واں آگ کو عزت
مقابل اوسکے ہو جاتی تو آتش لکڑیاں کھاتی

شور ہے اوسکی اشکباری کا　　آبرو چشم تر قیامت ہے[2]

سجا ہے نرگسی بوٹیکا جامہ　　کرے کیونکر نہ مجسے چشم پوشی

نالہ ہمارے دلکے غم کا گواہ بس ہے　　دینے کے تئیں شہادت انگشت آہ بس ہے

تخلص آبرو برجا ہے میرا　　ہمیشہ اشک غم سے چشم تر ہے

---

[1] آفاق ہی ۱۰۱ - ۱۰۱
[2] ہے ۱۰۱ - ۱۰۱

آرزو

تخلص سراج الدین علی خان مرحوم است وے از جادو طرازان سحر بیان و استادان نکتہ دان خاک[۱] پاک ہندوستان و صاحب تصانیف بسیار مالک اشعار بے شمار واقف فروع و اصول ماہر منقول و معقول مجمع کمالات منبع حسنات بحلیۂ علم و حلم آراستہ بزیور دانش و بینش پیراستہ ۔ باوصاف حمیدہ موصوف بہ اخلاق پسندیدہ معروف نکتہ سنج شیریں زبان ظریف الطبع عذب البیان بود ۔ بر کتب متداولۂ علوم رسمیہ بدرجۂ عبور داشت کہ درس شرح [مطالع] و شرح حکمت العین و مانند آں کہ دراں اوان مروج بود میداد اما چوں طبع نقادش بیشتر میل بہ شعر داشت بہ شاعری نام بر آورد ۔ دیوانے در جواب بابا فغانی و دیوان دیگر در جواب کمال خجند بہ بحر خفی و دیوان ضخیمے مشتمل بر انواع سخن دارد و تصانیف دیگر چوں سراج اللغہ و چراغ ہدایت و تنبیہ الغافلین و رسالہ در علم بیان و شروح بعضے کتب فارسی ہم ازو یادگار است اگرچہ زبان دانان ایران از ممر حسد بالنفس الامر از وحسابے نمیگیرند اما حق آنست کہ وجود ایں چنیں کس در خاک پاک ہندوستان حکم اکسیر اعظم دارد جوہر قابلیت و کتاب دانی وے از تصانیفش بر منصفان اہل شعور ظاہر است و ہویدا ۔ پیداست کہ انصاف و تامل امر دیگر است و تقلید بے تحقیق امر دیگر نسخہ پرداز[۲] الہام گوئی میاں آبرو و سر آمد سخن سنجان خوش نوا میرزا محمد رفیع سودا و مملکت سخن سازی را یکہ تاز سرو خواجہ میر درد و شاعر بے نظیر محمد تقی میر منجملہ فیض اندوزان آں گیہان خدیو سخن پردازی اند بمشابہ کہ علماء اہل حق راو امت برکاتہم عیاں امام ہمام قبلہ انام ابو حنیفہ کوفی رضی اللہ عنہ میگویند اگر شعراے ہندی زبان را عیال خان آرزو گویند می سزد مرتبہ والایش از ریختہ گوئی بالاتر است اما گاہ گاہ بہ تقریبے بنا بر تفنن

---

۱ ا۔ ا۔ میں "خاک پاک" درج نہیں ۔ ۲ سخن پرداز ا۔ ا۔

یکدو بیت از طبع عالیش سرمی زد بہر کیف ہفت شعر و یک بند خمسہ از زادہ ہا ے طبعش در[1] اینجا ثبت افتاد ؎

کھول کر بند قبا کو ملک دل غارۃ کیا کیا حصار قلب دلبر نے کھلے بندوں لیا

آتا ہے ہر سحر اوٹھ تیری برابری کو کیا دن لگے ہیں دیکھو خورشید خاوری کو

تجھ زلف میں لٹک نہ رہے دل تو کیا کرے
بیکار ہے اٹک نہ رہے دل تو کیا کرے

رکھے ہے سیپارۂ دل کھول آگے عندلیبوں کے
چمن میں آج گویا پھول ہیں تیرے شہیدوں کے

از زلف سیاہ تو بدل دھوم پڑی ہے در خانۂ آئینہ گھٹا جھوم پڑی ہے

مرزا محمد رفیع سودا ایں بیت را در تذکرۂ خود بایں طور ثبت فرمودہ ؎
اوس زلف سیہ فام کی کیا دھوم پڑی ہے آئینہ کے گلشن میں گھٹا جھوم پڑی ہے

واللہ اعلم بحقیقۃ الحال کہ فی الحقیقۃ ہمیں طور بود یا مرزا تصرف نمود

حکائت

روزے در مجلس مشاعرہ کہ در خانۂ خان موصوف انعقادمی یافت میرزا محمد رفیع

---

[1] اینجا +

سودا غزل حاجی محمد جان قدسی را بطور خود مترجم ساختہ برخواندن آں [بہ شدّ و مدّ تمام ہمت گماشت] اتفاقاً احدے از حضار مجلس [براں نرسیدیا] از خوف مترجم کہ [بہ ادنےٰ] سبب بے محابا بہجو ہر کس میپرداخت سکوت [ورزید] خان تحسین بلیغ فرمود و در اثناء توصیف [بدیہتہً] بر زبان روشن بیان [جاری نمود کہ] ؎

شعر سودا حدیث قدسی ہے　　لکھ رکھیں چاہیئے فلک پہ ملک

مرزا بے اختیار برخواستہ[1] بر سینۂ خان چسپید و سخن بمزاح وطیبت کشید -

دیگر

روزے جوانے سر [آپا] جانے کہ خان را بدو نظرے بود لاابالیانہ از پیش او درگذشت و باستدعاء شان متوقف نہ گشت ایشاں فی الفور ایں شعر بزبان [سحر بیان] آوردند ؎

یہ شان یہ غرور لڑکپن میں کچھ نہ تھا
کیا تم جوان ہو کے بڑے آدمی ہوئے

عزیزے صاف گو زبانی مرزا محمد رفیع سودا نقل میکند مولوی ہدائت اللہ ندرۃ قصیدہ کہ در ہجو من گفتہ ومن آں قصیدہ را [خمسہ] نمودہ [ہجوش] کردہ ام مطلع آن را خان آرزو تضمین فرمودہ و آن [اینست] ؎

شعر ناموزوں سے تو بہتر ہے کہنا ریختہ　　کب کہا ہیں قتل کر مضموں کسی کا ریختہ
ہیچیائی ہے یہ کہنا سن کے میرا ریختہ　　خون معنی تا رفیع باد بیمارا[2] ریختہ
آبروے ریختہ از جوش سودا ریختہ

---

[1] ا.ا. میں 'بچارہ' ہے ٭　　[2] دونوں نسخوں میں اسی طرح ہے ٭

آرام

تخلص سہ کس [بمن] رسیدہ

اوّل۔ رائے پریم ناتھ کھتری پیشکار تن وے مردے بود ہوشیار و صاحب [اقتدار] در تیر اندازی مہارت تمام و در خوش نویسی دسترس تام داشت خط نستعلیق و تعلیق و شکستہ بروبہ کفایت خان بسیار درست می نوشت [ہیچکس] در عہدش بہ پختگی و خوبی قلمش [نمی رسید] و عالمے از و استفادہ میکرد مبلغے بسیار آں مرد پختہ کار دریں ہر دو کار عالی مقدار صرف کردہ قلم ہائے واسطی و وصیلہائے خطا و دیگر لوازم خوش نویسی و کمانہائے لاہوری و لیبہائے گجراتی و سوائے آں آنچہ ضروریات تیر اندازی است باکثر تلامذہ تکلیف می کرد در انشا پردازی ہم دستے داشت در آخر ہائے عمر بنا بر افراط تفریطے کہ بدار الخلافہ شاہ جہان آباد صانہا اللہ عن الشر و الفسا د رو داد در [مومن] آباد برندابن کہ از معابد مقربہ ہنود است سکونت ورزید و ہمانجا بساط ہستی در نوردید شعر فارسی و ریختہ ہر دو از طبعش [سر میزد] اشعار فارسی متفرقہ موزوں نمودہ و دیوان ریختہ دو ہزار بیت [تخمیناً] تدوین فرمود و ایں دو[1] بیت ازاں کہ بمن رسیدہ برشتۂ تحریر برکشیدہ ؎

خون آنکھوں سے نکلتا ہی رہا	دل کا فوارہ اوچھلتا ہی رہا
کون غمخواری کرے آرام کی	ایک مجنوں تھا سو چلتا ہی رہا[2]

---

[1] ا۔ا۔ میں لفظ "دو" پر قلم کھینچ دیا گیا ہے +

[2] ا۔ا۔ میں یہ شعر داخل نہیں ہے +

دوم

خیر اللہ وے جوانے بود در قصبہ سردھنہ رعنا از تیرگران آنجا با پسر شمرو فرنگی المخاطب بہ ظفریاب خاں والمتخلص بہ صاحب بخوبی ایام بسر میبرد و تازہ مشق ریختہ میکرد در عین ریعان جوانی رخت زندگانی بباد فنا [بردادن] خداش رحمت کناد ایں سہ بیت از گفتہاے اوست ؎

یار نے پڑھتے ہی مرا کاغذ ⁂ تا وکھا ٹکڑے کر دیا کاغذ

جی میں رکھنا تو غبار اے رشکِ گلشن چھوڑ دے
خاکِ عاشق سے جھٹکتا کیوں ہے دامن چھوڑ دے
ایک دم آرام کر [اس چشم] کے بنگلے میں تو
کیا ہوائے سرد ہے مژگاں کی چلمن چھوڑ دے

سوم

لکھمن لعل کائت وے جوانے است متصدی پیشہ از [قرابتیاں][1] پیشکاران خالصہ شریفہ بسیار خلیق و مؤدب و خیلے کشادہ رو و مہذب مشق سخن از میر انشا اللہ خان انشا نمودہ و اشعار متفرقہ دارد [ایں] عاصی با نواع المعاصی چار شعر ازاں در ینجا می نگارد ؎

ہم اوس آئینہ رو کے ہجر میں کیا زیست کرتے ہیں
کہ سکتے کی سی حالت ہے نہ جیتے ہیں نہ مرتے ہیں

---

[1] حد قرابتیاں ۱۰۱

ٹھہر جاتے ہیں یوں مژگان چشم تر پہ لخت دل
لب دریا مسافر جس روش تر کر ٹھہرتے ہیں
ترے سلک در دنداں کی ایسی آبداری سے
کہ جس کے روبرو پانی در خوش آب بھرتے ہیں

[بن ساقی] اب[1] ابر بہاری سخت ہمیں ترساتا ہے
مینا سے گلگوں کی طرح اب خونی اشک [رولاتا ہے]

آزاد

تخلص جوانے است اعمیٰ بہ رام سکھ مسمیٰ کہ آزادانہ بتوکل اوقات بسر میکرد و باوصف عد [یم البصری ملکہ] سخن گوئی بہم رسانیدہ بود و شوق ایں فن بغایتے در نہادش جا داشت کہ [در] مشاعرہ مہدی علیخاں مرحوم عاشق تخلص بدستگیری قائدے باشتیاق تمام مدام میرسید و غزل طرحی سرنجام مے داد و شعر فارسی [ہم موزوں] میکرد از چندے آنجہانی شد [و ایں] مطلع از وے است ؎

اندنوں پیارے تیرا طرز تکلّم اور ہے
طور چشمک اور ہے طرح تبسّم اور ہے

---

[1] ا۔ ا۔ اب یہ، وزن بھی اسی کا متقاضی ہے،

[آشنا]

تخلص سہ کس از شعرا سوائے میر غالب علیخاں سیّد کہ پیش [ازیں] چندے بدیں تخلص متخلص بودند می شناسم و دوکس از ایشان کہ از حال و [مآل آنہا] اطلاعے دست بہم ندادہ انشا اللہ تعالےٰ در سلک شعر[ا کہ] در تکملہ مذکور خواہد شد] ——— بہ رشتۂ تحریر خواہم کشید ویکے ازیناں [میرزین العابدین المعروف] بہ میر نواب خلف الصدق حکیم اصلح الدین خان مرحوم است۔

گویند کہ وے از سادات گجرات [وبہائت] نیک ذات بود و پدرش بسیار مرد قابل وحاضر جواب [حکائت روزے] در مجلسے کہ خان آرزو ہم حاضر بود [عزیزے] ستایش خان بدرجہ] اعلےٰ رسانید[۱] اصلح الدین خاں تبسم کناں [برزباں راندکہ] ع

[آرزو خوبست اماّ ایں قدر ہا] خوب نیست

دیباچۂ دیوان سرآمد شعرائے فصاحت آما مرزا محمد رفیع سودا [ہمیں] اصلح الدین خان پدر والا قدر میرزین [العابدین] آشنا نوشتہ [و میر موسوم مرحوم ہم مرد سنجیدہ وشخص پسندیدہ بود بہرکس] مردمی می نمود اشعار متفرقہ یادگار [خود] بروزگار دارد[۲] [وایں سہ بیت] از آں اینجا ثبت افتادہ ہے

[گر] ہمسے دوانوں کو تم آزاد [کروگے]
ویرانے میاں کتنے ہی آباد کروگے

ہمسے بندوں پہ ظلم [کرتے ہیں] ان بتوں کا کوئی خدا بھی ہے

---

[۱] رساند [۲] دادہ ا ۱۰۱.

بات کہنے میں [ذبح کرتے] ہیں ظلم ایسا کہیں روا بھی ہے

آشفتہ

تخلص دوکس [میدانم]

اوّل

عظیم الدین خان عرف بھورےخاں وے جوانے است خوش فکر شیریں زبان عالی طبیعت فصاحت بیان غزل طرحے از و خوب سرانجام می یافت و بفصاحت می نگاشت و طرح مراختہ بخانہ خود چندے انداختہ بود و دلجوئیہائے اہل سخن بدرجۂ اعلیٰ می نمود بعد یک چندکہ [بصحبت اہل دل در پیوست] و از بند حرص و آز دنیا وا رست بجذبۂ [محبت و اشارۃ با بشارۃ] جناب کرامت [مآب] حضرت سلطان المشائخ قدس سرہ [دست بیعت بدست یکے از مجاوران] بقعہ شریف آں سلطان الاولیاء الکرام میاں [مجیب الدین نام کہ از خلفاء] برہان العاشقین مولانا [محمد فخر الدین روح اللہ روحہ وبحلیہ صلاح و تقوی] آراستہ و [بزیور] صبر و استقامت پیراستہ بود [داد] و دل بطلب مطلب اعلےٰ و مقصد قصوی نہادہ ترک شاعری [نمود و تو] جہ موجہ بزہد و ورع فرمود اللہم ارزقنا [ایضا گاہ گاہ شعر صوفیانہ موزوں میکند و از وجہ تجارت] ایام بسر می برد در مقطع ہر [غزل رعائتہ] للتخلص [مضمون زلف بستن] لازم [گزیدہ] و شعرش باصلاح [شاہ محمدی مائل رسیدہ بالجملہ] بیست و شش شعر از اشعار آبدار وے در سلک آراستہ کلک [خود منسلک میسازم] منہ سلمہ ربہ ۵

ناخواندہ مرے خط کو اولٹا ہی پھرا لایا
قاصد کا گلہ کیا ہے قسمت کا لکھا لایا

ورق ۲۰

ہاے رے نازکی شیشۂ دل — سانس لینا ہوا محال ہمیں
شکل آیینہ چشم بھر آئی — یاد آیا جو وہ جمال [ہمیں]
کاہش ماہ و سال ہجراں نے — رفتہ رفتہ کیا ہلال ہمیں
ملک دل غم کی ہو گیا جاگیر — دم شماری ہوئی محال ہمیں
دام زلف بتاں میں آشفتہ — زندگی ہو گئی وبال ہمیں

جام گدائی ہاتھ میں لے نت [سانجھ سویرے] پھرتے ہیں
شمس و قمر یہ دونوں بھکاری حسن کے تیرے پھرتے ہیں
[جوگ لیا آشفتہ ہم نے] دیکھ لٹک اون زلفوں کی
گلیوں گلیوں حال پریشاں [بال] بکھیرے پھرتے ہیں

سررشتہ نہ ہاتھ [آیا تسبیح] کے رشتے سے
اب عشق میں اس بت کے [زنار] ہے اور میں ہوں

[اسلام حقیقی] میں ہے [شرک مری ہستی]
زنار نہ ٹوٹے [گا تا یار] ہے اور میں ہوں

آشفتہ لڑیں جب سے یہ خانہ خراب آنکھیں
[دل گھر میں نہیں لگتا بازار] ہے اور میں ہوں

آفت [ہے قیامت ہے بھبوکا ہے پری ہے]
[عالم سے نرالی یہ تری] جلوہ گری ہے

[کل جو وہ دامن اٹھا ایک آن سے آنے لگے
کتنے ہی کشتے ادا کے جان سے جانے لگے]

[پاؤں] کو توڑ جو بیٹھے [ترے در] کے آگے
[سر دیا یار پر اک گام نہ سر کے آگے]

برگشتہ بخت ہم سے دیکھے ہیں کم کسی نے
جب [ہم] ہوے مقابل وہ [منہ کو پھیر بیٹھے]

نت خون عاشقوں سے سر دار گرم ہے [جبتک جہاں ہے] عشق کا بازار گرم ہے
اللہ رے [حرارۃ] مقتول تیغ [عشق جی سرد] ہو چکا یہ تن زار گرم ہے

کل بعد عصر بزم میں کر اوس کی بیٹھے راہ
[فن سے] کہیں سے داو سے حیلے سے گھات سے
پوچھا مزاج آپ کا کس چیز سے ہے خوش
قصے سے واستاں سے حکائت سے بات سے
کہنے لگے بتائیے ہیں آپ کس سے خوش
دشنام سے طمانچے سے گھونسے سے لات سے
میں نے کہا [ادب سے] جو کچھ کیجیے عطا
اپنے کرم سے مہر سے اور التفات سے

پھر تو [وہیں وہ چین بجبیں] ہو کے بول اٹھے
اس موہنہ سے اس شعور سے اس واہیات سے

تمام [رات] رہی ٹکٹکی ستاروں سے — خلاف وعدہ [تعجب ہے] دوستداروں سے
نبی کو خاطر اصحاب کیوں نہو منظور — کہ زیب و زینت مجلس ہے چاریاروں سے

[اس] وار سلام کے [تصدق جاؤں] — محبوب مقا[م سے کے] تصدق جاؤں
بنیاد چہل [ولی ہے یہ ہشت] دری — اس کے در و بام کے تصدق جاؤں

دوم

[مرزا رضا قلی بیگ خلف الصدق] حکیم محمد شفیع گویند کہ [در فن طبابت دستے دارد فکر ریختہ گاہے بر روے] کار آرد [آشفتہ است] اما سراپا [آراستہ مزاج و دیوانہ است لکن یکسر فرزانہ] با [ابتہاج] شعرش کیفیتے دارد و [سخنش حلاوتے چندے در بلدہ لکھنؤ] طرح مشاعرہ بخانہ خود انداختہ و مجالست [اہل سخن پرداختہ از تلامذہ شاعر] فصاحت [افروز محمد میر سوز است و ایں ہفت شعر از طبع زاد او] ست

غصے میں اون سے رات کو [لڑتے تو لڑ لیا
پر اوٹھ کے جب چلا] تو کلیجا پکڑ لیا

چہرہ کچھ [ان دنوں] غم پنہاں سے زرد ہے
ظاہر میں کچھ مرض نہیں پر دل میں درد ہے

[ہمیشہ آگ نکلتی ہے میرے سینے سے]   آلہی موت دے گزرا میں ایسے جینے سے

عزیزے دیگر ہم ایں معنی دریں ردیف و قافیہ خوب بستہ میگوئد ؎

نہ درد دل سے [ٹھنپے] ہے نہ آہ سینے سے
قسم ہے عشق کی گذرے ہم ایسے جینے سے

پوشیدہ نیست کہ ایں [از ہر جانب کہ باشد] از جنس سرقہ است یا از عالم توارد ؎

نہ جانے کیوں کے بصارۃ وہ چاند سا [مکھڑا]
نظر پڑا نہیں مجکو کئی مہینے سے

وہ رشک مہر جو عالم میں بے نقاب [پھرے]
[پھر اس چمک سے] نگردوں پہ آفتاب پھرے

چلا ہے کعبہ کو آشفتہ [پارسا بن کر]
[خدا] جو بیٹھے بٹھائے اسے خراب کرے

جسوقت کہ میاں [میری تری آنکھہ لڑی تھی]
کیا جانیئے وہ کونسی [کمبخت] گھڑی تھی

آصف

[تخلص نواب معلے القاب وزیر الممالک یحیی خان آصف الدولہ بہادر ہزبر جنگ است حسب و نسبش بنا بر غایت ظہور و نہایت شیوع مستغنی البیان و بے نیاز

از تبیان است کمال جودش بمرتبہ بود کہ اگر حاتم طائی را بریزہ چین خوان نوالش خوانند بجا است و علوے ہمت بدرجہ داشت کہ اگر قارون سبطی را گدائے تنگ چشم دربارش نامند سزا۔ گاہ گاہ طبع فیض بخشش میل سخن می کرد و بامزہ می گفت ایں بست ویک بیت از کلام حشمت انتظام اوست عفی اللہ عنہ ؎

یا ڈر مجھے تیرا ہے کہ میں کچھ نہیں کہتا
یا حوصلہ میرا ہے کہ میں کچھ نہیں کہتا

ہمراہ رقیبوں کے تجھے باغ میں سنکر
دل دینے کا ثمرا ہے کہ میں کچھ نہیں کہتا

کہتا ہے بہت کچھ وہ مجھے چپکے ہی چپکے
ظاہر میں یہ کہتا ہے کہ میں کچھ نہیں کہتا]

کہتا ہے تو کچھ یا نہیں آصفؔ سے یہ تو جان
یاں کسکو سناتا ہے کہ میں کچھ نہیں کہتا

ساقیا مے سے چھکا دے جو بہکتے جاویں
برق کی طرح جدھر جاویں چمکتے جاویں

شکل اوس کی کسی صورت سے جو دکھلائے ہمیں
دوست ایسا نہیں ملتا ہے کوئی ہائے ہمیں
بن بلائے جو سدا آپ چلا آتا تھا
[اب یہ نفرت] اوسے آئی کہ نہ بلوائے ہمیں
فائدہ کیا ہے نصیحت [سے پھرے ہو ناصح]
ہم سمجھنے کے نہیں لاکھ تو سمجھائے ہمیں

[جس گھڑی تیرے آستاں سے] گئے
ہم نے جانا [کہ دو جہاں سے] گئے

تیرے کو [چے میں نقش پا کی طرح
ایسے] بیٹھے کہ پھر [نہ واں سے گئے]

[شمع کی طرح رفتہ رفتہ ہم
ایسے گزرے کہ جسم و جاں سے گئے

ایک دن میں نے یار سے یہ کہا
اٹھو ہم طاقت و تواں سے گئے

ہنس کے بولا کہ سُن لے اے آصف　　یہی کہہ کے لاکھ یہاں سے گئے

یوں دل کے ساتھ فکر تیری سو لگی رہے　　آصف پہ شرط یہ ہے کہ وہ لو لگی رہے
ملنے نہ ملنے کا تو وہ مختار آپ ہے　　پر ہم کو چاہیے کہ تگ و دو لگی رہے

قطعہ

کسو کی شب وصل سوتے کٹے ہے　　کسو کی شب ہجر روتے کٹے ہے
ہماری یہ شب کیسی شب ہے الٰہی　　نہ سوتے کٹے ہے نہ روتے [کٹے ہے]

[یہ] اشک [چشموں] میں ہمدم رہے رہے نہ رہے
حباب وار کوئی [دم رہے رہے نہ رہے]
تو اپنے شیوۂ جور و جفا سے مت گذرے
تری بلا سے مرا [دم رہے رہے نہ رہے]
[چھپا ہے رخ پہ ترے خوشنما صنم لیکن]
ہمیشہ [گل پہ یہ شبنم] رہے رہے نہ رہے

جہاں میں جہاں تک جگہ پائیے　　عمارت بناتے چلے جائیے

آفاق

تخلص میر فرید الدین است وے یکے از بزرگ زادہاے نیک نہاد واز [اقرباے]

شاہ سلیمان مرحوم ساکن قصبۂ جلال آباد است و ایں بزرگ مردے بود درویش صورت فرشتہ سیرت دنیا دشمن دین پناہ خدا دوست دل آگاہ ہادی [سالکان راہ ہدی] مرشد طالبان ذات خدا اصلش خطہ [کشمیرو] مولدش [نیز آن جنت نظیر] است و ایں میر فرید الدین جوانے است لبش متین نہایت رنگین [سراپا] محبت سربسر [مودت] جسم فتوۃ جان [مروۃ] دوستدار بے [ریو] و رنگ ظاہرش با باطن یکرنگ از چندے در ممالک [جنوبیہ] ملازم مشیر الملک شدہ [قصائد چند] در مدح او گفتہ جائزہ ہاے نمایاں یافتہ بسیار خوش فکر و پاکیزہ گو ست غزل طرحی چنانکہ بائد انصرام میداد شاگرد رشید [محبت سراپا] وفاق حکیم ثناء اللہ خان فراق است بایں عاصی بانواع [المعاصی نخیلے] باخلاص [پیش می] آمد و اکثر باشارۂ آں محبت کیش اشعار [خویش از] نظر [م می] گزراند دل مودت منزل بسیار از بسیار جویاے دیدار فرحت آثار وے است جامع المتفرقین جل شانہ [حسب دلخواہ دوستاں میسر سازد] بیست و یک شعر از زادہ ہاے طبع آں عالی [... مزدہ] کلک محبت سلک می سازد منہ سلمہ ربہ[1]

ہیں ہاتھ [جو زلفوں] کو بھولے سے لگا بیٹھا ۔۔۔ بل کھا کے وہیں ظالم دشنام سنا بیٹھا

تسکین ہوئی دل کو آرام ہوا جی کو ۔۔۔ وہ راحت جاں میرے پہلو ہیں جو آ بیٹھا

صبر و دل و دیں طاقت سب نذر کیے ہم نے ۔۔۔ اس پر بھی بھلا [جانی] تو کیوں ہے خفا بیٹھا

رخ نہیں صبح سے کم زلف نہیں رات سے کم ۔۔۔ اوس پری کا نہیں عالم بھی طلسمات سے کم

اوس گل سے مل کے [ہیوینگے] جام شراب ہم ۔۔۔ [لالہ] کا دل جلا کے کریں گے کباب ہم

---

[1] پس ۱۰۱

اٹھکر پہ لوٹتے ہیں [پڑے] گلبدن بغیر — پھولوں کی سیج پر بھی نہیں کرتے خواب ہم

[بے ساختہ] چھاتی سے لپٹ جاے ہے میری — ہوتا ہے وہ جب شوخ طرحدار نشّے [ہیں]
میخانۂ دنیا میں ہر ایک مست ہے غافل — ہے مرد وہی جو رہے ہشیار نشّے میں
آفاق ذرا شیشۂ دل رکھیو [سنبھالے] — آتا ہے [ادھر پھر وہی میخوار] نشّے میں

ساقیا ساغر مے [جلد پلانا ہم] کو — دور مجلس میں کہیں [چھوڑ نہ جانا ہم کو]

اشک تر چشم سے جسدم کہ ہمارے نکلے
مردماں [کہنے لگے دن کو] یہ تارے نکلے

ہاتھ کا اوس کے خط لکھا لایا ہے [قاصد میں] ہات کے صدقے
[دمبدم گالیاں ہیں شیریں لب] واچھڑ [سے اس] نبات کے صدقے

ایسا نہو نظروں میں دل کو وہ اوڑا [جاوے]
[جی] اپنا لرزتا ہے دلدار کی آنکھوں سے
مجرا نہ لیا گا ہے نظروں [میں] بھی اے پیارے
تسلیم تمہیں ہم نے سو بار کی آنکھوں سے
جب تک [نہیں ہوتی ہے بے دید] تجھے تسکیں
جب تک نہ لڑیں آنکھیں دوچار کی آنکھوں سے
آفاق یہی جی میں آتا ہے بہر صورۃ
تصویر لگا رکھوں اوس یار کی آنکھوں سے

ورق ۲۳

خون دل بلبل ؎ ہے تو شبنم اسے دھومت — چھوٹے ہے کوئی گل کے یہ دامان کی لالی
کیوں کر نہ پڑیں جان مجھے جان کے لالے — دیکھی ہے [ترے] اوس لب خندان کی لالی
وہ سرخ ؎ تماشا [ترے] رخسار ہیں گل رو — [لالے کی بھی] ان پر سے تو قربان کی لالی
ہر شاخ مژہ اشک سے پھولوں کی چھڑی ہے — آفاق کہیں دیکھی ہے اس شان کی لالی

آفرین

تخلص جوانے است صاحب شعور از بزرگ [گزا دیاسے] سہارنپور محبت التیام میاں قلندر بخش نام کہ بسیار سنجیدہ اطوار و پسندیدہ کردار واقع شدہ [در خوبی اخلاق و حسن] معاشر [ة دراں ضلعہ] انباز خود ندارد و بقدر ضرور در عروض و قافیہ [دستے دارد] دہ [شعر] از گفتہ‌ہائے وے دراینجا ثبت افتادہ منہ سلمہ ربہ ؎

ہنسی ہنسی ہی میں دل لے گیا وہ [غنچہ دہن] — ہوا ہوں مفت میں یارو شکار خندۂ گل
کھلا [چمن میں] تو اے [آفریں کہ جوں] غنچہ — لبوں پر اوسکے [یہاں] ہے بہار خندۂ گل

اوسکی آنکھیں جب پھریں اس دل کو واشد پھر کہاں
[با] ت ہے کچھ [گردش ایام و] بنیاد چمن

پڑیں ہیں لاکھ گر[ہ] اپنے دلمیں غیر سے تم — [کبھو ہو جب] گرہ زلف باز کرنے [کو]

کل تم جو ہم سے آنکھ چرائے چلے گئے — حسرۃ رہی یہ آہ کہ آئے چلے گئے

؎ دونوں نسخوں میں 'خون دل بلبل ہے شبنم اسے تو دھومت' ؎ شوخ تماشا ۱۰۱

شب تجھ بغیر بزم میں تک تک کے راہ ہم — جوں شمع جل کے[۱] اشک بہائے چلے گئے

ہم اس سرائے دہر میں آئے چلے گئے — فرقت کے چند صدمیں اٹھائے چلے گئے

اہل نظر کی آنکھ میں یہ قصّہ ہاے دہر — سب اک خیال و خواب ہیں آئے چلے گئے

جوں شیشہ تیری بزم میں ہم کو نہیں قرار — ہم ساغر شراب ہیں آ[ئے] چلے گئے

بس ہیں کرا پنے بتاں باتیں بناتے ہیں مجھے[۲] — نظروں [میں دل کو] چھینکر آنکھیں دکھاتے ہیں مجھے

[این شعر در سہ بحر خواندہ میشو[د فلیتامل]

آگاہ

تخلص [ود] ریختہ گو بدریافت رسیدہ [یک] کس از ایشان انشاء اللہ تعالے در تکملہ مذکور خواہد شد و یکے از انہا مردے است [مہربانی] مسمی بہ حسن علی کہ بالفعل ذی سلک [افسانہ] خوانان حضور فیض گنجور [انسلاک وارد و بسیار] صاحب شعور و پختہ کارست گاہے بنا بر [موزونی] طبع بہ ریختہ میل[۳] میکند [این] دو شعر از دست ـــہ

ہاں تیغ کھینچ [اسے بت] آتش مزاج تو
مرنے پہ آپ یہاں یہ گنہ گار گرم ہے

[لے پشت] لب سے تا [رخ] گردوں [لگائی] آگ
[آگاہ کیا یہ آہ شرر بار گرم] ہے

۱؎ جل کر ا۔ ۱۔ ۲؎ بس ہیں کر اپنے ہی بتاں باتیں بناتے ہیں مجھے ا۔ ۱۔ ۳؎ ب ا۔ ۱۔ ۴؎ میل بہ ریختہ میکند ا۔ ۱

اٹل

تخلص میر عبدالجلیل مرحوم است وے از سادات [زیدیہ] بلگرامی الاصل [از] اولاد امجاد سید ابوالفرح [واسطی] بود در شعر فارسی و عربی کہ بسبب رتبہ فضیلت بسیار بامتانت و شستگی میگفت و بیشتر قصائد دریں ہر دو لسان[۱] از و یادگار است [وا] آسطی تخلص میکرد و از [ہمہ] علوم رسمیہ ماہر و باخبر بود و با ایں ہمہ طبعش مائل بشورش و ہنگامہ آرائی بود و وضعش بوضع بانکہائے حضرت دہلی و بیشتر با محمد عطا بانکہ و پر انقائے می ماند و ریختہ ہم بطور مشار الیہ میگفت در ایامے کہ محمد عطا گوشہ نشین عزلت گشتہ وے بطریق طنز گفتہ ؎

جب سنا دھوم دہام یاروں کا   جھوپڑے میں دبک[۲] [رہا] بڑھو د

بالجملہ دو بیت دیگر و دو بند ترجیع بند بنابر تفنن از زٹلہائے وے رقمزدہ کلک سوانح [سلاک] می شود [منہ] عفی عنہ ؎

ڈاڑی نبود لایق آں [بانکہ کہ چھوا است]   ایں جالۂ [مکڑ ہمہ ہیچ است و تھر ڈوا ست]

[بر] چہرۂ من [بہ خسم نکالے] مونچھیں   در دیدۂ بانکہا چو [ڈانک] بچھو است

دو بند ترجیع بند

اوّل

منم آں بانکہ دلیر اچل   کز من افتاد درجہاں کھل بل

گرد موجود بہر من تقدیر   کتی از برق دد گلہ از بادل

بہر ورزش بگیرم [ار] سحر   خشک گردد چو [ریت] گنگا [جل]

---

۱ زبان ۱۰۱   ۲ رہا دبک

یا من از [صدق دل نکت پہوناں] عرض کردند کا ے ادھوت اٹل
[در ہمہ] بانکھا [امام توئی] لشکر آرا ے دھوم دہام توئی

دوم

نعرۂ من چو رعد [گر] کڑکد سینۂ شیر تا جگر تڑکد
بر فلک شب نمی طپد انجم دل [گردوں] ز سہم من دہڑکد
کنکرونکو لگے [چکا چودھا] بندہ [کرکتی از کمر سڑکد]
[سچ] مارا اگر [بہ بیسند بھیم] در ایں بیت از لبش پھڑکد
در ہمہ [بانکھا امام توئی] لشکر آرای دہوم دھام توئی

اثر

تخلص میاں محمد میر صاحب ایشاں برادر حقیقی سخن سنج روشن ضمیر حضرت خواجہ میر علیہ الرحمتہ والغفران انداز بزرگی ایشاں چہ تقریر نماید کہ زبان با [وصف] عذب البیانی از [عہدۂ] آں بر نمی آئد و از نیکذاتی شاں چہ [برطراز د] کہ خامہ باوجود دو زبانی از تحریر آں عاجز آئد خیلے خلیق [ومتواضع] و رقیق القلب وصاحب درد بزیور علم آراستہ وبحلیۂ علم پیراستہ بودند [استفادۂ] علوم ضروریہ ایشاں را از جناب افادۂ انتساب [حبر] محقق [فحل] مدقق جامع فروع واصول [حاوی منقول ومعقول] مرجع [طلاب] جہاں مولوی خواجہ احمد خان علیہ الرحمتہ والرضوان است اگرچہ [وست بیعت بدست] حق پرست پدر بزرگوار خود [دادہ امادر] محبت برادر مہین آنچناں مستغرق وہالک بودند کہ زیادہ از آں متصور نیست بے رضاے جناب ایشاں دم ہم نمی توانستند زد تا [بگفتار] وکردار دیگر چہ رسد وبعد از انتقال آں ستودہ خصال ممکن [نبود] کہ درحین ذکر خیر

وے [رحمۃ اللہ] از چشم گوہر فشان شان اشک درد آلود حسرۃ [اندود] دریا دریا [نبارد] بریں عاصی بانواع المعاصی [زیبا] دہ تر ازانکہ در حوصلۂ تقریر و [تحریر] گنجد لطف و عنائت [مبذول] می داشتند

حکائت

روزے در آفتاب [قوس قریب دو ساعۃ نجومی] بر آمدہ بحمامے کہ ساختۂ جناب ایشان و مانند دل پر درد شان ہمیشہ گرم می بود میرزم اتفاقاً میاں نو [رنگ] کلاوۃ کہ سر آمد سرود سرایاں عہد خود است و دست بیعت بدست حق پرست شیخ روشن ضمیر حضرت خواجہ میر دادہ و منجملۂ خاصان این دودمان عالیشان است با خویشان خود غسل میکنند بمجرد استماع خبر ورود احقر از مسند ارشاد بر خواستہ (کذا) قدم رنجہ میفرمایند و بانواع تفقدات و دلجوئیہا پیش می آیند و بروبروے خود داخل خانۂ حمام فرمودہ [معاودۃ] می نمایند

ع

زہے حسن اخلاق مردان دیں

بہرحال شعر ایشان نہایت با اثر و بدرجۂ اعلاء فصاحت است [نسخہ] درست از دیوان برادر بزرگوار برداشتۃ [اند] بآئینے کہ [خود فنا در ذات] ستودہ صفات [برادر] کریم بودند شعر ایشان ہم فنا در شعر اوشان است دیوانے [مختصر] در نہائت جودۃ و پاکیزگی و مثنوئ خوردک در غائت متانت و شستگی یادگار ازیں بزرگوار است پنجاہ و [سہ] از ریختہاے طبع وقاد شان دریں نامہ اندراج یافتہ [لجنابہ] رحمہ اللہ تعالے

دل دیوانہ میں کچھ آتا ہے　　آپ پر کچھ [اب ہی میں] اللیہ گا

ہو جائینگے جدا او سکے معلوم　　داغوں کو مرے شمار کرنا

رحمت کے حضور بیگنا ہی　　مت شیخ کو روسیاہ کرنا

[بے طرح کچھ گھلا ہی] جاتا ہے　　شمع کی طرح دل کو چور لگا

دل [سینے] سے یوں نکال لینا　　بہتر نہیں [یہ] وبال لینا

بھلا شکر کرنے لگے پھر شکایت　　کرم مہربانی توجہ عنایت

بالفرض ایک دو دن لیت و لعل میں کاٹے　　انصاف کیجے آخر گذریگی یوں کہاں تک

وائے غفلت کہ ایک ہی دم میں　　میں کہیں اور کاروان کہیں

کر دیا کچھ سے کچھ ترے غم نے　　اب جو دیکھا تو وہ [اثر ہی] نہیں

یوں خدا کی خدائی برحق ہے　　پر اثر کی ہمیں تو [آس نہیں]

یہ حال بھی اثر کا غنیمت ہی جانیے　　جیتا رہا ہے اب تئیں اتنا یہ بس [نہیں]

بات کہتا ہوں کسی کا کچھ [گلہ] کرتا نہیں　　پر برا کرتا ہے وہ مجھسے ملا کرتا نہیں

چشم بد دور ہو نظر نہ کہیں　　ہے نپٹ ہی ہمارا آنکھوں [میں]

تو کہاں میں کہاں یہ کہتے [ہیں]　　[کہ یہ] آپس میں دونو بیٹھے ہیں

سخت ناچار ہے تقدیر کے ہاتھوں بندا ورنہ [یوں] باز رہوں تیری ملاقات سے میں

آزمانا کہیں نہ [سختی] سے دیکھیو میرے ناتواں دل کو

ہم بے دلوں کو شکر فراغت [ہوئی] تمام یہ جان رہ گئی تھی سو وہ بھی نثار کی

دل نے [مجھے] آثرؔ کیا سو کیا کیا کہوں مہربان اپنا ہے

آثرؔ کا حال بھلا ٹک تو کچھ [سُنا] ہوتا ابھی تو اوسکی بہت داستان باقی ہے

نہ رہا انتظار بھی اے [یاس] [ہم] امید وصال رکھتے ہیں

ناخن زن ہے بدل یہ انگشت کچھ خوبیؔ نہیں حنا کی لالی

یار غصہ تری بلا کھاوے کام نکلے جو مسکرانے سے

حال دل مثل شمع روشن ہے گو مجھے بات کر نہیں آتی
دن کٹا جس طرح کٹا لیکن رات کٹتی نظر نہیں آتی

لوگ کہتے ہیں یار آتا ہے دل تجھے [اعتبار] آتا ہے

ملہ صرف ۱۰۱

دوست ہوتا جو وہ تو کیا ہوتا دشمنی پر تو پیار آتا ہے

یہ کیا ہو گیا دیکھتے دیکھتے اثرؔ میں تو میں وہ بھی حیران ہیں

افسوس کہ ان بتوں کے ہاتھوں اب آن بنی [اثرؔ] خدا سے

نالاں نہیں [ہے] آہ عبث یوں دل جرس گم گشتگاں سنو [کہ] یہ کہتا ہے راہ کی

کچھ شرم بھی ہے تجھے فلک واہ زور [آ] وری مجھسے ناتواں سے

صرف غم [ہم نے] نوجوانی کی واہ کیا خوب زندگانی کی

کن نے توڑا ہے اسطرح دل ٹکڑا ٹکڑا جدا جدا ہے

حقیقت جب کھلی دل پہ ہوا معلوم تب ہم کو
کدھر کا عشق وے باتیں تر[نگیں] تھیں جوانی کی

تا ہاتھ لگے نہ کھوج دل کا عیار نے زلف ہی اوٹھا دی

پایا نہ کہیں نشان اپنا ہمنے ہر چند جستجو کی

لہ آہ ۱۰۱ء

گر ہم ہی ہم ہیں آہ تو ھم ہم کبھو نہوں ورتو ہی [تو] ہے سب کہیں تو ہم کہاں سے ہے

بیدرد تو کیوں کے رہ سکے گا یہ [حضر]ت درد کا اثر ہے

زیست میری جو دیکھے وہ نہ کہے کہ وجود محال مشکل ہے

تیرے کوچے ہیں دوبارہ خوب ہم ہو کر چلے
ڈھونڈھنے کو دل کے آئے جان بھی کھو کر چلے

مرگیا پر بتوں سے کچھ نہ بنی اب اثر کی خدا سے خوب بنی

تارے تو گنے گئے شب ہجر داغ اپنے مگر شمار کیجے

حالت مت پوچھ اب اثر کی کچھ بات رہی نہیں خبر کی

کام تجھ سے ابھی تو [ساقی] ہے کہ ذرا ہم کو ہوش باقی ہے

رباعی

بن حال دکھائے کوئی بنتی ہے اثر بے بات سنائے کوئی بنتی ہے اثر
اب حال دل اوس سے کہہ گزرنا تجھ کو بن جو [کھول] اوٹھائے کوئی بنتی ہے اثر

اس بن دن رات جس طرح بیتے ہیں کیا اوسے کہیں ہم اوسکے ہی چیتے ہیں
ہونہ بھی تو اثر نہیں ہے کچھ کہنے کو کیا ٹھاک کہیں مرنہ گئے جیتے ہیں

ملہ کوچے ۱۰۱

دیگر

[وعدے] کی تمام رات روتے گزری ہردم جل جل کے جا[ن] کھو[تے] گزری
بس اور تو کیا کہوں کہ جوں شا[مع سحر] روشن ہے جو کچھ کہ صبح ہوتے گزری

دیگر

ورق ۲۷

احوال تباہ کو دکھاؤں میں کسے افس[انۂ درد] دل سناؤں میں کسے
تو دیکھ نہ دیکھ سن نہ سن جان نہ جان رکھتا ہوں تجھی کو اور لاؤں میں کسے

احمد

احمد تخلص ہیچ کس از ریختہ گو بمن رسیدہ کہ ذکر یک کس ازاں[۱] در تکملہ انسب[۲] دیدہ و چار تن را در اینجا برشتہ تحریر کشیدہ

اوّل

جوانے است رعنا مغل زا سپاہی پیشہ بہ اندیشۂ خجستہ فرجام احمد بیگ نام بیشتر [طبعش بیشتر بایں] کار استوار مائل بود اما از چندے ترکش نمودہ ایں سہ شعر از وے است ؎

دل [نہیں] وہ شے ہے کافر جو[۳] بنے اور ٹوٹ جائے
ہم نہ مانیں[۴] گے خدا کا گھر بنے اور ٹوٹ جائے

۱؎ را از ایشان ا۔ ا۔ ۲؎ مناسب ا۔ ا۔
۳؎ قافیہ کے لئے 'جو' کو 'کافر' سے پہلے پڑھنا ہوگا۔ چونکہ دونوں نسخوں میں 'کافر جو' تھا اسلئے اسی طرح نقل ہوا۔
۴؎ دونوں نسخوں میں 'منانے گے' مرقوم ہے۔

غضب سے ہاتھ میں تو نے جو تیغ کیں] پکڑی [نہ اٹھ سکا تیرے بسمل نے جو] زمیں پکڑی

عاشق دختر رز جتنے ہیں [اے پیر مغاں باغ جنت [میں بھی] ہو نگے شجر تاک تلے

(احمد دوم)

دوم

شیخ احمد یار سلمہ [اللہ] الغفار وے جوانے [است طالب] علم و حافظ قران [صاحب حلم] نصاحت بیا] ن بغائت مہذب و [نہائت] مودب خوش خلق و با مروۃ [صاحب حیا [و پر فتوۃ] اصلش پنجاب ممالک انتخاب و مولدش خاک پاک دارالخلافہ شاہجہاں آباد صانہا اللہ عن الشر و الفساد است نسبت تلمذ بیکے از شعرائے ایران دارد و بہردو زبان [سخن سازی] بر روے کار آرد این چار بیت از ریختہائے طبع اوست ع

آہ و الم و اشک رواں نالۂ جانکاہ رکھتا ہوں ترے غم میں یہ سامان ادہر دیکھ

نے مجکو رسائی ہے نہ خواہش [ہے] تمہیں کچھ پھر کون سی صورۃ جو ملا [قات] کی ٹھہرے

بیوفا بس بیوفائی ہو چکی آگلے [لگ جا] جدائی ہو چکی
ہے یہی اپنا جو دست نا رسا پانو تک تیرے رسائی ہو چکی

(احمد ۳)

سیوم

میاں صمصام اللہ مرحوم پسر دوم انعام اللہ خاں یقین وے جوانے بود نیک اندیشہ سپاہی پیشہ بہ سپاہگری ایام بسر میبرد و در ضلعہ مشرق جاں بجاں بخش سپرد این دوازدہ شعر از زادہائے طبع آن مرحوم است ع

ترا بوسہ تو ہمنے لے لیا زورا وری کر و
دیا کر ذوق سے ہمکو تو اب دشنام کیا ہوگا

ف۵ از گفتہا سے ا.ا.

آمد کو سُن بہار کی صیاد کسطرح جاتی رہی قفس کے تئیں چھیر عندلیب

باد [صبا قسم] ہے تجھے روی گل کی [آج] کچھ کہہ تو میرے روبرو اوس گلستاں کی بات

[تیغ کیوں کھینچتے ہو] ہردم آج کہیے صاحب کدھر گیا ہے مزاج

حواس کیوں نہ اوڑیں [اس جگہ] فرشتوں کے
زیادہ حور سے ہے اوس پری کی پیکر خوش

تن کو [جلائے یا کہ تو آنسو بہائے] شمع [ہنستی] یہاں نہیں [تجھے بن سر کٹائے] شمع
دل [یہ گیا تو گیا ہے کہ تیرے نیاز کو] کچھہ ایک اشک ہم نے چھپائے ہیں چشم میں]
فراق گلرخاں [میں کھاکے] داغ آہستہ آہستہ کیا سینے کو میں نے اپنے باغ آہستہ آہستہ
مرے جاتے ہیں خم[پیازوں] سے یہ مخمور اے ساقی خدا کے واسطے مت دے ایاغ آہستہ آہستہ

آٹھوں پہر جسے تھا انکار بوسہ [ہم سے] وہ آج کر گیا ہے اقرار ہنستے ہنستے

یہ [صید] دل کہ تجھ سے ہیں پیارے ڈرے ہوئے جاتے ہیں [تیرے کوچے سے کوسوں پرے ہوئے]

[ہم ہیں شکستہ حال سر انجام راہ سے یارب یہ قافلہ نہ شتابی کہیں چلے]

چہارم

نوجوانے است سعادۃ التیام میر احمد علی نام مدعمرہ کہ شو [ق حفظ کلام ربانی] در سر دارد

سلہ اصل نسخہ میں دیمکے ہے +

احمد (۴)

و دریں شغل شریف ایام بسر می آرد از اولاد بعضے از [منوسلان] شاہ حسین [واعظ] است مشق سخن از [برخوردار کامگار میر] عزت اللہ عشق میکند طال عمرہ و زاد قدرہ وبنا بر توغل کہ در [حفظ قرآن] شریف دارد کم کم سخن میگوید ایں ہفت شعر از گفتہاے اوست ؎

آ کے ناحق ہمیں ستایا کیوں — پھر نئے سر سے دل جلایا کیوں
ایسی تقصیر کیا ہوئی ہم سے — وہ خفا ہم سے ہے خدایا کیوں
کیا غضب [ہے] کہ تو نے احمد کو — اسقدر دل سے ہے بھلایا کیوں

جب سے وہ بت نہیں دیتا ہے دکھائی مجکو — ہے سیہ آنکھوں میں یہ ساری خدائی مجکو
آہ کچھ پہلے ہی دن اونے دکھا کر آنکھیں — [دل] مرا چھین لیا کچھ نہ بن آئی مجکو
دل خراشی سے نہیں چین مجھے لے احمد — ایسی الفت سے [خدا دیوے رہائی] مجکو

دوستی تم سے ہم سدا کرتے — جو ذرا تم بھی کچھ وفا کرتے

احسن

تخلص چار کس از ریختہ گو میدانم۔ نوشتن یک کس از انہا بہ تکملہ النسب انگاشتہ [سہ کس را در] اینجا می نگارم

اوّل

عزیزے سخن گو از معاصران شاہ مبارک آبرو مبارک آغاز [و] خندہ فرجام محمد احسن اللہ [نام گویند کہ] مردے بود نرم دل [وبیرویہ] آنوقت [بہا] یہام گوئی مائل ایں [از وییت] ؎

یہی مضمون خط [سے ہے] احسن اللہ — کہ حسن خوبرویاں عارضی ہے
لام نستعلیق کا ہے اوس بیت خوشخط کی زلف — ہمتو کافر ہوں اگر بندے نہوں اسلام کے

احسن (۲)

دوم

مرزا احسن قلی نامی مغل [زا] از شاگردان سر آمد شعرا [ے فصاحت آما] مرزا محمد رفیع سودا در بدو شوق شعر گوئی اشعار خود از نظر میر ضیاء الدین ضیا میگذرانید در آخر با تلمذ مرزا مذکور برگزید و قوفے دریں فن بہم رسانیدہ و در [جرگہ] شعراے ملازم سرکار دولت مدار نواب وزیر الممالک آصف الدولہ بہادر گردید د [ہیژ] دہ شعر از طبع زادش در ینجا بہ تحریر رسید منہ عفی[1] اللہ عنہ سہ

اولٹا سحر [صباسے جو] گوشہ نقاب کا
دیکھ اوس کو [رنگ زرد] ہوا آفتاب کا

کہا جو میں نے کہ رخ کو ترے قمر نہ لگا
بگڑ کے بولے کہ چل پے ایدھر نظر نہ لگا

شب جو دھڑکا مرے دل کا خلل انداز رہا
کام دل لینے میں اوس شوخ سے میں باز رہا
شام سے[2] صبح ہوئی بند قبا کھلنے میں
سیکڑوں جان سے جائینگے [جو یہ ناز رہا]
لے کے دل ہاتھ میں کی خانہ خرابی اوس کی
جسکے گھر جاکے تو اے خانہ بر انداز رہا
ٹکڑے اوڑ جائینگے سینے میں جگر کے احسن
تیرے نالوں کا کوئی دن جو یہ انداز رہا

خاک چمن میں کس کی ملی آرزوی دل
جو[3] غنچہ یہاں کھلے ہے سو آتی ہے بوی دل

[کل جو] اوس شوخ نے سنکھ ہولڑائیں آنکھیں
برق نے ابر کی چادر میں چھپائیں [آنکھیں]
[شوخ] چشمی [پہ] گھمنڈ اپنی نہ کیجو نرگس
آنکھیں کھل جائینگی جب اوسنے دکھائیں آنکھیں
کل عجب طرح سے تڑپے تھا ترے کوچے میں
دیکھ کر حال کو احسن کے [بھر آئیں آنکھیں]

جہاں تک [تھے] اغیار [سب] یار ٹھہرے
مگر [ایک ہم ہی] گنہگار ٹھہرے

---

[1] عفی عنہ ا۔ا۔ [2] کی ا۔ا۔ [3] جوں ا۔ا۔

[نہ خلوۃ نہ جلوۃ کے ہم] یار ٹھہرے　　[فقط دیکھنے کے] گنہگار ٹھہرے

جز آہ و [نالہ ایکدم بھی دل اپنا رہ نہیں سکتا]　　جدائی نے یہ کسکی زندگی دشوار ایسی کی
[نہ ملتا] اور سے میں تو اگر ملتا نہ غیروں سے　　جو تو نے یار ویسی کی تو میں ناچار ایسی کی
[جو] تو نے کی ہے دلکو مجھسے لیکر [تو ہی منصف ہو]　　[کسی نے] دل کسیکا لیکے اے دلدار ایسی کی
نہ دونگا دل کسی دلبر کو پھر بھر عمر اے احسن　　طبیعت عشق سے اوس یار نے بیزار ایسی کی
پہنچی جس وقت مجھے اوسکے خبر آنے کی　　سدہ رہی مجکو نہ اپنے کی نہ [بیگانے] کی
تم تو دل مانگو ہو یہاں جان تلک حاضر ہے　　بات بھی ٹھہری کوئی [آپکے] فرمانے کی

سیوم

[جو] اسنے رعنا [محبت آما] شیریں کلام احسن اللہ نام وے درویش زادہ البت [نیکو سیر] پاکیزہ [محضر] کہ دست بیعت بدست میاں محمد امان مرحوم کہ یکے از خلفاء برہان العاشقین مولانا محمد فخرالدین [قدس سرہ بودند] دادہ مشق سخن از خوشہ چیں سخن سنجان فصاحت بیان اعنی قاسم ہیچمدان سراپا نقصان میکرد و شعر گرم میگفت اما شورش سروشد بار قاصہ زنے سرخوش داشت بد [حالتے پیدا کردہ بود اما پائداری نہ کرد ایں یک شعر از وے بخاطر ماندہ ؎

اسکی گلی میں احسن نت چوری چوری جاتا　　یہ چال ڈھال تیری خانہ خراب کیا ہے

احسان

تخلص دو کس از اہل سخن معلوم من است تحریر یکے ازانہا بہ تکملہ [انسب] انگاشتم و دیگرے را درایں جا نگاشتم و آں حافظ [عبدالرحمن سلمہ اللہ المنان است در ابتدا] رحمٰن تخلص می کرد [وشعر فارسی] ہم میگوئد وے جوانے است متین باتمکین خوش اختلاط کشادہ پیشانی سراپا محبت سر بسر مہربانی بزرگانش [اکثر حافظ قرآن وبیشترے از نیاکانش] فقہ دان پدرش بہ پیش امامی حضور والا عز امتیاز داشت و بورع و تقوی بقدر وسع ہمت می گماشت خودش درسلک

شعرائے پایۂ تخت منسلک است شیریں زبان و خوش فکر واقع شدہ کلامش حلاوت وارد بیست و [ہفت] شعر از گفتہائیش مرقوم قلم حقائق رقم گشت منہ سلمہ ربہ ؎

ہوکے شاگرد لکھا خط ہیں ہے بھائی مجھکو — قیس گستاخ کی یہ بات نہ بھائی مجھکو
کھول دو کان جرس کے کر رکھے چونچ کو بند — خوش نہیں آتی ہے یہ ہرزہ درائی مجھکو
کیا کروں سلطنت جم کو کہ جم جم ہو نصیب — آستان شہ جیلاں کی گدائی مجھکو
صورت و صوت و رہ خانہ کبھو تونے صنم — نہ دکھائی [نہ سنائی نہ بتائی] مجھکو
اس خرابات میں اے بادہ کشاں ہووے نصیب — خوشۂ تاک تمہیں آبلہ پائی [مجھکو]

یہاں مجھے تو نصیحت کو [ہیں] سبھی موجود — وہاں تو ہوش [کسو] کا بجا نہیں رہتا
لگا [ئی تاک] ہی کیوں محتسب نے تجھ سے دلا — اگر تو دختر رز سے [بھلا] نہیں رہتا
جو دل لیا ہے تو بوسہ بھی دو سمجھ رکھو — کہ بد معاملگی میں مزا نہیں رہتا

کوچہ یار کی احسان ہے نشانی مجھ پاس — میں ترے پاؤں پڑوں پاؤں سے تو خار نہ [کھینچ]
تعمیر عمارۂ ہو [ذرا] عمر کی [جتنے] — اس عمر میں ایسا کہیں [معمار نہ] پایا

نہ ہند میں دل بیتاب نے قرار [میں] جا — تو تار باندھے ہوئے زلف تابدار میں جا
سیاہ بختوں کے رتبے کو اہل دید سے پوچھ — کہ مثل سرمہ رکھے ہیں وہ چشم یار میں جا
ان آنسوؤں کو میرے ڈبونے کا فکر ہے — دشمن ہو جسکی فوج وہ سردار جی چکا

چہرے پر آپ کے بیوجہ نہیں داد ہوا — داد دو میری کہ یہ باعث بیداد ہوا

سُن رکھ اوخاک میں عاشق کے ملانیوالے — عرش اعظم کے یہ نالے ہیں [ہلا] نیوالے
سر چڑھے ہیں مرے پاؤں کے پھپولے ہیہات — یہ مجھے کون تھے آنکھوں کے دکھانیوالے
خواب میں بھی مجھے اس دو [لت] بیدار کیساتھ — بخت کم بخت نہیں آہ سُلانے والے
کہدے عیسیٰ سے کوئی [دلی] و [اہ] جانے حضرات — [چھوکرے یاں] کے ہیں مردوں کے جلانیوالے
آشنا کس کے ہیں بے وجہ ہیں یہ دیدۂ و دل — ہیں یہی دیدہ و دانستہ ڈبانے والے

سلہ ای ۱۰۱ ۔

انکی [رونے] پہ ہنسی آتی ہے مجھکو احسان — [پانی] لے دوڑے ہیں کیا آگ لگانے والے

ہو کوئی جان بچا کر تمہارے در سے پھرا — یہ جانتا ہوں مری جاں خدا کے گھر سے پھرا

میں تجھ بغیر جام ہلاہل کو پی گیا — جم جم تو جی کہ ہاں ترے باعث سے جی گیا

ہوگی [یکدست] تیری اور ہی اے یار [نمود] — جب تجھے ہم سے کسو بے سرو پا نے چاہا
نام عنقا سے مجھے ننگ ہے آتا احسان — شہرۂ نام کو کیوں اہل فنا نے چاہا

یاد وہ لب آئے مجھکو سنتے ہی نام شراب — جاں بلب اس غم سے ہوں ہیں ساقیا جام شراب
ہچکیاں لے لے کے شیشے کا یہ رونا ہے بجا — اوسّے ہوتا ہے جدا معشوق گلفام شراب
خوں بہا ہے مسئلہ شرعی تو پھر تکرار کیا — محتسب خم کے دیت ہیں دے مجھے جام شراب

احقر

تخلص میرزا جواد علی نامی قزلباش است گویند وے در لکھنؤ تولد شدہ در ابتدائے [مراہقہ] بزیارۂ نجف اشرف و کربلاء معلے زادہما اللہ شرفا و تعظیما و غیرہما از عتبات عالیات فائض گشتہ بمولد خود معاودۃ نمود و شاگرد میر حسن مرحوم صاحب مثنوی بدر منیر و بے نظیر است ایں دو بیت ازو است ؎

بزم میں اس کی جو شب [چاہ کا مذکور چلا] — اوٹھ کے مجلس سے وہیں وہ بت مغرور چلا
کبھو دیدار [بھی دکھائیے گا] — یا یونہی در بدر [پھرائیے گا]

سلہ آیا ۱۰۱ ×

اختر

تخلص سید زادہ ایست [خوبی] التیام میر اکبر علی نام وے از سکنہ سہرند وتلامذۂ میاں قلندر بخش جرأۃ است [آتش بازی] خوب میسازد وشعر ہم بسیار گرم از طبعش می تراود ایں ہشت بیت از گفتہائے اوست سہ

تماشے کی ہے جا [مژگاں] پہ جو لخت جگر نکلا | عجب یہ شاخ گل ہے جسمیں [اتکل] گل ثمر نکلا

اللہ اللہ رے تری جلوہ گری کا عالم | نہ لگے گرد کو بھی جس کے پری کا عالم

کیا کہوں کل تری رفتار کی اٹکھیلی دیکھ | کچھ عجب حال سے [تھا کبک دری] کا عالم

لیکے دل جان سے مارا مجھے اختر اونے | کیا کہوں اوسکی ہیں بیدادگری کا عالم

کوئی جتادے یہ اوس شوخ بیوفا کے تئیں | کہ [آشنا نہیں دکھ دیتے] آشنا کے تئیں

صاف دل سے بھی جو اوسکو اپنے ہم گھر لیگئے | تو بھی [سب] دلمیں گماں کچھ اور ہم پر لیگئے

کچھ ستارا شائد اختر کا پھرا ہے ان دنوں | تم جو پاس اپنے اوسے پھر پھر کے بلوانے لگے

ہمارا [لیکے خط] تجھے اگر وہ نامہ بر کھولے
تو کہدینا اوسے ٹک دائیں بائیں دیکھکر کھولے

سہ کچھ دینا ۱۰۱۰

[ارمان]

تخلص دوکس میدانم

اوّل

شاہ علی خلف الصدق میاں جعفر علی حسرۃ گویند کہ وے جوان ہوشمند و بسیار ارجمند است این سہ شعراز وے است ؎

دلا تو بستر غم پر جو یوں کرا ہے سہے — بنا تو چاہے سہے وہ بھی جسے تو چاہے ہے

تا سر بالیں اوسے آنا قیامت شاق ہے — یہ [دل] بیمار جسکا نزع ہیں مشتاق ہے

فرصت ہو کچھ [جنوں سے تو سودا] خرید لے — کوچے میں اوسکے عشق [کا بازار گرم ہے]

دوم

[امیرے از] امرائے نظام الملکیہ المخاطب بہ مجاہد جنگ کہ نسبت تلمذ بہ امیر [اسد علیخان] تمنّا وارد گویند کہ بسیار مرد پسندیدہ اطوار ستودہ کردار محبت اساس و [آدم] شناس است این شش بیت از گفتہاے اوست ؎

نہ بہلا تو مجھے مینا میں آب ارغوانی بھر — شتابی جام میں ساقی شراب ارغوانی بھر

لگی ہے ٹکٹکی کس شوخ رنگیں [پوش سے] میری — کہ یوں آنکھوں میں آے اشک ناب ارغوانی بھر

خجالت سے چمن میں گل ہوے غرقاب شبنم میں — عرق سے جب گیا اسکا نقاب ارغوانی بھر

کہاں ساماں ہے یہ رنگ پاشی کا کہ بھرتا ہے [— فلک کاندھے پہ رکھہ مشک سحاب ارغوانی بھر

ہوے بیدار بخت اپنے] کہ [رنگ خواب مستی] سے — رہی ہے اوسکی چشم نیمخواب ارغوانی بھر

لہو کے گھونٹ پیتا ہوں نہیں اوس بن تمنّا میں ارماں — رکھوں ساغر میں جب یاقوت ناب ارغوانی بھر

اسعد

تخلص درۃ التاج سلطنت لولوء لالاے دیہیم خلافت مرزا اسعد بخت خلف الصدق مرزا احسن[1] بخت بہادر است گاہ گاہ از طبع در بارش شعر ریختہ تراوش میکند این شعر [جناب[2] الیشان] است ؎

تو ہیگا وہ اسعد کہ ہاتھوں سے تیرے
نہ تسبیح ٹھہرے نہ زنار ٹھہرے

اسد

تخلص دوکس بن رسید ذکر یکے از ایشاں بہ تکملہ اوفق پنداشت ویکے را در اینجا نوشتن مناسب انگاشت و آں میر امانی مرحوم است وے جوانے بود خوش طبع شیریں زبان بذلہ سنج طیب[3] بیان خلیق و یار باش خوش فکر پاکیزہ تلاش چندے در سرکار دولت مدار نواب افضل خاں مغفور کہ یکے از بنی اعمام [نواب معلی القاب امیر الامرا] نجیب الدولہ مبرور بود تعلق داشت بعد انقضاء ایام دولت [ایشاں برائے تحصیل اسباب معاش رخت] سفر بجانب بلدہ لکھنؤ کشید و از ہمانجا سفر آخرۃ گزید شاگرد رشید [شاعر فصاحت آیا] مرزا محمد رفیع[4] سودا بودسی و نہ بیت از [زادہائے طبعش در اینجا] ثبت افتاد منہ رحمہ اللہ تعالے ؎

پی کر شراب دُرد تہ جام دے گیا
وہ شوخ ہم کو بوسہ بہ پیغام دے گیا

آیا جو میکشی کو چمن بیں وہ بادہ نوش
ہر ایک گل کے ہاتھ میں اک جام دے گیا

کھانے کو غم ہے پینے کو خوں دیکھنے کو داغ
سب عشق کا وہ ہم کو سرانجام دے گیا

---

[1] حسن بخت ا۔ا۔ [2] از جناب ا۔ا۔ [3] طیبیت ا۔ا۔ [4] رفیع السودا ا۔ا۔

کل لڑ گیا کہ اور پہ عاشق ہے تو اسد — آیا ہے [جب وہ یاں تو] ایک الزام دے گیا

تھا بے خبر تو ہم سے ملے تھا وہ شوخ چشم — [آئینہ دیکھتے ہی] کچھ آنکھیں بدل گیا

جوں توں اسد کو لائے تھے اسکی گلی سے ہم — [خانہ خراب راہ میں] آکر مچل گیا

کس رات تجھے ڈھونڈ [ھنے] مہتاب نہ نکلا — کس روز ترے در کو نہ خورشید نے جھانکا

عذاب ہجر سے مرنا بھی تھا بعید ولے — یہ شکر ہے کہ وصال [اپنا] عنقریب ہوا

فرحت کہاں ہے یارب اس دہر میں جو دیکھا — جام شراب تک بھی چشم پہ آب نکلا

ہے آج عید کا دن میخانے کو اسد چل — گھر سے نماز پڑھنے ہر شیخ و شاب نکلا

یہ کہہ سکتے ہیں کب عاشق کہ غیروں پر نگہ مت کر — تجھے چاروں طرف تکنا ہمیں ناچار ہو جانا

دیکھ اوس زلفوں کے حلقے دل دھڑک کر رہ گیا — دام میں جو صید آیا سو پھڑک کر رہ گیا

تھا کسو بدعہد سے وعدہ گلے ملنے کا آج — رات آپہی آپ کچھ بازو پھڑک کر رہ گیا

رقیب مونہ [لگے] اور میں نہ کر [سکوں] پابوس — یہ کیا غضب ہے بس ایسا ہوں میں گیا گزرا

[یہ دوں لگی کہ نیستاں جلے ہے] ہر تا سر — مگر اسد کوئی صحرا میں دل جلا گزرا

تک تو نے [ہی گرم کی بغل رات] — ہم سرد ہوے تھے ورنہ کل رات

دم گنتے گنتے شام سے ہم کو ہوئی ہے صبح — دل پر کھلے ہیں معنی یوم الحساب رات

[آدم تو کیا] کہ جن و [ملک] ہیں ترے اسیر — مارا ہے دام زلف نے تیری جہان پر

اوس مہروش کے چہرے پہ چیچک کے داغ سے — دن کو ستارے رہنے لگے آسمان پر

مت دیجو اپنے مصحف رخسار کی قسم — [رکھ جاویگا ابھی کوئی ہاتھ] اس قران پر

شعر خوب است اما خالی از چیزے نیست

ظالم کبھو تو آکے اسد کی بھی لے خبر — مرتا ہے [تیرے واسطے] کیا نوجوان دریغ

[نے خشت میکدہ نہ سبو اور نہ خم ہوا — برباد ہی گیا یہ ہمارا غبار حیف]

آنکھ تک آ اٹک رہا ہے دل — کسو کی راہ تک رہا ہے دل

لہ اپنے ۱۰۱۰

[جوں شمع کل] نشاں بھی ہمارا نہ پاؤ گے
مہماں ہیں آج شب کی شب اس انجمن میں ہم

چھاتی پہ [میری] سانپ پھرے ہیں تمام رات
دن کو خیال زلف کا تیری اگر کروں

ورق ۴۲

بزم بتاں ہو جام ہو خلوۃ ہو پھر تو میں
کافر ہوں وہاں اگر جو خدا کا بھی ڈر کروں

جاتا ہے کل شکار کو وہ نیستاں کی طرف
میں اپنے آج یار اسد کو خبر کروں

کبھو تو پھر نظر آ جا کہ تیرے وعدے پر
رکھا ہے جان کو میں تمام تمام آنکھوں میں

مت چاندنی میں بیٹھ کے پی تو شراب جان
گھٹتا ہے نور ماہ تجھے آفتاب جان

اپنی جفائیں میری وفائیں حساب کر
اسمیں جو غیر بولے اسے بیحساب جان

لے سلطنت بھی روتے ہی رہتے ہیں دلجلے
گریاں ہے شمع صاحب تاج و سریر ہو

تری) جو اسد چھت سے لگی رہتی ہیں آ...
[دیکھا ہے] آنکھ تو نے لب بام کسی کو

زلفیں ہی دیکھ کر یہ خجل رات ہو گئی
مکھڑا جو [کھل] گیا تو سحر رات ہو گئی

اسد اس جفا پر بتوں کی وفا کی
مرے شیر شاباش رحمت خدا کی

[ناگنی زلف کی رہتی نہیں بن] جان لئے
کیا ہی پھرے ہے [بلا اف] ترا کاٹا نہ جیے

پھنس قید میں گر چاہ میں ہو گرگ کا طعمہ
جو چاہے [اسد کر پہ نہ کر] چاہ کسو کی

[ہوں میں] قرباں ہر بہانے کے
خوب ڈھب یاد ہیں نہ آنے کے [

کیا ہی رہتا ہے زلف سے سر بر
ہاتھ اب چوم لیجے شانے کے

بر نہ آوے ترے [سکوں] سے اسد
اتفاقات ہیں زمانے کے

اسیر

تخلص فرنگی زادہ ایست بہترام نام از رفقائے پسر سمرو فرنگی مشق سخن از [محمد نصیر الدین] نصیر میکرد گویند کہ [بغایتے] پر زور بود کہ دم [جادہ] را گرفتہ استادہ میداشت ہر چند فیلبان تہیب میکرد فیل بچہ از جا نتوانست رفت واللہ اعلم بحقیقۃ الحال این شعر او راست ۔

شمع فانوس میں [دَر پردہ جلے ہے دیکھو] شعلہ آہ نکالے ہے جگر سے باہر

اشرف

تخلص دوکس معلوم [من گشتہ و بیروں ازیں ہر دو یکے] اشرف قدیمی از معاصران شاعرشان [جلی] المتخلص بہ ولی است کہ شعر [ش بمن نرسیدہ مگر یک مصرع کہ ولی تضمینش کردہ گفتہ

اشرف کا مصرع ولی دل کو ہے دلچسپ [دَر من ہے وہ دریا کو الیں دیدہ تر میں]

بہرحال سیے ازیں ہر دو حافظ غلام اشرف است علمہ رپہ و مدعوہ کہ در غزلیات حافظ ہم تخلص میکند و دیگرے محمد اشرف لکھنوی کہ در تکملہ انشا اللہ تعالےٰ مذکور خواہد شد و ایں حافظ غلام اشرف جوانے است صالح آزاد وضع دنیا بیزار حافظ قرآن نیکو کردار چندسی پارہ بہ تہجد میخواند بیشتر اوقات مشغول بیاد حق میماند بنا بر مناسبت طبع [دستگاہے عظیم] بعلم موسیقی بہم رسانیدہ ہمانا کہ ایں از عالم وہب است کہ دریں فن کمتر یکسے تعلم گزیدہ خط نسخ طبعی بسیار شیریں می نویسد از علوم شرعیہ ہم یک گونہ بہرہ دارد اندک مایہ علوم عربیہ از ایں بے بضاعت تعلم کردہ شعر فارسی بطور خود صوفیانہ [موزوں] میکند خیال شٹپہ و ترانہ بسیار گفتہ تصرفے در [ایں] نمودہ سازے ایجاد کردہ وبہ [سندر بیں موسوم ساختہ] اشعار ریختہ طبع زاد خود از نظرم میگذرانید اما چوں لاابالی مزاج افتادہ اکثرے از طبع زاد خود بے آنکہ بسمع من رساند پسند میکند و پیش ہر کس میخواند و ہیچ [مبالات] نمی کند والد ماجد حافظ عدیم المثال بود و برادر حقیقی مولوی نور احمد مختار علیہما الرحمۃ ایں [نہ] شعر از گفتہاے اوست کہ بگفتن وے ثبت افتادہ

ابر میں مہ کی [طرح زلف کے پردے] میں آہ تو نے گو منہ کو چھپایا مجھے معلوم ہوا

ملہ کلا در ہر دو نسخہ ملہ تعلیم ۱۰۱ ملہ ہم موزوں ملہ کر ۱۰۱

[دمبدم یہ آنکھ اشک تر سے اب] خالی نہیں — چشم ہے یارب یہ جھرنے کی کوئی جالی نہیں
زلف جاناں ہے ذرا اے دل تو اس سے بچکے چل — جسکا مارا دم لے ایسی ناگنی کالی نہیں
[گرمی الفت زبس ہے بیشتر میرے تئیں — چاہیئے تبرید کو حنا رشتر میرے تئیں]
جفا کا شکوہ ایدہر سے پیار سے وفا کا وعدہ اودہر سے بارے
کبھو نہ گذرا دلوں کے اوپر ایدہر ہمارے اودہر تمہارے

ورق ۴۳

انند کرتے ہیں عشاق عشق جاناں ہیں — نہ اون کو غم ہے کبھو ہر زماں ہے خوشحالی
اشرف اب رونے سے [رویت] کی نہیں مجکو امید — خالی دل کرنیکو ٹک آنکھہ یہ بھر آتی ہے
ایک تجلی نے تو روشنی عالم کو دی — آگئے اب اندھیرے ہے جلوہ گری اور بھی
مطلب ہے لامکاں سے نہ کچھ کائنات سے — ہے مدعا فقط مجھے تیری ہی ذات سے

اشتیاق

تخلص مردے [است] سعادۃ التیام [شاہ] ولی اللہ نام گویند کہ وے از پیرزادہاے سہرند و از معاصرِ شیخ ظہور الدین حاتم و بسیار متوکل و مشغول بحق بود از آن کہ طبع موزوں داشت گاہ گاہ فکر ریختہ میکرد این دو شعر طبع [زاد] وے است خدایش رحمت کناد ؎

لڑکوں کے پتھروں سے لگے کیونکر[1] اوس کے چوٹ — ہر ایک گردباد ہے مجنوں کو دھول [کوٹ]
بتاں جو غیر[2] کی باتیں ہمیں سناتے ہیں — کچھہ اس کا [دوس] نہیں یہ خدا کی باتیں ہیں

اصغر

تخلص دو کس میدانم

[1] کیونکر ۱.۳ — [2] ہجر ۱.۱.

اوّل

[بزرگے] از بیرزادہاے [مشہورہ مستقر الخلافہ اکبر آباد و از معروف ترین دانشمندان آنجا
کہ میر امجد علی نام دارد و خرقہ خلافت از سید عبد [اللہ قادری رحمہ اللہ] [کہ از] اولاد امجاد حضرت
ذولسانین [امام] الفریقین محبوب سبحانی سید عبد القادر جیلانی قدس اللہ اسرارہم پیوند یافتہ گاہے
از طبعش شعر ریختہ ہم ریختہ ایں بیت از وے است ؎

تیغ کو [کھینچ کیا ڈراتے] ہو کام عاشق کا کیا ہے مرجانا

دوم

مردے از دودمان شان [جلی المسمی بہ میرا] صغر علی وے از سادات قصبہ مارہرہ و مرد
کامل [فارسی دان] شیریں [زبان است] شعر فارسی ہم میگوید و دیوان [مرتب دارد] دعوے
شاعری درکاخ دماغش [کھیلے] جا گرفتہ و بمعلمی ایام بسر میبرد ایں دو شعر از زادہاے طبع اوست ؎

ہوا ہے مانگ ہیں دل [گم] کہو میں ڈھونڈھوں کدہر کہ آدھی رات ادہر ہے اور آدھی رات ادہر
تری اس مانگ سے کیا معنی دلخواہ پیدا ہے شب معراج کی اس خط سے گویا راہ پیدا ہے

اظہر

بظاے معجمہ تخلص جوانے است صاحب تمکین مسمی بہ غلام محی الدین وے خلف صدق
میاں غلام حسین سروری و شاگرد میر فرزند علی موزون و مرد معلمی پیشہ [بہ][۵۱] اندیشہ است خلیق
و خوشگو و نیک[۵۲] اختلاط و پاکیزہ خو است از چندے ویرا زمانہ[۵۳] بنواح کالپی افگندہ خدا اش
خوش دارد[۵۴] پدر والا قدرش کہ فارسی گو و از تلامذہ [نظام خاں] بینجیر[۵۵] و مرد بزرگ و بزرگی منش
است ہم بدیار مشرق افتادہ اوقات گرامی بمعلمی بسر میکند مختصر کلام ایں مطلع از وے
[بخاطر ماندہ] ؎

۵۱ ونیک ا۔۱۔ ورق ب ۳۷ ، ۵۳ زمانہ ویرا ا۔۱۔ ورق ایضاً ،
۵۲ دارد ا۔۱۔ ورق ایضاً ، ۵۴ معجز ا۔۱۔ ورق ایضاً ،

رکھتی ہے میری جان جو [مضطر] تپشِ دل   دکھلائے گی ہنگامۂ محشر تپشِ دل

اعظم

تخلص اعظم خان [افغان] است و سے جوانے است رعنا ظریف الطبع کہ از [محمد] نصیر الدین نصیر مشق سخن میکرد از چندے ترک ایں سودا کردہ [بہ] تحصیل علوم متعارفہ [در] خدمت میاں محمد کاظم کہ یکے از تلامذۂ اوستاد والانژاد [حبر] محقق فحل مدقق جامع فروع و اصول حاوی منقول و معقول معلم دوران مولوی خواجہ احمد خان روح اللہ روحہ [بحلیہ] صلاح و تقوی آراستہ و بزیور تجرید و توکل پیراستہ [است] اشتغال دارد ایں پنج شعر از وے است ؎

ورق ۳۴

ہے حیا یانہ لب بام پہ آ رشکِ قمر!   روبرو چادرِ مہتاب تیرے پانی ہے

اسی مضمون سے معلوم اوسکے سر [مہری ہے]   جب اسنے مجکو نامہ کاغذ کشمیر پہ لکھا

سوز دل از بس طبیبوں سے نہاں رکھتے ہیں ہم   شمع آسا نبض زیر استخواں رکھتے ہیں ہم

تن برشتہ پہ کیونکر نہوے گلکاری   کہ آج تن میں ہے اوسکے لباس [پھلکاری]

کیا یہ عکس دام کم ہے جوشن فولاد سے   [ہے] اسیری میں لڑائی صید کو صیاد سے

افسوس

تخلص دو کس معلوم من است

اوّل ۔ مردے از خاندان واجب الاحترام میر شیر علی نام پدرش داروغہ توپخانہ عالیجاہ بہادر میر علی نام المخاطب بہ مظفر خان بود اصلش از قصبہ نارنول است دریں فن نسبتہ تلمذ بہ میر حیدر علی حیران دارد اشعارش دلکش است یازدہ شعر از گفتہائے وے بقلم در آمدہ اند راست ؎

سمند ناز جو یہاں اوس سوار کا پہنچا   غبار تا فلک اس خاکسار کا پہنچا

یہاں تلک ہے نزاکت گلوں کے گجرے سے   لچکنے لگے ہے اوس گلعذار کا پہنچا

لے رفتہ ۱۰۱۔ ورق ۴۷ ب ۔   کے دونوں نسخوں میں 'از' ہے +

اشک گرم اپنے سے اب دیدۂ تر جلتے ہیں — دیکھو لو مردم آبی کے بھی گھر جلتے ہیں
پوچھے ہے کیا لگا ہے اگر سر میں درد ہے — اوس خا[ک] پا کے آگے تو صندل بھی گرد ہے
کوچہ یار میں رہتے تو نہیں اب لیکن — بھولے بھٹکے کبھی اس راہ سے ہو جاتے ہیں
بزم میں اس کی نہ ہنستے ہیں نہ رو سکتے ہیں — چپکے بیٹھے ہوئے ایک ایک کا منہ تکتے ہیں
ہنس کر کسی سے میں نے نہ کی بات تجھ بغیر — روتے ہی آہ کٹ گئی یہ رات تجھ بغیر
کیا لکھوں اوسکو میں احوال یہ کہتا قاصد — بے حواسی کے سبب طاقت تحریر نہیں
کیا تو نے لکھا تھا کہ ترے خط کے تئیں دیکھ — آنسو لگے افسوس کی آنکھوں سے ٹپکنے
مونہہ تو[دکھلائے ذرا] گو نہ ملاقات کرے — ہمکو سو وصل ہیں جو ہنسکے وہ[اک بات]کرے
دیکھتے ہی اوسے حاضر ہوئے مرجانے کو — [وہی] اشخاص جو یہاں آئے تھے سمجھانے کو

دوم

[مغل] زاے سعادۃ لزوم [یعنی] مرزا غفور بیگ مرحوم [خویش وتبارش درقوم] مغول توران بہ ماہیگیر اشتہار دارند اما نہ ماہی گیر اند جملہ مرد لشکری سپاہی [پیشہ کہ] ہمیشہ بہ سپاہگری روزگار بسر می برند آں مرحوم با وصف لشکر گردی [بمرتبہ] اعلی [مولہ سخن گوئی] بود مشق سخن از اوستاد صاحب درا[ئت] ہدائت اللہ خان ہدائت میکرد و درحین غیبوبۃ آں اوستاد والا نژاد اشعار خود از نظر دوستدار سراپا وفاق حکیم ثناء اللہ خان فراق و ایں ہیچمدان سراپا نقصان میگذرانید ازچندے برحمت حق پیوستہ خدایش مغفرت کند کہ غفور بود ایں دہ شعر از طبع زاد اوست منہ عفی عنہ ؎

مونہہ دکھا کر بت عیار چھپانا کیا تھا — تھا یونہی تجھکو چھپانا تو دکھانا کیا تھا
گر چکا تھا یہ مرا دل تو نظر سے اوسکی — زلف گر تھام نہ لیتی تو ٹھکانا کیا تھا
یار در بر ہے خدا خیر کرے — خانہ بے در ہے خدا خیر کرے
کیوں نہ فردوس سے بہتر وہ گلستاں ہوگا — زیب جس باغ کا یہ سرو خراماں ہوگا
وحشت و شور جنوں نالۂ شب آہ سحر — دشمن جان یہ نکلے ہیں کدھر سے میرے

کف پا سے جو ظالم مل رہا ہے　　کسی کا خون ہے یہ کیا حنا ہے
پڑی اس چاند سے مکھڑے پہ پیارے　　نہیں زلف سیہ کالی گھٹا ہے
[مونہہ سے بھڑا دے میرے شیشہ کو ساقی اسدم]　　پٹکوں گا ورنہ تیرا ساغر اٹھا زمیں پر
شاید بہار آئی زنداں میں جو دوانے　　جھنکار [تے] ہیں اپنی زنجیر پا زمیں پر
گل رخسار سے جسکے چمن میں گل ہوں شرمندہ　　مقابل چشم کے افسوس کیا نرگس بچاری ہو

افسر

تخلص غلام اشرف است نیا کانش چودھر[ی] گاو خانہ سرکار والا بودند شاگرد میاں غلام ہمدانی مصحفی است اکثر سلام و مرثیہ میگوئد این [سہ] شعر از گفتہاے اوست ؎

جب دیکھے ہے مہ داغ سیہ اپنی جبیں پر　　آتا ہے اسے رشک ترے روے جبیں پر
معلوم نہیں کیا ہے نہ خاک تماشا　　نرگس کی جو رہتی ہے جھکی آنکھ زمیں پر
چہرے پہ ماہ کے نہ کیا کر خیال تو　　آئینہ لے کے دیکھ ٹک اپنا جمال تو

اکبر

تخلص دو کس میدانم

اوّل

مکرم الدولہ سید اکبر علی خاں بہادر مستقیم جنگ برادر حقیقی عصمت قباب نواب تاج محل صاحبہ والدہ ماجدۂ مرشدزادہ جہان و جہانیاں جواں بخت مرزا جہاندار شاہ بہادر انار اللہ برہانہ وے جوانے بودنیکو محضر پاکیزہ سیر خوش اختلاط با تمکین نیک معاش طبع رنگین ذی شوکت صاحب جاہ با ثروۂ حشمت پناہ در علم موسیقی دستے داشت گاہے بفکر ریختہ ہمت می گماشت از چندے بجوار رحمت حق پیوستہ خداش بیامرزد این [ہشت] بیت

از زادہائے طبع آں مغفور است ؎

کب میں کہتا ہوں تجھے آ کے مسیحائی کر ۔۔۔ ایک دم تو کبھو آ اس دل بیمار کے پاس
کیا کیا جفا و جور سہے یار کے لئے ۔۔۔ ہے گرم قتل پر مرے اغیار کے لئے
کچھ اپنی زندگی نظر آتی نہیں خدا ۔۔۔ ہوں نیم جاں میں اس بت عیار کے لئے
اوّل تو آ کے میرے کیا دل میں جا کرے ہے ۔۔۔ من بعد وہ ستمگر کیا کیا جفا کرے ہے
اے مرغ دل قفس میں ناحق ہے آہ و نالہ ۔۔۔ صیاد فصل گل میں کب در کو وا کرے ہے
خواہش نہیں ہے مجھکو اب زندگی کی اوس [بت] ۔۔۔ تو اے طبیب ناحق میری دوا کرے ہے
طوفاں سے کم نہیں ہے اکبر کا دیدۂ تر ۔۔۔ دیکھ اسکو ابر بھی یہاں پانی بھرا کرے ہے
کیا دوانا ہوں جو تیرے عشق کا سودا کروں ۔۔۔ سلسلہ زنجیر کا [اب پھر] اسکے میں برپا کروں

دوم

شخصے از عوام بھو نام وے در سلک نقیبیان حضور پرنور منسلک بود شاگرد و استاد اکثرے از سخن سنجان عالم شیخ ظہور الدین حاتم است شوخی طبعش بدرجہ ایست کہ در خاندان شاہان اساتذہ مشہورہ بنام خود ہیچ مبالات ندارد از چاشنی کلامش احوالش ہویداست گویند کہ ایں وہ شعر از وے است ؎

دلمیں جو آج درد ہے اکبر کے دوستاں ۔۔۔ کس کی نگہ کے تیر کا پیکان رہ گیا
ہے بر میں مرے یار کے کیا جامہ چمن کا ۔۔۔ جو پاٹ ہے جامے کا سو تختہ ہے چمن کا
جوں پردۂ فانوس میں ہو شمع درخشاں ۔۔۔ یوں جھمکے ہے جامے میں ترے رنگ بدن کا
ہمارے دلمیں خنجر ناز کے کیا کیا نگڑتے ہیں ۔۔۔ یہ کافر خوبرو جسوقت تن تن کر اکڑتے ہیں
یہ جتنے خوبرو سرکش ہیں انکو خوب دیکھا ہے[1] ۔۔۔ گئے پر حسن کے ایک ایک کے یہ پانو پڑتے ہیں
خدا چاہے سو ہوئے اب ہمارے حق میں آ اکبر ۔۔۔ صنم سے اپنے پھر ہم آج اک بوسے پہ اڑتے ہیں
چھیڑا جو تک [اسے] تو بگڑ کر کہا کہ [واہ] ۔۔۔ تم کون ہو جو ہاتھ لگاتے ہو ہات کو
نقد جاں پہ کیجئے بوسے کا سودا اس گھڑی ۔۔۔ آپ کا اے مہرباں چاہے اگر سو بار جی

[1] 'ہے'، ا. ا. ورق ۷۹ ب'

سینے میں دل کہاں ہے تو اسکو مت ٹٹولے   پیارے بجائے دل ہیں یہاں سینکڑوں پھپھولے
وہ ایکدن نہ سویا میرے گلے سے لگ کر   آتے ہیں اپنے دل میں رہ رہ کے یہ ملولے

الم

تخلص میاں صاحب [میر صاحب] خلف الصدق سخن سنج روشنضمیر حضرت خواجہ [میر] است خوش طبعی وحسن خلق جناب ایشاں نہ بدرجہ ایست کہ بحیطۂ تقریر در آید و بزرگ منشی و نیک ذاتی حضرت شاں نہ بمرتبہ ایست کہ [قلم دو زبان] از عہدۂ تحریر آں بر آید درحین حیات والد بزرگوار وعم والاتبار بپارہ آزادانہ و صاحبزادانہ اوقات بسر میکردند و بہ تعیش وتنعم میگذرانیدند بعد رحلت ایں بزرگاں بدارالجناں چناں بر جادہ اجداد امجاد راست و مستقیم رفتہ اند کہ یاد از اں رہ روان طریق طریقت مید ہند با وصفے کہ در زمان سالف تا بسر حد چین سفر گزیدہ حالا بدرجۂ پا بدامن کشیدہ نشستہ اند کہ کوہ تمکین والبرز استقامت تواں گفت روز رحلت عم والا نژاد بعد فراغ دفن آں عالی نہاد بر زبان کرامت نشان شاں رفتہ کہ حالا ما را پا شکستہ و مردہ تصور نمائند الحق کہ موتوا قبل ان تموتوا را کاربستہ پاشکستہ منتظر موت الفقراء راحتہ نشستہ اند با قاسم ہیچمدان سراپا نقصان عنائتے کہ وارند از تسطیر عشر عشیر آں خامہ دو زبان عاجز وقاصر است مختصر کلام کلام صحت نظام ایشاں حلاوتے دارد کہ ذائقۂ سخن داں داند و کیفیتے دارد کہ وجدان بادہ نوشان جام وحدت شناسد یازدہ بیت از زادہائے طبع وقاد شاں برشتہ تحریر کشیدہ شد منہ سلمہ ربہ

میں پھروں کیوں نہ بیقرار ہوا   تجھسے بد قول سے [قرار ہوا]
[مثل آئینہ محو حیرت ہوں]   آہ کس مکھڑے سے دو چار ہوا
چھوڑ تا کب ہوں اب میں یہ دامن   تیری خاطر پہ گو غبار ہوا
چل الم مجھکو مت ستا اے تو   لگ چلا بہت بار عار ہوا
اب تو اس بت کو ہمنے رام کیا   بس خدا تجھکو بھی سلام کیا

رُباعی

دیر و حرم اور کفر [و دین ہم ہیں] ہیں | یار و اغیار و مہر و کیں ہسم ہیں ہیں
جنکو ہم آلم پوچھتے ہیں غسم تم ہو | وہ بھی کہتے ہیں تم نہیں ہم ہیں ہیں

دیگر

کیا کہیے آلم ایک [گھڑی چین] نہیں | آیا نظر اب کہ جینے جی چین نہیں
ہیں تو بے چین ہوں ہی پہ تخفگی یہ | [بن میرے سنا] ہے اوسکو بھی چین نہیں

دیگر

سودا کب تھا اسے یہ کب تھی وحشت | بس دیکھ تجھے ہوا پریشاں حالت
زلفوں کے دام میں آلم سا آزاد | آکر پھنس جاوے یوں خدا کی قدرت

الہام

تخلص درویشے است نیک سرانجام شیخ شرف الدین نام کہ در بلدہ لکھنؤ بہ [شاہ] ملول اشتہار دارد و سخن بعضے از نومشقاں باصلاح میرساند مردمان آنجا بنا بر دلق پوشی وریا بغائت محترم دارند و صاحب باطن می انگارند بیشتر شعر فارسی میگوید گاہ گاہ بریختہ گوئی ہم رخش ہمت می پوید ایں دو بیت از ریختہائے طبع اوست ؎

قدر تو نے کچھ نہ جانی گو برے یا نیک تھے | ناز برداروں میں ظالم ہم بھی تیرے ایک تھے

مژہ وہ دشنہ کہ طعنہ کٹار پر مارے
نگہ وہ تیر کہ خنجر کو دھار پہ مارے

امید

تخلص دو کس بمن رسیده یکے در تکملہ خواہد شد ذکر آں و دیگرے قزلباش خاں وے مردے بود از ایران زمین محبت آگیں نیک خو معاصر خان آرزو و دیوان فارسی وے شہرۂ تمام دارد بسیار خوش میگفت و نہائت خوش طبع و خلیق و یار باش و عمدہ معاش بود با ہر کس بخوبی پیش می آمد و بنہائت نیک زندگانی میکرد [احیاناً] تفنناً بزبان اردوے معلی سخن از وے سرمیزد دو بیت از وے کہ بمن رسیدہ بسالک تحریر کشیدہ منہ عفی عنہ ؎

یار گھر جاتا ہے یارو کیا کروں ہاے گھر جاتا ہے یارو کیا کروں

یار بن گھر میں عجب صحبت ہے درو دیوار سے اب صحبت ہے

[امیر]

تخلص دو کس می شناسم

اوّل

نواب امین الدولہ معین الملک [ناصر] جنگ بہادر [عرف] مرزا ملیدڈھو صاحب فرزند ارجمند نواب وزیر الممالک شجاع الدولہ [بہادر] حسب و نسب ایشاں بنابر شہرۂ تامہ محتاج عبارۂ آرائی و سخن [پیر] ائی ما و شما نیست از اخلاق حمیدہ و صفات پسندیدہ اش چہ برطرازم کہ [باں] جاہ و حشمت باعاد الناس چہ سلوک جوانمردانہ ہمی نمودند و باں شوکت و مکنت بہر کس چہ و رد خورد بزرگانہ می فرمودند در ایام عقد مجلس مشاعرہ بدولت خانۂ ایشاں مرزا عظیم [بیگ] مرحوم عظیم تخلص کہ مردے بود آزاد وضع بے باک از رفتن مشاعرہ [ابا] آوردہ گفت کہ چوں من وابستہ

؎ زندگی ۱۰۱ ورق ۸۲ ۱

ل

راچہ ضرور کہ تعظیم عظیم امیرے بجا آوردہ زیر مسند نشینم ومثل ما بے سروپا راچہ احتیاج کہ بے
ہیچ تکریم فخیم این وزیرے سرانجام دادہ پائین نشیبی گزینم گاہے کہ این سخن بآں نیکو کردار والا تبار
رسید[گستردن] مسند موقوف نمودہ فرمود کہ تشریف شریف ارزانی دارند کہ من ہم باشما بر فرش
چاندنی خواہم نشست قاسم ہیچمدان سراپا نقصان درحین حضور این محفل سرور مرزا ء مذکور را
ہرچہ تمامتر پیش کشید تامشار الیہ شرط خدمت بجا آوردہ خود چار بالشِ شوکت پیش کشید
بمبالغۂ بسیار و قال و مقال بیشمار [ہمانروز] بر مسند اجلاس فرمود ازاں پس بالمرہ در مجلس
مشاعرہ بمسند جلوس نفرمودند میر انشاء اللہ خان انشا [و] برکت اللہ خاں برکت و مشتاق علی
خاں مشتاق [۹۲] شاعر طبع قویم مرزا عظیم بیگ عظیم و دوستدار [سراپا] وفاق حکیم [ثناء اللہ خاں
فراق] و این خوشہ چین ارباب سخن یعنی قاسم بے سروبن [بمقتضائے بشریت بخلاف] عنوان
بزرگی بزرگاں [بے ہیچ] خوش نبودند و [مانند] میوہ [بیش] رس پیش رسیدہ مانند گل
سر رسید دراں بزم رنگین بصدر مجلس می نشستند ما ہا جائیکہ می یافتیم می نشستیم و ہر جا کہ نشستیم
ہرچہ بودیم بودیم نواب معلے القاب ہر اختلاطے کہ می نمود بہ پائین نشینان مینمود و ہر توجہے
کہ میفرمود باینہا می فرمود در ایام متبرکہ صیام کہ برائے سخن سنجان اسلام [سفرہ] امیرانہ
می کشید و نظر بر کریم کریمانہ [اش بمذاق] شعرائے ہند و نژاد شیرینی قسم اعلے می رسید
برخوردار کامگار میر عزت اللہ عشق مدعمرہ و زاد قدرہ کہ دراں روزہا محض جہت استفادہ
سخن مدام بمجلس شعرا حاضر می شد اما شعر نمی گفت چوں درایں ایام خجستہ آغاز فرخندہ انجام
بنابر خواندن خیر الکلام در تراویح [نمیرفت] بمبالغہ تمام ہنگام افطار یاد فرمودہ گونہ گونہ عنائت
دربارۂ او مبذول داشتہ نوع نوع اطعمہ و اشربہ و فواکہ خشک و تر بدست حق پرست خود
لطف می فرمودند و آنچہ بزرگی و سرداری را کار بستہ در اصلاح آں سخن سنجان پختہ مضمون
و ایں بے بضاعتان طبع موزون و اطفاء نائرہ [فساد] بوقلمون باسخاء گوناگون کوشیدند شمہ
ازاں بطریق اجمال درجائگاہ خود سمت گذارش خواہد یافت انشاء اللہ تعالے [مختصر کلام اگر
پاسے عنائت] و روے توجہ جناب ایشاں درمیان نمی بود و ایں سخن [پردازان] عالی نژاد

[۹۲] کاف بیانیہ ۱. ا میں نہیں - ورق ۸۲ ب ، ۵۲. ا. ۱ میں 'بہ' قلمزد کر دیگئی ہے ،

را آخر کار عقل درست رہ بنوئی نمی فرمود ظن غالب بلکہ یقین واثق کہ کار [بدشواری] میکشید و[نوبتہ] از جنگ سخن درگذشتہ [بہ ناورد] تیر و تفنگ میرسید بالجملہ طرز سخن جناب ایشاں [پسندیدہ] منصفان ایں فن بلاقیل و قال و شعر فہمی [آں فصاحت بیان] بے شائبہ تکلف عدیم المثال است [دوازدہ] بیت از زادہاے طبع وقاد ایشاں برشتہ تحریر کشیدہ شد منہ

سلمہ ربہ ۵

کل جو [ہمنے منچھے] کے ساتھ سیر دیر کی — لڑکھڑا [یا تھا ہی] پا لیکن [خدا نے] خیر کی

یاس و غم و آرزو اسمیں [بھی سب چیز ہے] — بل بے سمائی تری دل بھی عجب چیز ہے

داغ جگر ہے کیا کہوں اون کی جہاں میں یاد — آتے ہیں دوست اپنے زبس رفتگاں میں یاد

دوری کی اختیار فراموش کار نے — نزدیک چھوڑا اپنے دل ناتواں میں یاد

ہیں تری دید کیلئے یہ چشم سب براہ — [یہاں] تک تو لگ ر[ہی] ہے تری مژگاں میں یا د

وے بوسہ دل لیا ہے [فراموش] کرکے آج — مدت سے میرے اوس کے تو ہیٹے دہیاں میں یاد

اس درد دل میں ہچکی جو آنے لگی امیر — شاید ہوئی [تمہاری عدم] رفتگاں [میں] یاد

پرخوں برنگ لالہ ہے اپنا ایاغ دل — بوے کباب سوختہ دیتا ہے داغ دل

حاجت نہیں ہے شمع کی میرے مزار پہ — ہر شب ہے سوز آہ سے روشن چراغ دل

شاید کہ [سیل اشک] نے اوسکو بہا دیا — سینے میں ابتو خاک نپایا سراغ دل

دو ہمدم ایک جا ہوں تو پست و بلند چرخ — دے خاک شکل شیشہ ساعت فراغ دل

اس عشق خانہ سوز کے ہاتھوں سے اے امیر — خالی کبھو نہ آگ سے دیکھا اجاغ دل

ورق ۳۹

دوم[1]

امیر دوم

نواب محمد یار خاں بہادر فرزند دلبند علی محمد خان روہیلہ ۔ گویند کہ اصلش از قوم جٹ است داؤد خان افغان فوجدار مراد آباد کہ لاولد بود بحلیہ اسلام محلی ساختہ بہ پسر خواندگی

سلہ تمی ا ۱۰ ورق ۴۸ ب ۔ [1] دویم ا ۱۰ ۔

برداشت و بعضے گویند کہ وے از غلامان پدر حافظ الملک حافظ رحمت خاں شہید مرحوم مغفور بود بہرکیف چوں مشیت ازلی براں رفتہ بود کہ ویرا بمرتبہ علیاے امارۃ رساند بتائید بخت بلند و مدد طالع ارجمند کارش روز بروز بالا گرفت و رفتہ رفتہ بجاے رسید کہ حضرت فردوس آ[را] مگاہ طاب اللہ ثراہ باں شوکت خاقانی خود بنفس نفیس بروے لشکر کشیدند و باں حشمت سلطانی بذات ستودہ صفات خود بر خروج گاہ وے جلو ریز رسیدند مختصر کلام نواب محمد یار خاں امیر شاگرد قیام الدین علی قایم بودند و بیشترے از شعراے آنوقت بملازمی سرکار حشمت مدار ایں نواب کامگار نعمتہا ربودند و مجلس مشاعرہ بدولت سراے خود [منعقد می] ساختند و بہ[1] خیلے نیکذاتی و ستودہ صفاتی نرد محبت بہرکس می باختند بہرحال[2] در عہد خود [داد مردمی] و بزرگ منشی دادہ و ازیں عاصی پرمعاصی پنج بیت از گفتہایش درینجا ثبت افتادہ منہ عفی عنہ ؎

تھرتھراتا ہے اب تلک [خورشید سامنے] تیرے آگیا ہوگا!

اُس شکار انداز سے لگ کر کوئی چھٹتی ہے آنکھ [کیوں نہ] سوے[3] آفتاب وقت رم نخچیر کا

جنس طاعت سے تو کچھ پاس نہیں اپنے امیر مگر احمد کا ہوں میں اور ہے احمد میرا

تیرے گھر جانے سے [ہاں] اپنا تو گھر جاتا ہے اے مری جان کے دشمن تو کدھر جاتا ہے

واہ رے سرخی ترے چہرے کی ہنگام عتاب جتنا بگڑے ہے تو اوتنا ہی سنور جاتا ہے

امجد

تخلص مولوی محمد امجد مرحوم است وے تحصیل علوم متعارفہ از خدمت مولوی عبدالرسول سہارنپوری کہ از تلامذہ قاضی مبارک مرحوم مغفور بود نمودہ و نسبت ارادۃ بجناب کرامت انتساب حضرت برہان العاشقین مولینا محمد فخر الدین قدس اللہ سرہ درست فرمودہ و در فن شاعری شاگرد نظام خاں متحیر بود بشعرش[4] چہ فارسی وچہ ریختہ

[1] عبد، ۱۰۹ بیں نہیں، [2] کیفیت ۱۰۹ ورق ۷۸ ب، [3] شورش ۱۰۹ ورق ۷۸ ب۔

در آخرہا فصاحت و پختگی بسیار افزود غرض کہ مردے بود وارستہ مزاج سر بسر ابتہاج بیشتر بہ تعلیم طالبان علم اشتغال می داشت و اکثر بتذکار و تکرار علوم رسمیہ ہمت می گماشت بر قاسم ہیچمدان سراپا نقصان کہ خاکپاے طلباے جہان است خیلے مہربان بود این شش بیت از آن آں مغفور این سراپا قصور در اینجا ثبت [نمود] ؎

بسمل مجھے چھوڑ [یو اے یار] دیکھنا ایسا ستم نہ کیجیو زنہار دیکھنا
پھرتے ہیں [جیسے ڈھونڈھتے سب شیخ] و برہمن امجد نے اسے حضرت انسان میں دیکھا
جاں بلب تشنہ جگر یہاں سے چلا جاتا ہوں ساقیا جلد خبر لے کہ چلا جاتا ہوں!
مت ہم آغوشی کو آنا میری اے سیل سرشک اپنی ہی موج میں میں آپ بہا جاتا ہوں
ایک عالم نے تری تیغ سے [پائی] ہے نجات ان گنہ گاروں میں اک میں ہی رہا جاتا ہوں
جس گھڑی [آپ کو] دیکھوں ہوں میں جوں قطرہ اشک
اپنی نظروں سے بھی امجد میں گرا جاتا ہوں

ورق ۴۰

امین

تخلص چار کس این کس می شناسد یکے ازانہا بہ تکملہ خواہد نگاشت و نوشتن سہ کس در اینجا مناسب پنداشت

اوّل

امین اوّل

امین الدین خاں پسر قاضی وحید الدین خاں مرحوم قاضی القضاۃ ایام دولت نواب معلے القاب امیر الامرا نجیب الدولہ مغفور مبرور اصلش خطۂ جنت نظیر کشمیر است مرد خوش خلق و شگفتہ رو نیک [طینت] پاکیزہ خو است در جرگۂ خواصان دہین پور خلافت مرزا جہاندار شاہ طاب اللہ ثراہ عز امتیاز داشت شعرش خالی

از کیفیت نیست این بیت از وے است ؎

کون آتا ہے یہ کسکے پاٹو کی آواز ہے | جو صداے پاہیں اوسکی سو طرح کا ناز ہے

دوم

مرزا محمد اسمعیل کہ [در ابتدا] وحشی تخلص میکرد وے شریف زادہ ایست بغائت خوش فکر نیک اختلاط و نہائت پاکیزہ راے مستحکم ارتباط سیزدہ شعر[1] از زادہاے طبعش کہ بمن رسیدہ ہمان بر رشتۂ تحریر کشیدہ ؎

گلشن میں جب اوس گل کا وا بند قبا ہوگا | [کیا] جانیئے بلبل کی پھر جان پہ کیا ہوگا

خدا جانے [کہ قاصد را] ہ میں ہے یا کہ جا پہنچا | کہیں خط کھو دیا یا اوسکو لیجاکر دیا پہنچا

نزاکت پر تک اوس [وست نگارین] کی نظر کر [تا] | [کہ گجرے] سے گلوں کے ہاتھ جسکا مڑگیا پہنچا

میر شیر علی افسوس ہم این معنی را در بحر دیگر ہمیں ردیف و قافیہ بستہ خدا داند کہ دست درازی بسرقہ از جانب کیست [اما این با بار رنگے افزودہ]

تصدق پنجتن کا ہے یہی اب آرزو دل کی | یہ مشت خاک [اہیں کی بھی] نجف تک یخدا [پہنچا]

یہاں اپنی ہی خوبی پہ تو نازاں ہے شب و روز | یہاں [اوسکی] بلا سے جو ہوا کام [کسی کا]

[اپنی] تو وہی عید ہے جس روز کہ ہمدم | مکھڑا نظر آجاے لب بام کسی کا

لپٹ باد صبا کب طرۂ سنبل نے یہ پائی | خدا جانے کہ بوئے زلف تو کسکی اوڑا لائی

گلابی انکھڑیوں سے تیری نرگس کیوں نہ شرماوے | کہاں پائی میاں اوس زرد رُو نے ایسی بینائی

تجھہ پہ عاشق ہوے ہیں ہم جب سے | جان سے ہاتھ دھو چکے تب سے

دن تو کٹتا ہے ہر طرح لیکن | جی دھڑکتا ہے ہجر کی شب سے

زاہدا دیکھ ہے اپنے بے باک | کیوں اولجھتا ہے رند مشرب سے

کیا غضب تیری آن ہے پیارے | میری اوس میں ہی جان ہے پیارے

سرو کب تیری دھج کو پہنچے ہے | تو بڑا نوجوان ہے پیارے

[1] بیت ۱۰۱۰ ورق ۸۸ ب

(ابن ۳)

سوم

میر محمد ابن شاگرد میر غلام علی آزاد بالگرامی فارسی گو گویند وے سید زادہ بود در محمد آباد بنارس طبعش بریختہ گوئی میل کلی داشت در آخرہا بممالک جنوبیہ رخت سفر کشیدہ ہمانجا رحل اقامت انداخت الغیب عند اللہ تعالے شانہ ایں دو بیت از وست ؎

کیوں شعلہ رخو مجھکو جلاتے ہو کہ سینہ — رکھتا ہوں میں [گل خوردہ] برنگ پر طاؤس
ظالم یہ ہوا خواہ ترا صلح طلب ہے — تعجب ہے کہ تو مایل جنگ پر طاؤس

انسان[1]

تخلص اسدیار خاں مرحوم است وے مردے بود سپاہی منش نیکی روش [در عہد آسودہ مہد] حضرت فردوس آرامگاہ طاب اللہ ثراہ بعمدگی ایام بسر میفرمود و شعر بدیہہ آں وقت موزوں می نمود ایں پنج شعر از وے است ؎

عرب کو دیکھتا ہے ہند میں جو [مت] کا پکا ہے — مدینہ ہے محمد آباد الہ آباد مکا ہے
نہ دیکھے ٹک جھانک بھی آپکے [تن بیچ اندھوں نے] — اگرچہ [ہر بن مو سے بدن] سارا اشکا ہے
نہ کر واعظ کے کہنے پر نظر اے بوالہوس ہرگز — بہشت آخر مکاں ہے دوزخ ایک شرعی ڈرکا ہے

(ورق ۴۱)

جو چاروں [ہیدا] ہیں تو پانچواں ہے بھید یہ احمق — [قرآں] میں [فاقتلوا تفسیر قول ہل خنکا] ہے
زمین و آسماں اور مہر و مہ سب تجھہ میں ہیں انساں — نظر کر دیکھ مشت خاک میں کیا کیا جھمکا ہے

۱۵۵۹۲

[1] انسان: ا . ا . ورق ۹۰ ا ؎

انیس

تخلص شفیق سراپا جان المسمی بہ حمید الرحمٰن المعروف بہ میاں جان سلمہ الرحمٰن المخاطب بامیر الدولہ نوازش خان ابقاہ اللہ المنان است وے جوانے است صالح حلیم باحیا کریم خوش طبع باوقار خلیق ستودہ کردار صاحب سلیقہ جوہر شناس بلند حوصلہ مروۃ اساس بزیور[1] دانش حق امداد آراستہ بحلیہ عقل خداداد پیراستہ جولانگاہ فتوۃ و جوانمردی را شہسوار تیز آہنگ فرزند ارجمند امین الدولہ معین الملک شاہ نواز خاں بہادر مستقیم جنگ، یک چند بسرا سے فرصت آماے خود مجلس مشاعرہ منعقد می ساخت و ہمگی شعراے دار الخلافہ بجدے کہ اگر کسے مصرعے موزوں توانست کرد بشوق محفل آں وسیع الخلق خود را می [باخت] مختصر کلام ایں بست و شش بیت از کلام خوبی انتظام وے در ایں جا ثبت افتاد منہ سلمہ ربہ[2] ساتھ خیل حسرۃ و درد و الم اے جان تھا جب اٹھا لاشہ ترے کشتے کا یہ سامان تھا

درد دل سوز جگر کاہش تن کاوش جان حضرت عشق نے کیا کیا مجھے انعام کیا

ایک یہ دل تھا رفیق اپنا [سو اوسکو] دیکھ کر واے رے حسرۃ گئے کیا وقت و پاس اسکے پھول

[بلبل] بنا تو پاس [مرے] آشیاں نہیں کم برق سے [مرا دم] آتش فشاں نہیں

کیوں لب پہ دود آہ ہے او شعلہ خو بھلا گر دل میں میرے آگ بھڑکتی نہاں نہیں

حیرۃ ہمیں ہے حائل نظارہ ورنہ یار جلوہ طراز حسن یہ تیرا کہاں نہیں

چپ رہوں تو چٹکیاں [بولوں تو کب گالی نہیں] جو ادا ہے آپ کی شوخی سے وہ خالی نہیں

خریدار دل کوئی ایسا گر ہووے تو میں جانوں یہ سودا [ہے جو اس میں] کچھ ضرر ہووے تو [میں] جانوں

جب تک نہ دم بھر دیکھوں دل کو نہ ہو چین کیا نیند بھلا آئے جو ٹھنڈی نہ ہوا ہو

ٹھہرا ہے انہیں آنے کا کل اوسے تو وعدہ اندیشہ یہی آج ہے کل دیکھئے کیا ہو

---

[1] بزیور عقل خداداد اراستہ بزیور دانش حق امداد پیراستہ ا، ا، ورق ۹۰ ب ۔ [2] حسرۃ ا، ا، ورق ۹۲، ا، ۔

ہوگیا[اپنا] دل صد چاک ہمدست بلا بار بار اسے زلف خوباں مت لپٹ شانے کیساتھ

پر[وانہ] چاہیئے عوض مرغ نامہ بر جوں شعلہ میرے شوق کا طومار گرم ہے
سینا جو ہے تو بخیہ گراں سی چکو کہیں اب تک تو زخم سینہ افگار گرم ہے
رکھتا سمجھ کے ہاتھ مری چشم پر کہ یہاں ہر قطرہ سرشک شرر بار گرم ہے
آ مان رحم اپنی جوانی پہ کر انیس مت جا وہاں کہ تجھ پہ وہ خونخوار گرم ہے

ضبط سوز دل سے یہاں سینے میں سب چھالے پڑے آہ جو کھینچی تھی سو ہونٹوں پہ تبخالے پڑے
ایک تو قید قفس ہے دوسرے کترے ہیں پر آہ کس صیاد بے پروا کے ہم پالے پڑے
بل بے تاثیر نگاہ چشم مست اسکی انیس اوس گلی میں رہتے ہیں وہ جا پڑ متوالے پڑے

ہے شفیق اپنا نہ کوئی نے رفیق و یار ہے درد دل کہتا ہے مشکل ضبط بھی دشوار ہے
وار پہ ہے وار دل پر اسکے ترک چشم سے غمزہ ناوک ہے مژہ خنجر نگہ تلوار ہے

آہ یہ کس کی یادگاری ہے آج جو دل کو بے قراری ہے
رنجشیں ہر آن ہیں ظاہر یہاں ہر آن سے تم رکے جاتے ہو[ا] تبک جاچکے ہم جان سے
قہر ہے [سج دھج] ستم اس چال کا انداز ہے [قد] قیامت ٹھوکر آفت ہر قدم پر ناز ہے

عشق ہے کہ آفت ہے یا بلاء جانی ہے آہ ہر تپش دل کی آتش نہانی ہے
عشق میں نہ کھوتا جان دیکھ بس نہ بن انجان آ انیس کہنا مان عالم جوانی ہے

آنکھ بھی میری طرف مجلس میں اب ہوتی نہیں دل چرا کر آپ بھی بیٹھے ہیں کیا انجان سے (ورق ۴۲)

انجام

آنچہ مشہور است تخلص امیر خاں بہادر [پسر] نواب بقاء اللہ خاں برادر زادہ نواب عمدۃ الملک امیر خاں بہادر المخاطب بہ عالم خان است امّا از معتمدان بدریافت رسیدہ کہ ایں تخلص نواب عمدۃ الملک امیر خاں مرحوم میکرد واللہ اعلم بحقیقۃ الحال [بہر کیف ایں] یک شعر از صاحب ایں تخلص بمن رسیدہ ؎

[اب یہی] احسان [ہے] ہرگز نہوں آزاد ھم
پھر چمن میں جائیں کیا منہ لیکے اے صیاد ہم

انشا

تخلص حکیم انشاء اللہ خاں فرزند ارجمند حکیم ماشاء اللہ خاں مرحوم است سلسلہ دبہ آباؤ اجداد ایشاں از [شریف زادہ ہائی] نجف اشرف اند اباعن جد عمدہ معاش وبسیار معزز ومحترم ماندہ درعہد دولت امیر الامرا نواب ذوالفقار الدولہ [بہادر عفی] اللہ عنہ میر ماشاء اللہ خاں با دو زنجیر فیل از ممالک شرقیہ وارد حضرت دہلی شدہ خیلے مرد جوانمرد و جواد و با مروۃ و فتوۃ بود گویند در ایام حکومت سراج الدولہ وغیرہ حکام بنگالہ [ہیژدہ] زنجیر فیل بہ فیل خانہ میر مشار الیہ بود تولد میر انشاء اللہ خاں سلمہ الرحمٰن درہماں اوان بمرشد آباد اتفاق افتادہ [مجملاً] وے بقدر کفائت از علوم متعارفہ بہرہ اندوز است ودر فن شریف طبابت ہم مہارتے دارد طرز گفتارش بہ شاعر فصاحت افروز [محمد میر سوز مانا ست] و ایں طرز اگرچہ مرغوب الطبع وے افتادہ امّا بہر گونہ سخن طرازی دستے دارد از قصائد و مثنویات وے خاصہ قصیدۂ کہ در تہنیت سالگرہ مرشد زادہ شوکت

پڑوہ مرزا سلیمان شکوہ بہادر در ایام ملازمی سرکار دولت مدار آں والا تبار در بلدہ لکھنؤ گفتہ کہ مطلعش این است ؎

صبحدم میں نے جو لی بستر گل پر کروٹ ‍ ‍ ‍ ‍ جنبش باد بہاری سے گئی نیند اچٹ

زور طبعش معلوم می شود بنابر بعضاعتے کہ از علوم شریفہ دارد کلامش صحت نظام است شعر فارسی ہم میگوید والفاظ عربی فراہم آوردہ موزوں [میتواند] کرد مثنوی شیر برنج [ونبہ چوا] ب نان [حلواء] بہاء الدین آملی (کذا) بسیار شیریں و با مزہ گفتہ ذائقہ [روح] ابواسحق اطعمہ (کذا) را حلاوۂ بے اندازہ بخشیدہ مختصر کلام وے مرد یست ظریف الطبع بزلہ گو لطیفہ سنج کشادہ رو ہوشیار بار باش [صحبت] دارخوش معاش باکثرے از صفات حمیدہ آراستہ و با بیشترے از اخلاق پسندیدہ پیراستہ اما ازانکہ بے عیب ذات خداست تعالٰی شانہ اعظم برھانہ ماہ تمام باین رفعت تام و نور پاشی داغ سیاہ برجگر دارد و قاسم ناتمام باین مسکنت مالاکلام و آراستہ معاشی واقعہ نویسی را حیلہ ساختہ [بعیب] چینی آن بدر منیر سپہر شرافت می پردازد بنابر مقتضائے بشریت اند کے شوخ طبع و ہنگامہ آرا و خود بین واقع شدہ در بلدہ لکھنؤ بمشاعرہ مرشد زادہ معظم الیہم بہ میاں غلام ہمدانی مصحفی کہ شاعرے است مسکین نہاد بے ہیچ بحدے طرف شدہ کہ کار از گفتگوے رکیک کہ شایان شان ہنرمندان نبود واگذشتہ بہجو گوئی کشید بلکہ آنچہ زبان زد احاد الناس است و مجلس عامیاں نسنزد تا بہ محفل بہشت آئین ملوک و سلاطین چہ رسد چہ بر طراز [د] کہ [حیا بہ تحریر] ش رخصت نمی دہد و قلم حقائق رقم غرق عرق انفعال می شود اگر از انسان کہ سراپا سہو و نسیان است خطائے رفت رفت کلام بشر کلام اللہ [تعالٰی] نیست کہ بے خطا باشد شعر است ؎

شعر اگر اعجاز باشد بے بلند و پست نیست

در ید بیضا ہمہ انگشتہا یکدست نیست

اگرچہ گزارش خاصہ [بعد] صلح شعاری شعار اہل صلاح نیست اما چوں کار بواقعہ نگاری افتاد بر سبیل حکایت ماجرائے کہ بمشاعرہ امین الدولہ معین الملک ناصر جنگ بہادر ... مرزا میڈو صاحب امیر تخلص بحضرت دہلی رو داد [بندی] ازاں شرح دادن مضائقہ

درق ۴۳

ندارد

حکائت

ازانجا کہ رویہ سرداری و داب اخلاق پروری بزرگان است مرزا صاحب موصوف در مشاعرہ خود با ہرکس بسلوک و مدارا پیش می آمدند و از طبع ہر متنفسے کہ شعر تر می تراوید بہ تقاضاے انصاف مورد تحسین بلیغ میشد و [بہ] دوستدار سراپا وفاق حکیم ثناء اللہ خان فراق و شاعر طبع قویم مرزا عظیم بیگ عظیم و خوشہ چین خرمن شعراے بلاغت نشان اعنی قاسم ہیچمدان سراپا نقصان ہرچہ تمامتر عنایات و اشفاق مبذول می داشتند سخن سنج فصاحت آما میر انشاء اللہ خان انشا و سخن گوے سراپا خیر و برکت برکت اللہ خان برکت و نیک سخن بالاتفاق مشتاق علیخان مشتاق را حسب اقتضاء ترکیب عنصری خوش نمی آمد کہ [غیر] ایں بزرگاں احدے مورد تحسین و آفریں گردد و الحق کہ استادگان پاے تخت سلطانی را تفوق حاشیہ نشینان بساط غربت و مسکنت کے خوش می آئد [و] ایں بزرگاں خاصہ میر انشاء اللہ خان سلمہ الرحمٰن خصوصاً از مرزا عظیم بیگ مرحوم کہ فی الواقع شاعرے بود بسیار خوب اما نہاشت بر خود غلط چنانچہ درجا بجا ہانگاہ خود رقم زدہ کلک واقعہ سلک خواہد شد انشاء اللہ تعالے سخت بے مزہ و ناخوش می بودند و براے تہجین و تذلیل بہر یکے از ما قابو می جستند تا روزے مرزا مذکور غزلے طرح انداخت و بنابر غرورے کہ در سر داشت [لا ابالیانہ] بفکر مضمون و معانی افتادہ درعین شناوری بحر رجز غوطہ خوردہ بہ بحر رمل افتاد و بعد انصرام غزل بے آنکہ روبروے محبان و دوستان بخواند بے تحاشا بحضور میر ماشاء اللہ خان مرحوم کہ دوست و محسن مرزاے مغفور بود برخواند قضا را میر موصوف مجلس نشین پدر بزرگوار خود بود [حریفانہ] تحسین بلیغ نمودہ مکرر بگوش ہوش شنودہ یاد گرفتہ با فواہ یاران انداخت و درعین مجمع شعرا تکلیف تقطیع نمودہ مرزا را

ت

۱۵ ہر یکے ۱۰۱۰ ورق ۹۶ ب ٭

ملزم ساخت و دراں وقت بوے رسید آنچہ رسید و شنید آنچہ شنید اگرچہ من بعد ایں ماجرا [مخمسے] درہجو بلیغ میر مشار الیہ و در جواب ایں لغزش گفتہ اما مشتے کہ بعد جنگ یاد آید بر کلہ خویش باید زد چند بند ازاں مخمس [درجائگاہش] انشاء اللہ تعالےٰ ثبت خواہند افتاد قصہ مختصر ازاں پس مرزا چناں متنبہ شدہ بود کہ اگر مصرعے موزوں میکردے آنکہ بگوش ایں ہیچمداں نرساند بر زبان نمی آورد تا بخواندن بحضور کس چہ رسد و می گفت کہ [بابا] دیوار ہم گوش دارد بالجملہ رفتہ رفتہ تا خوشی صاحبان بمرتبۂ رسید کہ در ہر غزل فخر خود وا ہانتہ ما برمز و کنایہ میکردند گاہے چند لفظ تازی را التیام دادہ موزوں می نمودند گاہے غزلیات صناعی انشا دمی فرمودند ناچار چوں کار پیش نمی رفت و نقش بدست نمی نشست حرکتے از ایشاں سرزد کہ شائستۂ ہیچ عامی صاحب عرض[۱] نبود تا بہ [خاصان] خود چہ امکان دارد روزے بعرض اعلےٰ اقدس حضرت سلیمان مکانی ظل سبحانی دام ملکہ رسانیدند کہ فلاں فلاں یعنی ایں بیچارگاں در مجمع عام شعرا وغیرہا بر اشعار آبدار حضور پر نور بے [محابا][۲] بہ قاہ قاہ می خندند اگر مزاج عدالت امتزاج آں طرازندہ سریر گورگانی و فرازندہ افسر خاقانی بحلیہ [حلم] و تمکین آراستہ و پیراستہ نمی بود پیداست کہ ازیں افترا بستن ہیچ دقیقہ درسعی ہتک برے ہمزباناں از ایشاں فروگذاشت نہ شدہ بود حضرت قدر قدرۃ کہ آفتاب عالمتاب ذرہ نوازند از مہر دیدہ وری و ذرہ پروری بر عرض گوئی ایشاں پے بردہ فرمودند کہ اشعار حضور والا ازیں باز بمجلس سخنوراں نخوانند للہ در قائل ؎

تواضع کند ہوشمند گزیں   نہد شاخ پر میوہ سر بر زمیں

ایشاں یاز معروض داشتند کہ ما ہیچ ایں بے ادبان خواہیم کرد حکم ارفع اعلےٰ عز صدور یافت کہ زنہار ازیں خیال محال درگزرند ایں آواز گنبد است ہرچہ خواہند گفت خواہند شنود قضا را دستار بندے از دستار بنداں دربار دربارہ کہ خدایش رحمت کناد بہ پایۂ خود استادہ [بود]

---

[۱] عرض ۱۰۱ ورق ۹۸ ب
[۲] اصل نسخہ میں 'مہابا' ہے

قصداً بایں احقر ملاقات کردہ خندان وکشادہ پیشانی گفت کہ امروز ذکر شما بحضور سراپا
سرور بود پرسیدمش کہ خیر بود یا شر گفت شر بود اما بانصاف پادشاہ عالم پناہ بخیر مبدل
گشت ع

رسیدہ بود بلائے و لے بخیر گذشت

و آنچہ گذشتہ بود بر زبانش گذشت ما بحکم اذا اضطر وانی الامور فاستعینوا باصحاب
القبور از ارواح متبرکہ حضرات عالی درجات خاصہ از روح پرفتوح حضرت ذو لسانین
امام الفریقین قطب الحرمین غوث الثقلین قدس اللہ تعالے اسرارہم و روح ارواحہم
استعانت جستہ باہم استشارہ بمیاں آوردہ آنچہ درجواب صاحبان اشعار عربی وغیرہ
رطب ویابس سرانجام یافتہ مہیا ساختہ نظر بپاس آبرو چندے را از یاران یکدل فراہم آوردہ
بعضے در کمین گاہ نشاندہ و برخے ہمراہ گرفتہ بعزم بالجزم رزم زبان و بیان و تیغ و سنان
بہ بزم سخن طرازاں حاضر شدیم اتفاقاً شیخ ولی اللہ محب کہ خداش بیامرزد و ثالث [بالخیر]
بود بسبب قرب وجوار براین گفتار وکردار اطلاع یافتہ در اطفاء نائرہ این فتنہ کہ سر بہ
بالا کشیدہ بود بدرجہ اعلٰے کوشید وقبل از وقوع واقعہ[1] بنواب معلے القاب رسانید
و این بزرگان بغرور خود سری بمجلس رسیدہ بروبہ کہ داشتند انشاد غزلیات فخریہ آغاز
نہادند میر معز الیہ غزلے بشد و مد تمام [برخواند] کہ در وے خود را بحر بیکران و دیگران
راسیل بیاباں قرار دادہ و اشعار عربی خود را الم ترکیف تنزیل حضرت و ہاتف وگفتہ
حریفاں را الفیل ما الفیل مسیلمہ کذاب مقرر نمودہ بود نواب والا جناب وشیخ ولی اللہ
محب الاحباب برمز وکنایہ ہرچند مانع می آمدند ایشاں از خواندن منع نمی شدند
لاجرم بنابر [فرو] نشاندن شعلہ کیں بر [ہر بیت] شاں بما یالیٰ[2] مخاطب شدہ بکشادہ
روئی می گفتند معلوم صاحبان است کہ این فخر شاعرانہ است ہر کس کہ گوید گوید
مضائقہ ندارد [فلانے] چنیں گفتہ وفلاں چناں و بدل سوختگی تنزل آتش غضب

---

[1] اصل نسخہ میں 'واقع' درج ہے ۔ [2] نمایاں ۱.۱.

دو بالا می شد و زبانہ می زد و بایں آب پاشیہا فرو نمی نشست خاموش نشستن پیچ و تاب میخوردم تا دورہ سخن بمن رسید بہ میر صاحب تدبیر غافل از تقدیر قدیر خطاب نمودہ معروض داشتم اندکے گوش دارند ایں سید بیچارہ کہ از بنی اعمام خود مسیلمہ خطاب یافتہ الفیل ما الفیل خود میخواند ساعیان اطفاء نائرہ فساد چوں در حین خواندن شعرائے دیگر بگوش ہوش ایں سخن سنجاں [صراحۃ] صورۃ حال رسانیدہ بودند بمجرد خطاب ایں احقر یقین خاطر عاطر ایشاں و نواب عالی بیان شد کہ ہجوے رکیک میخواند و حاش للہ کہ ایں ہیچمدان سراپا نقصان ہجو کسے خاصہ سیدے اہل علم و ہنر پرداز و بے اختیار نواب کامیاب بزرگی را کار بستہ با [ایں] صاحبان و محب مہربان از جائے خود [جستہ] بجائے ما [ورق ۴۶] رسیدہ دلجوئیہا [فرمود] ایں بزرگان خصوصاً میر معز الیہ کار بست بزرگی گشتہ بزرگی بزرگان پیش آمدہ بسینۂ ہر یک چسپیدہ داد بزرگ منشی و [خوش] خلقی دادہ ع

مرد آخر بیں مبارک بندہ ایست

[..]ہائے مغالطہ [یاد] فرمودہ کہ ما را بریں بے روشیہا بے پروائیہائے مرزا اورد ولیں کہ بر اشتعال نائرہ ظلم نمی جنباند و خود را از ہمہ بالا دست می پندارد و القصہ قصۂ دور و دراز [...]ت اجمال ہم بطول بکشید [تتمہ] ایں است کہ مرزا در اشعار قال و قتال [بدیہہ] بزبان اردو کہ بابا[...] [در عرض] احوال خود شعر استاد خود را ہمیں زماں تضمین کردہ ام و بدیہہ برخواند ؎

عظیم اب تو ہمیشہ سے ہے یہ شعر کہنا شعار اپنا
طرف ہر ایک سے ہو بحث کرنا نہیں ہے کچھ افتخار اپنا
کبھی سکھن باز کھنڈ گو یوں میں ہو نہ اعتبار اپنا
جنھوں کی نظروں میں ہم سبک کتے دیا[۲] انھیں کو وقار اپنا
عجب طرح کی ہوئی فراغت گدھوں پہ ڈالے سے بار اپنا

---

[۱] نمایاں ۱.۱ - ورق ۱۰۰ ب ٭ [۲] اونھوں ۱.۱ - ۱۰۲ ب ٭

وشیخ ولی اللہ محب در [حبن ذکر] بادشاہ جمجاہ کہ درمیان آمدہ بود بسیار بموقع ایں قطعہ انشا [د] کرد

قطعہ

مجلس میں چکے چاہیئے جھگڑا شعرا کا | اس فن کے کسو صاحب توقیر کے آگے
یہ بھی کوئی دانش ہے کہ پہچے یہ قضا یا | اکبر تمیں[1] یا شاہ جہانگیر کے آگے

بہر کیف ع

درمیان ما و جاناں ماجرائے رفت رفت

اما از راستی نبائد گذشت وحق نتواند پوشید ۔ میر موصوف شاعرے است زبردست وسخن سنجے است قوی بازو دیوانے ضخیم مشتمل انواع سخن دارد و اقسام صنائع بدائع درآں [بیکار] بردہ و بعضے اشعار [بے نقط] و برخے نقطہ دار ونیز بصنعت قلب و ماننا بسیار در دیوان وے ثبت افتادہ ہمگی پنجاہ وہفت بیت از کلام صحت نظام او دریں جائگاہ تحریر یافت منہ سلمہ ربہ ؎

شمیم کاکل مشکیں سے ہیں جو اوتنگ گیا | تو آپ کہنے لگے اس کو سانپ سونگ گیا

جگر کی آگ بجھے جسے جلد وہ شئے لا | لگا کے برف میں ساقی صراحی مے لا

نظر آیا تھا ہمکو آج ایک اٹھکھیلیوں والا | بھبوکا برق شعلہ نور کا آتش کا پرکالا

برق کو چھیڑ قدم معدن سیماب پہ رکھ | ہاتھ لیکن نہ کسی کے دل بیتاب پہ رکھ

خلد بریں کی جنتی ہیں حوریں ان سے کہدو پردے ہو | نالہ چڑھتے ہے اپنا فلک پر پردے کے لوگو پردے ہو

---

[1] اکبر کے حضور اور جہانگیر کے آگے ۱ ۔ ۱ ۔ ۱۰۲ ب

حل [کھانے کو کل] میں نے [جو چھلّے کو] کیا گرم　　بولے کہ چہ خوش وا چھڑے ہیں آپ [بھی] کیا گرم

پلٹن [ہے] بادلوں کی [طنبور] رعد باجا　　جب وہ بت فرنگی [آکر] بہل میں بیٹھا !

ان کے دو مجھسے کبوتر کے جو جوڑے اڑ گئے　　تو یہ بولے کیا کیا ہے ہے نگوڑے اڑ گئے
[نیلے] ڈوری پانو میں کیوں باندھنے ہو جان من　　کیا کڑے سونے کے اور روپے کے توڑے اڑ گئے

مجھسے وہ کہنے لگے اب قدر جانی آپ کی　　بندہ کس قابل ہے صاحب مہربانی آپ کی
اے جنوں استاد جی آجائیے خم ٹھوک کر　　ہاں خلیفہ ہم بھی دیکھیں پہلوانی آپ کی

رہتے ہیں ہر رنگ بو کوچے میں رگ گل کے　　لوٹے ہیں بہاریں ہم یوں سامنے بلبل کے

جی سے میں اپنی جان کے صدقے　　یعنی اس نوجوان کے صدقے

کیسی ہی کیوں نہ ہم میں تم میں لڑائیاں ہوں　　جب کھل کھلا کے ہنس دو [وو ہیں] صفائیاں ہوں
کیونکر نہ گدگداہٹ ہاتھوں میں اسکے اٹھے　　وے گوری گوری رانیں جسنے دبائیاں [ہوں]
جسنے کہ چپکے چپکے [لاگیں] لگائیاں ہوں　　لازم ہے یہ کہ منہ پر اون سے رکھائیاں ہوں
کیا سیر اوس گھڑی ہو پھرتا ہو وہ مشوش　　اور اس کی ہم نے کچھ کچھ چیزیں چرائیاں ہوں
ابر تنک کا آنا کیا چاند پر خوش آوے　　نظروں میں جس کی اوسکے مکھڑے کی چھائیاں ہوں
فتنے کی عطر کی بو کیونکر نہ اُن سے آوے　　جن انگلیوں نے بغلیں وے گدگدائیاں ہوں

ورق ۴۷

لہ اصل نسخہ میں 'اکٹر' مرقوم ہے +

گر آپ [روپ] ہم سے باتوں میں ٹک کڑے ہوں / سو رگڑے جھگڑے قضیے قصے جھٹ اوٹھ کھڑے ہوں
نرگس کے پھول نکلیں وہاں سے پھر آنکھ ملتے / کیفی نگہ کے مارے جس جا کہیں گڑے ہوں
ٹپکا پڑے ہے جوبن اس روے آتشیں پر / قطرے عرق کے [یوں] ہیں جسطرح نگ جڑے ہوں
ہے [ظلم[1]] اس پری پہ ہم غش نہ ہوویں جس کے / یہ جھمکے بندے بالے توڑے کڑے چھڑے ہوں

جاڑے ہیں کیا مزہ ہو جیسے تو سمٹ رہے ہوں / اور کھول کر رضائی ہم بھی لپٹ رہے ہوں
تب سیر دیکھیے کوئی اوس دم لڑائیوں کی / کھینچے ہوں وے تو تیغا اور ہم بھی ڈٹ رہے ہوں

خلوت میں فائدہ کیا اغیار سب بہم ہوں / سب کو ہوا بتا دو بس تم ہو اور ہم ہوں
[او ترے شراب تجھ بن کیونکر] گلے سے اوس کے / جس ناتواں کے حق میں پانی کے گھونٹ سم ہوں
آیا جو ذکر میرا بولے کہ پوچھنا کیا / ایسے بھی لوگ شاید دنیا کے بیچ کم ہوں
ٹک اسطرف تو دیکھو آنکھیں ملا کے صاحب / ہم سے غریب بندے شائستہ ستم ہوں
کیا دخل لکھ کے بھیجوں شعر اپنے اسکو خط میں / مصرع رقم کروں تو جھٹ انگلیاں قلم ہوں

[اور] ہی لوگوں کے یہ قصے نبیڑا کیجیے / بس خدا کے واسطے مجھکو نہ چھیڑا کیجیے

گل کھلا جیسا [اور ہی] تب کہتی یوں بلبل گئی / دیکھیے اب آگے کیا [ہو] بندھی مٹھی کھل گئی

اثر کچھ نہ باقی رہا آہ کا / مثل ہے رہے نام اللہ کا

گر نازنیں کہے سے برا مانتے ہو تم / میری طرف تو دیکھیے میں نازنیں سہی

جب ابر غم گیا تو شرارے نکل پڑے / [اکبارہ] آسماں کے ستارے نکل پڑے

[1] اصل نسخہ میں "ظالم" ہے +

ہے اور کوئی ایسا جس میں یہ بھپن نکلے — سچ دھج اوسے کہتے ہیں بے ساختہ پن نکلے
انشاں کا وہ عالم ہے اوس چاند سے مکھڑے پر — جوں وقت سحر انشا سورج کی کرن نکلے

فقیروں ساتھ یہ تعظیم یعنی [خرچ] کم کیجے — نہ اٹھیے مرشد اللہ بیٹھئے داتا کرم کیجے

دیوار عاشقی کی جو پھاندوں تو نام ہے — اور دھم سے آنکھوں مرے صاحب سلام ہے

ہے شب وصل کھلے کاش نہ دروازۂ صبح — کم نہیں شور قیامت سے یہ آوازۂ صبح

مانگا جو اوس سے بوسہ میں نے چمن کے اندر — بولا کہ یہاں نہیں چل مچھی بھون کے اندر (ورق ۴۸

دل کو رکھ کر پنجہ مژگان تر پر [بینچیے] — یعنی اپنا مال ہے اسکو چھڑک کر [بینچیے]

نہ چھیڑ اے نکہت باد بہاری راہ لگ اپنی — تجھے اٹکھیلیاں سوجھی ہیں ہم بیزار بیٹھے ہیں
کہاں گردش فلک کی چین دیتی ہے سنا انشا — غنیمت ہے کہ جو صورت یہاں دو چار بیٹھے ہیں

اچھا جو خفا ہم سے ہو تم تو صنم اچھا — لو ہم بھی نہ بولیں گے مولے کی قسم اچھا

ق

شب کو میں ان سے راہ میں لپٹا — بیم حاکم رہا نہ خوف عسس
ہتا پائی ہوئی یہاں تک تو — ان کی انگلی کی موڑ گئی جھٹ نس
لگے کہنے کہ میرے دامن کو — نہیں ابتک کیا کسو نے مس
مفت جل جاے گا پرے بھی سرک — ارے میں آگ اور تو ہے خس

جب یہ دیکھا کہ چھوڑتا ہی نہیں | تب یہ ٹھہری کہ بوسے دینگے دس
لیکے دس بوسے (بارہ) ہاں نہ سہی | ہم کو سپیٹے کرے جو زیادہ ہوس
ایک دو تین چار پانچ چھ سات | آٹھ نو دس ہوے بس انشا بس

رباعی

لی چپکے سے جب کہ میں نے اوسکے چٹکی | بولا کہ پڑے جان یہ تیرے پھٹکر
پھر دانت تلے کھٹک کے ناخن یہ کہا | بس چل بے ہیں تجھسے آشنائی کٹ کر

دیگر

بیخانے میں کیا پھرے ہے مٹکی مٹکی | نت شیخ و برہمن سے یہ پھٹکی پھٹکی
قاضی سے ڈرے نہ محتسب سے کافر | یہ دختر رز ہے جس سے اٹکی اٹکی

انور

تخلص جوانے است نیک فرجام ولی محمد خاں نام وے از بزرگ زادہ ہاے شاہجہان آباد صانہا اللہ عن الشرو الفساد و مردے خوش اختلاط یارباش قوی ارتباط نیک معاش پاکیزہ طبع خندہ رو کشادہ پیشانی نیک خوست نیاکانش بدار وغگی عدالت العالیہ عز امتیاز داشتند خودش نیز موافق زمانہ بہ تعین و تشخص ایام بسر می برد میگویند کہ شاگردی ایران زائے نمودہ ام و بہرد و زبان اشعار بے شمار موزوں نمودہ ام از سخنانش کہ بمن رسیدہ ایں بیست و یک بیت برشتہ تحریر کشیدہ منہ سلمہ ربہ ؎

پا [تے] نہیں ہیں وقت ہم اتنا فراغ کا | کرتے علاج جیمیں کلیجے کے داغ کا

ہمکو معلوم ہوئی آپ کی چاہ آخر کار — نہوا تم سے میاں جان نباہ آخر کار

چلیے بس ابھی سے بھلا ٹک تو بیٹھو — تم آئے تھے کیا مُنہ دکھانے کی خاطر

اوسکی صورت کے سوا کچھ نہیں منظور نظر — [بت] پرستی میں کھلا دل پہ یہ عرفان کہ بس

نہیں لخت جگر سر مژگاں — ثمر نخل انتظار ہے یہ!

اشک اس جا ہے آہ گردوں پر — اس نشیب و فراز کو دیکھو

ورق ۴۹

حالت نہیں ہے آہ کی دل کے دماغ میں — جوں شمع آہ دود نہیں اس چراغ میں

انتظاری میں یہ دل چشم ہوا گوش ہوا — مژدہ آنے کا ترے سنتے ہی بیہوش ہوا

پوچھا نہ تو نے درد جدائی کو ایک یار — اے ماہرو [مہینے] ہیں کیا چند سال میں

پاس بیٹھا بلبل تصویر سا بے حال ہوں — اوسکو استغنا ہے اور حیرت سے میں بھی لال ہوں

ساقی سر خم مغبچۂ سیم بدن ہے — جوں جام [تن] بادہ کشاں جملہ دہن ہے
دل لوٹ گیا دیکھتے ہی پیر و جواں کا — ظالم ترے مکھڑے پہ یہ بے ساختہ پن ہے

اصل نسخہ میں "مہینہ" لیا ہے۔

روبروآئینہ روکے کیوں نہیں دلگیر ہوں   حیرت نظارہ سے جوں غنچۂ تصویر ہوں

پاٹ پاٹ دامن کا تختۂ گلستاں ہے   چشم خونفشاں نے [آج] کی ہے گلفشانی یہاں
ایک دم ہمیں جینا جوں حباب بھاری ہے   خضر ہی کو ارزانی عمر جاودانی یہاں

ایسی جان بخش ہوا موسم گل میں آئی   قصد پرواز میں ہیں بلبل تصویر کے پر

دل لیگیا تو سینے سے آنکو خبر نہیں   شاباش آفریں تجھے عیار کیوں نہ ہو

مر چلے [ضعف] ناتوانی سے   کام پیری سے نے جوانی سے

کیا ہی آنکھوں نے کیا مجھ پہ یہ احسان کہ بس   ایک شب ایسی دکھائی ہے نئی آن کہ بس

ہوجائے کچھ تو تشنگی دل مری فرو   ساقی اگر بھٹائے خم مے کے منفصل

شب تصوّر اوس رخ گلگوں کا باندھا تھا سحر   پردہ آنکھوں کا مری دامان گلچیں ہو گیا

اویسی

تخلص عزیزے است از دودمان واجب الاحترام میر غلام محی الدین [نام]۔ وے بزرگے بود از اولاد امجاد حضرت ذو لسانین غوث الثقلین قدس اللہ سرہ و بعضے گویند

لہ ہمکو ۱۰۱۔

کہ ایں بزرگ از پیر وردہاے بعضے از سادات قادریہ بود اما نجیب زادہ قریشی الاصل واللہ اعلم بحقیقۃ الحال مختصر مقال ایں مرد ظاہر و باطن بصلاح و فلاح آراستہ و پیراستہ داشت و بقدر کفا[یۃ] از علوم متعارفہ بہرہ اندوز بود - شعر فارسی بسیار بمتانۃ میگفت و گاہ گاہ ریختہ ہم از طبع نقادش سر میزد وعلی اختلاف الروایتین سہر[ندی] ی الاصل یا دہلوی المولد بود - در آخرہا [بضلعہ] بریلی رخت اقامت افگندہ [در] ہماں نوا[ح] برحمت حق پیوست بہر کیف نہ بیت از طبع زادش بہ تحریر در آمدہ منہ عفی عنہ

باغ میں گلعذار ہے[۱] فصل بہار ہو نہ ہو | میں ہوں غزل سرا کوئی بلبل زار ہو نہ ہو
کشتۂ عشق ہوں مجھے گور و کفن سے کام کیا | آتش دل ہے شعلہ زن شمع مزار ہو نہ ہو

ہے آہ سے اب میری ہر زخم جگر تازہ | رکھتی ہے گلستاں کو [جوں] باد سحر تازہ   ورق ۵۰
روونے سے مرے خوباں ہوتے ہیں نپٹ خنداں | اے دردترا ہمنے دیکھا یہ اثر تازہ

قطعہ

آیا جو مرا قاصد کل یار کے کوچے سے | بیتاب ہو[ئے] میں پوچھا کچھ کہہ تو خبر تازہ
تب اونے کہی مجسے وہ بات کہ سنتے ہی | خرمن میں پڑا دل کے یکبار شرر تازہ
یعنے کہ جلایا خط اوس شعلہ طبیعت نے | مضموں کی بفنی جسکے ہر ایک سطر تازہ
ہے رمز جو کچھ اس میں لیکن وہ کوئی سمجھے | جو داغ محبت سے رکھتا ہو جگر تازہ

یعنے کہ او[سی] سے جو ہو سوختہ سر تا پا
جب یار کے جلوہ سے ہو نور نظر تازہ

۱؎ ہو د۔ ۱۰
۹ ہوں

اوباش

تخلص شیخ امیرالزمان بجنوری است و ے مشق سخن از میاں غلام ہمدانی مصحفی نمودہ
با مزہ میگوید این چار بیت از وے است ؎

چمکے ہے چشم تر میں رخ اوس بے حجاب کا　　پانی میں جیسے عکس پڑے آفتاب کا

یار جیسے وہ سر جبیں نہ ہوا　　میری خواہش پر آسماں نہ پھرا
ہو گئے پیر انتظار میں ہم　　تو بھی اوباش وہ جواں نہ پھرا

دل و دیدہ اپنے جو یار تھے سو وہ درد و غم میں پھسا گئے
ہمیں جن سے چشم امید تھی وہ ہمیں سے آنکھ چرا گئے

ایمان

تخلص شیر محمد خاں حیدر آبادی است گویند کہ وے از عمدہ ہاے ممالک جنوبیہ
و مرد سلیم الطبع سیر مشق خوش اختلاط پسندیدہ صفات است بیست و سہ بیت از
زادہ ہاے طبعش بمعرض تحریر در آمد او راست ؎

شب ہجراں میں اشک گرم آنکھوں سے بہیں جس دم
ہر اک موے مژہ روشن برنگ شمع وا ژوں ہو

روا ہے کون سے مذہب میں کہہ [اے] چرخ نا منصف
دل پرویز خوش ہو خاطر فرہاد محزوں ہو

چار آنکھیں مجھ سے کچھ ہوتے ہی شرماتا ہے وہ
ہاتھ تک لگتے ہی میرا پاؤں پھیلاتا ہے وہ
ہاتھ میں چوٹی کا آنا تو بڑا جنجال ہے
نام زلفوں کا اگر لیتا ہوں بل کھاتا ہے وہ

واہ رے رفتار جوں موج گہر
دیکھ کر حیرت سے دریا تھم گئے

غنچگی ہوتی ہے گم جیسے کہ وضع گل میں
چھپ گیا رنگ تبسم گل خنداں کے تلے

گلابی لے کے لے ساقی شراب ارغوانی بھر
پیالا [لے] ہیں دم صبح آفتاب ارغوانی بھر
نیرا در پردہ [ہنسنا] بھی گل خنداں سے کیا کم ہے
اٹھی [پھولوں سے] دامان نقاب ارغوانی بھر
[مگر] ایک مژگاں جھٹک دوں تو جہاں گلزار ہو جاوے
مرے آگے نہ آنا دم سحاب ارغوانی بھر
غبار کربلا کر زندگی میں چشم کا سرمہ
یہی اپنی کفن میں بھی تراب ارغوانی بھر
ستاروں کی یہ چشمک ہے شب مہتاب میں ساقی
پیالہ ماہ کا لے آفتاب ارغوانی بھر

عجب ایماں ہیں شیرازہ بند اوراق گل یکجا
تو اپنی نظم سے اب یہ کتاب ارغوانی [بھر]

ورق ۱۵

جو داغ ہے دل کا سو برنگ پر طاؤس
ہو کیوں نہ خجل دیدۂ تنگ پر طاؤس
ہر نوک پہ آتا ہے نظر اک دل پر داغ
مژگاں ہیں ترے یا ہے خدنگ پر طاؤس
ٹک کاغذ آتش زدہ کو غور سے دیکھو
گلزار فنا میں [ہے] برنگ پر طاؤس
ہے مرہم [زنگار] کا دشمن دل پر داغ
یہاں شہپر طوطی سے ہے جنگ پر طاؤس
گلدوزی بنت کی وہ قبا بر میں ہے اوسکے
اڑ جائے جسے دیکھ کے رنگ پر طاؤس
نیرنگی گلشن کو میں ایماں جو دیکھا
آنکھوں سے گرا نقش فرنگ پر طاؤس

ا۔ بسکہ ۲۔ ہے تری

بحمداللہ کہ مجھ تک صبحدم پیک صبا پہنچا — نوید دولت دیدار کو لیتا ہوا پہنچا

در قصیدۂ نواب وزیر الممالک گوید ؎

اے ابر عنایات خدا آیۂ رحمت — سرسبز ہوا تجھسے گلستان وزارت
گلشن میں زمانے کے [کبھو] پیر فلک نے — دیکھا نہیں تجسا گل خندان وزارت
ایمان کی یہ حق میں دعا ہے ترے دئرات — اے موجب شادابی بستان وزارت

[طوبےٰ] کی طرح سایہ فگن سر پہ جہاں کے
تا حشر ہو یارب ترا دامان وزارت

[ایما]

تخلص مردے است از دودمان [مصطفوی] علیہ الصلوٰۃ والسلام میر حسین علی خان نا[م] وے نیز از ممالک جنوبیہ واز عمدہ زادہ [ہاے] آں دیار وسید والاتبار است کلامش خالی از کیفیت نیست بآئین شبیر محمد خاں ایمان وے نیز قصیدہ در مد[ح نواب وزیر] گفتہ ایں شش شعر ازاں کہ بمن رسیدہ برشتہ تحریر کشیدہ ؎

پھبتی ہے تجھے نام خدا شان وزارت — ہے ذات مقدس تری شایان وزارت
رونق ہے تری ذات سے بازار شہی کو — وابستہ ترے دم سے ہے سامان وزارت
چاکر کے ترے قیصر و فغفور ہیں [نوکر] — اسکندر و دارا ہیں غلامان وزارت
للکار سے لرزے ہے تری گنبد گردوں — لاریب ہے تو رستم دستان وزارت
روتے رہیں اعدا ترے گلزار جہاں میں — شبنم کی طرح اے گل خندان وزارت

صدقے سے سدا پنجتن پاک کے ایما
ہو چار جہت تابع فرمان وزارت

لطف ہے

حرف الموحدہ

در تحت ایں حرف ذکر سی و دو سخن گو کہ دو کس ازاں پروانہ تخلص میکنند و دو بزرگ بسمل و دو شخص را بہا در تخلص مختار گشتہ و دو مرد را بیتاب و دو کس را بیکس تخلص است مندرج گشتہ و اشعارے کہ در ایں حرف بالذات و الاستقلال بہ تحریر در آمدہ[۵] و یک شعر شاعر شان [جلی] المتخلص بہ ولی تقریباً و بالعرض اندراج یافتہ

باقر

تخلص برادر کہین میر فرزند علی موزون سامانوی است کہ میر باقر علی نام دارد وے مرد متواضع کشادہ پیشانی خوش خلق نیک زندگانی یار باش وارستہ معاش دوست نواز محبت طراز با نہایت غربت آراستہ و بغایت مسکنت پیراستہ است طبعش بہ مرثیہ و سلام گفتن پیشتر میل دارد گاہ گاہ غزل ہم میگوید شاگرد برادر مہین خود است ایں مطلع از وے است سلمہ [ربہ] ؎

جو ربتاں سے سینے ہیں کیا کیا خراش ہے
دل [ٹکڑے ٹکڑے] سب ہے جگر پاش پاش ہے

پاکباز

تخلص میر صلاح الدین معروف بہ لکھن میاں خلف الصدق سید شاہ کمال مرحوم است پدر والا قدرش از اجلہ سادات بخاری و کبار مشائخ عہد آسودہ عہد حضرت

---

[۵] دونوں نسخوں میں یہاں ایک سطر کیجگہ چھوٹی ہوئی ہے۔

فردوس آرامگاه انار اللہ [برہانہ] و مانند اسم [سامی] خود مرد صاحب کمال و شیفتۂ وجد و حال بود جنبش در سماع باصول ایقاعات و مقامات غناء [غیر] از سلسلہ ایشان کمتر بسماع رسیدہ جمے غفیر از اہالی و موالی شہر نسبت ارادۃ بوے داشتند و ایں کمین میان نیز مردے بود ستودہ اطوار نیکی کردار خلیق و خوشخو نیک خلق پاکیزہ رو [تیز ذہن] صاحب شعور ذکی الطبع دائم السرور شاہ مبارک آبرو را با وے سرخوش بود در سطے [ذکر] نام نامیش ایماے بداں رفتہ فتذکرہ مختصر کلام و بیا دیوانے بود مملو انواع سخن سہ ہزار بیت تخمیناً اما بنابر مرور دہور و مضی سنین شہور [اندراس] پذیرفتہ از صفحۂ روزگار خاک گردیدہ در ایں زمان بعضے اشعارش از پیران قدیم باستماع رسیدہ منجملہ آنہا شعرے کہ بخاطر ماندہ ثبت افتاد منہ عفی عنہ ؎

مجھے درد و الم رہتا ہے نت گھیرے میاں صاحب
خبر لیتے نہیں کیسے ہو تم میرے میاں صاحب

ببر علی

تخلص ببر علی شاہ است وے درویشے است کہ سیزدہم و بست و نہم ہر ما [ہ] مجلس سماع بخانہ خود منعقد می سازد و ہر گونہ مردم در آنجا فراہم می آرد و [نخود بریاں] بطریق تبرک بخش میکنند و بہ دلجوئی ہر کس میر [سد] اگرچہ مرید و شاگرد شاہ محمدی مائل است اما در طریق ریختہ [گوئی] بخواہشش [طبیعت خود مائل است] در ہیچ غزل تخلص موزوں نمی شود ہر چہ بر زبانش میرسد بیروں می جہد از اشعار بسیارش کہ بمن رسیدہ نہ شعر چیدہ برشتۂ تحریر کشیدہ اوراست ؎

خاک کے بیچ دیکھ تو کیا ہے ذرہ کو آفتاب سے [نسبت]

سمجھ [لے ہے خدا کا] نام بہتر　　نہیں ہے اور اس سے کام بہتر
اب اس دنیا کے تو آغاز پر دل　　نہ جا اس کا نہیں انجام بہتر

خاک کے بیچ دیکھ ذرے کو　　نور ہے اس کو آفتاب سے فیض

کس قدر ہے مزاج عالی واہ　　اللہ اللہ رے شوخ تیرا دماغ
سیر گلشن کی کر لے اب بلبل　　پھر کہاں آشیاں کہاں یہ باغ

شیخ کو کچھ خبر نہیں اب تک　　کفر و اسلام سے نہیں واقف

موجود ہے ہر آن وہ ہرگز نہیں جدا　　برتر ہے گرچہ وہم و گمان و قیاس سے

اس کمان ابرو نے کہ ہم تیر نگہ کے آگے　　بے دھڑک اپنے کر اس دل کو ہدف بیٹھ گئے

بخشی

تخلص حسین بخش اکبرآبادی است کہ از تجارۃ پارچہ اوقات بسر میکند این دو بیت از گفتہائے اوست ؎

تیرا در چھوڑ کر صاحب کہاں جاوینگے نہ جاوینگے　　اسی [دہلیز] کے بندے کہاوینگے کہاوینگے

کہوں ہوں جس سے ہیں اُن کو بلا لا وہ یہ کہتا ہے
تجھے بیہودہ مت دوڑا نہ آویں گے نہ آویں گے

برق

تخلص دو ریختہ گو معلوم گشتہ تحریر یکے ازاں ہر دو بہ تکملہ انسپ دیدہ و دیگرے را درینجا برشتہ تسطیر کشیدہ وے جوانے است رعنا ظریف الطبع [پختہ] کام میاں شاہ جی نام کہ استفادہ سخن دانی از میاں غلام ہمدانی مصحفی نمودہ مربوط معلوم میشود [ایں چار شعر از وے] است ؎

یوں لاکھ ہوں دنیا میں تو کچھ کام نہیں ہے — واللہ کہ تجھ بن مجھے آرام نہیں ہے
ہووے دل پژمردہ مرا کیوں کہ شگفتہ — ہیں[^1] باغ میں گل پر وہ گل اندام نہیں ہے
کیا دھوم سے اُمڈی ہے [گھٹا] ایسی ہوا[^2] میں — افسوس کہ ساقی [و می و جا] م نہیں ہے
[اے برق] دل اپنا نہ چلا یاد میں اوس کی — کچھ خوب تو اس کام کا انجام نہیں ہے

برشتہ

تخلص جوانے است سعادۃ النیام میاں شرف الدین نام وے مرد وارستہ[^3] شاگرد بھورے خاں آشفتہ جدید[^4] الشوق جدید المشق است ایں شعر او گفتہ و خوب گفتہ ؎

رشتہ توڑا برشتہ الفت کا — دیکھ اُونے شکستہ حال ہمیں

برکت

تخلص میر برکت علی خاں سلمہ الرحمن است وے جوانے است خوش طبع شیریں

---

[^1]: ہی ۱۰۱
[^2]: دا ہیں
[^3]: از شاگرد ۱۰۱
[^4]: جدید المشق جدید الشوق ۱۰۱

زبان [پا] کیزہ طبیعت عذب البیان خندہ رو کشادہ پیشانی شگفتہ جبین نیک زندگانی متخلق باخلاق حمیدہ متصف [بہ اوصاف] پسندیدہ سخن فہم نکتہ یاب زکی الطبع وراثت انتساب مالک طرز لطیف صاحب اشعار شریف شعرش بیشتر عاشقانہ [وکلامش] اکثر جوانانہ [بہرہ] وافی از علوم متعارفہ دارد تا مقدور ہمت بہ تعظیم [و] توقیر اہل علم و ہنر می گمارد مو[طن]ش خیر بنیاد خیرآباد و علاقہ روزگارش بہ شاہجہاں آباد صانہا اللہ عن الشر والفساد است در سرکارے یکے از سران فرنگ با فرہنگ کہ بہ نظامت حضرت دہلی بالفعل سرافراز است بعلاقہ منشی گری [بعز تما] م و امتیاز تام متعلق است و باہل شہر بخوبی ہرچہ تمامتر پیش می آئد و جوہر علم و سیادت خود [ظاہر می] نمائد بہرکیف [ہفدہ بیت] از زادہائے طبع او در اینجا ثبت افتادہ منہ سلمہ ربہ :ہے

ہر [گل تر] خم میں نکلے ہے اب انداز چمن سیر [کو] تو بھی نکل حسنانہ بر انداز چمن

شعر [یک] [...] جلسے کے [جب] آکے تم ہمارے ہوئے
جو مدعی [تھے] ہمارے [و] [...] تمہارے ہوئے

حریف [چھیڑے] ہے زلفوں کو اوسکی ہم دن رات
یہ [پیچ و تاب] اٹھاتے ہیں من کو مارے ہوئے

ہیں یو[نہی] جان دی اپنی تو بس لب سوفار
خموش رہ گئے اپنا سا منہ پسارے ہوئے

ہمارے آتے ہی مجلس میں اہل محفل سے
خدا ہی جانے کہ آنکھوں میں کیا اشارے ہوئے

بگڑ گئے تھے جو شب اضطراب سے دم صبح
یکایک آ گئے بالوں کی [تیں] سنوارے ہوئے

لپٹ کے روئے یہ بولے کہ دیکھیو ہاں[۱] جی
نہ تم ہمارے ہوئے اور نہ ہم تمہارے ہوئے

[۱] ہاں جی ۱۰۱ د

نہ بار دیتے تھے بزم طرب میں برکتؔ کو
پہ آج کل سے تو کچھ مہربان یار ہوے

دل بیتاب کسی طور سے ٹھہرائے کوئی
تجھے سمجھائے کوئی یا اوسے سمجھائے کوئی

غم اوٹھا تا مرے اس دل کا ٹھکانے لگ جائے
ایک ہی دم [کیلئے] پاس جو بٹھلائے کوئی

بام پر اپنے جو ہوتا ہے کبھو جلوہ نما
[بس] یہ دل چاہتا ہے آنکھیں سما جائے کوئی

گرم جوشی تری [لوگوں] کو خوش آتی ہی نہیں
[دل میں دھ] دھڑکا یہی رہتا ہے [بھڑکائے] کوئی

میرے او رائس کے کنایہ یہی رہتا ہے سدا
ہم تمہیں چاہتے ہیں کس لئے شرمائے [کوئی]

سن کے چاہت کو مری [یوں] وہ [کہے] ہے نادان
چاہ کہتے ہیں کسے یہ تجھے بتلائے کوئی

واں کے جانے سے مجھے منع کریں ہیں سب لوگ
کیا تماشا ہو جو اسوقت میں آ جائے کوئی

[پاکے] برکتؔ کی خبر آکے یہ [بولے] لب بام
میری دیوار کے نیچے کو مت آ [ئے] کوئی

[میں نے] اسواسطے دل اپنا لگایا تھا نہیں
[میں گھر والوں کی] اپنے تجھے سنوائے کوئی

پروانہ

تخلص دوکس بوضوح پیوستہ

اوّل

پروانہ اول

[علی] شاہ مراد آبادی کہ جوانے [است] قلندر مشرب وابستہ مزاج بینوایانہ [ایام] بسر می برد و از خوردن مسکرات مبالاتے ندارد گویند کہ بر سرائر ضمائر اطلاعے دارد العلیم عند اللہ تعالے شانہ شاگرد قیام الدین علی قائم است [ایں] دو بیت او گفتہ ۵

ورق ۵۴

آج ثابت نہ رہے دل نہ کوئی جان درست
اوسکی مژگاں نے کیئے پھر پہ و پیکان درست

---

۵ و ایں دو بیت از و است ا . ا .

ہمت حضرت قائم سے اگر ہو امداد
چند ایام ہیں کر [لیجیے] دیوان درست

پروانہ دوم

دوم

راجہ جسونت سنگھ پسر راجہ بینی بہادر گوئند وے مردیست خلیق نیکو شمائل کشادہ رو فرخندہ خصائل خوش گفتار نیک کردار در فارسی گوئی شاگرد سرب[۵۱] سنگھ دیوانہ است در فن ریختہ گوئی اول [تلمذ] بسخن سنج [بے نظیر] محمد تقی میر نمود و ازاں پس بمیر حسن مرحوم صاحب مثنوی [بدر] منیر استفادہ فرمود و در آخرہا از ہمہ وارستہ بمیاں غلام ہمدانی مصحفی توسل جستہ ایں ہیچ بیت از گلہائے اوست ؎

کہا [ہیچ] اگر جھٹ ترے گھائل کو غش آیا — گویا کہ دم نزع میں بسمل کو غش آیا
کیا کہیے ہمدم کہ اسے دیکھ کے ہم تو — ہر چند سنبھالے رہے پر [دل کو غش] آیا

دیکھتے ہی اسکو چہرے پر بحالی آگئی — زعفرانی رنگ ہو تھا اس پہ لالی آگئی

نسیم آہ نے شاید کسی کی کی تاثیر — شگفتگی سے وترا غنچہ دہاں بکھرا

[ایک دن دیکھا نہ تو عاشق کی غم خواری کرے]
بیوفا [تجھے کوئی کب تک] وفاداری [کرے]

بسمل

تخلص دوکس از اہل سخن بمن رسیدہ

---

[۵۱] سرب ،

اوّل

مولوی محمدی صاحب بلقب بہ میاں [صاحب] عفی [اللہ] عنہ [حضرت ایشاں حبرے] بودند محقق و فحلے بودند مدقق از علوم عربیہ بہرۂ وافی داشتند و از فنون شرعیہ [نصیبہ] کافی در منقولات بسیار متبحر و از معقولات ہم بقدر ضرور بہرہ درہمیشہ درس شرح وقایہ و ہدایہ و مشکوٰۃ شریف و صحیح [بخاری] وغیرہ صحا[ح می] دادند و شروح سلم العلوم و زاہدین از جناب افادۃ انتساب شاں طلبہ متعددہ استفادہ میکردند و از یاران خاص حضرت قدوۃ السالکین مولانا محمد فخر الدین قدس سرہ العزیز [اند] و ہمگی بزرگان ذوی الاحترام از باشندگان مدرسۂ آں زبدۂ اولیاء الکرام نسبت تلمذ بآں استاد کل دارند و خاکپاے طلاب جہاں اعنی قاسم ہیچمداں مختصر وقایہ الروایہ و مختصر معانی و مطول و شرح عقائد نسفی کہ منسوب بہ سعد الملتہ و الدین تفتازانی است رحمتہ اللہ علیہ از خدمت سراپا برکت ایشاں گزرانیدہ و چند کتاب مستطاب چوں ترجمہ مشارق الانوار و [حبل المتین] کہ متنے است لیس[1] متین در اخبار حضرت سید المرسلین علیہ و الہٖ عن الصلوات [اکملہا] و من [التحیات] [افضلہا] و در وے احادیث [مستمسکہ] حنفیہ رضوان اللہ علیہم اجمعین سمت تالیف یافتہ و معارج التصریف در علم صرف کہ در وے جداو[ل] ابواب اقسام سبعہ بر[وش جداولے] کہ علامہ شیرازی علیہ الرحمہ و الغفران در شرح شمسیہ و شرح مطالع [بر] اسے قضایاے مختلطہ ثبت فرمودہ ارتسام پذیرفتہ و الحق کہ ایں کتاب باروح و راح بدرجہ اعلیٰ برتر از مراح الارواح است کہ در وے مطالب شافیہ [شیخ ابن حاجب] مرحوم [بے اغلاق لفظ و معنی] بوجہ کافی [و] شافی مندرج گشتہ و بیروں ازیں رسائل چند جہت تعلیم میا[ں] الٰہی بخش سلمہ اللہ تعالےٰ کہ با وے سرخوش [داشتند] تالیف و تصنیف فرمودہ اند موصی الیہ اگرچہ در ابتدا اسے پروا[ئی ہا کرد] اما در آ[خرہا بحکم] ہے

کشتے کہ عشق دارد نگذاردت بدیں سال]

---

[1] عنہم ۱۰۱۔ [2] بسیار ۱۰۱۔

ترک سودا کردہ بخدمت سراپا رحمت ایشاں پیوست و بہ یمن صحبت با برکت و انفاس متبرکۂ بزرگان خاصہ [جناب] ایشاں [بہرہ از] علوم متعارفہ اندوختہ بر اقران و امثال خویش تفوق جست مختصر کلام شعر و شاعری کہیں مرتبہ ایں مہین پور مادر روزگار است گاہ گاہ[1] طبع وقاد ایشاں میل شعر فارسی و ریختہ میکرد رفتہ رفتہ دیوان فارسی و ریختہ کہ ہر دو از اقسام شعر پر و مالا مال است صورۃ اجتماع یافت و مثنوی چند خورد خورد بزبان ریختہ [در] بیان مسائل علوم شرعیہ ہم یادگار جناب ایں [والا] تیار بود اما افسوس ہزار افسوس کہ فرزندان آں عالی قدر قدر ایں دولت عظمی نشناختہ از میراث حقیقی پدر والا قدر محروم ماندہ [مجلد] چندرا میراث پنداشتہ برباد دادند بہرکیف ہفت عدد از درہاے آبدار آں دریاے بے کراں علم و فضل بطریق تبرک و تیمن سمت ارقا[م پذیرفتہ لجنابہ] نور اللہ مرقدہ[3]

تری گالیاں میں بہت کھا چکا ۔۔۔ مزا عشق کا خوب ہیں پا چکا
ذرا اب تو کھل کر مل اے مہرباں ۔۔۔ بہت مدتوں تک تو شر[ما] چکا
پھر اب پاؤنکو [کیوں لگائی] حنا ۔۔۔ قیامت تو سر پر مرے لا چکا
ہوا سبز اب تک نہ تخم [امید] ۔۔۔ بہت مینہ آنسو کے [برسا] چکا
عبث [کہنے کا فائدہ] کچھ نہیں ۔۔۔ یہ دل ہاتھ سے بسمل اب جا چکا

ہوتے ہی [وہ سلسلہ] مو بمو ۔۔۔ ٹہر گیا جوں شانہ مرا [مو بمو]

اس لب کی صدا یاد میں پہنچے ہیں مژہ تک ۔۔۔ [illegible] یہ تسبیح عقیق جگری ہے

دوم

مرزا ہجو بیگ وے جوانے بود ہندوستان نژاد از تلامذہ سرآمد شعراے فصاحت

---

[1] اصل نسخہ میں "گاہ گاہ" کے بعد "کہ" ہے جسکو ا ۔ د میں قلمزد کردیا گیا ہے [2] اند ا ۔ د [3] ایں جناب والا ا ۔ د

آغا مرزا محمد رفیع سودا سپاہی پیشہ [بہ] اندیشہ نیک ذات حمیدہ صفات سخنش مطبوع و دلچسپ و کلامش مرغوب والفت انگیز است چہار بیت از وے کہ بمن دست داد در اینجا ثبت افتاد او راست ؎

نہوتا گر کسو سے آشنا] دل ۔ تو کیا آرام سے رہتا مرا دل
اسے ہر وقت خوباں کیوں نہ چاہیں رکھے ہے آرسی کی سی صفا دل
خدا جانے ہوا کیا اسکو بسمل ابھی تو تھا بھلا چنگا مرا دل

اکثرے این غزل را بہ عبدالحی تاباں نسبت کنند واللہ اعلم بحقیقت الحالؔ ؎
طرز سخن کو میرے کہتا ہے سن وفا سے آتی ہے بوے الفت بسمل ترے سخن سے

بشیر

تخلص میر بشارۃ [علی] شاہجہان آبادی است کہ از چندے بہ بلدۂ لکھنؤ سکونت داشت [ت تقدیر قدیر] تعالے شانہ و [یرا بمرشد آباد] انداخت در اثناء مراجعت بو [طن مالوف بہ ہیضہ] راہی ملک بقا گشت خدایش مغفرۃ کناد کہ جوان نیک نہاد [شرافت بنیاد] بود نسبت تلمذ بہ میر نظام الدین ممنون داشت این دو [بیت] از وے است ؎

دل بیتاب پہ ہم ہاتھ دھرے بیٹھے ہیں دیکھتے ہیں تجھے حسرۃ سے پرے بیٹھے ہیں!

شاید دل بیتاب کو تسکین ہو اپنے کھچوا کے رکھوں سینے پہ تصویر کسو کی

لہ ا۔ا۔ میں عبارت ہذا شعر 'طرز سخن کو میرے' الخ کے بعد درج ہے'

بقا

[تخلص] محمد بقاء اللہ فرزند ارجمند حافظ لطف اللہ خوش نویس اکبر آبادی است شعر فارسی بہ اصلاح مرزا محمد فاخر مکین رسانیدہ و اشعار ریختہ از نظر استاد اکثرے از سخن سنجان عالم شیخ ظہور الدین حاتم گزرانیدہ بہرؔ دو زبان اگرچہ گرم گفتار است اما میلش بریختہ گوئی بسیار است رخش شوخ طبعی و ظریف نہادی می پوئد ہجو ہرکس بے مہابا (کذا) بیادرۂ می جوئد با سر آمد شعراے فصاحت آما مرزا محمد رفیع سودا و سخن سنج بے نظیر محمد تقی میر طرف شدہ [تخطیہ نمودہ] ہجو ایشاں پرداختہ سزاے کردار ناہنجار [ایں] عزیزان بوالہجی درکنار] نہادہ زبان زد خاص و عام ساختہ کہ مرزا ہجو ہرکس بے ہیچ خیلے دلیر بودہ و از دست میر با ایں ہمہ قابلیت عناں جوہر [قابل ستا] سی [کبرو] خود سریش در ربودہ قصہ مختصر محمد بقاء اللہ اگرچہ گرد مضامین قدما میگردد اما بغایت درست فکر خوشگو شیریں گفتار معانی جو است پنجاہ و یک بیت از نتائج فکر درسنش مرقوم کلک لالی [سلک] گشتہ او راست ؎

ان آنکھوں کانت گریہ دستور تھا | دو آبہ جہاں میں یہ مشہور تھا

لاؤں جو شکوہ شب ہجراں سخن کے [بیچ] | جوں شمع پھر زباں نہ سماوے دہن کے بیچ
اب جنوں بین قدم سے ترے اک آن کے بیچ | [پڑگئی لاگ] مرے دست و گریبان کے بیچ

کھب گئی چشم میں جب سے کمر یار کی طرح | رگ گل دل میں کھٹکتی ہے مرے خار کی طرح
تو وہ یوسف ہے کہ کثرت خریداروں کی | آمد و رفت ترے گھر میں ہے بازار کی طرح

---

۵۲ ؎ اگرچہ بہر دو زبان ۱-۲-۱

گردوں پہ گیا دورہ میں اوس لب کے [مسیحا] یعنی کہ اب اوس کا نہ رہا کام زمیں پر

مجھکو تو بہر سخن اب خامہ وار [سارے] بدن میں یہ زباں ہے عزیز

آئینہ دیکھہ کے کہتا ہے کہ اللہ رے میں اس پریزاد پہ ہیں غش ہوں بقا واہ رے ہیں

سیلاب سے آنکھوں کے رہتے ہیں [خرابے] میں ٹکڑے جو مرے دل کے بستے ہیں دو آبے میں

ساقی [کو] دو نوید بہار آئی باغ میں سودے نے پھر کیا ہے خلل ساد ماغ میں

مجھ سے کبتک اس دل صد چاک کا [پیوند] ہو اب یہ [دیوانہ الٰہی] خاک کا پیوند ہو

نہ دے زر [خم] دل نازک پہ حکم بخیہ مژگاں کو کرے کب سوزن عیسیٰ رفو [گل کے] گریباں کو
نہووے علق [تر] بیمار کا تیرے دم آخر چواوے خضر بھی گر مونہہ میں اسکے آب حیواں کو

پیوند ہوا رخ سے ایسا خط جانانہ بقا باغ چمن گویا یہ سبزۂ بیگانہ
اوس زلف میں ہر لحظہ چھیڑ اس دل [غمگین] کو کرتا [ہے حنا] بندی انگشت میں [اب شانہ]
دیوے جو بقا [بوسہ] وہ شوخ دم آخر تو آب بقا سے ہو پر عمر کا پیمانہ

رشک گلشن ہے ترے عکس سے یار آئینہ تو یہ سمجھے ہے کہ ہے باغ و بہار آئینہ
حیرت حسن نے اس شوخ کے مارا ہے جسے اوسکا لازم ہے کریں [لوح مزار آئینہ]
تجھکو کرتا ہے ترا عکس دکھا کر بے تاب اپنو پردے ہی میں کھیلے ہے شکار آئینہ

ملہ پاسے ۱۰۱.

یہ گل اندام جو صرفے سے ٹک اک ناز کریں　　کام لیں زلف سے کاکل کو پس انداز کریں

قسم معصوم دشت کربلا کی یہ وہ دورا ہے　　بقا [کرمانگیئے] پانی تو گذرے [تیر] گردن سے

کیا کریں سینہ جو ناصح سے چھپاتے نہ پھریں　　داغ سے داغ ہیں کچھ اپنے گریباں کے تلے

جلوہ ٹک باغ میں قمری جو وہ شمشاد کرے　　مول لے کر ترے اس سرو کو آزاد کرے

عشق میں بوٹے کبریائی ہے　　عاشقی جس نے کی خدائی کی
ہمسری مت صبا سے کرا سے [آہ]　　تو نے بھی کچھ گرہ کشائی [کی]

ہوتا ہے شیشۂ دل چور اسکی گفتگو سے　　یارب یہ پند ناصح [یا سنگ محتسب ہے]

دل سے وہ لگا [ہ] پیسہ[۲] گزری　　پر شکر [کہ][۳] جی کی خیر گزری

دل سے [نکلے کہیں] پابوسی قاتل کی ہوس　　کاش وہ خوں کو مرے رنگ حنا [ہی جانے]

[پوچھ] اس دل سے [جو ہے] کاٹ تری ابرو کا　　جوہر برش شمشیر سپاہی جانے

آہیں افلاک میں مل جاتی ہیں　　محنتیں خاک میں مل جاتی ہیں

---

[۱] دونوں نسخوں میں اسی طرح ہے۔ لیکن میں خیال کرتا ہوں کہ یہ مطلع ہے ؎ عشق میں بوٹے کبریائی کی
[۲] تیر ۱۰۱　　[۳] اصل نسخہ میں "کے" +

یاد میں تڑپھے ہے [یہ کس] ابروے خمدار کی آج کچھہ ناخن ہدل ہے آہ اس [بیمار] کی

گریہ سے بعد مرگ یہ طوفان آب ہے گنبد مرے مزار کا مثل حباب ہے

رُخ اوس کا صفائی ترے تلوے کی نہ پاوے خورشید ہزار اپنے تئیں چرخ چڑھاوے

ماہ نو انجم کے عقدے کسطرح سے واکرے ہوں جہاں لاکھوں گرہ واں ایک ناخن کیا کرے

اس [کف] میں دیکھ ساغر نازک شراب کا دریا میں سرنگوں ہے پیالہ حباب کا

عشق نے منصب لکھی جسدن مری تقدیر میں داغ کی نقدی ملی صحرا ملا جاگیر میں

قطعہ

شب فرقت میں یار کی ہر چند در پے نالہ و فغاں ہیں ہم
نالۂ بے اثر یہ کہتا ہے مرغ گم کردہ آشیاں ہیں ہم

دیگر

گو تنک کیا بقتا کو خوباں تم منہ سے بات مت نکالو
پنہاں ہی بھلا ہے راز عاشق [حبا] نے دو[اب]اسپہ خاک ڈالو

دیگر

در ہجو محمد تقی میر

میر نے تو ترا مضمون دو آیے کا لیا پر بقا تو یہ دعا دے جو دعا دیتی ہو

یا خدا میر کی آنکھوں [کو دوآبہ] کر دے
[اور] بینی یہ بہا اوسکے کہ تر بینی ہو

دیگر

میر صاحب پھر اس سے کیا [بہتر]
اسمیں ہووے جو نام شاعر کا
لے کے دیوان پکارتے پھریے
ہر گلی کوچے کام شاعر کا

دیگر

در ہجو [میر و مرزا] باہم گفتہ

ورق ۵۸

مرزا و میر [دونوں باہم تھے] نیم ملا
فن سخن میں یعنی ہر ایک تھا ادھورا
اس واسطے بقا اب ہجووں کی ریسماں سے
دونوں کو باندہ باہم میں نے کیا ہے پورا

مثنوی در ہجو میر خوب گفتہ چوں تحریرش بتمامہا[1] بطول می کشید بر تسطیر یک بیت الکتفا ورد آمد[2]، زبانی میر میگوید ؎

واہ واہ [کیتکے] تم زور ہو
پھر ادھر آوے سو کاندو چو رہو

رباعی

آوارۂ وادی [طلب] کو افلاک
ہر گاہ کریں جور و تعدی سے ہلاک
[پیوند] زمیں کرکے بھی آرام نہ دیں
پھر شیشۂ ساعت میں بھریں اوسکی خاک

دیگر

آتا ہے [یہ] دلمیں عشقبازی کیجے
اس دل کو کسی بت [کا] نمازی کیجے
چشم اسکی بقا رام نہووے تو نہ ہو
اپنے سے غرض زمانہ سازی کیجے

---

[1] بجملہ بہ تطول کشید، [2] در زید ۱.۱.

پنچھا

تخلص [شخصے است کہ در عہد آسودہ] مہد حضرت فردوس آرامگاہ طا[ب] اللہ ثراہ بحضرت دہلی بشاعری نام بر آوردہ بود گاہے پنچھی تخلص میکرد گاہے پنچھا بعضے گویند کہ مرد [ہندو] نژاد خوش نہاد مطیع الاسلام پاکیزہ اعتقاد بود و بعضے بر آنند کہ مسلمان بود ولے [مخنث] وضع [بے بہبود مانا بہ] شکل ہنود والغیب عند اللہ تعالے شانہ بہر کیف شعرش باکیفیت است و بسیار با[مز]ہ و خوب میگویند این سہ بیت از وے است

ﮯ زلف کو کہنا پریشاں عقل کی [د] وری ہے یہ
ہر گرہ میں اسکی دل ہے گانٹھ کی پوری ہے یہ

نسب[ت کردن] این شعر بہ گنا بیگم یا شاعرے دیگر از دوری عقل وقلت تفحص است این ہیچمدان سر[اپا نقصان] در بیاضے قدیم [محررہ سنون] سابقہ از [تولد گنا بیگم] مطالعہ فرمودہ و برائے العین مشاہدہ نمودہ ﮯ

[ہر چند کہا] دل کو اونے نہ [کہا] مانا   پھر دیکھا تو بیجا ہے دیوانے کا سمجھانا

چمن میں نکتہ کہا جب صبا نے تجھ لب کا   دہن [جو] گل کا کھلا پھر موندا نہیں تب کا

بہجت

[تخلص] طالب علمے [است شیریں] کلام عبد المجید نام وے از خدمت سراپا برکت [حبرا] صاحب دل مولوی محمدی لیسمل عفی اللہ عنہ استفادہ علوم رسمیہ می کرد

و در ایام سالف بہ تعلیم فرزند ارجمند سلالہ دودمان مصطفوی خلاصہ خاندان مرتضوی سید نظام الدین احمد قادری مدظلہ وسلمہ ربہ متعین [بود] مرد شگفتہ پیشانی خوش اختلاط است اما گونہ از غلط اسٹو در سر دارد و خیال خام ہمہ دانی بکاخ دماغش جا گرفتہ گویند کہ در عنفوان شباب شعر میگفتم [والد ماجدم بجد] بسیار و[کدبیشمار مانع آمدہ] ترکش گرفتم این پنج شعر حسب اظہارش کہ گفتہ خود میگوید ثبت افتادہ منہ سلمہ ربہ ؎

خورشید ہے شرمندہ ترے موںہہ سے قمر بھی — ہے [مشک] تری بوسے خجل سنبل تر بھی
[تنہا] نہ دہن نقطۂ موہوم ہے تیرا — جوں خط خیالی ہے [میاں تیری کمر بھی]
[اس] آب وہوا سے نہ کھلی [میری] طبیعت — ضائع ہوا سب گریۂ شب آہ سحر بھی
کھولا ہے گل اندام نے اب بند قبا کو — اے باد صبا بلبل [بیدل] پہ گذر بھی
بہجت نہ جفا کھینچ تو سن مصرع سودا — آئی ہے [سحر ہونے کو اب تو کہیں مر بھی]

بھید

بہ ہاے خفی کہ [بہندی بمعنی] راز است تخلص [میر میراں] مخاطب بہ سید نوازش خاں خلف الصدق سید مرتضی خاں سفیر [والی] ایران برادر نواب [معتمد خان] مرحوم است خوش میگوید و این دو بیت از وے است ؎

آہ گر باغ سے وہ سرو خراماں گزرے — [اشک قمری سے] گلستان میں طوفاں گزرے
بسکہ ہے آتش غم تیری مرے سینے میں — ناوک ناز ترا دل سے بھی سوزاں گزرے

بہادر

تخلص د [وکس میدانم]

ل۵۱ 'سودا' و۰و ۵۲ 'وکوشش مانع آمدہ' نسخۂ اصل ' ۵۳ مو و۰ا '

بہادر (۱)

اوّل

بہادر سنگھ نام کائستھ از باشندگان حضرت دہلی کہ بالفعل [بہ قصبہ بریلی] رحل اقامت افگندہ ہمانجا توطن گزیدہ نسبت شاگردی باستاد اکثرے از سخن [سنجان] عالم شیخ ظہور الدین حاتم وارد و ایں دو بیت از وے است ؎

ورق ۵۹

[ملا دلا نظر آتا] ہے کچھ گل رخسار — رہا ہے [کس کے] گلے کا تو ہار ساری رات

ایدھر تو مسکی ہے چولی اودھر کھلے ہیں بند — نہ جانے کس نے یہ لوٹی بہار ساری رات

بہادر (۲)

دوم

راجہ رام پنڈت برادر راجہ دیا رام[1] وے مردے [عیاش] و اراست معاش خوش طبع نیک اختلاط کشادہ جبین پاکیزہ ارتباط شنیدہ [می] شود ریختی را بزبان نسواں ہم می گوید بہر [کیف] ایں [چار] بیت از وے است ؎

یاد میں تیری یہاں تلک [رویا] — ہوگئی خشک چشم نم کی تری

وا دریغا ہزار واویلا — حال سے میرے ایسی بےخبری

ایں دو شعر از [ر] یختی ہائے وے است ؎

جن دنوں [تمنے] محبت کا دیا تھا پیغام — مجکو معلوم جو ہوتا یہ ستانا صاحب

[تو تو میں] بخت جلی [آتی نہ تم پاس] کبھو — خیر اللہ کو [بھایا] یہی دکھانا صاحب

بہار

تخلص لالہ ٹیک چند است وے با وصفیکہ ہندو نژاد بود آں چناں بر مصطلحات

---

[1] دیا رام پنڈت ا . ۱ .

ایرانیاں و [موارد استعمال الفاظ] فارسی اطلاع داشت [کہ] کم کسے را خاصہ از ہندیاں دست دادہ باشد چنانچہ از کتاب مستطاب [بہار عجم] کہ تصنیف آں جوہر قابل است والحق کہ کتابے است بس بلند مرتبہ [بر اہل انصاف] ہویداست و [از آنکہ] بدستش آفتے رسیدہ بود خان آرزو ویرا برستم بدست خطاب میفرمود و بہرکیف [ا]^ـ ز قوم ستارہ بود وستارہ قبیلہ ایست از قبائل کھتریاں و از اینجاست کہ [بعضے] از قلت تفحص ویرا زرگر پسر دانند کہ ستارہ بلغتہ ہندی زرگر [است] [و بر تقدیر] صدق [ایں مقال] عجیب [چیست] کہ عنایت [الٰہی] وابستہ [حسب ونسب] نیست [ذٰلک فضل اللّٰہ یوتیہ من یشاء در اشعار] فارسی بخان [آرزو] استشارہ می نمود وگاہ گاہ ریختہ ہم موزوں [میکرد] ایں مطلع از وے است ؎

وہی ایک ریسماں ہے جس کو ہم تم تار کہتے ہیں
[کہیں] تسبیح کا رشتہ کہیں زنار کہتے ہیں مطلع

بیدل

تخلص مرزا عبدالقادر مغفور مبرور است وے بزرگے بود تورانی الاصل بخارائی المو[لد کہ در] صغر سن بخاک پاک ہندوستان حفظہ اللّٰہ تعالےٰ عن نوائب آخر الزمان افتادہ شعر فارسی بمتانت واستواری و نزاکت و پختہ کاری میگوئد [قادر] ہر گونہ سخن است اگرچہ برخے از [زباندانان] ایران زمیں وشطرے از ہندی نژادان معانی آفرین پاے انصاف از دائرہ] منصفی بیروں کشیدہ [در پوستینش] می افتند اگر شاعران ایران [را] کسے گوید کہ پنج[۲] بیت غزل بلکہ چار [مصرع] رباعی بزبان اردوے معلی

---

[۱] از قوم او ستارہ بود ۱۰۱   [۲] ستارہ ۱۰۱

بگوئید با وصف عمر بسر بردن در ہندوستان جنت نشان [درست] سرانجام نتوانستند نواد [تا بندوین] دواوین متعدده [ضخیمہ] ازاں قادر سخن باں [پختگی و] متانت بزبان ایشاں انصرام یافتہ [چہ رسد] زہے انصاف و ثمنی برمروے کہ از وے قریب صد ہزار بیت رباعی و غزل و مخمس و مثنوی و غیرہا انواع سخن [بسنجیدگی] تمام بر صفحہ روزگار یاد [گار] است بخطاے [محاورہ] کہ جاے چند اتفاق افتاد خوردہ گیر [ند مختصر کلام] از دواوین وے یکے دوازدہ ہزاری خطاب دارد و دیگرے [ہفت] ہزاری [و دیگرے] پنج ہزاری و] علی ہذا القیاس و چند دیوان رباعیات مردف دارد گویند [کہ] در [ہجو ریش زاہداں] مراثی چند [صد] رباعی گفتہ و بیروں ازیں ہمہ [در بحور دراز] دیوانے بزرگ از وے بند [وین] رسیدہ [و صحائف] دیگر چوں چار عنصر و رقعات بیدل وغیرہا در نثر برشتہ تحریر کشیدہ القصہ شاعری [دول مرا] تبہ [بیدل است کہ] صاحب دل بود [کہ] نہادہ بہ نہائت وارستگی و بے پروا [ائی] ایام بسر می برد و خلقے کثیر از انفاس شریفہ اش بہرہ وافی [می] اندوخت کہ پشت بدنیا و عقبی [رو] برسول و خدا نشستہ بود در ابتداے حال بسلک سپاہیان عمدہ معاش و ملازمان امارۃ تلاش شاہزادہ [معظم محمد] اعظم شاہ بہادر طاب ثراہ منسلک بود

حکائت

بعد ترک و تجرید روزے بحسب اتفاق در اثناء راہ بنواب معلے القاب [قطب] الملک امیر الامرا سید حسین علیخاں بہادر کہ با ایشاں تعارف قدیمی داشت [ور] خورد نواب معز [الیہ] بنابر تغیر وضع کہ قلندرانہ ریش و بروت و ابرو تراشیدہ میداشت و جاے دستار کاہے پرکالہ سوسی بر سر می بست نشناخت و مرزا ہم بسبب وارستگی [بہ] سلام علیک سبقت نہ جست پس ازانکہ [بنواب] مغفور بودن مرزاے میرور ثبوت پیوست بزرگی را کار بستہ بکلبہ اش تشریف ارزانی داشتہ و گاہ [بواجبی] بنیاد نہادہ آخر کار در پالکی خود جا دادہ بدولت سراے خود آوردہ دو سہ روز صحبت [مستوفی] داشتہ در حین رخصت موازی سہ لک روپیہ را نقد و جنس [تو] اضع نمود مرزا بلحاظ اخلاق

لہ اسا [illegible] نسخہ میں ''بہادر'' ہے۔

کریمانہ [نواب بالفعل] قبول کرد [؎] اما بہ پاس آبروے فقر بحقیقت ردساخت و دانشمندانہ [گفت] کہ کلبۂ فقیر را گنجائش ایں ہمہ نعمت کجا و [از جناب] نواب کدام کس امانت دار تر کہ بوے سپارم و بیروں ازانکہ مردم [فقیر انگاشتہ ما یحتاج] البہ میرسانند خوردہ زری کہ از میراث پدر بمن رسیدہ بہ تحویل فلاں مالک با خود دارم ایں ہمہ بہ دولت خانہ امانت باشد اگر خواستہ خداست عندالحاجت گرفتہ بخرج ضرور خود خواہم آورد۔

دیگر

امیرے از امیران توران کہ بہ بے باکی و [سفا] کی مشہور بود و بہ بد خوئی و ستیزہ روئی معروف رو [زدے] احتسابانہ بمرزا گفت کہ شما ریش می تراشید مرزا جواب داد کہ بلے ریش خود می تراشم [دل کسے نمی خراشم]

مختصر کلام مرزا مرد خوب و از مغتنمات زمانہ بود گاہے [ریختہ ہم] از طبع وقادش ریختہ ایں دو بیت از نتائج فکر صائب اوست ؎

مت پوچھ دل کی باتیں اب دل کہاں ہے ہم ہیں
او س تخم بے نشاں کا حاصل کہاں ہے ہم ہیں
بیدل کے آستاں پر جب عشق آ [پکارا]
پردے سے [یار بولا] بیدل کہاں ہے ہم ہیں

بیدار

تخلص شاہ محمد [ی] مرحوم است وے از سادات مستقر الخلافہ اکبرآباد بود اگرچہ بہر دو زبان سخن میگفت اما بیشتر میل بریختہ گوئی [داشت] در فارسی نسبت [تلمذ] بمردے

؎ یہاں کچھ عبارت رہ گئی ہے۔ جو نسخہ ا۔ ۱۰ ۹ میں بھی موجود نہیں۔

[ایران] زا خوبی التیام مرتضی قلیخان نام المتصف بخلت [وفاق] المتخلص به [فرا] ق دارد و اشعار ریختہ از نظر تربیت اثر [مضمار سخن سازی را] یکہ تاز مرد خواجہ میرد رد گذرانیدہ و باصلاح استاد آکثرے از سخن پردازان عالم شیخ ظہور الدین حاتم ہم رسیدہ و نسبت ارادہ بشاہ عبدالستار مرحوم کہ یکے از برگزیدگان حضرت ستار العیوب علام الغیوب بود جل جلالہ وعم نوالہ داشت، در آخرہا استکساب قواعد سعادۃ و نیکوئی و استحصال قوانین عبادۃ و خدا جوئی از جناب کرامت انتساب زبدۃ الواصلین مولائی ومولاء جمیع المومنین مولانا محمد فخر الدین قدس سرہ [نمودہ] مثال خلافت حاصل فرمودہ مختصر کلام مردے بود ظاہرش بلباس فقراو درویشاں آراستہ و باطنش بصلاح و تقوی پیراستہ خوشگو شیریں گفتار پاکیزہ خو فرشتہ کردار مدتے در سرائے عرباں رخت اقامت افگندہ بوطن اصلی مراجعت نمودہ خلقے را ہدایت راہ مولے فرمودہ از ہمانجا برحمت حق در پیوست غفر اللہ لہ و لسائر المومنین شعرش بسیار باکیفیت وپختگی و بہ نہائت حلاوۃ و دلبستگی است بندش الفاظ واستخوان بندی آں بدرجہ اعلے دارد و با ایں ہمہ نزاکت معانی بوجدان نازک خیالان خیلے می سازد بر قاسم ہیچمدان سراپا نقصان لطف و عنائت از ہرچہ تمامتر مبذول میفرمود از فرمودہائے آں عالی فطرت ہشتاد و دو بیت در اینجا ثبت افتاد منہ عفی عنہ

ے ہم خاک بھی ہوگئے پر اب تک | جی سے نہ ترے غبار نکلا

[صبح] ہوتے ہی ہوا جدا وہ مہرو | [روز گویا مرا ہے [حق] ہیں شب دیجور رہوا

اُونے یاں تک کبھو گزر نہ کیا | تونے اے آہ کچھ اثر نہ کیا
رات تو ہو چکی پہ تونے دل | قصۂ زلف مختصر نہ کیا

جلوہ دکھا کے گزرا وہ نور دیدہ کہاں کا | تاریک کر گیا گھر حسرت [کشیدہ] گاں کا

ترے [رخسا] رو قد و چشم کے ہیں عاشق زار — گل جدا، سرو جدا، نرگس بیمار جدا

صبح کو بے نور تجھ بن ہر چراغ لالہ تھا — جامۂ بانگ گل چمن لبریز آہ و نالہ تھا
مل گئی تھی اس میں کل کسکے دل سوزاں کی خاک — گرد باد دشت فرسا شعلۂ جوالہ تھا
لعل پر منسوب جیسے ہو گہر اس لطف سے — اس لب رنگیں پہ جوش حسن سے تبخالہ تھا

مرے قدم سے ہے سرسبز بوستان جنوں — ہر ایک آبلہ گل ہے برہنہ پائی کا

چمن میں ایسی ہی نغمہ سرائی کی کہ بلبل کو — سر آرائے گلشن نے دیا منصب ہزاری [کا]

چاہتا ہوں میں تمہیں اسپہ جو چاہو سو کرو — ہوں مقر آپ میں اس اپنی گنہ گاری کا

حیف اے نور نظر تجھکو نہ آئی غیرت — اشک آ [تیری جگہ] دیدۂ گریاں میں رہا

کیا کیا بیداد تو نے ہے غضب — ایسے ظالم کے مقا[بل] ہو گیا

اس گل کا چمن میں کل مذکور سخن آیا — غنچے کا ہوا دل خوں پستی پہ سخن[۱] آیا

آئینے کو تو مونہہ دکھاتے ہو — کیا ہوا ہم نے بھی اگر دیکھا

آہ، قاصد تو اب تلک نہ پھرا — دل دھڑکتا ہے کیا ہوا ہوگا

---

[۱] سخن ۱۰۱۔

قبول تھا کہ فلک مجھ پہ سو جفا کرتا　　پر ایک یہ نہ کہ تجھ سے مجھے جدا کرتا

فصل گل ہو چکی ایام جنو[ں کے گزر] رہے　　چھوڑتا اب بھی نہیں دست گریباں میرا

بہار آئی تڑانے پھر لگے زنجیر دیوانے　　ہوا شور جنوں [برپا] اہا ہا ہا، اہا ہا ہا

عمر عدوں ہی میں گنوایئے گا　　آیئے گا بھی یا نہ آیئے گا

آپ میں دیکھ اوسے میں رہ نہ سکا　　ایک بھی بات آہ کہہ نہ سکا

لے چکے دل تو جنگ کیا ہے اب　　آملو پھر درنگ کیا ہے اب

دل سلامت اگر اپنا ہے تو دلدار بہت　　ہے یہ وہ جنس کہ اسکے ہیں خریدار بہت

نے شفا نے موت نے طاقت شکیبائی کی آہ　　کیا کروں بیدار اس [بیمار] ہی دل کا علاج

کیوں عبث بھٹکا پھرے ہے جوں زلیخا شہر شہر　　جلوۂ یوسف ہے غافل تیرے پیراہن کے بیچ

حکمت العین ہے وہ چشم معانی ایجاد　　حرف [ہے] اسکے سخن پر تو کہیں صاد کی طرح

دل کو ہے سخت انتظار جواب　　کہہ شتابی کہ کیا کہا قاصد

حال سن سن کے رو دیا میرا　　کچھ تو آیا ہے مہربانی پر

طوبیٰ کی شاخ کاٹیے لے کر قلمتراش | تا لکھیے وصف قامت جاناں قلم تراش
جز اپنے کسی خس کی بھی سوزش نہو ہم سے | جوں شعلۂ مے گرچہ سراپا ہیں ہم آتش

بھڑکا ہے آہ سرد سے جوں شعلہ داغ دل | روشن دم صبا سے ہوا یہ چراغ [دل]
گلریز جلوہ تا کہ ہو وہ نو بہار حسن | خار تعلقات سے کر صاف باغ دل

قتل تو کرتا ہے آخر کھول دے آنکھیں ٹک اب | دیکھ لیویں تیری صورت پھر کرائے جلاد ہم
دامن کو نہ پہنچے تیرے اب تک | [ہرچند] غبار ہو گئے ہم
کہیے مجسے بھی بھلا اتنا کہ یہ ہیں بھی نو (کذا) | بندہ پرور کس کے ہاں تشریف فرماتے ہو تم

نے فقط تجھ حسن کی ہے ہند کے خوباں میں دھوم | ہے تری زلف چلیپا [کی] فرنگستاں [میں] دھوم
کیا کریں وابستۂ کوئے بتاں ہیں ورنہ ہم | کرتے جوں فرہاد و مجنوں دشت و کوہستاں میں دھوم

وہاں جان کا ہوتا ہے سیم و زر بیدار | دلیل اسکی ہے روشن میان محفل شمع
رخصت پرواز اگر اتنی ہمیں صیاد دے | ایک نظر بھر دیکھ لیویں دور سے دیدار باغ
سرمہ عزیز تجھ کو ہو اے چشم یار حیف | برباد و پائمال ہو میرا غبار حیف
آج ساقی دیکھ تو کیا ہے عجب[۱] رنگیں ہوا | سرخ مے کالی گھٹا اور سبز ہے مینا کا رنگ
سرخ جوڑے پہ نہیں تیرے کناری کی جھلک | برق اس ابر میں ہوتی ہے نثار دامن
فقط قصہ ہی سے ہے فن طبیعی اور [الٰہی] ہیں | جو علم[۲] معرفت چاہے تو رہ یاد الٰہی میں
جگا کر خواب آسائش سے اے بیدار ہستی نے | عدم آسودہ گاں کو لا کے ڈالا کس خرابے میں
عبث ہے آرزو نے خوشدلی بیدار گر دل سے | مے راحت جو چاہے سو کہاں مینا[۳] [خالی] ہیں

---

۱ بیان ا۰ ا۰ ۔ ۲ غضب ا۰ ا۰ ۔ ۳ حکم ا۰ ا۰

خرقہ رہن شراب کرتا ہوں　　دل زاہد کباب کرتا ہوں

ہم تری خاطر نازک سے خطر کرتے ہیں　　ورنہ یہ نالے تو پتھر میں اثر کرتے ہیں
ہم تو ہر شکل میں یاں آینہ خانے کی طرح　　آپ ہی آتے ہیں نظر سیر جدھر کرتے ہیں

دیا ہے ہاتھ میں ان نوخطوں کے صفحۂ [دل]　　[سفید] خواہ رکھیں خواہ یہ سیاہ کریں
راہ پاتے ہیں وہی انجمن [وحدت] میں　　شمع کی طرح سے جو سر سے گزر جاتے ہیں
تو جو بیدار یوں ہوا تارک　　ایسی کیا بات آ گئی جی میں
جائیں مشتاقوں کی لب پر آ ئیاں　　بل بے ظالم تیری بے پروائیاں
کہاں گنجائش حرف اس دہن میں　　نہیں جائے سخن کچھہ اس سخن میں
نے دل نہ دلربا نہ میرے [جی] کو ہے قرار　　حیراں ہوں اس ہیں لے مرے اللہ کیا کروں
دل ہمارے کو لیا تم نے چرا کہتے ہیں　　سچھہ (سچ) ہے یا جھوٹ ہے کیا جانے سنا کہتے ہیں
سینۂ داغدار رکھتا ہوں　　دیکھئے لالہ زار رکھتا ہوں
کچھہ خبر میری بھی تم رکھتے ہو اے بندہ نواز　　جان جاتی ہے ادھر آپ اودھر جاتے ہیں
شہید وست رنگین بتاں ہوں　　رکھو برگ حنا میرے کفن میں
رشک سے [سینۂ] طاؤس کے اوڑ جاویں پر　　نو بہار دل پہ داغ اگر دکھلاؤں
دل ہے بیتاب چشم ہے بیخواب　　جان بیدار کیا کروں تجھ بن
کہاں ہے طالع بیدار یہ کہ ایسا ہو　　جو سر دھرے مرے زانو پہ یار سوتا ہو
آج لگتی ہے کچھہ بغل خالی　　کون سینے سے لے گیا دل کو
کیا بات کہوں کہ دیکھہ اوس کو　　رہتے ہی نہیں حواس مجھکو
کرتے تو ہو [تم و] فا کی باتیں　　پر ہم سے ٹک آنکھ چار کیجو
بوسۂ شمع کو جلنے کے بہا [نے] آیا　　دیکھو اے بزم نشینان ہنر پروانہ
دیکھہ اوس گیسوے مشکیں کی ادائیں شانہ　　دونوں ہاتوں سے [یہ] لیتا ہے بلائیں شانہ

شکوۂ کم نگہی آنکھوں سے اوسکی نہ کرو　گفتگو خوب نہیں مردم بیمار کے ساتھ

زلف اُس رخ پہ صبا سے جو پریشاں ہو جاے　سحر و شام بہم دست و گریباں ہو جاے

نذر میں اُس شہ خوباں کے کروں کیا بیدار　دل ہے سو داغ ہے جاں ہے سو غم اندوختہ ہے

سیا تو ہے پہ کوئی دم میں پھر گریباں کا　جدا جدا نظر آتا ہے تار تار مجھے

جل گیا تنہا نہ کوہ طور ہی پروانہ وار　آگ تیرے عشق کی شمع دل ہر سنگ ہے

میر مجلس رنداں آج وہ شرابی ہے　خون و دل مرا جسکو بادہ و گلابی ہے

بیدار کھینچے زلف اودھر اور چشم یار ادھر　حیراں ہے دل [کہاں] نہ رہے کس کے ہاں رہے

یہ پیچ و تاب تو کچھ بے سبب نہیں بیدار　[دکھا گیا] ہے کوئی زلف تابدار مجھے

گر بڑے مرد ہو تو غیر کو یاں جا دیجے

اوسے کہہ دیکھئے بیٹھے ہمیں اٹھوا دیجے

چڑھا [وں] دستہ نرگس [مزا] ار مجنوں پر　جو دیکھوں آج میں روے نگار آنکھو[ں سے]

صبا تیری گلی میں اسلیئے ہر صبح آتی ہے　کہ تیری بو سے جا [گلشن میں] پھولونکو بساتی ہے

ٹک ایک سامنے آ تو بھی باغ میں گل کے　کہ ہے غرور[۱] نزاکت دما[غ میں] گل کے

ہم پہ سو ظلم و ستم کیجیئے گا　ایک ملنے کو نہ کم کیجیئے گا

جی میں ہے آج بجائے مکتوب　یہی بیت اوسکو رقم کیجیئے گا

مہربانی سے پھر اے بندہ نواز　کہیئے[۲] کس روز کرم کیجیئے گا

بیان

تخلص خواجہ احسن اللہ خانؒ سلمہ الرحمٰن است و [سے] در اصل از خطہ [دلپذیر] کشمیر و شاگرد رشید سخن سنج ہنر گستر مرزا جانجاناں مظہر علیہ الرحمتہ والغفران و مرید [سعید]

ورق ۶۴

---

۱ یہ ا۔ ا۔　۲ غرور و نزاکت ا۔ ا　۳ کبھی ا۔ ا۔

قدوۃ العارفین مولانا محمد فخر الدین اسکنہ اللہ بحبوحۃ الجنان است در آخرہا قدرے تحصیل علم صرف و نحو ہم نمودہ و بہ خاکپاے طلباے جہاں اعنی قاسم ہیچمداں سراپا نقصان تکرار سبق خود بیشتر بلکہ بلا ناغہ میفرمود ملخص سخن خواجہ احسن الدین خاں بیاں شاعر فصیح اللسان سخن سنج بلیغ البیان است در مثنوی خود مسمی بہ چنگ[۵۲] نامہ داد شاعری دادہ [ہمیشہ بعمد] گی و خوبی ایام بسر کردہ از چندے بہ حیدر آباد در سرکار ناظم[۵۳] آں بلاد ملازم[۵۴] بود مدتے است [کہ از] احوال خیر مآلش اطلاعے نیست بہر جا کہ باشد خدایش خوش دارد[۵۵] ایں[۵۶] بیت و دو بیت از نتائج طبع اوست ؎

ہمدم نہ فکر کر کہ مرا کام ہو چکا — جو دل یہی ہے تو مجھے آرام ہو چکا

قفس میں [میں] رہائی کیلئے کیا کیا نہیں کرتا — تڑپھتا ہوں پھڑکتا ہوں کوئی پروا نہیں کرتا

[بیاباں] تیرے کوچے[۵۷] سے [چلتا] رہیگا — مری جان تو ہاتھ ملتا رہے گا

بیوفا سخت خطا کی کہ ترا یار ہوا — آہ میں دیدہ [ودا] نستہ گرفتار ہوا

کیا بیاں کیجئے اُس تیر [نگہ کی] جلدی — بس ادھر چشم سے چھوٹا کہ ادھر پار ہوا

جب دیکھتا ہے طائر آزاد کی طرف — مرغ اسیر دیکھے ہے صیاد کی طرف

میں بھی[۵۸] کوئی آدمی ہوں جس سے تم شرماتے ہو — دیکھ کر مجھکو عبث مجلس سے اٹھ [جاتے ہو تم]

یہاں تک تو ہوں بیمار کہ کہتے ہیں طبیباں — مت کھا کے دوا کیجیو بدنام کسی کو

کچھ بے ادبی کی ہے بیاں تو نے بھی اوس سے — ناحق نہیں دیتا کوئی دشنام کسی کو

---

[۵۱] احسن الدین خان ا۔ا۔ لیکن آگے جاکر نسخۂ اصل میں بھی احسن الدین خان مرقوم ہے۔ [۵۲] چیپک نامہ ا۔ا۔

[۵۳] ناظم ا۔ا۔ [۵۴] ملازم ا۔ا۔ [۵۵] دارد ا۔ا۔ [۵۶] بہرکیف ایں بیت ا۔ا۔

[۵۷] کوچے ا۔ا۔ [۵۸] بھی میاں کوئی

ہم رکھنا تیری زلفوں کا اے جان یہ خم در خم سمجھے
تصریح و بیاں اب خوب نہیں کچھ تم سمجھے [کچھ] ہم سمجھے

رخصت ہے عقل و ہوش کو چاہے جہاں رہے
اے ساکنان کوے بتاں ہم تو یہاں رہے
کیا دیکھتے ہو دل کو مر[ے] تم الٹ پلٹ
آ[یا] ہے گر پسند تو اے مہرباں رہے

خدا کرے کہ خفا ہو کے جی نکل جاوے
کہیں شتاب یہ قصہ چکے [خلل] جاوے
جو سوز دل سے کوئی حرف مونہہ پہ آیا ہو
خدا کرے کہ بیاں کی زبان جل[1] جاوے

چشم کرم کسو ہی سے اپنے تئیں نہیں رہی
رسم مروۃ اٹھ گئی [مہر کہیں] نہیں رہی
وصل کی شب کا ماجرا کیا کہوں تجھ سے ہمنشیں
شام سے لے کے صبح تک وو ہی نہیں نہیں رہی

جادو تھی کہ سحر تھی بلا تھی
ظالم یہ تری نگاہ کیا تھی
شب فراق کی دہشت سے جان جاتی ہے
یہی ہے صبح سے دھڑکا کہ رات آتی ہے
ایں شعر را بعضے بجواب عماد الملک نسبۃ کنند و اللہ اعلم بحقیقۃ الحال منہ عفی عنہ
جا کہو کوے یار میں کوئی
مر گیا انتظار میں کوئی

جاتا ہے یار کچھ تو بیاں مونہہ سے بول لے
اے بے نصیب مانع گفتار کون ہے

مت آئیو اے وعدہ فراموش تو اب بھی
جسطرح کٹا روز گزر جاے گی شب بھی
میں جانتا تھا وصل کی شب بھی دراز ہے
آنکھیں جو کھل گئیں تو در صبح باز ہے

---

[1] نکل جاوے ا۔ د۔

بل

بیخود

۶۵۷

تخلص لا] له نرائن داس است وے مردے است متصدی پیشه نیک اندیشه از مهاجنان شاہجہان آباد صانها الله عن الشر والفساد و از شاگروان استاد صاحب دراثت ہدایت الله خان ہدایت و از نظر دوستدار سراپا وفاق حکیم ثناء الله خان فراق ہم اشعار خود اکثر گذرانیده و گاه گاه بخدمت سراپا برکت مضمار سخن سازی را یکه تاز مرد خواجه میر درد علیه الرحمت ہم طبع زاد خود بیخود میخواند و استفاده میکرد حاصل که این جوان صاحب زبان سخندان خندان شیرین زبان عذب البیان سیر مشق و مربوط است این شش بیت از وے [است] ؎

سرشک گرم سے میرے بہا سیلاب آتش کا ۔۔۔ بتا ہے یا الٰہی کیا دل سبے تاب آتش کا

چمن میں آگ موج رنگ گل نے [حسب دی] تجھ بن ۔۔۔ نظر آتا ہے ہر اک گل ہمیں گرداب آتش کا

[مے گلگوں کو چشم کم] سے تو مت دیکھ اے بلبل ۔۔۔ بنایا ہے یہ اعجاز [مغاں] نے آب آتش کا

مری [آنکھوں سے د] یکھے سیل اشک گرم کو آکر ۔۔۔ نہ دیکھا ہو کسو نے جو کبھو تالاب آتش کا

دہک جاتے ہیں اکدم میں ہی دم کی آمد و شد سے ۔۔۔ مرے اس منتقل دل میں شعلے ہیں [کیا غضب] اخگر

گلے میں اور یہی اب لعل کے ٹکڑوں کے مت پہنو ۔۔۔ بدخشاں میں کہیں صاحب نہ برسیں اس سبب اخگر

بیہوش

تخلص طالب علمے است سعید مسمی به عبدالرشید وے در قصبه شکار پور بمعلمی ایام بسر می برد و بطور آن نواح گاه گاه [زمزمه طرازی] می شود مرد نیک بخت و صالح شنیده

شد: این سہ شعر او[۱] راست ؎

وہ بھی دن تھے کہ گلے میرے لگا رہتا تھا
اب تو صورت سے بھی میری ہے [وہ] بیزار ہوا

خورشید ہو مکھڑے سے ترے کیونکہ مقابل
تو زلف [ابھی] کھولے تو ہو شام نہیں پتہ

مدت سے آشنا ہوں تم بولو یا نہ بولو
دل تم کو دے چکا ہوں تم بولو یا نہ بولو

بیقرار

تخلص مرزا کاظم حسن المعروف بہ میر قمر و ہمشیرہ زادہ سید[۲] رضی خاں بہادر صلابت جنگ است وے جوان خوشخو نیک رو نہائت با ادب بسیار مہذب است مشق سخن از محمد نصیر الدین نصیر میکند این پنج شعر از وے است ؎

ہیں وہ دیوانہ ہوں پابوسی کے جسکے شوق ہیں
مردماں وا حلقہ چشم سلاسل رہ گیا

جس طرف پھرتا رہا یار و وہ رشک آفتاب
جوں گل خورشید دل اپنا مقابل رہ گیا

رخ سے گر زلفیں اٹھیں تو چھوڑ دی اسنے نقاب
ایک نہ ایک پردہ ہمارے اوسکے حائل رہ گیا

[کیوں] نہ پرکالہ آتش کہوں نخچہ کو اے شوخ
سرخ جوڑے نے ترے آگ لگائی مجکو

اوس کے ہیں دست نگاریں سے ہوا ہوں کشتہ
ہمدمو دیجو کفن کرکے حنائی مجکو

بیباک

تخلص جوانے است از دودمان واجب الاحترام میر نجف علی نام وے از سادات

---

[۱] از وے است ا۔ ا۔ ا۔ [۲] نواب سید ا۔ ا۔

رضوی و از تلامذہ میاں غلام ہمدانی مصحفی است درطبابت ہم دستے دارد و در نواح قصبہ
کول کہ موطن ویست علم شاعری برافراختہ کوس طبابت می نوازد ایں چار بیت از خوش گفتہاے
اوست سہ

ہمکو لیل و نہار نے مارا   گردش روزگار نے مارا
دادخواہوں سے گھر گئے رستے   اُس کا [جس] کو [جو] سے گزارہوا

صیاد یہ ہوس ہے دل داغدار میں   گلپوش کر قفس کو مرے نو بہار میں
بیباک کوئی کھول کے دیکھے تو اب تلک   آتش بھری ہوئی ہے ہمارے مزار میں

بیتاب

تخلص پنج کس از ریختہ گو غیر از خدا یر دی خاں ظریف کہ پیشتر ہمیں تخلص متخلص
بود می شناسم سہ کس را از ایشاں انشاء اللہ تعالے در تکملہ بسلک تحریر خواہم کشید و

اوّل

ازاں دو کس کہ درایجا احوال آنہا بہ تسطیر رسید مردے است درویش نہاد خوش
اعتقاد سالک مسالک ملک العلام شاہ محمد اسمعیل نام از شاگردان مصطفے خاں یکرنگ
الہٰ ہنا بر وارستگی بے رنگ و در ہمہ رنگ است ایں دو بیت اوراست سہ

تڑپھہ کر مرگئی بلبل قفس میں   پڑی تھی ہائے کس ظالم کے بس میں
خدا کسو کو گرفتار زلف کا نہ کرے   نصیب میں کسی کافر کے یہ بلا نہ کرے

دوم

عزیزے شیریں کلام محمد علیم الدین نام کہ وطنش الہ آباد و روبہ شعر گوئیش بسیار

سلہ شعرا۔۱۰۱۔

متانت بنیاد است [این] مطلع او[۴۹] راست ؎

جی کیوں کہ بچے جب کہ جلاوے جگر آتش ۔۔۔ سب [بستی] کوڈر ہے جو لگے ایک گھر آتش

بیکس

تخلص دو کس معلوم این کس است

اول

بیکس اول

مرزا محمد [عظیم آبادی کہ نیاکا] نش از ایران زمین بود ند شعر فارسی بسیار[۵۰] میگوید و در زمین ریختہ ہم گاہے رخش ہمت می پوید این رباعی در ہجو بزرگے گفتہ واللہ اعلم چرا ازاں رنجیدہ گشتہ رباعی

ظاہر میں تو ایسے ہیں کہ ما شاء اللہ ۔۔۔ سب کہتے ہیں زیادہ ہونگے انشاء اللہ

باطن میں جو دیکھا نہیں اتنے ہیں پوچ ۔۔۔ لا حول و لا قوۃ الا باللہ

دوم

بیکس دوم

میاں امام بخش مر[حو]م وے مردے بود متواضع مسکین نہاد بسیار خلیق نہایت[۵۱] نیک اعتقاد خدمت مسجدے کہ متصل لال کنوہ بہ شاہ راہ واقع است اباد و تعلق داشت ہرچہ بر زبانش می آمد میگفت غرضے بصحت قافیہ و ردیف ہا [وزن ہی] نخر ند اشت نقل مجلس شعرا بود بعد انقضاے [صحبت] بنا [بر نظر] تخ طبائع تکلیف سخن بوے می کردند بے تحاشا[۵۲] میخواند و مردم میخندیدند و [او] سکوت [و زندہ] نشستہ می بود از چندے برحمت [حق] پیوستہ خداش بیامرزد بہر کیف این دو بیت از ان[۵۳] آں مرحوم مغفور است ؎

ہو چکے دو ہی مولوی نامی ۔۔۔ مولوی روم و مولوی جامی

---

[۴۹] از و است ا ۰ ا۔ [۵۰] بیشتر [۵۱] و نہایت ا ۰ ا۔ [۵۲] بے تحاشی ا ۰ ا۔ [۵۳] ازاں مرحوم ا ۰ ا۔

این فیض سخن است کہ گاہ گاہ بروے ظاری میشد اما اصل روبہ وے این است ؎

لڈو پیڑے ہوں نہوں یا نان خطائیاں خرید ہوں
جب چھارے دود سویاں ہم کو کھلا دو عید ہو

بیجان

تخلص دو شخص این شخص می شناسد تحریریکے [ازانہا] در تکملہ النسب پنداشت ویکے را در اینجا بنگاشت و آں شیو سنگھ کھتری است کہ در رمل و قرعہ اندازی اندکے دست داشت مردے بود وارستہ طبیعت مسکین نہاد بہ نہائت غربت و مسکنت ایام بسر می برد [در دریبہ شیرینی] سکونت داشت گاہ گاہ کام جاں را بشیرینی سخن شیریں می ساخت دو سال است تخمیناً کہ از بام افتادہ مصداق مصدوقہ [تخلص خود گشت از] قبیل این دو بیت شعر می گفت ؎

آسماں گر پڑینگے ٹوٹ کے ٹکڑے ہوکر جب کبھی آہ ہماری ہیں اثر ہووے گا

بیجان ہیں جان تنگ بھی د[ی] پر میرا نہوا وہ شوخ دلبر

پیام

تخلص شرف الدین علیخاں اکبرآبادی است وے از [ممتازان] زمان خود بود دیوان فارسی در نہائت فصاحت و غائت بلاغت بر صفحۂ روزگار از و یادگار است خان آرزو و علی قلی خاں والہ احوالش در تذکرہ ہاے خود بشرح و بسط رقمزدہ کلک حقائق سلک نمودہ

اند احیاناً تفنناً للطبع اللطیف ریختہ ہم از طبع وقادش ریختہ ایں چار بیت از نتائج طبع عالی ا[وست] ؎

لام نستعلیق کا ہے اُس بت خوشخط کی زلف ہم تو کافر ہوں اگر بندے [نہوں] اسلام کے

بات منصور کی فضولی ہے ورنہ عاشق کو آہ سولی ہے

دلی کے کج کلاہ لڑکوں نے کام عشاق کا تمام کیا

کوئی عاشق نظر نہیں آتا ٹوپی والوں نے قتل عام کیا

ورق ۶۷

مصرع دوم از شعر اول ازاں شاعر شان جلی التخلص بہ ولی است شائد کہ توارد شدہ باشد او گوید ؎

غمزۂ شوخ نے بہ نیم [نگاہ] کام عشاق کا تمام کیا

حرف الفوقانی

درذیل ایں حرف ذکر بیست شاعر مندرج گشتہ و ازاں جملہ دوکس بہ تجلی و دو شخص بہ تسکین و دو عزیز بہ تمنا و سہ مرد بہ تنہا متخلص شدہ اند و اشعارے کہ دریں حرف [مر] قوم گشتہ بتمامہ [یک صد و چہل و دو] شعر است کہ من جملہ آں یک رباعی واقع شدہ۔

تاباں

تخلص [جوانے است زیبا[۵۱] نازک] اندام عبدالحی نام وے از شعراے طبقہ ثالثہ و عاشق پیشہ معشوق مزاج بود گویند [کہ خوباں] ان جہاں طریق دلبری و شیوہ ستمگری و آئین خوبی و رسم محبوبی از وے می آموختند بزرگے کہ از دلش کذب معرا و از آلودگی افترا [مبرا]

۵۱ "ذیبا" در ہر دو نسخہ

بود کیفیت که آخر[illegible] از امردان شهر بود و ساده رویان ملاحت [آما] درخانۂ وے بزم [ناز] بود آراستہ و پیراستہ می شدند و حسب الطلب امرائے قزلباش در محافہا نشستہ بشب مہمان می رفتند از شومی ایں چنیں کردار ہاے ناہنجار بحضرت دہلی رسید آنچہ رسید نعوذ باللہ من شرور انفسنا و من سیاٰت اعمالنا القصہ وے جوانے بود صبیح و رعنا از جوئبار خوبی آب خوردہ بہ بوستان محبوبی سر برآوردہ افسوس کہ درعین عنفوان شباب و ریعان [جوانی] نہال زندگانی وے سیراب امانی و آمال دست خوش صرصر فنا گشت خداش [رحمت] کناد حسن عالم سوزش شہرہ آفاق بود و خوبی چشم و ابروئش یکتاء و طاق شیخ ظہور الدین حاتم علیہ الرحمہ ویرا در دیباچۂ دیوان خود کہ اسامی تلامذہ خویش ثبت فرمودہ در رشتۂ سلک شاگردان خود کشیدہ اما در اصل شاگرد محمد علی حشمت است کہ با وے سرخوش داشت و ممکن کہ از نظر ہر دو صاحبان عروسان اشعار خود گذرانیدہ باشد بالجملہ اشعار آبدارش بیشتر بر زبان خاص و عام جاری است و خالی از کیفیت رعنائی و عاری از چاشنی دلربائی نیست سی بیت از طبع زاد آں سرو آزاد دریں گلزار جاوید بہار ثبت افتاد منہ عفی اللہ عنہ ؎

جفا سے اپنے پشیماں نہو ہوا سو ہوا
تری بلا سے مرے [سر پہ] جو ہوا سو ہوا

زبس تیر نگاں سے ہے [دلکو الفت]
جہاں دیکھنا خار وہاں لوٹ جانا

دنیا کے [نیک و بد سے کچھ تاباں] نہیں ہے غم مجھے
گر یوں ہوا تو کیا ہوا اور وُوں ہوا تو کیا ہوا

رہتا ہے خاک و خوں [illegible] لوٹتا ہوا
میرے غریب دل کو الٰہی یہ کیا ہوا

تاباں کے دیکھنے سے برا مانتے تھے تم
کھو دی بہار حسن کی خط نے بھلا ہوا

گلی میں اپنی روتا دیکھ مجکو یوں لگا کہنے
کہ کچھ حاصل نہیں ہوتے کا ساری عمر رو بیٹھا

ایسا ہی مرے اشک کا گر جوش رہیگا
تو شمع صفت جسم بھی [پانی ہو بہیگا]

غنچے [لہو] میں سب نظر آتے ہیں سربسر
اُس رشک گل کو دیکھ گلستاں کو کیا ہوا

اوس جامہ زیب غنچہ دہن کو [illegible]
حیراں ہوں میں کہ گل کے گریباں کو کیا ہوا

ل عزیز [illegible] [illegible] تربتر [illegible]

ورق ۶۸

صبح آغوش میں تھا مہر درخشاں میرا　　اس سبب خانۂ دل آج ہے [تاباں] میرا
سرو تعظیم کریں پھول کریں جھک کے سلام　　جاے گلشن میں اگر سرو خراماں میرا
[غیر] کے ساتھ جو دیکھا ہے اوسے بال کھلے　　اس سبب دل ہے بہت آج پریشاں میرا
گرم [ہے] عشق کا بازار اسی سے ابتو　　حق تعالے کرے جیتا رہے تاباں میرا

بچتا نہیں ہووے جسے آزار محبت　　یارب نہ کوئی ہووے گرفتار محبت
کہتے ہیں مری نبض پہ رکھ ہاتھ طبیباں　　جینے کا نہیں ہاے یہ بیمار محبت
آگے تو بہت دھوم تھی مجنوں کے جنوں کی　　اب گرم مرے دم سے ہے بازار محبت

ہاتھ میں اوسکے ہاتھ [تھا] ہیہات　　دل مرا گم ہوا ہے ہاتوں ہاتھ

تاباں بتا کہ یار کو کیونکر منائیے　　اب کے ہوا ہے مجھسے وہ بیزار بیطرح

پاس تو ہوتا ہے چنچل پہ گلے لگتا نہیں　　منتیں کرتے ہی ساری را[ت ہو] جاتی ہے صبح

[لے د] لکی خبر چشم مرے یار کی کیونکر　　بیمار [عیادۃ کرے بیمار کی] کیونکر

کہتے ہیں اثر ہے میاں گریے میں [یہ ہیں] باتیں　　ایکدن بھی نہ یار آیا روتے ہی [کٹیں راتیں]

سینہ شق غم سے ترے کون بشر ہے کہ نہیں　　ٹکڑے ہاتھوں سے ترے [کسکا] جگر ہے کہ نہیں
کیوں تو کستا ہے کمر قتل پہ میرے ظالم　　بیکسی پر بھی مری تجھکو نظر ہے کہ نہیں

سرخ جوڑے پہ نہیں تیرے کناری کی جھلک　　برق اس ابر میں ہوتی ہے نثار دامن[۱]

ہوتا تمہارے عشق میں کیوں دردسر مجھے　　یہ رنگ [صندلی نہ] خوش آتا اگر مجھے

کس سے فریاد کروں میں کہ وہ ہرجائی ہے　　آہ اس بات میں تو اپنی ہی رسوائی ہے

قیامت مجھ پہ کل کی رات اوسکے ہجر میں لائی　　نہ آیا یار میرے آج بھی وہ رات پھر آئی
ہمارے اُس [بسنتی] پوش کے آنیسے مجلس میں　　پڑی ہے دھوم تاباں اسطرح گویا بسنت آئی

رباعی

مدت میں حقیقت [اس جہا]ں کی جانی　　یہاں دل [کا] لگانا ہے بہت نادانی
داناہے اگرچہ تو سمجھ اے تاباں　　باقی باللہ اور سب کچھ فانی

---

۱ این شعر در دیوان شاہ محمدی بیدار دیدہ شد و زبان زد عالمست کہ ازآن عبدالحی تاباں است واللہ اعلم بحقیقت الحال (منہ)

تائب

تخلص عزیزے است نیک فرجام عبداللہ نام وے مرد نیک ذات حمیدہ صفات حافظ قرآن شاگرد حافظ عبدالرحمن احسان است این شعر وے گفتہ ؎

تشنۂ دیدار ہے آ دیکھ لے وہ بے زباں ہے زباں اپنی نکالی بام سے خیر ابر (کذا) نے

تجلی

تخلص دو ریختہ گو میدانم

اوّل

میر محمد محسن مرحوم فرزند دلبند میر محمد حسین کلیم و ہمشیرہ زادۂ سخن سنج بینظیر محمد تقی میر کہ بہ میاں حاجی وہم بہ تخلص خود اعنی میر تجلی اشتہار داشت وے سید زادہ بود خوش تقریر و در [بار تاشے بے] نظیر بہ سپاہگری ایام بسر می برد و در آخر ہا بعرب [سراے] سکونت [ورزد] بدہ بہر طور زندگانی می کرد تقدیریش بدیار شرقیہ رہ نمونی نمودہ ہمانجا لبیک گویاں داعی حق را اجابت فرمودہ ہر گونہ سخن یادگار گذاشت مثنوی لیلیٰ مجنوں بطور خود خوش گفتہ این سی وہفت بیت از شیریں کلامیہاے اوست ؎

شب خیال اوس چشم کا دل سے زبس ہمخانہ تھا
اشک کو میرے خرام لغزش مستانہ تھا

زخمی ہوا ہوں جب سے میں تیری نگاہ کا اک[2] تار بندھ گیا ہے مرے دل سے آہ کا
نشے میں آنکھوں سے اوس بت نے جب سلام لیا گراہی ہوتا میں زاہد خدا نے تھام لیا

---

[1] مردے است ۱۰۱ [2] یکبار ۱۰۱

ہمیں سرمۂ چشم نے اوسکے مارا ۔۔۔ کفن سرمہ گوں کیجو یارو ہمارا

کاہیکو درد دل اول تو میاں ہوتا ہے ۔۔۔ اور جو ہوتا ہے تو ایک دشمن جاں ہوتا ہے
وار اک خالی گیا جانے دو پھر تیغ لگاؤ ۔۔۔ میں تو حاضر ہوں کنڈ کیوں ہو میاں ہوتا ہے

طرب کا رنگ رخ گل پہ آشکار آیا ۔۔۔ کلی سی کھل گئی جو ہیں وہ گلعذار آیا
بہ شوق دیکھو پس مرگ بھی [تجلی] نے[۱] ۔۔۔ کفن میں کھول دیں آنکھیں سنا جو یار آیا

جب رات تھی دراز ملاقات کم ہوئی ۔۔۔ ملنے کے دن جو آئے تو اب رات کم ہوئی
عشق میں کرتے ہیں بدنام تجلی کو عبث ۔۔۔ وہ[۲] بچارا کبھو اس کوچے میں آیا نہ گیا

بوریا کی بوریاے فقر سے میرے گئی ۔۔۔ آب مے سے پہر دیر اک عمر جب دھویا کیا
کاش جوں منقار طوطی لال ہوتی یہ زباں ۔۔۔ بند اس پنجرے میں ہمکو جان کر گویا کیا
ہاے عشق اچھا [بنا] یا تو نے اوسکا قصر وصل ۔۔۔ کوہکن پتھر ہی مرتے مرتے تک ڈھویا کیا
کیا کہوں اوس [تن] کی خوشبو داغ چھاتے کا مری ۔۔۔ تا[۳]ک گلے لگ کر تجلی گل نمط بو یا کیا

ہاے اوس طفل نے مٹی کے کھلونے کیطرح ۔۔۔ لاکھ باری مرے دل کے تئیں پھوڑا جوڑا

آنکھ دکھتی [ہے[۴]] تو عاشق کے لگا گال سے خوب
زرد سو وجہ ہے ظالم ترے رومال سے خوب

گل کھلے کیا کیا کہ جنکو سر چڑھایا خلق نے ۔۔۔ ہو گئے پامال، مرجھائے، گرے گلشن کے بیچ
جب چلا میں اشک ٹکڑے پر بہا کہنے لگے ۔۔۔ چاند ہے برسات کا ظالم نہ جا ساون کے بیچ
ہیں سمیٹے ٹکڑے اپنے دل کے کوچے سے ترے ۔۔۔ لعل میں یہاں سے نہیں بھر لیچلا دامن کے بیچ
صبح آ سوز و گداز عشق کی خلوت میں دیکھ ۔۔۔ شمع ہو فانوس میں یوں میں ہوں پیراہن کے بیچ

روئیے اتنا فلک تک پہنچے اوج موج اشک ۔۔۔ ماہ بھی تڑ[۵]پتا پھرے پانی میں ماہی کی طرح

---

۱ ہی ا۔ا۔ ۲ وے ا۔ا۔ ۳ میں ا۔ا۔ ۴ ہے ا۔ا۔ ۵ تڑپا،

دل خفا مجھ سے ہے میں جان سے اپنی ہوں خفا — ایک تیری خفگی میں ہے خفا ایک سے ایک
دل جگر دونوں وہ گھر بستے جو تھے پاس ہی پاس — آگ اس ڈھب سے لگی آہ جلا ایک [سے] ایک

افسوس مژہ بال پر یدن نہیں ورنہ — جوں مرغ نگہ اڑ کے ملیں یار سے آنکھیں
وہ گل مری آنکھوں میں ہے جن آنکھوں میں گل ہو — مسرور ہوں وسے کہا گل گلزار سے آنکھیں
سوجھی ہمیں کیفیت اسرار دو عالم — دو جام ملے خانۂ خمار سے آنکھیں
[یہ موج] سم سرا ہے نہ شرما کہ رکھوں گرم — اس تیری گل آتش رخسار سے آنکھیں
[بے مہر] ان ہر مژہ میں لگ رہی ہے آگ — سینکا کروں تا چند خس و خار سے آنکھیں
اہتمام عبارۃ کی جگہ کرتے ہیں جوں بیض — عاشق کے [ترے لگ چاہیں] طومار سے آنکھیں
وادی میں لگی آگ جلا طور تجلی — بہ بہرہ نہ ہوں جلوۂ دیدار سے آنکھیں

تر دامن آگیا جو میں روز حساب میں — کہنے لگے ہٹا دو اسے آفتاب میں

بڑے افسوس میں ہو کھو کے تم ہاتھوں کی نوکریاں
نہ حیف آیا جب ان ہاتھوں نے کھوئی دل سے سوکریاں

چمکتے ہیں در دنداں مرے رونے پہ ہنستا ہے — ادھر بجلی چمکتی ہے اور ادھر مینہ برستا ہے

جنوں میں میں نے کس کی [توڑی] خاطر جو مری خاطر
الٰہی [چوب گل اور] بید مجنوں کی چھڑی ٹوٹی
یہ تلوار اور قتل خلق خجلت کھینچو گے میاں تم
بڑی بے آب، زنگ آلود، بل کھائی، چھڑی ٹوٹی

---

۱ سینکا ا۔ا۔ ۲ کھو کے ا۔ا۔

مے پیوہی گئے تجلی ورنہ پارسی ہو چکی　　دل شرابی کو دیا پرہیزگاری ہو چکی
ہم طرز جنوں جب کبھی ایجاد کرینگے　　پھر قیس کی محنت کو بھی برباد کرینگے

دوم

تجلی (۲)

شاہ تجلی علی وے مردے بود درویش نہاد در حیدرآباد [بسیار نیک خصلت] خوش [منش نہایت] پاک طینت پاکیزہ روش ایں دو شعر از وے است ؎

دامن کا کس کے عکس پڑا ہے کہ آجتک　　پھیلا رہے ہیں سرو لب جوئبار ہاتھ
غنچے کی طرح خون جگر پیویں غم میں ہم　　پوہنچا [وے[2]] یوں حنا ترے پا تک نگار [ہاتھ]

تجمل

تخلص عزیزے است شیریں کلام محمد عظیم نام مقیم بلدہ لکھنؤ از مدت شاگرد میاں قلندر بخش جرأت گوئند[3] مرد ظریف الطبع نیک نہاد خوش طبع [خوبی] نژاد است ؎
ایں سہ بیت او راست ؎

مزے کہاں سے اٹھیں[4] عیش زندگانی کے　　وہ ولولے نہ رہے عہد نوجوانی کے
کتاب قصۂ فرہاد و قصۂ مجنوں　　یہ دو ورق ہیں مرے عشق کی [کہانی] کے
سمجھنا سخت مشکل ہے مری شیریں مقالی کا　　کوئی خسرو سے پوچھے لطف اس مضمون عالی کا

تخییر

تخلص میاں غلام مصطفےٰ سلمہ اللہ تعالےٰ خلف الصدق مولوی رفیع الدین ابقاہ اللہ رب العالمین است وے بزرگ زادہ ایست کہ احوال خیریت مآل پدر والا قدر وسے کہ عالے

---

[1] بازی ا۔ا۔　[2] "دیں" اصل نسخہ میں ،　[3] می گویند ا۔ا۔　[4] اٹھے ا۔ا۔

است متبحر اظہر من شمس الضحیٰ ست و حکایات توغل جد بزرگوارش در علوم عقلیہ و نقلیہ خاصہ حدیث و تاریخ و اسماء الرجال روشن تر از آفتاب نصف النہار و عم والا تبارش کہ خدا ش سلامت باکرامت دارد [حیرے] است محقق و فحلے است مدقق کریم ابن الکریم بر جادہ شریعت مستقیم طراز چار بالش افادہ و ارشاد مرجع نشین مسند رشد و رشاد عالمے از انفاس شریفہ اش مستفید خلقے از اخلاق کریمۂ وے سعادۃ یاب و سعید مختصر کلام کلام در توصیف ایں ارکان دین متین فضولی است لہذا ازاں وادی عناں شدیدۂ خامہ واقع نگار را العطاف میدہم و خلاصہ احوال میاں غلام مصطفےٰ [می] نویسم بزرگی ایشاں اضافی است اگرچہ خود ہم خالی از اخلاق و گرم جوشی نہ اند اما از میراث آباء و اجداد محروم اند گاہ گاہ ریختہ می گویند و باصلاح محب سراپا وفاق حکیم ثناء اللہ خاں فراق میرسانند بہرکیف ایں سہ بیت از گفتہاے ایشاں است ؎

عید کے دن مجھے کہنے یہ ہر اک یار لگا ہو مبارک [تری] چھاتی سے وہ دلدار لگا

جدا مجھ سے جب وہ دلارام ہوگا اجل کا اسی وقت [پیغا] م ہوگا

تمکر اطفال کو ہے سنگ اٹھا لانے کی آمد [آ] مد ہوئی شائد ترے دیوانے کی

ترقی

تخلص بزرگے است در فیض آباد خوش باش صاحب تمکین و عمدہ معاش باجاہ و ثروت تمام مرزا محمد تقی نام سخنش درد آلود و رنگین فکرش بغائت خوب و دلنشین گویند کہ در فیض آباد طرح مراختہ بخانہ می انداخت و بہرکس بزرگانہ می ساخت ایں [شانزدہ] بیت از زادہ ہاے طبع رساے اوست ؎

اس عشق کے داغوں سے بہت پھولے پھلے ہم اک ٹٹی بنفشے کی تھی جس وقت [جلے] ہم

لہ خداایش ۱۰۱

تو نے عاشق کی بھی کچھ اپنے خبر پائی ہے — جان دیتا ہے وہ اور خلق تماشائی ہے
در و دیوار سے آتا ہے نظر جلوۂ دوست — آئینہ خانہ میرا گوشۂ تنہائی ہے
اے ترقی بات جی کی جی ہیں رکھ — منہ سے نکلی اور پرائی ہو چکی

کون سا گل اس باغ میں آیا رنگ اور روپ جو لوٹ گیا
کس نے آنکھ لڑائی تھی جو دیدۂ نرگس پھوٹ گیا

کیا شعاع حسن اس خورشید رو کے تن [پہ ہے] — پرتو سا نور کا جو ساری پیراہن پہ ہے
قتل کی لذت کا کس منہ سے ادا شکر ہو — حشر تک احسان قاتل کا مری گردن پہ ہے
جھاڑ کر چلتا ہے اٹھ کر بیٹھتی ہے پھر وہیں — خاک کس حسرت بھرے کی یہ ترے دامن پہ ہے
یاد آتے ہیں نکیلے وہ مژہ ٹانکے کے وقت — اسلیئے میری نظر جراح کی سوزن پہ ہے
جرم کچھ ٹھہرا لے قاتل پھر مجھے تو قتل کر — بیگناہی میری ثابت دوست اور دشمن پہ ہے
ساکنان کعبہ نے کی بت پرستی اختیار — وہ صنم نام خدا کیا ان دنوں جوبن پہ ہے
جھانکتے ہیں چشم بیمار اس کی جب دکھلائی دی — میں نے جانا پھول نرگس کا دھرا روزن پہ ہے
دیکھیئے اب کس [س] مسلماں کو کریگا قتل تو — آج غصہ بے طرح کافر تری چتون پہ ہے
وست گلچیں عندلیبو کیجیئے کیونکر قلم — آفت نو جسکے ہاتھوں سے [سدا] گلشن پہ ہے
تو نے ایک دن بھی نہ دیکھا [چڑھ] ھکر اپنے بام پر — روز اس کوچے ہیں ہنگامہ میرے شیون پہ ہے
ہے ترقی میرے اس سینے میں وہ آتش نہاں — طعنہ زن جسکا شرر ہر شعلۂ گلخن پہ ہے

تسکین

تخلص دوکس میدانم

اول

جوانے است باحیا و مروت شاگرد میر قمر الدین منت کہ بمیدان مشق سخن سازی می

شناخت و [سعادة] علی نام داشت این دو بیت از وست ؎

حال اگر کہیئے [تو ہم سے] وہ صنم رکتا ہے — اور جو چپ رہیئے تو مشکل ہے کہ دم رکتا ہے
کس کا کوچہ ہے یہ یارب نہیں معلوم ہمیں — خود بخود یہاں کے پہنچتے ہی قدم رکتا ہے

دوم

گنگا داس پنڈت وے جوانے است نیک عقیدہ کشادہ رو مہذب خوشخو گاہ گاہ رخش ہمت در میدان ریختہ گوئی می پوئد این سہ شعر از گفتہاے اوست ؎

ناصح یہ نصیحت اب تم کرتے ہو کیا میٹھے — جو ہووے سو ہو [بہتر] دل اوس سے لگا بیٹھے
عقل و خرد و طاقت اور صبر و شکیبائی — جب سامنے وہ آیا ہم سب یہ لٹا بیٹھے
کیا غم ہے ہمیں تسکیں آفات زمانے سے — اب ہم شہ مرداں کے داماں تلے آ بیٹھے

تسلی

تخلص شخصے است خوش کلام ٹیکا رام نام اصلش از قصبہ اٹاوہ و مولدش بلدۂ لکھنؤ پدرش کہ گوپال راے نام دارد بہ بخشی گری فوج نواب وزیر عز امتیاز داشت گویند کہ این ٹیکارام نہایت خوش اختلاط و گرم ارتباط است بہر دو زبان سخن میگوید در فارسی از خدمت مرزا محمد فاخر مکین استفادہ نمودہ و در ریختہ از میاں غلام ہمدانی مصحفی فیض [سخن] ربودہ مرد خوش فکر صاحب شعور معلوم میشود این شش بیت از وے است ؎

دیکھے سما جو اس مژہ اشکبار کا — ہو جاے شق جگر رگ ابر بہار کا
آنکھیں سحر تلک مری در سے لگی رہیں — کیا پوچھتے ہو حال مرے انتظار کا

جب ہمیں دیکھتے ہو دیتے ہو گالی کیا خوب — بارے اب آپ نے یہ وضع نکالی کیا خوب

میرا ہی جگر ہے یہ کہ میں سینہ سپر ہوں　　رستم تو جڑے اوس بت بے پیر کے مونہہ پر

اب بھی [اس نیم جان میں] کچھ ہے　　فا[ئدہ] امتحان میں کچھ ہے

میاں جو کچھ تری [سج] دھج میں مرزائی [نکلتی] ہے
کہاں مرزا [مزاجوں میں یہ رعنائی نکلتی] ہے

تصور

تخلص عزیزے است از خاندان واجب الاحترام سید حیدر علی نام از اولاد کرام حضرت زید شہید علیہ السلام و ے شاگرد میاں قلندر بخش جرأت و باشندہ قصبہ نیکواست خوش فکر معلوم میشود این شش بیت او راست ؎

صدمۂ غم متصل جب تیرے مائل پر رہے　　ہاتھ اوس مضطر کا ہر دم کیوں نہ پھر دل پر رہے

رونا کوئی موقوف کریں ہیں مری آنکھیں　　جب تک نہ تسلی کو دل آوے جگر آوے
لگ جاے تصور کے گلے آ کے وہ بت آج　　اللہ کرے اسکی یہ امید بر آوے

تصور گرم جوشی یار کی مجھ کو رلا وے گی　　بہت گرمی کا ہونا مینہ برسنے کی علامت ہے

لے گئے یوں ترے کوچے سے تصور کو لوگ　　جوں اٹھاویں کسی بدمست کو [مہجا] نے سے

یہ کہتے ہیں طبیب اکثر سر بیمار پر تیرے　　نہیں آ[تا ہے] رونا اب تو [حال] زار پر [تیرے]

تعشق

تخلص نونہالے است کہ از جوئبار شرافت آبخوردہ در [بوستان] نجابت سربرآوردہ اعنی برخوردار کامگار سعادۃ نشان اقبال توامان مظہر لطف اللہ الصمد میر سید محمد مد عمرہ وزاد قدرہ وے نوجوانے است نیکو محضر بلکہ جانے است پاکیزہ سیر از اولاد امجاد حضرت ذولسانین امام الفریقین غوث صمدانی قطب ربانی محبوب سبحا[نی] سیدنا عبدالقادر جیلانی قدس اللہ تعالے اسرار [ہم کہ ولہ] استکساب علوم عقلیہ [و] شغف استحصال فنون نقلیہ در سر دارد شب و روز دامن ہر زدہ بسعی ہرچہ تمامتر در تحصیل پیش نہاد خود از خدمت سراپا برکت برخوردار ستودہ کردار میر عزت اللہ عشق طال عمرہ وزاد قدرہ کہ نسبت خویشی بوے دارد میگذارد او سبحانہ جل شانہ و یرا بمراد دل و عمر طبعی رسانادبحق النبی و آلہ الامجاد بیت

دعا از من آمین ز کروبیاں اجابت ز خلاق کون و مکاں

بالجملہ بیت و یک شعر از زادہائے طبع آں خوش نہاد در اینجا ثبت افتاد منہ سلمہ ربہ و مد عمرہ

یہاں کام ہی آخر تھا تاخیر اگر ہوتی صد [آفریں] اے قاصد کیا زود [شتا]ب آیا

خواب راحت ہیں [ہے حیف] تو اے لیلے اوش خاک اڑاتا پھرے جنگل میں ہے [مجنوں] تیرا

سا[منے] دیکھیو آتا ہے تعشق وہ کون یارسے کہہ ا[ٹھو] ہوا خوش د[ل محزو]ں تیرا

[کہئیے] تو مری جان یہی شرط وفا ہے بیکل رہوں میں آپ کریں [غیر کے جا] خواب

اس درد جدائی نے رو[لایا] مجھے یا [رو] تھا وصل میں [ہنسنا] مجھے یا چین سے تھا خواب

بعد مدت لائے ہیں تشریف اک[با]ر آپ جانے دیتا ہوں کوئی ہیں [کیجے سو] تکرار آپ

واہ جی کیا ہی [نشے] ہیں آج ہیں سرشار آپ
بے نقط لاکھوں سناتے ہیں جو [سو سو] بار آپ
حضرت دل اوسکے کوچے میں نہ جایا کیجیے
کہہ چکے [ا]پنی طرف سے آگے ہیں مختار آپ
[مت] ستا اور رشک گل جا بیٹھ اپنے کام لگ
ہو رہا ہوں نرگس [بیمار کا بیما] ر آپ

ہمارے دیدۂ و دل دونو اوس کے خاص مسکن ہیں
ادہر آوے تو آنے دو اودھر جاوے تو جانے دو

حیف صد حیف کہ دل چاہ ذقن میں ڈوبا
[خیر] مٹتا نہیں [قسمت کا] لکھا کیا کیجے
مجکو لے جائیے وہاں یا اوسے [لے] آئیے یاں
میں تو حیران ہوں دلا تو ہی بتا کیا کیجے

تیری کچھ چال ڈھا[ل سر]اور رواں
جی کو بے اختیار بھاتی ہے
خواب میں تجکو دیکھئے کیونکر
تیرے بن نیند کس کو آتی ہے
آتش ہجر کا ہو منہ کالا
مجھ کو آٹھوں پہر جلاتی ہے
جان پر کھیلے آپ بیٹھے ہیں
ارے فرقت تو کیا ڈراتی ہے
عشق سے دو بدو ہو میرے سوا
کس کا جگرا ہے کس کی چھاتی ہے

روز و شب آہ و نالہ زاری ہے
تیر[ے بن] سخت بیقراری ہے
ناصحو جاؤ مغز مت کھا[ؤ]
عشق کیا امر ا[ختیار ی] ہے
چشم [بد دور] میرے اشکوں میں
موتیوں کی سی [آبدار ی] ہے

ہجر کا دن [جو یاد آتا ہے
عقل اڑتی ہے ہوش جاتا ہے]

تقی

تخلص میاں محمد تقی است وے [مرد طالب علم درویش] نہاد از مستفیدان[1] برگزیدہ جناب رب الکریم حضرت میر محمد [عظیم] سلمہ ربہ و مد ظلہ است بدر [جہ] اعلےٰ مانند [نام نا] می خود تقی و بمرتبہ قصوی بمعنی اسم [سامی] خویش متقی واقع شدہ اوقات گذاری باجرۂ کتابت و معلم گری میکند خیال [شعر[2]] گوئی چہ فارسی و چہ ریختہ درسر دارد این چار بیت از وے است ؎

[عا]شق کشی پہ جب سے وہ خونخوار گرم ہے　　تب سے جہاں [ہیں] مو[ت] کا بازار گرم ہے

کا[م و زبان ولب] پہ پھپھولے [ہی] پڑ گئے　　کیا اے تقی فغان دل زار گرم ہے

ہماری طرف بھی ہووے اشارہ جان من گا ہے
یہی ہم چشم رکھتے ہیں تمہاری چشم و ابرو سے
جفائیں سی جفائیں اوس کی میں دن رات سہتا ہوں
جفا سے کچھ بھی حاصل ہے کوئی پوچھے جفا جو سے

تمنا

تخلص سہ کس از ریختہ گو[3] میدانم یکے را از انہا انشاءاللہ تعالےٰ در تکملہ می نگارم و دو کس را در اینجا بحیطہ تحریر می آرم

---

[1] مریدان ا. ا.　　[2] شعر ا. ا.　　[3] گوی ا. ا.

تمنا اوّل

اول

عباس علیخا[ن] وے جوانے است مغل زا از سکنۂ شاہجہاں آباد صانہا اللہ عن الشر و الفساد کہ بہ سپاہگری ایام بسر می برد و از راہ خوش اختلاطی و گرم جوشی میرود این مطلع ازو ییست

کیا بات کہوں ہمدم اوس رند شرابی کی ۵
اک چشم کی گردش نے جس کی یہ خرابی کی

تمنا دوم

دوم

محمد[ا]سحق خاں مرحوم وے جوانے بود کشمیری الاصل [شاہجہاں] آبادی [المولد پسر ہمزلفا [حسن اللہ] خان [بیان] در سرکار [گردوں اقتدار] شاہزادہ نامدار [کامگار مرزا جہا]ں دارشاہ [انار اللہ برہانہ ثروتے بہم رسا] نیدہ بود بعد شتقار شدن آن شاہ [بلند] بلند [پرواز اوج] حشمت و جاہ بہادری بخت بلند و مدد طالع ا[ز] جمند مختار [کار سرکار دولت مدار] خلف الصدق آں عالی نسب والاحسب [اعنی] مرزا شگفتہ [بخت] بہادر المعروف بہ مرزا [حاجی صا]حب شدا اما افسوس ہزار [افسوس] کہ در عین شباب چنداں [از عمر] بہرہ ور ناگشتہ برحمت حق پیوست گاہ گاہ بطور خود فکر ریختہ می کرد ایں سیزدہ [بیت] او [راست]۵

کل بلبلیں چمن میں غزلخواں [جو] آئیاں ہنے بھی [آنکھو ایک] کی سوسو سنا[ئیاں]

گرم نظارہ تھا اوس چہرہ گلگوں پہ رقیب [ایسے کم بخت کی د]یکھنے [بھی] نہ آ[ئیں] آنکھیں
دست قدرۃ [کو بھی] تھا عالم حیرۃ پیدا تیری تصویر سی جب مونہہ پہ بنائیں آنکھیں
سچ کہو تو کہہ تجکو بھی آرام کچھہ آیا کہ نہیں جب کف پا سے ترے ہیں تے لگائیں آنکھیں

شب فراق کی سختی تمام کٹ جاوے جو صبح کو تو مرے آ گلے لپٹ جاوے

[قضا] و عشق و قدر روتے کل بہم نکلے ترے شہید کے جب لے کے ہم علم نکلے

---

۵ صبح تو مرے آ کر گلے ۱۰۱

تڑ[پھہ رہا] ہے[کوئی] خستہ جاں یں کے تلے اُٹھے ہے زلزلہ جو ہر زماں زمیں کے تلے
رہیں[کرایہ کی جاگہ ہیں] کب تلک اے دل ہمیشہ رہنے کو لیں اب مکاں زمیں کے تلے

تم[اگر] اوٹھ کراب یہاں سے گئے یونہی سننا کہ ہم جہاں سے گئے
آہ کے نالے یوں بلند [ہوے] کہ گزر ہفتم آسماں سے گئے
ہوے کروبیوں کے بہرے کان چرخ پر نالے اس[فغا]ں سے گئے
جس سے [اب] پوچھتا ہوں کہتا ہے وہ جہاں رہتے تھے وہاں سے گئے

اب اپنی یہ[صورت] ہے کہ [جوں] بلبل تصویر طاقت نہیں [پرواز کی اور پاس] چمن ہے
[این شعر در مرض] موت دو [سہ روز] قبل از انتقال گفتہ رحمہ اللہ تعالے

تمکین

[تخلص دو کس می شناسم]

اول

مردے است از طالبان ذات ملک العلام محمد صلا[ح] الد[ین نام گویند] کہ ہمیشہ با[صلاح] دین [مسرور] واز علایق دنیا نفور بود[گاہ] گاہ بطور خود شعر ریختہ موزوں میکر[د] این مطلع از و[یست] خداش بیامرزد ؎

حسن اور عشق کو جس روز کہ ایجاد کیا مجھکو دیوانہ کیا تجھکو پریزاد کیا

لہ رہے ۱۰۱۔

تمکین دوم

دوم

بخت مل [پنڈت] خلف الصدق لچھے رام پنڈت [المتخلص بہ فدا] کہ جوان مؤدب و مہذب بدریا [فت] رسیدہ مسقط الراس وے [خا] ک پاک شاہجہاں آبا [د] صانہا اللہ عن الشر و الفساد است وا [شعا] رخود [از نظر بدپر والا قدر] خود گز [رانید] ہ ایں سہ بیت او راست ؎

درق ۷۵

مشتاق قدمبوس ہے سر خسار بیاباں ۔۔۔ لائی ہے دلا تیری یہ شوریدہ سری رنگ

جب سے کافر وہ کٹیلی نظر آئیں آنکھیں ۔۔۔ ہم نے ہرگز نہ کسی بت سے ملائیں آنکھیں

نہو [لخت] جگر گر سد راہ اشک آنکھوں میں ۔۔۔ تو ڈوبیں طائران سدرہ تا منقار پانی [ہیں]

[ننھا]

تخلص سہ [تن] بمن رسیدہ

اول

محمد عیسے وے مردے است کہ نیاکانش از [خاک پاک] حضرت دہلی بودند و خودش در بلدۂ لکھنؤ تولد یافتہ مشق سخن از میاں غلام ہمدانی مصحفی میکند ایں پنج شعر از وے است ؎

میں بھی کیا برگشتہ طالع ہوں [کہ ننھا] رات کو ۔۔۔ [پھر گئی] در تک مرے اُن کی سواری آن کر

تھم کے بیوجہ تڑپتے نہیں [بسمل] تیرے ۔۔۔ آ [ب خنجر] کا یہ رہ رہ [کے] مزا لیتے ہیں
خاک ہیں دل کو ملا کہتے ہو [قیمت] کیا دوں ۔۔۔ چیز اگر [لینے ہیں] تو [پہلے] چکا لیتے ہیں

غیر [سے شکوہ مرا] بس [دیکھی دانائی تری] ‏ ‏ ہیں [ہوا رسوا تو کیا ہوگی نہ رسوا] ئی تری

آئے تو [سہی] آن کے [اک آن نہ ٹھہرے ‏ ‏ کتنا] ہی کہا وہ[1] کسی عنوان نہ ٹھہرے

دوم

شیخ [عوض] علی وے شخصے [است سپاہی منش وا] لانژاد خوش نویس ظریف نہاد این سہ بیت او [راست] ؎

کیا بلا پھونکے[2] ہے سوزِ عشق سینے [میں مرے] ‏ ‏ آہ کا شعلہ جو نکلے ہے سو آتش بار ہے

ان بتوں کو کیا ادا تو [نے عنائت] کی خدا ‏ ‏ جو نگہ ترچھی پڑی برچھی سی دل کے پار ہے

تھا یہی پیغام وقت نزع تنہا [یار سے] ‏ ‏ اب قیامت پر ہمارا وعدۂ دیدار ہے

سیوم

افغان [پسرے بود] نورسیدہ وسبز [ہ] گل عذارش تازہ دمیدہ ہمسایۂ این مسکین صاحب گفتارد [لنشین نہائت حلیم] وبغائت [سلیم] سعادۃ [ا] لتسیام سعد اللہ خاں نام بنا برتاثیر صحبت شوق سخن گوئی بہم رسانیدہ وشعر خود گاہے از نظر این بے بضاعت گزرانیدہ وگاہے بسمع دوستدار سراپا وفاق حکیم ثناء اللہ خاں فراق رسانیدہ افسوس ہزار افسوس کہ در بدو [عنفو] ان جوانی میوہ از باغ زندگانی برچیدہ بساط ہستی برچید انا للہ وانا [الیہ راجعون] او سبحانہ [جل شانہ] بروے رحمت کناد این چار[3] شعر از وے است ؎

گدھا [سا بن رہا] ہے شیخ [فکر] آدمیت کر ‏ ‏ ارے جا کر مرید حضرت خواجہ کہار[4]ی ہو

دم بدم پیار سے تر... عاشق کا عالم اور ہے ‏ ‏ دیکھ لے دیکھے تو اسکو[5] وہ کوئی دم اور [ہے]

---

[1] رہ ا.ا. [2] پہوکے ا.ا. [3] "سہ شعر" ا.ا. اصل نسخہ میں چار شعر ہیں سے آخری شعر حاشیہ پر اسی قلم میں درج ہے جو انڈیا آفس کے نسخہ میں مرقوم نہیں۔ اصل میں پہلے "سہ" ہی لکھا گیا تھا۔ اسکو کاٹ کر "چار" بنا یا گیا [4] کہاری ا.ا. [5] اصل نسخہ میں کٹ گیا ہے۔ ا.ا میں "ایسکے" رقم ہوا ہے لیکن سیاق عبارت "اسکو" چاہتا ہے ٭

مت کوئی ہوئے گریباں گیر قاتل کا مرے　　قتل کا اپنے نہیں [ہے غم] مجھے غم [اور ہے]
دل کی تنہائی کا تنہا کچھ نہیں ہے مجھ کو غم　　یار جاتا ہے سفر کو یہ مجھے غم اور ہے

حرف المثلثہ

[در انشاے] ذکر این حرف اسامی [ہفت] کس کہ [خیال شاعری در] سر دار [ند
اندراج] یافتہ منجملہ آنہا سہ شخص ثابت تخلص میکنند و دو ثاقب مجموع اشعار سی
و سہ شعر است

ثابت [ ]

تخلص سہ کس بمن [رسیدہ]

اول

ثابت (۱)

مرشد [زادۂ زمان و زمانیاں] اعنی عمان شاہی راے [بہادر] مرزا معز الدین
بہادر [دوم] فرزند ارجمند زینت بخش تاج و تخت مرزا احسن بخت بہادر کہ بصفات حمیدہ
موصوف و باخلا [ق] پسندیدہ معروف آند و ریختہ بامزہ میگویند این بیت و یک بیت
از ریختہاے طبع عالی جناب ایشان است ؎

ورق ۶۷

[ہاتھ] میں [پہنچی] عجب بازو پہ بچھ بند غضب　　سر پہ تعویذ [پری] پا [نو] میں تصویر کڑا

✓

دل کو تو لے کے مرے مفت [ہوا ہے بدنام　　اب میں] کس طرح مروں تجھ پہ بھرم جائیگا

کیا چال میں [چھل بل ہے] غضب آہ مرا دل　　تلووں تلے ملتا ہی دل آزار کو دیکھا
دھڑکا یہ شب وصل میں دل صبح کے ہوتے　　ٹھنڈا جو ترے موتیوں کے ہار کو دیکھا

قاتل ترا[ہی نگا] ہیں ہمنے بھی تاڑیاں ہیں ... پھر قتل پر ہمارے تو نے کٹار [باندھا]
[اس رشک]سے یہ میرا [د]ل خوں میں لوٹتا ہے ... فتراک سے جو ظالم تو نے [شکا]ر [باندھا]
رنگ حنا[نہیں ہے بے] شک ہے خون ثابت ... بہتان کیا[یہ تجھ پر ہیں اسے نگار باندھا]

[د]ست جنوں[کے ہاتھ] سے جاؤں کدھر نکل ... [دامن] سیا تو [چاک] گریبان ہو گیا

جگر میں درد ہے آ[نکھو]ں سے [ا]شک آتے ہیں ... [ترطپ سے] پھوٹ گیا شائد آبلہ دل کا

شب وعدے پہ اپنے جو وہ [خود] کام نہ آیا ... [بے تابی دل] سے مجھے آرام نہ آیا
کسطرح گھٹا غم کی مرے [دل پہ] نہ چھاوے ... اس ابر میں وہ ساقی گلفام نہ آیا
جاں آئی لبوں پر مری [اس] غم سے پر افسوس ... وہ ماہ دل افروز لب بام [نہ آیا]

[خوبیہ] د تیری نہیں ہے کچھ فقط گفتار خوب ... [رخ پری][۱] کا کل] دہوا با[لا] بلار[فتار خو]ب
[بوسہ] جب چپکے سے میں مانگا تو یوں ہٹ کر کہا ... واجبی ہم کیوں نہ دینگے واچھڑے بسیار خوب

چھٹا ہاتھوں سے اپنے جب سے دامن وصل کا تب سے ... قسم قدموں کی تیرے ہم کف افسوس ملتے [ہیں]
نہ پہنچا [ہاتھ گر] داماں تک اسکے تو پھر ہم بھی ... گریباں پھاڑ کر گھر سے کو[ئی دم میں نکلتے ہیں]

دست گل خوردہ مرا کل دیکھ یوں کہنے لگے ... خوب [پھلکاری کی ہے] جامے کے اندر آستیں
واہ رے دست جنوں، اللہ رے تیری دستبرد ... نے گریباں ہے نہ دامن ہے نہ یکسر آستیں
اب تلک [تیرا] لڑکپن [اشک] جاتا ہی نہیں ... مت [بھگو] پانی سے [میر]ی طفل ابتر[ا]ستیں

---

[۱] پہ ۱.۱ [۲] نسخۂ اصل میں اس موقعہ پر عبارت میں گنجلک ہے اور 'رخ پری' کے بجائے 'لیے سخت کے' مرقوم ہے [۳] یہ ۱.۱

قیامت قد وہوا آنکھیں پری [ر] خ [بچانا تجھ سے دل مشکل ہوا ہے]

سمٹ کر سینکڑوں آنسو [مری آنکھوں] سے [نکلے] ہیں
[کدھر] کو دیکھیے یہ قافلہ اشکوں کا چلتا ہے

ثابت (۲)

دوم

[ا] صالت [خا] ن افغان [وے از] شاگردان مرزا بچو بیگ عظیم آبادی [فد] وی تخلص است کہ در عہد خود دراں ضلع علم استادی [می ا فر [اشت] شعرا[یں] ہر دو یک کیفیت دارد ایں سہ بیت از گفتہائے اوست ؎

وقت [مرنیکے] مرے پاس وہ موجود [ہوا] [اپنے] جینے کا یہی میرے تئیں سود ہوا
مجمر سینہ ہیں دن رات پڑا جلتا ہے آہ ثابت یہ ترا دل نہ ہوا [عود] ہوا

[مصرع] کبھو جو آنکھ کا موزوں [کر] وں ہوں میں
سکان نہ سپہر کا دل [خون] کروں [ہوں میں]

ثابت (۳)

سیوم

[مرد] ے [سعادت نشان المسمی بہ] شجاعت اللہ [خان وے] از سکنۂ [بلدۂ لکھنؤ و از تلامذۂ] میاں [جعفر] علی [حسرت بود گویند کہ مرد خوشخو نیک] دل [کشادہ روبجذ!] مشتغل بود ایں مطلع اوراست ؎

آتے ہو تم تو دن میں کئی بار اس طرف پر [دیکھتے نہیں کبھو اے یار اس طرف]

ورق ۷۷

ثاقب

تخلص دو کس می شناسم

اول

درویشے بود خجستہ فرجام سید شمس الدین نام بسیار نیک طینت و پاکیزہ خو از شاگردان شاہ مبارک آبرو ایں [دو] شعر از ان آں مرحوم است ؎

ترے [عتاب] سے کس دن یہ رنگ رو نہ اوڑا ۔ کہ مرغ روح مرا اوس کے دو بدو [نہ اوڑا

مرے] ادب نے رکھا مجھکو یاں تلک محروم کہ بعد قتل بھی دامن تلک لہو [نہ اوڑا]

دوم

بزرگے بود مشہور بہ صاحب دلی از معاصران محمد ولی شیریں کلام میر [شہاب الدین] نام ایں سہ شعر از ان آں مغفور است ؎

ثاقب کی نعش اوپر قاتل [نے آکے] پوچھا یہ کو[ن مر] گیا ہے کس کا ہے یہ جنازہ

مجھ سے بیدل کی اگر [تصویر] کھینچا چاہئے اے [مصور] اوسکے [تئیں] دلگیر کھینچا چاہئے

اک نگہ ترچھی سی تی دیتی ہوتا [ہے بس عالم دو نیم] تجکو کا[ہیکو میاں] شمشیر کھینچا چاہئے

ثروۃ

تخلص مرزا محمد [صادق است] کہ [بہ آغا] ثروۃ اشتہار داشت و بہ اتالیقی پسر راجہ ٹکیت [راے] در لکھنؤ متعلق بود کلا[مش] درو آلود می نماید ایں دو شعر ازو است ؎

اب نہ وہ وصل نہ وہ عیش نہ وہ عشرت ہے ہجر ہے [درد ہے اور ہم ہیں عجب صحبت] ہے

نہ وہ آرام نہ وہ چین [نہ وہ راحت] ہے بستر درد پہ تڑپھے [ہیں] عجب حالت ہے

ثنا

تخلص سیدزادہ ایست کہ اصلش از خطۂ کشمیر [جنت نظیر] و مولدش مبارک بنیاد

عظیم آباد است گاہ گاہ فکر ریختہ میکرد [اصلاح] سخن از شاہ مشتاق طلب کہ دراں دیار مشہور و [معروف] است [می گر] فت خوش فکر و صاحب [طبیعت معلو[م]] میشود ایں شعر از [و] است ؎

چمن ہے خندۂ گل ہے مے و مینا ہے اور تو ہے
فغاں ہے نالہ ہے فریاد ہے زاری ہے اور میں ہوں

حرف الجیم

درضمن ایں حرف ذکر بیست و سہ شاعر مندرج گشتہ کہ من جملہ آنہا دو شخص جراْۃ تخلص میکنند [و] دو کس جعفر و سہ مرد جنوں تخلص ورزیدہ اند و دو عزیز جولاں و مجموع [اشعار] . . . . کہ من جملۂ آنہا . . . رباعی واقع شدہ

[جان]

[تخلص جانعالم[1]] خان است[2] وے خلف الصدق نواب متور خاں مغفور برادر کوچک نواب روشن الدولہ ظفر خاں مبرور است در فرخ آباد شعر خود باصلاح شاعر فصاحت افروز محمد میر سوز [مرحوم] میرسانید نثر خوب می نویسد و خط نستعلیق و شکستہ درست می نگارد فی الجملہ از علوم عربیہ ہم بہرہ اندوز است [بہر]حال کیف ایں [چہار] شعر از [زاد ہا]ے طبع اوست ؎

---

[1] نسخۂ اصل میں عبارت کٹ گئی ہے ا۔ ا۔ میں 'جانعالم' ہے لیکن خمخانۂ جاوید میں (۲۵۲ جلد دوم) 'جان عالم' ہے'

چھوڑ عارض د[ل نے گھیرا] زلف مشکیں [شام کو]   [صبح کا] بھولا غنیمت ہے جو پہنچے شام کو
لگا خوبان تو [خط سے یہ ملتے   گھسیٹا] پھر مجھے [کانٹوں میں] د[ل نے]
[اس سنگدل کے دل میں ذرا بھی نہ [راہ] کی   دور از اثر سدا رہی [ہٹ][۵۱] تیری آہ کی]

بیٹھا ہوں یار آنکھوں [میں آنسو بھرے ہوئے]   جوں تاپداں میں شیشۂ رنگیں دھرے ہوئے

جذب

تخلص سید زادہ [الیست] صاحب شان جلی ساکن قصبہ بریلی طالب علم شیریں زبان با حلم و عذب البیان خیلے ذی ہوش و بسیار [عیب] پوش نہائت [مہذب و] بغائت مودب گاہ گاہ فکر ریختہ می کند و بطور خود پاکیزہ [میگوید] ایں پنج بیت ازو است [۵۲]

وہاں صفائی ہے خود نمائی ہے   یہاں مری جان [کی صفائی] ہے
اے فلک مجھ سے اتنی بے مہری   یہ ترے دل میں کیا سمائی ہے
چشم تر تو نے [ہی] ڈبویا ہے   آہ یہ کیسی آشنائی ہے
یہاں ہوے ہم تو جاں بحق تسلیم   وہاں ابھی عشق آزمائی ہے
جذب چل دیکھ آستانۂ یار   ہم ہیں اور اوسکی جبہ سائی ہے

جراح

تخلص غلام [نا] صر پسر حافظ ر [مضا] نی جراح است کہ با وصف حفظ کلام الٰہی

---

۵۱ از خمخانۂ جاوید جلد دوم صفحہ ۲۰۲ ۔ ۱.۱.میں "آہ"   ۵۲ از خمخانۂ جاوید اور ۱.۱.میں "تپ"

تعالے [شانہ بہ تلمذ مر] جمع طلاب جہاں مولوی خواجہ احمد خان روح اللہ روحہ بہرہ از علوم [متعارفہ دارد] درکار خود بسیار پختہ کار و چابک دست و دلیر است و از فن شریف طبابت ہم نصیبے اندو [ختہ] و ایں غلام ناصر ہم گونہ از علم فائدہ یاب گشتہ بطور خود گاہے ریختہ می گوید ایں شعر وے گفتہ ؎

الکرم نہیں ہے اوس بُتِ خورشید [رو] کو چین پھرنے میں [جیسے] کوکب سیارہ گرم ہے

جرأت

تخلص دو کس می شنا [سم]

اول

عزیزے است [شیریں کلام قلندر بخش نام لطف طبعش از اشعار آبدارش پیدا است و مہارت وے دریں فن [از کثرۃ] مشقش [ہویدا در] نجوم و موسیقی اندکے دست دارد و ستار خوب می [نو] از دنیا کائش بدربانی دربار دربار سر افتخار [بآسماں] می سوو ند اصلش از حضرت دہلی است اگرچہ از چندے بہ لکھنؤ رخت [اقامت] افگندہ افسوس کہ در عین عنفوان شباب [چشم] جہاں بینش از نور بینائی بے آب گشتہ مشق سخن [ور] ابتدا از میاں جعفر علی حسرت نمودہ و بنا بر کثرت توغل و مناسبت طبع رفتہ رفتہ [گو] ے سبقت از شعرائے دیار مشرق ربودہ و بسبب سیر مشقی حسب رواج آں دیار آنچناں اشعار آبدار از طبع گوہر بارش تراوش میکند کہ مقدور فصحاے آنجا نیست و جمے غفیر از سکنہ لکھنؤ نسبت تلمذ بوے دارند و گروہے کثیر ویرا درایں فن شریف بے مثل و عدیل پندارند

حکائت

گویند کہ روزے در مجلس شعرا کہ بخانہ مرزا محمد تقی خاں ترقی الحقادمی یافت با بسیا [ر] ے از تلامذہ خود رسیدہ غزلہا بر خواند و بحدے مورد تحسین و آفرین [خاص و عام

۵؎ رسید غزلہا خواند، ا.ا.

گشتت کہ شنیدن] شعر مشکل شد تا بفہمیدن خود چہ رسد اتفاقاً سخن سنج بے نظیر [محمد تقی میر ہم] دراں مجلس حاضر بود قلندر بخش جرأت نمودہ خود را بہ پہلوے میر رسانیدہ داد خواہ اشعار خود شد میر بعد ازاں کہ دو سہ بار مواسا کرد چوں ابرامش دریں امر از حد در گذشت گفت کہ ہرگاہ ایشاں [بدیں] جد و کد می پرسند ناچار می گویم و ایں الفاظ ہندی بر زبان [نخو] ۃ تواناں وے گذشت "کیفیت اسکی یہ ہے کہ تم شعر تو کہہ نہیں جانتے ہو اپنی چوما چاٹا کہہ لیا کرو"! بہرکیف ایں یک صد و پنجاہ شعر از اشعار آبدار آں سرآمد شعر[اے] بلدۂ لکھنؤ رقم زدہ کلک واقعہ سلک میگردد ؎

محمد ہے نبی ممدوح ذات [کبر] یائی کا — کرے بندہ گر اسکی مدح دعویٰ ہے خدائی کا

رتبہ کل بازی کا دلا کاسش تو پاتا — ہاتھوں سے جو گرتا تو وہ آنکھوں سے اٹھاتا

ناتوانی سے گرے ایسے کہ پھر اٹھ نہ سکے — ہو گیا جزو بدن ضعف سے بستر اپنا

مت یہ گھبرا کر کہو اب یہاں سے بندہ جائیگا — کوئی مر جائیگا صاحب آپ کا کیا جائیگا

گرم صحبت جب تلک ہوگا نہ ہم سے یاں سے وہ — ہمدموں کیونکر یہ ٹھنڈے سانس بھرنا جائیگا

مجھسے وقت جنگ کہتا ہے یہی وہ جنگجو — جب کہیں تو مرتے کا تب یہ جھگڑا جائیگا

مت پلاؤ بزم میں جرأت کو ہے آتش زباں — آگ سی سینے میں سب کے آ کے بھڑکا جائیگا

دل پہ لگا الٹ گئے وہیں تیر آہ کا — جب [یا] د آگیا وہ پلٹنا نگاہ کا

تماشے کو نکل آیا ہے وہ رشک پری گھر سے — مزا دکھلا رہا ہے ان دنوں دیوان پن اپنا

ابر دریا بار کے رونے پہ مت بھولو کہ یہ — کمتریں شاگرد ہے اس دیدۂ نمناک کا

بعد مرنیکے بھی ہم مستوں کی ہے یہ آرزو — قبر پر سایہ جو ہو تو ہو نہال تاک کا
[ازرہ] طعن یہ کہتا ہے وہ ناداں ہم کو — دل کسو شخص کو دیتے نہیں دانا اپنا
کیا اوس گھر میں چرچا جسنے میری آہ و زاری کا — الٰہی صبر اوس کی جان پر اس بیقراری کا
یاد آتا ہے [تو] کیا پھرتا ہوں گھبرایا ہوا — چنپئی رنگ اور بدن اوسکا وہ گدرا [یا] ہوا
غنچۂ دل کو تو یوں نالۂ شبگیر کہلا — کہ خزاں میں بھی رہے جوں گل تصویر کھلا
کچھ مونہہ سے دینے کہہ وہ بہانے سے اُٹھ گیا — حرف سخاوۃ آہ زمانے سے اُٹھ گیا
داغ پر دل جو ترا چاہنے والا نکلا — شب چراغان دوالی کا دوالا نکلا

روتے جو تصور مژۂ یار کا گزرا — کیا تیر سا اک دیدۂ نمناک نے کھایا
یاران گزشتہ کی کہانی رہی جرأت — ساتھ اپنے جو کھاتے تھے انہیں خاک نے کھایا

تھی کل [اوس] بن یہ مری شکل گلستان کے بیچ — جیسے بیٹھے خفقانی کوئی زندان کے بیچ
غم کے کھونے کو چلے تھے کسی غمخوار کے پاس — بیقراری یہی کہتی ہے کہ چل یار کے پاس

ورق ۸۰

جب چہرے پہ میرے نہ رہی نام کو سرخی — تب ہنس کے کہا اون نے کہ لو اب تو کھلا رنگ
دن ہجر کا جب دوپہر آتا ہے تو جرأت — کیا کیا دل نالاں کی سنا کرتے ہیں سارنگ

عید قرباں کو بھی دے گھر سے ہمیں یار نکال — جی میں آتا ہے گلا کاٹیے تلوار نکال
لوں بلائیں اگر اوس کی تو یہ جھنجلا کے کہے — واروں ہاتھوں کو ترے آج ہی سب پیار نکال

وہ سوختۂ عشق ہوں جرأت کہ جگر پر — ہر داغ ہے خورشید قیامت سے سوا گرم

حیران مجھے دیکھ کے بولا وہ ہنسی سے — ہے آج تو جرأت یہ بھی تصویر کا عالم

دل کی تپش کے صدمے جوں برق جان پر ہیں　　گا ہے زمین پر ہیں گہ آسمان پر ہیں
گو بوسہ وہ نہ دیوے لیکن اسی آرزو میں　　کس کس مزے کی باتیں اپنی زبان پر ہیں

قدم میں ناتواں جب اسکے کوچے سے اُٹھاتا ہوں　　تو شکل نقش پا ہر ہر قدم پر بیٹھ جاتا ہوں

جو تم ہنسنے ہنسانے کیلئے اب قہر چنچل ہو　　تو پھر رونے رولانیکو سناجی میں بھی طوفاں ہوں

تپش سے دل کی اب اعضا تمام جلتے ہیں　　جو ہم سے دل کوئی بدلے تو ہم بدلتے ہیں
ترے مریض کے ملتے تھے جو کہ تلوے آہ　　وہ بیٹھے اب کف افسوس اپنے ملتے ہیں
یہ دل میں کس کی سمائی ہے اچپلاہٹ آہ　　کہ وقت مرگ بھی اعضا تمام ہلتے ہیں
زبسکہ مرتے ہیں اک سبز رنگ پر جرأت　　یہ شعر کہتے نہیں زہر ہم اگلتے ہیں

ملاپ کیونکہ ہو دونوں کے دل [قفس میں ہیں]　　جنہوں کے بس میں ہوں ہیں [وہ پر] اے بس میں ہیں
لخت دل سمجھو نہ میرے آنسوؤں کے تار میں　　پٹڑیاں یاقوت کی ہیں موتیوں کے ہار میں
لخت دل کی بھی [ہے] آمد دیدۂ خونبار میں　　دیکھیے کیا پھولتا ہے گل گھڑی دو چار میں

زبس وہ آپکو بے مثل سمجھا ہے زمانے میں　　ہوا سو شکل سے حیران کل آئینہ خانے میں
جو دیکھا تو سوائے اشک جوشاں شکل فوارہ　　نظر آتی نہیں ہے خاک بھی دل کے خزانے میں

کیوں ہجر کی رات آئی بستر پہ لٹانے کو　　پہلوے تہی کم تھا کچھ یاد دلانے کو

اب نشاں [ر] ہنے کا دیتے نہیں جانی ہمکو　　ہاے وہ دن کہ جو آتی تھی نشانی ہم کو

وہی سمجھے گا قلق سے مرے گھبرانے کو — جسکا دل لے کے کوئی منع کرے آنے کو
یاد آتے ہیں جسے ہجر میں ایام وصال — بہتر از زیست سمجھتا ہے وہ مرجانے کو
سنبوٹک اوبتِ بیداد گر اللہ نے آہ — کیا کیا تھا تجھے پیدا مرے ترسانے کو
ہے لگا لینے کو وہ فتنۂ دوراں تو بلا — پر طبیعت بھی غضب ہے مری لگ جانے کو

وصل میں جسکے نہ تھا چین سو جرأت افسوس — وہ گیا پاس سے اور موت نہ آئی مجکو

بلا جوڑے کی بندش اور قیامت قد و بالا ہے — غضب چتون، ستم مکھڑا بدن سانچے میں [ڈھالا ہے]

[وہ رنگ] جو کندن سا ہے اوس کا ہوں دوانا — پہناؤ مرے پاؤں میں زنجیر طلا کی
پہنے ہوے آئے ہیں وہ جوڑا جو [سنہرا] ا — گویا کہ ہے منہ بولتی تصویر طلا کی
بجلی ہے تلے ابر کے یا جھلکے ہے جرأت — اوس سوسنی کرتی میں سے زنجیر طلا کی

بسکہ گلچیں تھے سدا عشق کے ہم بستاں کے — ہوے نوکر بھی تو نواب محبت خاں کے

دیکھ زخمی مجھے اوس کوچۂ قاتل والے — ہنس کے کہتے ہیں کہ آ زخم جگر سلوالے
ابتو یا زار محبت میں یہ ہے ہم پہ پکار — بیچتا ہے تو ادھر آ ارے او دل والے

بیکلی ایسی گیا ہے سونپ وہ گلرو مجھے — کل نہیں پڑتی کسو کروٹ، کسو پہلو مجھے

نہیں ہلتے ہیں پھروں دست و پا یہ ناتوانی ہے — سنا جو مرگ کا عالم سو اپنی زندگانی ہے
اٹھا ابر سیہ جوں قصد آنے کا کیا اونے — کروں کیا فکر اس کا یہ بلاے آسمانی ہے

خموشی کی ہماری جا بجا اب قصہ خوانی ہے — برابر سو زبانوں کے اک اپنی بے زبانی ہے
نہیں اٹھنے گلی سے اوسکی گو ٹھکرائے جاتے ہیں — غرض بہتر توانائی سے اپنی ناتوانی ہے

دل جو اب مجھ سے دور بھاگے ہے — اوس سے مل کر اسے بھی بھاگ لگے

جگر پہ تیغ وستاں کا لگے تو گھاؤ لگے — نہ دل کا پر کسی بیدرد سے لگاؤ لگے
گر آئے رونے پہ ٹک اپنی چشم دریا بار — تو کیا عجب ہے کہ کوچہ بکوچہ ناؤ لگے

کل جو بیٹھا پاس میں یکجا ترے ہمنام کے — رہ گیا بس نام سنتے ہی دل اپنا تھام کے
وائے قسمت اوس کا وعدہ شب کے آنیکا ہے اور — ڈھل چلا یاں زیست کا دن آتے آتے شام کے

کہنہ مشتاق ہے اور تازہ گرفتاری ہے — اس لیئے سوجھے ہے جرأت کے تئیں بات نئی

دیکھ مجھکو اپنے در پر یوں کہا منہ پھیر کے — یہ دوانا کس لیئے بیٹھا ہے رستہ گھیر کے

یہ حالت ہے مری جب تک نہ در سے تو نکل آئے — ادھر اک آہ کھینچی اور ادھر آنسو نکل آئے
بہانہ کر کے دل کے ڈھونڈھنے کا سامنے در کے — میں بیٹھا ہوں کہ شاید وہ مہ دلجو نکل آئے

دل ہی جب چھاتی کا پھوڑا ہو تو کیا جینے کا لطف
کیوں اجل کیا پاؤں میں تیرے پھپھولے پڑ گئے

[جو] جنس دل تھی اپنی گرہ میں سو کھول دی — ان مول چیز تھی تجھے بن مول تول دی
مونہہ دیکھو چاند کا کہ وہ [نقشہ] ترا سا لاسے — صورت خدا نے اوسکو [بھی] اک گول مول دی

قلق یہ اوس بت کافر کی ہے جدائی سے ۔۔۔ کہ آ[ہ بیٹھے] ہیں بیزار ہم خدائی سے

یوں وہ آنکھوں میں [کہے] ہے جبکہ روتا ہے کوئی ۔۔۔ پھوٹ پھوٹ اتنا نہ رو بدنام ہوتا ہے کوئی
گرد ہالہ اختروں کو دیکھ روتا ہوں کہ یوں ۔۔۔ موتیا کے پھول بالی میں پروتا ہے کوئی
جان بلب کوے بتاں میں کیوں پڑا ہے تو دلا ۔۔۔ مفت یوں بندے خدا کے جان کھوتا ہے کوئی
جرأۃ گریہ کناں کا ان دنوں یہ رنگ ہے ۔۔۔ پونچھے ہے آنسو کوئی دامن کو دھوتا ہے کوئی

پامال صد جفا ہوں اوسی شہسوار کا ۔۔۔ وہ جو سمند ناز کو چمکائے جائے ہے
جرأۃ بجز فنا نہیں اسے نجات آہ ۔۔۔ جوں شمع سوز عشق مجھے کھائے جائے ہے

دو لئے اوس پہ ناداں اور دانشمند ہوتے ہیں ۔۔۔ یہ عالم اوس کا دیکھا ہے کہ رستے بند ہوتے ہیں

قاتل نہ مجھ سے موڑیو مونہہ وقت قتل تو ۔۔۔ ٹک شرم کیجیو مری گردن جھکائی کی

جو گئے تھے ترے بیمار کے لانے کیلئے ۔۔۔ سو وہ سب بیٹھے ہیں اب اوس کے اٹھانے کیلئے
یاں کہتا ہے وہ اب جسکے لیئے ہوں بدحال ۔۔۔ حال یہ اسنے بنایا ہے دکھانے کے لئے

سخت تجھ بن قلق اس دل کا ستاتا ہے [مجھے] ۔۔۔ کہہ اٹھاتا ہے تو پھر کاہ بٹھاتا ہے [مجھے]
یہ تو میں کیونکہ کہوں کچھ نہیں بھاتا مجھکو ۔۔۔ کچھ تو بھایا ہے کہ اب کچھ نہیں بھاتا ہے مجھے
صحبت اب یار میں اور مجھ میں [ہے جوں] شعلہ و خس ۔۔۔ ہوں جوں میں اوسکو بڑھاتا ہوں گھٹاتا ہے مجھے
آہ میں کیا کہوں [کیا] جنس ہوں [جوں] ہیزم خشک ۔۔۔ جو خریدار [ہے] ہے سو جلاتا ہے مجھے
یار سے کچھ جذبۂ الفت نے کیا اوسکو اثر ۔۔۔ اب جو آتا ہے سو یہ مژدہ سناتا ہے مجھے
مونہہ مرے گھر کی طرف کر کے یہ کہتا ہے [وہ] شوخ ۔۔۔ کوئی اس طرف کو کھینچے لئے جاتا ہے مجھے

ورق ۱۴۳

زخم تازہ کی طرح چرخ کہن اسے جراٴت   ٹک ہنساتا ہے تو پھر خوب رلاتا ہے مجھے

اوس پردہ نشیں سے کوئی کس شکل بر آوے   جو خواب میں بھی آسے تو مونہہ ڈھاپ کر آوے
جو مجھسے یہ کہتے ہیں کہ کیوں مفت د[یا دل]   ہو جائیں ابھی مجھسے جو وہ مفت بر آوے

دل جگر دونوں مرے خانۂ زنبور ہووے   داغ سے زخم ہوسے زخم سے ناسور ہووے
منہ چڑھیں کیوں نہ مرے دار مژہ پہ چڑھ کر   اب تو لو حضرتِ دل وقت کے منصور ہووے
دردِ دل اوٹھتے ہی دنیا سے اوٹھے ہم یکبار   شکر یارب کہ طبیبوں کے نہ مشکور ہووے
او[پنے خدمت] سے جو معذو[ر] رکھا اسے جراٴت   یاں تلک روسے کہ ہم آنکھوں سے معذور ہووے

[خیر] وسکو نہیں کرتا کوئی   کہ میاں مفت سے مرتا کوئی
آہیں مت بھر اوسے [تہم] لاتے ہیں   اتنی حامی نہیں بھرتا کوئی
اسلیئے ہے مجھے سونے سے خیا[ل]   خواب میں آوے نظر تا کوئی

رکھیو یارب تو [پھنسا] دل [کی] گرفتاری میں   موت بھی آوے تو آوے اسی بیماری میں

اسے طبیب اسکو غذا فرما کباب نرگسی   ہے یہ دل بیمارِ چشمِ نیم خواب نرگسی
یاد میں ان نرگسی آنکھوں کے گر[نا] سو[چشم]   بہہ چلے میرا تو پھر جاری ہو آب نرگسی

نہ افلاک کیا آہ و فغاں کیجے یہ خطرہ ہے   نہ آندھی ہیں کہیں اوڑ جائیں یہ خیمے پرانے سے
بکا کرتے ہیں آپ ہی آپ ہم بھی کچھ دوانے سے   یکا یک آگئی ایسی خرابی کسکے جانے سے
محبت ہی نہیں جو رہ گئے تم یہاں کے آ[نے] سے   وگر نہ[1] دل ملے پر ملتے ہیں سو سو بہانے سے

---

[1] دونوں نسخوں میں ' واگرنہ ' ہے ۔

جو دیکھے ہے گردن کا ڈھلک جاے ہے منکا
گردن کی غضب ہے بتِ بے باک کی ڈوری

[جو ر] اہ ملاقات کی تھی جان گئے ہم اے خضر تصور ترے قربان گئے ہم

قطعہ

کل واقف کار اپنے سے کہتے تھے [وہ] یہ بات جراُة کے جو [گھر] رات کو مہمان گئے ہم
کیا جا [نیے] کم بخت نے کیا ہم پہ کیا سحر جو [بات] نہ تھی ماننی وہ مان گئے ہم:

ناطاقت اب ہو [اہے] یہ [تیر] امریض عشق بستر سے ٹک ہلے ہے تو لگتا ہے کانپنے

جبکہ [ہمسا] یہ یں سنتے ہیں تہیں آے ہوے کیا در و بام پہ ہم پھرتے ہیں گھبرائے ہوئے
پیرہن چاک ترے [در] پہ جو کل کرتا تھا آ [ج لو] گ اسکو لئے جاتے ہیں کفنائے ہوئے

ورق ۹۴

جوں انار آتشیں آتش [زد] ہ یوں ہی وہ نخل اٹھتے ہیں شعلے پہ شعلے جسکے برگ و بار [سے

مہ رخسار [کا] وسکے جہاں [ہو وے] کر تو جیسے لگے ہے چاندنی چوک اسطرح بازار لگ جاوے
[کرے خون جگر] سے [چشم کو ہر بار] گر سازش تو موتی بارغ سے بہتر کوئی گلزار لگ جاوے

جوش سودا جب کہ تیرے و [ہ] حشیوں کے سر چڑھا شہر اجڑے ہو گئے آباد ویرانے کئی
رو کے دن خالی کیا بس ہنسنے جوں مینا سے مے بھر کے غیر [و] ں کو دیے جب تم نے پیمانے کئی

بوقت ذبح اوسکا پاؤں لغزش کھاے تو عاشق کٹے [حلقو] م سے سو بار بسم اللہ [پو] ل اٹھے

دل وحشی کو [خواہش ہے تمہارے] در پہ آنیکی　　دوانا [ہے ولیکن] بات کہتا ہے ٹھکانے کی

قتل سے کب قاتلانِ [فتنہ گر] خالی ہوے　　بھر [گیا شہر خموشاں گھر] کے گھر خالی ہوے
یاد [ہیں] سا[قی] کی جرأۃ ساغرِ مے کی طرح　　[گہ ہوے لبریز گاہے] چشم تر خالی ہوے

عشاق [کریں گر طلب] مے [تو] کہے وہ　　[کم بخت یہ ہیں حلق] کے دریان [ہما] رے

تم نے تو [دل] لیکے کی مجسے خموشی اختیار　　جا بساؤں ہیں بھی [اب] شہر [خموشاں] تو سہی

[کچھہ] لگاوٹ کا [سبب اور] نہیں [پر] جرأۃ　　یہ وہ چاہے ہے کہ اسکو بھی لگا سے رکھیے]

بتان سنگدل کی چاہ کا وہ نا [م لے] حق ہے　　کہ پہلے [جو کوئی چھاتی بنالے اپنی پتھر کی]

جب اوس کا فرکی چھپلی [آ] شنائی یاد آتی ہے　　[فلک کو دیکھتے ہیں ہم خدائی یاد آتی ہے]

کیا نیش غم عشق کہو [تو] ں اسکے [عوض آہ　　کیونکر رکھہ نہ دیا سینے ہیں زنبور کسی نے]
[ہمیاری] تو دیکھو نہ ملانے کے لیئے آنکھ　　دیوانہ کیا ہے ہمیں مشہور کسی نے

جلدی سے کرلے چرخ سحر ورنہ کھونگا　　کالک ترے مونہہ کو شب ہجراں نے لگائی
پنہاں [نہوں] کیوں لعل و گہر سنگ و صدف ہیں　　چٹ دو تو کو تیرے درد [ندا] ں نے [لگا] ئی

[کہتا] ہے دمِ صبح وہ گھر جاؤنگا[1] یا رب　　اب دفتر اپا [م] سے یہ [لفظ بسر جاے

---

[1] جاویگا ۱-۱۔

[گرچہ وصل] یار ہے پر جی کو اپنے کل کہاں   ہے یہی دھڑکا [کہ جو کچھ آج ہے سو کل کہاں]

[کبھو] زمردی مرے مرقد کے سنگ کو   میں مرگیا ہوں دیکھ [کے اوس سبزہ رنگ کو]

دن رات سبزہ گرد نہو طو[ر کیا] ہے یہ   سودا اگر نہیں تو دلا اور کیا ہے یہ

پیار کی چتوں [مر]ی آنکھ اوسکی [شرما]ئی ہوئی   کھل گئی محفل میں سب پر سخت [ر]سوائی ہوئی

شب نہ آئی [نید اس بن دل جو] دکھ دیتا رہا   [بیکلی سے صبح تک میں] کروٹیں لیتا رہا

ہوے ہم بت کے بندے [برہمن سے راہ کرتے ہیں   حرم کے رہنے] والو تم سے عشق اللہ کرتے ہیں

ق

ہے عشق خدا نبی [سے ظاہر   یہ چاہ نہ سمجھیو نہسانی

دیکھو تو نو[ر] بچشم تحقیق   [کیا مد نظر ہے پاسبانی

تھا سایۂ مصطفےٰ جو معدوم   دشوار تھی اسکی رہنر پائی

گزرا جو خیال یہ نبی کو   تو آئی صدا یہی کہ جانی

یا سایہ ترا نمی پسندم

عشق است و ہزار بدگمانی]

دیگر

آ[ئی نظر] جو ایک مرقع میں نا[گہ]اں   [مجنو]ں سے [بھی] فزوں کسی پیا[ر]کی شبیہ

تو ہنس کے ہنسنے کہنے لگے چتونوں] میں وہ   لو [تم] بھی دیکھ لو یہ ہے سرکار کی [شبیہ]

[ایسے بیدردوں کے مجھکو دام میں] لایا ہے چرخ
کہ [جی تو کہتا ہے] اسکے توڑکر پر چھوڑ دو
[اور کوئی بیدرد یوں کہتا ہے بیدردی سے آہ]
جو تماشا دیکھنا ہے ذبح کرکر چھوڑ دو

دیگر

کہا جو میں نے یہ اوس شوخ سے سنا ہے آج — کہ مول آپ نے خنجر کئی دو دھارے لئے
تو کیا کہوں کہ وہ مونہہ سے تو [کچھ نہ بولا] لے پر — نگاہیں [بولیں] کہ کہتے ہو کیا تمہارے لئے

رباعی

مختاری پہ آپ [اتنا] کیجے نہ گھمنڈ — کہتے ہیں جسے نوکری سو ہے بیخ ارنڈ
سرمائی دلائی ہے سو دستے ورنہ — [تم کھاؤگے گالیاں] جو ہم [کھا] وینگے ٹھنڈ

دیگر

بیوجہ نہ سمجھیو یہ پڑنے اولے — [انگریز بڑا بول جو ناحق بولے]
تو فوج ملائک نے فلک سے جرأۃ — مارے گوروں کو گومڑے گویے گولے

دوم

مرزا [مغل] فرزند ارجمند عبدالباقی خان ابن حمید الدین خان نیچہ رسے مردے بود بسیار قابل و نیک کردار نہایت خوشدل و شیریں گفتار از حضور پرنور بخطاب [مستطاب] والد ماجد خود مخاطب گشتہ در بلدہ بریلی [بجوار] رحمت [حق پیوست] سنہ اسبت للمذ بہ سر آمد شعر [اے فصاحت آما] میرزا محمد رفیع [سودا دارد این] ششش بیت از گفتہاے [اوست] ۔ ۹۔
بھلا تو مجھے [تو کہہ کیا ہوا تجھے اے دل] جو اسطرح سے تو رہتا ہے [میرے لال] پڑا

نپٹ ہی آ[ج] پر[یشاں ہے] حال سنبل کا　　چمن پہ آہ یہ کس زلف [کا وبال پڑا]

[کیوں نہو دیں جا] ن و د[ل سے ہم نثار] آئینہ　　عکس ہے مکھڑے کا تیرے [ہمکنار آئینہ
رو بہ] رو ہوتے ہی مفتوں کر لیا او[س شوخ] کو　　دیکھیو ٹک غور سے جرأت [تو کار آئینہ]

جوں [برگ گل] جھڑیں ہیں [گلشن میں زیر گلبن　　لخت جگر] پڑے [ہیں یوں آس پاس] میرے
غیر و[ں کا گر] ہیں شکوہ یارو [کروں عبث ہے　　سو دشمنوں کا دشمن دل ہے یہ پاس میرے]

جعفر

[تخلص دو کس مید[انم]

[اول]

[میر جعفر] مرحوم المعرو[ف بہ جعفر] زٹلی وے مردے بود از سادا[ت نارنول طبع رسا داشت] اما بتعبیر از زٹل گو[ئی] اصلا میل نمی کرد و میگفت کہ ہر چند سعی خواہم کرد سعدی شیرازی و فر[دو]سی طوسی نخواہم شد زٹل میگویم تا ممتاز عالم باشم [یک چند] در سرکار دولت مدار [شا]ہزادۂ معظم محمد [اعظم] شاہ بہادر بجرگہ خواصان خاص الخاص عز امتیاز داشت زٹلیا[تش تا الیوم] بہ صفحۂ روزگار یادگار بر زبان خاص و عام جاری است ای[ں دو بیت که پسند خاطر] فاتر افتاد ثبت یافت ہے

کھڑکا[۱] لگا دیوار کو [کہہ جعفر اب کیا کیجیے　　خطرا پڑا] آثار کو کہہ جعفر اب کیا کیجیے
گھوڑا تو تیرا لنگ [ہے کوئی نہ تیرے سنگ ہے]　　چلنا بڑے[۲] بازار کو کہہ جعفر اب کیا کیجیے

دوم

جعفر دوم

جعفر علیخان مغفور وے مردے بود عمدہ معاش [سر بسر انتعاش زر] عہد آسودہ

۱؎ کاھڑ (۔ ۲؎ بھڑے (۔

مہدِ حضرت فردوس آرامگاه طاب اللہ ثراہ ایں مطلع وے [مشہور است] ؎

[چمکتے دانت دیکھے] یار کے مسی لگانے میں جڑے ہیں ہیں قطبیاں الماس کی نیلم کے خانے [ہیں]

جعفریؔ[1]

تخلص وو ریختہ گو بایں احقر رسیدہ [تحریر] یکے [از] ال ہردو بہ تکمِلہ مناسب دیدہ] و دیگرے ر[ا دریں جا بہ تسطیر رسانیدہ] وے میر [باقر] علی [پسر دو] م میر قمر الدین [بن منت] برادر کوچک میر نظا] م الدین ممنون [جوانے] ست کہ بہ [علم] و ادب آراستہ و بہ [نور خلق و صلاح پیرا] ستہ است] مشق سخن از برادر بزرگ خود میکند ایں پانزدہ [بیت او بہ تحریر میرسد ؎

جو ہمراہ دل غم سرانجام ہوگا | تو مر کر بھی] کاہے کو آرام [ہوگا]
کہیں جمع گر ہو گیا [دردِ دل کا] | تو ایک روز چرخ [سیہ فام ہوگا]
[تو] وہ اردوئے تاباں [یہ کھو لیگا نہ] لفیں | [تو خورشید پنہاں] نہ شام ہوگا

[سینہ میں] زخم جوں جوں ہو [تے] ہیں روز افزوں | ڈورے سے تیغ کے کم تار رفو نہ آیا
اس نالۂ رسا کی دیکھو درازدستی | کب دامن مسیحا یہ جا کے چھو نہ آیا
یہ آہ برق افشاں گر نکلے دل سے اپنے | تو آتش سقر کا گویا نمونہ آیا
آتے [جو یاد ہم کو یا] ران بادہ پیما | ایک جرعے کو لبے ہیں [تا گلو نہ] آیا

[جب تک] سے وہ نگہ کر [سکے] مقابل رہ گیا | کچھ نہ بن آیا مگر میں تھام کر دل رہ گیا
اس گلے تک [دیا، پہنچے کی ہوس پہ داغ دل] | پھول بن کر تجھ میں لے گل کی حمائل رہ گیا

---

[1] جعفر ۱۰۱

سب مٹے [نقش خیالاتِ جہاں بعد فنا] داغ الفت ایک زیبِ[1] صفحۂ دل رہ گیا
دیکھ جذبِ اشتیاقِ قیس صحرا گرد کو ہول کر ناقہ کھیدھر لیلی کی محمل رہ گیا
کوہکن کہتا تھا وقت [نزع[2]] لے خسرو کا نام میرے چھاتی کیلیئے ہے [ایک یہ سل رہ] گیا
یہ حجاب آنکھوں سے گر اوٹھے [تو ہم] وہ [ایک] ہیں جعفری تک [پر] وہ ہستی ہی حائل رہ گیا

تیغ یوں دل میں خیال [نگہ یار نہ کھینچ] ناخدا ترس تو کہتے ہیں تو تلوار نہ] کھینچ
تو ہے گر عرش پہ نالا [بھی نہیں] تجھسے [کم] آپکو دور بس اے آہ شرر] بار نہ کھینچ

جلال

تخلص دو کس می شناسم یکے را ازاں انشاء اللہ تعالےٰ بہ [تکملہ] می نگارم و دیگر[ے] جما[ل] الدین حسین است برادر خورد [کمال[3] الدین حسین کمال این] مطلع از و است ؎

جی میں آتا ہے گریباں پھاڑ کر دشت کو او ٹھ چلیئے [دامن جھاڑ] کر

جنون

تخلص سہ کس می [شنا] سم

اول

جنون اول

محمد [قمر الاسلام کہ از بزرگ زادہ ہاے شا] ہجہاں آباد صانہا [اللہ عن الشر و الفساد] و از شاگردا [ن میر] نظام ا[لدین ممنون است شوق] تا نہ [بدیں] فن شریف بہم رسا [نیدہ]

---

[1] ذیب، اصل نسخہ میں [2] مرگ ر۔ ر۔ [3] شاہ کمال الدین ر۔ ر۔

اما] کم کم میگوئند این مطلع از [واست سے]

اوٹھی جو شرم تو دونوہی دل سے نکلے بجز حجاب [میا] ں کچھہ نہ فاصلے نکلے

دوم

شاہ غلام مرتضیٰ الہ آبادی گوئند کہ وے درویشے است فرخندہ خصال و [بسیار صاحب] کمال مردمان آں دیار از صحبت ایں بزرگوار فیض اندوز و وے بنابر میل طبیعت گاہ گاہ بریختہ گوئی فیروز [است دو] شعر کہ بمن رسیدہ برشتۂ تحریر کشید [ہ] سے

مرا یار میرے ہی [دل میں] تھا وے مجکو بے خبری رہی
پھرا کوہ و دشت میں ڈھونڈھتا مرے شیشے [ہی] میں پری رہی
تری [چشم مست] سے ساقیا جنوں ایسا مست تو ہوگیا
کہ مے وو آتشہ طا [ق پر] جو دھر [ی تھی وہیں دھری] رہی

سیوم

جوانے است حضرت دہلی مقام میر [فضل علی نام کہ در ابتدا مست تخلص می کرد] در کتاب عوانی ایام محرم الحرام سلیقہ دارد بہ سپاہگری [ایام بسر می برد] حالا [زمانہ اش] بسیار شکستہ خداش صلا [ح] و [فلا ح] بخشد مشق سخن از میرامانی اسد می کرد بعد رحلت آں مرحوم بہ شیخ ولی اللہ محب کہ خداش رحمت کناد [توسل جست] ایں چار شعر از ان اس[ت] سے

[اوس خط کے ہے خیال] میں آنسو کا رنگ سرخ [ہے ضابطہ جو کرتی ہے آنکھوں کو بھنگ سرخ]

باندھ کر تلوار جب آیا نظر میرے تئیں ہوگئی معلوم [قاتل کی] کمر میرے [تئیں]

ہوں میں وہ [شہباز] جسکی [سیر] گہ تھا لامکاں عشق نے تیرے [کیا بے بال] و پر میرے تئیں

یار سے کہیو یہ قاصد کہ [جو] آتا ہے تو آ　　ہم نہ جائیں [چلے] دنیا سے یہ ارمان رہے

[چندا]

تخلص [رقاصہ زنے است روشن] اندام مہ لقا نام [گو] یند کہ وے در حیدر آباد بہ نہائت [ترفہ و] تنعم ایام [بسرمی آرد قریب] پنج صد کس از [سپاہی و شا] گرد [پیشہ وغیرہ] ملازم دارد [بعشوہ و ناز دلہا می ربا] ید [اما سرشش] بہرکس [فرود نمی] آید شعرائے دون [مزاج حریص ا] لطبع کہ در مدحش چیزے میگو [یند بجائزا] ت نمایاں بہرہ [اندوز می شو] ند بطور مردان ورزش می کند و اسپ می [تازد] و از ناوک بازی و سناں کاری مژگاں در گذشتہ بہ تیراندازی و نیزہ بازی میداں می پرداز دوغرض کہ نہائت ہوشمند است و بغائت پختہ کار و نادرہ عصر است و عجوبۂ [روز] گار و [یوا] نے مرد [ف] مشتمل بیشترے از انواع سخن دارد [و] عروسان فکر خود از نظر [بشیر] محمد خان [ایماآن میگذارد] ایں دو بیت از وے] کہ بمن رسیدہ برشتۂ تحریر کشیدہ ؎

اخلاق سے تو [اپنے واقف جہان ہیگا　　پر آپ کو] غلط کچھ اب تک[۵۲] گمان ہیگا

یک لخت پارہ پارہ کر ڈالوں آئینہ کو　　[پر کیا کروں کہ تیرا رو درمیان] ہیگا

ورق ۸۷

جولان

تخلص دو کس میدانم

اول

جولان اول

شخصے از دودمان واجب الاحترام میر حسن علی خان نام وے در ممالک جنوبیہ لعہدگی

---

[۵۱] 'یہ' دونوں نسخوں میں متروک ہے اس لئے خمخانۂ جاوید سے (ص ۲۴۳ جلد دوم) نقل ہوا [۵۲] 'ایک' در نسخۂ اصل

ایام بسرمی [نمائد] و با [ہر] کس بآدمیت وحسن سلوک پیش می آمد این چہار [دہ] بیت از وے است ٥

مری پلکوں سے [اشک سرخ کی بوندیں] ٹپکتی [ہیں] رکھا کیا چشم [ہیں مردم نے آب ارغوانی بھر
لبوں کے وصف میں تیرے کہے جو [مطلع رنگیں دہن میں] اوسکے تو لعل خوش آب ارغوانی بھر
ترے بسمل کی اے ظالم نگہ [۵۱] گر تشنہ کامی کو [نہ آوے کبھو] تکہ اب چشم سحاب ارغوانی بھر

اب [ا] یسی جام میں [ساقی شراب ارغوانی بھر] کہ جسکو دیکھ کر زاہد کے آوے منہ میں پا[نی بھر]
[تر]ے مکھڑے [سوا صورت کسی محبوب کی پیار]ے بہی ٹھا[نی ہے] اب دلمیں نہ دیکھوں زندگانی بھر
نئی صورت ہے [کیا کھینچے] جو تو اوس [شوخ] کی صورت بہالے [روبرو] ہر [گز] تو [ایسا دم نہ ما]نی بھر
نیام مخملی در کار کیا ہے [اے میاں] تجھ کو مرے لو [ہو سے تیغ آبدا] ر اصفہانی بھر
ہوا ہے ابر سے [۵۲] [ہر سو] گل و [گلزار] ارغنداں ہے صرا[حی میں تو اب ساقی] شراب ارغوانی بھر

جلوہ گر داغ جگر دیکھ برنگ پر طاؤس [آ]تش غم [سے جلا] نقش فرنگ پر طاؤس
گل بہی کہا کہا کے بنا سینہ مرا رشک چمن زار روبرو اسکے ہو کیا جلوہ رنگ پر طاؤس

در تمہید قصیدہ گفتہ

صبحدم گزرا مری خاطر میں ناگہ یہ خیا[ل] سیر گلشن کیجیے تا دور ہو دل سے ملال
جا کے میں صحن چمن میں یک بیک دیکھوں تو کیا [عا]رض گل [پہ ہیں بکھرے زلف سے] سنبل کے بال
نرگس شہلا تھی اپنی چشم مخمور [ی پہ] مست [لالۂ حمرا دکھاتا تھا] اوسے اپنا جمال
اور لباس زعفرانی پہنے تھا [صد برگ کے اودے جوڑے پہ تھا] نافرمان کے حسن کمال

دوم

بہادر [۵۳] علی شاہ شاہ [جہاں آ]بادی کہ در علم تیر[اندا]زی در ایام خود علم بود این مطلع

---

۵۱ نظر ۱.۱. ۵۲ بھی ۱.۱. ۵۳ بہادر علی شاہ ۱.۱. و خمخانۂ جاوید ص۲۹۵ جلد دوم

از واست ؎

کنج قفس میں دیکھ کے لے بال و پر مجھے اے ہم صفیرو، چھوڑ گئے ہو[۱] [کدھر] مجھے

جوش

تخلص رحمو است و سے شخصے بود عامی از شاگر[دان] مرزا فدوی بعد ر[حلتش میگفت که] از میان [غلام ہمدا] نی مصحفی توسل جستہ ام و در شعر خواندن و ریختہ [گفتن و گپ زدن ہر چہ تما] متر از [حسب] و نسب خود خبر میداد در ایام ہولی مقلد انہ آزا[دہ] شدہ بکو[چہ] و بازار غزل خوان میگشت [مدتے است] کہ بہ نظر نمی آید خدا داند زمانہ اش [بہ کجا] انداخت بہرکیف این سہ بیت از گفتہائے اوست ؎

در [یا مری آنکھوں سے] نت جاری لہو [کا] ہے بے درد تو کیا جانے کیا ر[نگ کسو کا] ہے

ظرف پر [اپنے نظر کر تو] ابھی لڑکا ہے مونہہ صراحی سے نہ او دلبر میخوا[ر لگا]

میں نے جو کہا تجھ بن کیا کیا [نہ ا] لم گزرا بولا کہ ابے تیرا [روتے ہی] جنم [گزرا]

جوہری

ورق ۸۸

تخلص [جوہری] بچہ ایست از جوہریان شاہجہان آباد صانہا اللہ عن الشر والفساد کہ تاز[ہ] شوق شعر گوئی بہم رسانیدہ جوان خلیق و با ادب حسن الخلق و الخلق است این سہ

لہ تم ا. ا.

بیت او راست ؎

ہوا ئل کاکل دل نادان سمجھ کر
کافر کو ذرا دیجیو ایمان سمجھ کر!

اے دیدۂ پرخوں سر دامن ہو گل افشاں
تا دیکھے ادھر یار گلستان سمجھ کر!

اے جوہری اس چشم سے گرتا ہے جو آنسو
دامن میں رکھوں ہوں غلطان سمجھ کر

جوان

تخلص دو کس [مبیشتنا] سم

اول

مرزا نعیم بیگ شاہجہاں آبادی کہ از چندے رخت اقامت بہ لکھنؤ کشیدہ در سرکار دولت مدار مرشد زادہ شوکت پژوہ مرزا سلیمان شکوہ بہادر در جرگہ خواصان عزا متیاز یافت و ہمت مشق سخن از میاں غلام ہمدانی مصحفی [گماشت] ایں شش بیت از اوست ؎

سیہ خال اس طرح سے دیکھے اوسکی نا[ف کے] اوپر
[رشیدانے دیے [ہوں] جیسے نقطے قاف کے اوپر

ساتھ ہر یک کے اوسنے شوق ہے اب کشتی کا
اے جواں تو بھی تو اوس [فتنۂ] دوراں سے لپٹ

یہ اندنوں جو [ہیے انتی] رکھائیاں ہیں
شائد کسی نے باتیں کچھہ کچھہ سجھائیاں ہیں!

[نقا]ب الٹ کے جو شب کو وہ مہ لقا نکلے
تو [چا] ند شرم سے بدلی میں مونہہ چھپا نکلے

جو دیکھہ کر دُرِ گوش اُن کا جان دے ہمدم
بجا ہے خاک سے اوسکی جو موتیا نکلے

چین نہیں ہے جی کو ٹک آہ جگر خراش سے　　ہوک اٹھے ہے دمبدم دلمیں عجب قماش سے

جوان دوم

دوم

جوانے است نیک نہاد خدا یاد شیریں کلام شیخ محب اللہ نام آزاد منش بلا تاں وقیل از اولاد امجاد حضرت اسرائیل بقدر ضرور از شد و بود اندکے بہرہ ور و از مسائل دینیہ لا بدیہ گونہ باخبر خیال طبابت ہم در سر دارد دگاہ گاہ استفادہ ایں فن شریف از برخوردار کامگار میر عزت اللہ عشق مدعمرہ می سازد و شعر ہم گاہے کہ موزوں می نمائد از نظرش میگزراند موطن وے حضرت دہلی است و پیشہ اش معلم گری ایں چار بیت از طبع زادہا ے اوست سلمہ ربہ و مدعمرہ

وہ بت کہتا ہے [گر] تو نے لگایا ہاتھ چھاتی پر

[بر] ب کعبہ پھر وہیں جڑوں گا لات چھاتی پر

توبہت ہوگا پشیماں ہاتھ اوسکے گر لگا　　[فکر] میں تیری دلا پھرتا ہے بازی گر لگا

حامی ہیں بدعتوں کے امیر و فقیر [سب　　یا] رو یہ رہ گئے [ہیں] مسلمان آج کل

چشم و ابرو کا گرفتار نہ رکھا صد شکر　　عشق نے اپنی طرف راہ بتائی [مجکو]

جہاندار

ورق ۸۹

تخلص مہین پور خلافت شاہزا[د]ہ ولی عہد مرزا جہاندار شاہ مرحوم المعروف مرزا جواں بخت[1] است از انجا کہ تعریف اخلاق حمیدہ آں برگزیدہ انفس و آفاق و توصیف اوصاف پسندیدہ آں منظور نظر خلاق علی الاطلاق بحیطۂ تقریر و احاطۂ تحریر نمی گنجد عنان کمیت قلم حقائق [رقم] را ازاں جولانگاہ منعطف ساختہ بمیدان تحریر نبذے از اشعار آبدار

---

[1] جواں بخت بہادر ا.ا.

کہ از طبع وقاد آں خلاصہ دودمان گورگانی و زبدۂ خاندان صاحبقرانی سرزدہ جولان مید ہم از شیریں گفتاری ہاے جناب ایشان این نہ شعر کہ بمن رسیدہ بسلک ترقیم کشیدہ لجنابہ انار اللہ برھانہ

دیت کا نام اس عاشق ستم کے آگے کیا لیجے غرض چپ رہیئے اور آنکھوں سے اپنے خوں بہا لیجے

مرگس کے انتظار میں یہ بے اجل گیا آنکھیں جو یوں کھلی رہیں اور دم نکل گیا

چھوڑا ملاپ یار کا اغیار کے لیئے ترک شمیم گل ہیں کیا خار کے لئے

ترے عشق کے جب سے پالے پڑے ہیں ہمیں اپنے جینے کے لالے پڑے ہیں

کون سی بات تری ہم سے اٹھائی نہ گئی پر جفا جو یہ تری نت کی لڑائی نہ گئی
قصد ہر چند کیا سیکھنے کا بلبل نے وضع نالے کی مرے اوسے اڑائی [نہ] گئی
دل سوزاں کی جہاندار مرے تا بہ فلک کون سی آہ تھی جو مشعل ہوائی نہ گئی

کل جہاندار ہم اور یار تھے ٹک مل بیٹھے بخت ناساز نے پھر آج بٹھایا تنہا

ٹھان لیتے ہیں وہ پہلے ہی سر اپنا دینا تیرے کوچے میں جو اے شوخ قدم رکھتے ہیں

جمن لال

کائت وے از قدیم الایام از سکنہ حضرت دہلی است نیاکانش ہمیشہ عمدہ معاش

ماندہ برادر بزرگ وے بہ منشی گری نواب معلّے القا[ب] امیر الامر[ا] ضابطہ خاں بہادر عفی اللہ عنہ شرف امتیاز داشت طبعش خیلے بدیں فن شریف موافق افتادہ دراشعار فارسی و ریختہ صنعتہاے بکار می بر[د] بیشتر غزلیات و مقطعات در مدح امرا ذوبحرین گفتہ و قدح بعضے بملا[حتے] کردہ کہ حسب ظاہر مدح می نما[ید] و در مدح برخے چناں سعی نمودہ کہ از گرفتن حرف سر ہر مصرع نام ممدوح بر آئد و ہر مصرع تاریخ سال باشد و شطرے از غزلیات بے نقط و نبذے نقطہ دار سر انجام دادہ وصنائع دیگر مانند قلب و ترصیع و امثال اینہا در شعرش بسیار است وکتاب مستطاب بہار دانش را بہ کیفیتے در رشتہ [نظم] کشیدہ کہ بدیدن تعلق دارد با ایں ہمہ از کینہ توزی دور دوار ناہنجار تا اہل پرور اہل آزار بہ نان شبینہ محتاج است راجہ ہنر پرو[ر را] جہ اجیت سنگھ بہادر ہرچند از تہِ دل میخواستند کہ افلاسش بفلاح مبدل گردد میسر نشد ماشاء اللہ کان مالم یشاء لم یکن بسیار وارستہ مزاج وسادہ لوح واقع شدہ ونہایت مسکین نہاد وغربت آما افتادہ گاہ گاہ شعر خود از نظر فیض اثر مضمار سخن سازی رایکہ تاز مرد خواجہ میر درد علیہ الرحمۃ میگذرانید بہرکیف ایں نہ بیت از گفتہاے اوست ؎

دل جوں سپند عشق کی آتش سے جل [گیا]	اک آہ کھینچتے ہی مرا جی نکل گیا

اشک ہوتے ہی [تو لد اسقدر رسو] ا ہوا	یہ تو [لڑ] کا حضرت مجنوں کا بھی با با ہوا

ق

یہاں مختار جو با جاہ آیا	برائے قتل خلق اللہ آیا
نہ تھے کچھ شاہ جی تے شاہ حاجی	وہ نادر شاہ تھے یہ شاہ آیا

ہے مفتخر بہ مسند والا گلاب راے	یہ گاؤ تکیہ رکھے ہے لالا گلاب راے
سب چیز بست دے جو جوڑیں لوگ اوسکے گھر	بھرو[۲]ادے کف میں لوٹی لالا گلاب راے

ورق ۹۰

[۱] ترجیع ۱.۱.۰ [۲] بھردیوے ۱.۱.۰

بلبل لڑیں ہیں محل سرا[او] سکے ہیں مدام کیا لال بیٹا ماسنے یہ پالا گلا[ب] راے
مانگے جو ایک[1] موتی کا دانہ تو اوسکو پھر دیتے ہیں اپنے سونیکی ما[لاگلاب راے
شاباش اوسکی ماکو جو ایسا[جنا ہے پوت]
جیوے وہ[ا] وسکا کھیلنے والا گلاب راے

جھبنا

تخلص شخصے است از پیش خدمتان نواب حسام الدولہ مرحوم کہ نامش از صفحہ خاطر حک شدہ بطور میاں امام بخش بیکس عفی اللہ عنہ شعر میگفت اما ازان جاکہ فیض سخن است گاہے شعر موزون و خوب از وسر میزد ایں دو شعر ازوے است ؎

بھلے کام سے جس کی گردن موڑی تھوڑی ہے تھوڑی ہے تھوڑی ہے تھوڑی
پتنگ اپنا تو جلد جھبنا چڑھا وہ دیکھو اوسکی تکلی اوڑی ہے اوڑی

جینا بیگم صاحبہ

ایشاں دختر نیک اختر مرزا بابر مغفور محل خاص شاہزادہ والاتبار مرزا جہاندار شاہ بہادر اندگاہ گاہ بنابر موزونی طبع فکر شعر میکنند ایں سہ بیت از ایشان است ؎

روٹھنے کا عبث بہانا تھا مدعا تم کو یہاں نہ آنا تھا

ڈبڈبائی آنکھ آنسو تھم رہے کاسۂ نرگس ہیں جوں[شبنم] رہے

نہ دل کو چین نہ جی کو قرار رہتا ہے تمہارے[ملنے کا نت انتظار] رہتا ہے

[1] کوئی ا، ا، ۱

حرف الحاء المہملہ

درذیل ایں حرف ذکر بیست وہشت سخن سنج کہ دو کس ازاں جملہ حزیں تخلص میکند و سہ حسن و دو مرد بہ حسرۃ متخلص اند و دو[1] بہ حشمت و دو عزیز را حکیم تخلص اختیار افتادہ و دو را حیراں و تخلص دو بزرگ حیدر است اندراج یا [فتہ] و مجموع اشعار کہ بالذات و بالاستقلال مندرج گشتہ [. . . . .] شعر است کہ من جملہ آں [. . .] رباعی واقع شدہ و یک [شعر سخن] سنج فصاحت آما مرزا محمد رفیع سودا بالعر[ض و نقر] بہا مرقوم گشتہ

حاتم

تخلص بزرگے است بہ شیخ ظہور الدین موسوم و بزرگیش بہر کس معلوم [بہ] شاعری مشہور عالم المعروف بہ شاہ حاتم وے از سکنۂ شاہجہاں آباد صانہا اللہ عن الشر والفساد بود در اوایل حال بہ سپاہگری ایام بسر می برد و در آخرہا بہدائت سعادۃ ازلی و رہ نمونی مشیت لم یزلی تعلقات دنیوی را خیر باد گفتہ [مشت] خاک خود بداماں اہل دل بر لبت و بریاضات درویشانہ در پیوست در ایامے کہ بسرکار دولت مدار نواب معلے القاب عمدۃ الملک امیر خان بہادر عفی اللہ عنہ ملازم بود و ارتکاب منہیات بدرجہ اعلیٰ می نمود گاہ گاہ بہ تکیۂ میر بادل علی مرحوم بجوار فایض الانوار نقش قدم رسول علیہ الصلواۃ مبداء النفوس و العقول میرفت و میر مغفور کہ فقیر آزاد متشرع و درویش خدایاد متورع و از مریدان خاص حضرت شاہ محمد امین سہروردی کہ عقب دیوار پائیں قا[ضی حمید] الدین ناگوری قدس اللہ تعالےٰ اسرار ہما مجردانہ خفتہ است بود در سجبورد تا رفتہ [ر] فتہ ارادہ ارادۃ بدلش جا گرفت و بعد اظہار ما فی الضمیر عز قبول پذیرفت الاحسب ظاہر با مور معروفات و ممنوع از منہیات نگشت در عرض پنج شش ماہ بہ عطاے

ورق ۹۱

[1] "و دو عزیز را حشمت تخلص اختیار افتادہ و دو را حکیم و تخلص دو بزرگ حیران است اندراج یافتہ" ا. ا. ملنا

تسبیح و مصلے و کلام اللہ و خرقہ و (ماینا سبہا) بے آنکہ مکلف بعمل شرائع گردد بمرور و تدریج سرفراز گشت در آخر سہہ ورقے کہ [بر] ال استغفار سے کہ ازاو راد خاصہ حضرات سہروردبو د ر[و] ح اللہ تعالے ارواحہم باو رسید و بخواندن آں مامور گرد [ید] بمجرد خواندن عالتے بو [ے دست] داد کہ در [حین میل مباشرۃ زنا] حرکتے از قوای شہوانی در خود نمی یافت و ہنگام ارادہ شرب مدام بمجرد رسیدن بوے ام الخبائث [بمشا] م تہوع وقتے دست میداد تا بالمرہ حرف عمل منہیات از صفحہ خاطر عاطرش حک گردید و بہ صلاح و فلاح دنیوی و اخروی وارسید بہر حال بسیار آزادانہ زندگی می نمود و خیلے خوش مزاج و خلیق بود در آخرہاے روز مدام بہ تکیہ شاہ تسلیم کہ بر شاہ راہ راج گھاٹ زیر دیوار قلعہ مبارک واقع است تشریف شریف ارزانی میداشت و برخلاف و [ضع] آزا[د] ال ثیبہ می پوشید و بسیار با [نظافت] و طہارۃ [می] زلیست و گرد مسکرات نمی گشت و بصوم و صلو[ۃ و سا] ئر شرعیات سخت مقید بود اما دستارچہ آزادانہ بر کلاہ می بست و دچو [بک] باریک و رومال کہ شعار آزادان است [با خویش] میداشت بالجملہ درویشے بود نیک دین صاحب یقین و شاعرے بود با تمکین از طبقۂ دومین دیوانے ضخیم بگفتار قدیم مشتمل انواع سخن دارد و دیوانکے خورد کہ دیوان زادہ اش نام کردہ و آں ہم پنج ہزار بیت تخمیناً خواہد بود [بطر] ز طبقۂ سیومین ازو یادگار است و شعر فارسی ہم میگفت تلامذہ بسیار داشت در دیباچہ دیوان نام [چہل] و ہیچ کس از [شاگردا] ن خود برشتہ تحریر کشیدہ سرآمد شعراے فصاحت آما مرزا محمد رفیع سودا ہم دراں [سـ]ـلک منسلک است از انصاف گستریش چہ بر طرازم [اسناد] سراپا وراثت ہدایت اللہ خاں ہدا [یت] عفی اللہ عنہ می فرمودند کہ بارہا از زبان نصفت بیان آں استاد دوراں شنیدہ ام کہ ایں مصرعہ میخواند ع

رتبہ شاگردی من نیست استاد مرا

بو میگفت حقا کہ ایں در حق استادی من و شاگردی مرزا ست مختصر کلام یک صد نود و چار شعر[۱] از زادہاے طبع آں والا نژاد رقم زدہ کلک لآلی سلک میگرد د منہ عفی اللہ عنہ ے[۵]

کعبہ و دیر ہیں حاتم بخدا غیر خدا کوئی کافر نہ کوئی ہم نے مسلماں دیکھا

---

[۵] اصلاتی ۱۰۱ · [۵۲] بیت ۱۰۱ ·

ہجر کی زندگی سے مرگ[1] بھلی — کہ [یہ] کھوے جہاں وصال [ہوا]

نہ مے نہ ابر نہ ساقی نہ ہم نہ دل [نہ] دماغ — کسے خوش آسے یہاں سیر گلستاں تنہا

حاتم اب اوسکے سبھی مونہہ کیطرف دیکھیں ہیں — شیشہ مجلس میں یہاں پیر مغاں ہے گویا

فقیروں سے سنا ہے ہم نے حاتم — مزاجی نے کا [مر] جانے میں دیکھا

[نے] حسرت گلگشت نہ پرواز کی طاقت — صدقے ہیں ترے کیا مجھے آزاد کرے گا

خبر آنے کی قاصد کے سنے سے جی دھڑکتا ہے — خدا جانے کہ اوس ظالم کا اب پیغام کیا ہوگا

دورا ہے جیب سے بزم میں تیری شراب کا — بازار گرم ہے مرے دل کے کباب کا

بڑا احساں کیا جو دل کو میرے کھینچ کر کاڑھا — کہ مدت سے مرے سینے میں جوں کانٹا کھٹکتا تھا

مستوں میں [جو شیخ آ پھسا] تھا — میخانہ میں طرفہ ماجرا تھا

وہی ہوتا ہے نامی سب[2] [میں] حاتم بعد مرنیکے — جو [جینے جی] اوڑا وے آپسے نام ونشاں [اپنا]

جسکو دیکھا [سو یہاں دشمن] جاں ہے اپنا — د[ل] کو جانے [تھے] ہم اپنا سو کہاں [ہے اپنا]

---

[1] موت ا۔ ا۔ [2] حاتم سب میں نامی ا۔ ا۔

[پوچھا] بھی نہ حاتم کو کبھو [د] یکھ کر آو[5]نے — ہے کون کہاں کا ہے کہاں [تھا] کدھر آیا

حاتم بیکس کا تجھ بن کون ہے — کون ہووے جو نہووے تو مرا

نہ جانا کس طرف گم ہوگیا ایسے رہے غافل — کہ آوازِ جرس سنتے ہی سنتے کارواں گزرا

قاصد کی زباں سے اوس کے آگے — پیغام و سلام کچھ نہ نکلا

عصیاں کے سوا کام نہیں اوس کو کسو سے — حاتم سا گنہگار نہ دیکھا تھا سو دیکھا

کنارِ آب ہے اور میکشاں شبِ مہتاب — چلے تو کشتی مے پھر کہاں شبِ مہتاب

دیکھے اگر تو باغ میں سوے گلِ گلاب — ہو جاے سرخ پھول کے روے گلِ گلاب

یہی ہوتی ہے عا[شق] پروری کی شرط ہے ظالم — کہ ہم مرتے ہیں تم جاتے ہو موہنہ پھیرے میاں صاحب

شوق اوسکا آن کر یکبارگی سب لے گیا — جان سے آرام سر سے ہوش اور چشموں سے خواب

ہم سیہ بختوں سے اتنا کیا ہے [نا] حق پیچ و تاب — نام لیں ہم زلف کا سن سنکے بل کھاتے [ہیں] آپ

آ [گئی مرگ وہ نہ] آیا حیف — رہ گئی دل میں یار کی حسرت

---

[5] کے اونے ١.١.

ہو گئے اس کا [قد] و رخسارہ دیکھ　　سرو قمری بلبل و گلزار[1] مست

کئی دیوان کہہ چکا حاتم　　اب تلک پر زباں نہیں ہے درست

صاحبان قصر کو ملتی نہیں ہے بعد مرگ　　گور میں سر کے تلے تکیے کی [جا] گر ایک خشت

مو سے باریک تر ہوا ہوں ضعیف　　تیری زلفوں کی دیکھ کر لٹ [لٹ]

دل کہا [ں] ہے کہ ہو [وے د] یوانہ　　کیوں ایدھر آئی ہے بہار [عبث]

حاتم [وس کے قد سے گر] دعوی کرے [گلشن میں سرو]　　چیر ڈالے [فا] ختہ ارہ بنا شہپر [سے آج]
[خال دا] نہ زلف دام ابر [و کما] ں مژگاں ہے تیر　　دل [ہمارا] سہم ایک تا ہے ان چا [ر وں سے] آج

زلف و چشم و خال و خط چاروں ہیں دشمن دین کے　　حق رکھے ایماں سلامت ایسے کفرستاں کے بیچ
رات دن جاری ہے عالم میں مرا فیض سخن　　گو کہ ہوں محتاج پہ حاتم ہوں ہندوستاں [کے بیچ]

غنچے کہیں ہیں [سر] کو نوا کر چمن کے بیچ　　یعنی نہیں ہے جائے سخن اوس دہن کے بیچ

توڑ کر کعبہ [دل] تو نے بنائی مسجد　　کیا کہوں شیخ تیرے[2] خاک اس اوقات کے بیچ　　ورق ۹۳
دام سے منصب و جاگیر کے باز آ حاتم　　یہ دم نقد نہ کھو [فکر] محالات کے بیچ

ہاتھ مت کھینچ جنوں تجکو مرے سر کی قسم　　ایک جیب تک بھی رہے تار گریباں کے بیچ

---

[1] دونوں نسخوں میں 'زال' سے　　[2] چھوڑ کر ا۔ ا۔　　[3] پڑے ا۔ ا۔

لب ترے کان ملاحت ہیں سخن آب حیواۃ یہ تعجب ہے کہ مصری ہے نمکدان کے بیچ

میں نے پایا ہے خیالِ زلف کی شب میں وصال حشر تک ہونے نہ دونگا اپنے تا مقدور صبح

یار نکلا ہے آفتاب کی طرح کون سی اب رہی ہے خواب کی طرح
چشم مست سیہ کی یاد مدام شیشۂ دل میں ہے شراب کی طرح]

سالار قافلہ ہوں میں اہل جنوں کا آج جاتے [ہیں اشک چشم مرے] کاروان کی [طرح]

تمنا میں تری یوں دیدہ وا ہوں کبھو دیکھے تو ہو تنگ چشم مدبوح

سنتوں سے پوچھیے تری دشنام کا مزا دونا نشہ کرے ہے جو ہوئے[1] شراب تلخ

مارا ہے سنگدل [نے] دکھا مجکو رنگ سرخ تعویذ میری گور کا لازم ہے سنگ سرخ

کوئی دیتا نہیں ہے داد [بیداد] کوئی سنتا نہیں فریاد فریاد

اے فلک اسقدر [تغافل] کیا ہو گئی چشم انتظار سفید

حلقہ حلقہ یہ نہیں زلفیں [پڑیں] رخسار پہ [حسن] کی آتش سے اب یہ پیچ کھا [نکلا ہے دود]

چاہوں کہ درد دل میں کہوں اوس کے روبرو ہو جاسے ہے زباں مری [بے] اختیار بند

---

[1] ہوئے ا.۱. لیکن دیوان زادہ میں کبھی 'ہو ہے' مرقوم ہے۔

سب طرف[ف] ہے شور کچھ طوفاں سا لاتی ہے بہار — [چیت][1] جاؤ آج دیوانو کہ آتی ہے بہار

آج نرگس کو قلم کرکے جسنم لکھتا ہوں — وصف چشموں کا تری کا غذ بادامی پر

بس ہے اوس سنگدل کا نقش قدم — میری [لو]ح مزار کی خاطر

سب طرح حکم کے ہم تابع ہیں — جو [تم] ارشاد کرو بندہ نواز

کثرتِ آہ و فغاں سے تو گلا بیٹھ گیا — تو بھی ہوتا ہے مرا نالہ گلوگیر ہنوز

حاتم جہاں کو جان کے [فا]نی خدا کو چاہ — اللہ بس ہے اور یہ باقی ہے سب ہوس

میکدے کے در پہ حاتم گر پڑا — ہے [کسو] کو بھی اٹھا لانے کا ہوش

دور میں چشم گلابی کے تری لے بادہ نوش — بزم میں کرتا ہے مستوں کی طرح پیمانہ رقص

یہی ہوتی ہے دوستی کی شرط — وہ چہ خوش واہ وا بھلا اخلاص

حاتم تمام عمر تو رونے سے موںہہ نہ موڑ — ماتم ہے دوستوں کو شہ کربلا کا فرض

ابھی آغاز ہے اسے دلربا خط — خدا کے واسطے تومت منڈا خط

چن چن نکالے ہے کوئی ایسا بھی درد مند — مد[ت] سے ہو رہے ہیں [پھپھولوں میں خار جمع]

[1] از دیوان زادہ

چلو اب سیر کو اے گل رخاں باغ — کہ پھر ہم تم کہاں اور پھر کہاں باغ

حاتم اوس ظالم کی ابرو کو نہ چھیڑ — ہاتھ کٹ جاوےگا اے ناداں ہے تیغ

دا [غوں] سے ہو رہا ہے مرا سینہ آج با[غ] — کس کو رہا ہے سیر چمن کا دل و دماغ

مت [لگا] دل کو عبث [بیہودہ] عالم کیطرف — [عمر] غفلت میں [نہ کھو] ٹک جھانک لے دم کیطرف

بلبلو [چہچہے] مبارک ہوں — وہ گل [آیا ہے][1] گلستاں کیطرف

کسو کو آپ سے گر آشنا [کرے] معشوق — تو [پہلے] اوسکو سبھوں سے جدا کرے معشوق

قسم [ہے] اوس کی مجھے اوس گھڑی کوئی نہ جیے — جو پردہ مونہہ سے او[ٹھا کر] ادا کرے معشوق

قیامت پر قیامت ہووے گی روز جزا ظالم — اوٹھیں گے داد تجھسے مانگنے جب [صف بصف عاشق]

چاند سے تارے کا ہوتا ہے کبھو جو اتفاق — اس طرح مونہہ پر ترے پیارے جھمکتا ہے بلاق

پہنچا نہیں ہے نالہ مرا آسماں تلک — یہ کیا جو کچھ خبر نہیں اوس گلستاں تلک

[تھا پاس ا]بھی کدھر گیا دل — یہ خانہ خراب گھر[2] گیا دل

اس درجہ ہوئے خراب [الفت] — جی سے اپنے اتر گئے ہم

---

[1] آتا ہے (دیوان زادہ) [2] اصل نسخہ اور دیوان زادہ میں کہر ہے - ا۰ا۰ میں کر،

کس کنے لیجائیں تیرے ظلم کی فر[یاد ہم] تجھسے[1] ہی تیرے ستم [کی چاہتے ہیں داد] ہم

نہیں ہے گل سو اگر غیر سے تجھکو نظر بازی تو کیوں خورشید کے دیکھے سے تو بیتاب ہے شبنم

کیا باد خزاں نے گل چراغ وو دماں گل چمن کی ان دنوں بھی کچھہ تو رکھتی ہے خبر شبنم

تمہاری چشم کے طالب کو جام سے [کیا کام نگہ] کے مست کو شرب مدام سے کیا کام

ہیں کفر و دین سے گزرا ہوا [ہوں لا] مذہب خدا [پرست] سے مطلب نہ [بت] پرست[2] کام

کنج قفس میں پھینک کے صیاد سے ہے ستم [کرنیکو] ذبح بھی نہ کیا یاد ہے ستم

میں نے پوچھا کوئی حاتم بھی ترا بندہ ہے [کہا] ہووے گا کوئی ابتو ہمیں یاد نہیں

ہے کبھو دل میں کبھو جی میں کبھو آنکھوں کے بیچ کون کہتا ہے اوسے یار و کہ ہر جائی نہیں

ہزار زندگی بخشے ہے آب چشمۂ خضر ترے لبوں کے تو آگے وہ خوشگوار نہیں

تو صبحدم نہ نہا بے حجاب دریا میں پڑے گا شور کہ ہے آفتاب در [یا میں]

عکس سے ہے خون عاشق کے فلک اوپر شفق [پیدا] شاہے کہ رنگیں دامن قاتل تہاں

---

[1] تجھی سے (دیوان زادہ) [2] دیوان زادہ

خیال چشم [ترا آبسا] ہے آنکھوں میں　　شراب کا [سا] ہماری نشا ہے آنکھوں میں

نہ دل میں چین ہے میرے نہ [خواب آ] نکھوں میں　　پھرے [ہے] جب سے وہ خانہ خراب آنکھوں میں

تکلف بر طرف [سو] سدرہ و طوبیٰ سے بہتر ہے　　مرے سر پہ یہ تیرا سایۂ دیوار دنیا میں

نہ آفریں نہ دلاسا نہ دل دہی نہ نگاہ　　غرض ہوں میں ہی جو تجھسے نباہ کرتا ہوں

میکدے میں صاحب جام و شراب و شیشہ ہوں　　محتسب دونو جہاں کے غم سے [بے] اندیشہ ہوں

افسوس کہ آپ کو میں اب تک　　معلوم نہیں کیا کہ کیا ہوں

[کو] خندہ کو تبسم و کو فرصت سخن　　اس انجمن میں اب لب حسرت گزیدہ ہوں

قیامت تک جدا [ہووے] نہ یارب　　جنوں کے ہاتھ سے میرا گریباں

دل تو تیر نگہ [نے چھان] دیا　　اب نشانہ جگر کہے تو کروں

دامن تک بھی اوسکے نہ پہنچا میرا غبار　　مشہور ہے زمیں کہاں آسماں کہاں
جوش مستی پھر کہاں مستو جوانی [پھر] کہاں　　میکدے میں جاکے یہ دھومیں [مچانی] پھر کہاں
کیا کہوں تجکو تو اب جینے سے اوکتا [یا] ہے [کیوں]　　دم [م] غنیمت جان جاتا [زندگانی پھر] کہاں

ہم بھی اس پیری میں اک راحت جاں رکھتے ہیں　　شغل اوس کے [سے] دل اپنے کو جو [اں] رکھتے ہیں [!]

رفیق اس دور میں ہم[5] ایک دِل ناشاد رکھتے ہیں — سوا وں کے ہاتھ سے بھی راتدن فریاد رکھتے ہیں
چڑھایا آسماں پر ہم کو آخر خاکساری نے — بگھولے کی طرح گو خا[نما]ں برباد رکھتے ہیں
بجز یک مشت پر کچھ ہاتھ آنے [کا] نہیں ان کے — عبث مجھ صید لاغر پہ[2] نظر صیاد رکھتے ہیں

یہاں تک شوق نے میرے اثر پایا کہ آخر [کو] — ہوا معشوق عاشق [عشقبازی] اسکو کہتے ہیں
د[سے] کے د[ل] ہاتھ ترے اپنے ہاتھ — ہاتھ [پر] ہاتھ دھرے بیٹھے ہیں

ہم وہ جب ہم شراب ہوتے ہیں — کئی مرغے[3] کباب ہوتے ہیں

بحر غم سے نکا[ل] اے ساقی — ایک کشتی میں پار ہوتے ہیں

ہیں پیمایش کیا [مجنو]ں صفت یکسر بیاباں [کو] — نہ پہنچا دامنِ صحرا مرے چاکِ گریباں کو
ہیں غم سے لٹ گیا مانند مو سودا سے جل جل کر — نہ چھوڑا تو بھی زلفوں نے تری مجھسے پریشاں کو
غلامِ عشق سے دیر و حرم کی راہ مت پوچھو — جو ہو دیوانہ کیا جانے طریق کفر و ایماں کو

حاتم کو کیا کہوں کہ سکندر گیا ہے بھول — [تیر]ے لبوں کی چاہ میں آبِ حیات کو

ورق ۹۵

جہاں میں عشق کی برعکس دیکھا رسم و آئیں کو — کرے ہے [صید اوسکے] دشت کی کنجشک شاہیں کو
شگفتن وار بھی فرصت نہ دی غنچے کو ہے ظالم — کبھو احوال بلبل [پر] نہ آیا رحم گلچیں کو

تم تو بیٹھے ہوے پہ[4] آفت ہو — اوٹھ کھڑے ہو تو کیا قیامت ہو
[نزع کے وقت] بھی نگاہ نہ کی — کیا سیہ چشم بے مروت ہو
دل تو چاہ ذقن میں ڈوب گیا — آشنا تھا غریقِ رحمت ہو

---

[5] ایک ہم دل ناشاد ا۔ ا۔ [2] پہ ا۔ ا۔ [3] مرغ ا۔ ا۔ [4] پر ا۔ ا۔

ایسا کروں گا اب کے گریباں کو تار تار جو پھر کسو طرح سے [کسو سے رفو] نہ ہو
تری گلی میں جو گڑ رہنے کو مجھے جا ہو جہنمی ہوں جو جنت کی [پھر تمنا ہو]
ہم کو کب انتظار ہے فصل بہار ہو نہ ہو داغِ جگر شگفتہ باد [گل] بکنار [ہو] نہ ہو
تیر نگہ لگا کے تم کہتے ہو پھر لگا نہ خوب میرا تو کام ہو گیا سینے کے پار ہو نہ ہو

باعث تیرہ بختی عالم اوس کی زلف سیاہ سے پوچھو
اوسکے مکھڑے کی روشنی کی صفت مجھسے کیا مہر و ماہ سے پوچھو
گریہ و نالہ و فغاں کیوں ہے یہ مرے دل کی چاہ سے پوچھو

ہاں جی جانا بڑے [سپا] ہی ہو اپنو [شمشیر] کو غلاف کرو
چلو بیٹھے رہو بس دھی مبھٹی سینہ حاتم [کامت] شگاف کر[و]
الکدم آسائش نہ کی اور اوڑ گیا رنگ بہار حیف گل، افسوس بلبل، ہائے [قمری] و[ا]ے سرو
جو رقیبوں سے مصلحت کی ہے ہم کو [سب ہے خبر] کہو نہ کہو
شائد اپنے حسن پر آپ ہی ہوا ہے مبتلا اندنوں کچھہ دیکھتا ہے یار اکثر آئینہ

تو جو کہتا ہے بغل بیچ نہاں [ہے شیشہ] محتسب یہ تو مرا دل ہے کہاں ہے شیشہ
جتنا کہتا ہے نہیں اتنا تو کہتا ہے کہ ہے تو جی کیا چومونگے ہم پاس تو ہاں ہے شیشہ

لعل [نکلے] ہے کبھو اشک کبھو در دانہ ہے [نہاں][1] چشم کے پردے میں جواہر خانہ
ہاتھ تیرے سے نہ عاشق کو [نہ] معشوق کو چین دو تو جلتے ہیں ادھر شمع اودھر پروانہ

گر زاہدوں کو وعدۂ جنت ہوا تو ہو مستوں کو کوے [میکدہ] ہی یہاں بہشت ہے

---

[1] اصل نسخہ میں 'یہاں'، ا.ا. میں 'کہاں' لیکن دیوانزادہ میں 'نہاں' مرقوم ہے۔

نہیں جز قرص مہر و ماہ کچھ بہ گردوں کے مطبخ میں
سو وہ بھی ایک نا[ن] سوختہ اور ایک آبی ہے

گو کہ شمیم گل سے آج عطر فروش [باغ ہے
دل ہی نہ ہو تو اے] نسیم کس کو یہاں دماغ ہے

کسو کے زلف کے سو[دے] میں آج آنکھوں سے
[جگر سر] شک [کے] خون سیاہ نکلے ہے

کھیل سب چھوڑ کھیل اپنا کھیل
آپ قدرۃ کا تو کھلونا ہے

رو تو حاتم حسین کے غم میں
اور رونا تو رانڈ رونا ہے

ہجوم انتظار اس درجہ ہے یار
کہ ہر یک داغ چشم دور بیں ہے

پسند آوے تو بہتر ہے مرا دل
کہ تیرے نام کے قابل نگیں ہے

جان اس وقت روبرو تو ہے
آئینے کو یہاں [کہاں رو ہے]

تھا بھی ہم پاس بھی جاتا رہا یاروں کے پاس
آشنائی میں وہ لڑکا [کھچنے کا میسر ہے]

ہر صبح اوٹھ بتوں سے مجھے رام رام ہے
زاہد تری نماز کو میرا اسلام ہے

ہم اور تری نشہ کا بیٹھیں ظالم خدا سے ڈر
بہتان [ہے] غلط ہے یہ محض [اتہام ہے]

ساز و رویشی و سامان فقیری حاتم
میری [فہمید] میں تنہائی و خاموشی ہے

پیری میں آج یار مرے ہمکنار ہے
[ساقی] پیا پیا کہ خزاں میں بہار ہے

اے فصل گل کہے ہو نہیں اب نہیں دماغ
آنکھوں میں آج ہر رگ گل نوک [خار ہے]

مدت سے خواب میں بھی نہیں نیند کا خیال
حیرت [میں ہوں یہ] کس کا مجھے [انتظار ہے]

تیری تو جان میرے مذہب میں
دل پرستی خدا پرستی ہے

[بیخود اس دور] میں [ہیں سب] حاتم
ان دنوں کیا شراب سستی ہے

ارے بے مہر مجھ کو رونا چھوڑ — کہاں جاتا ہے مینہ برستا ہے
جس کو تیرا خیال ہوتا ہے — اوس کو جینا محال ہوتا ہے
خون میرا شراب [جانے] ہے — لخت دل کو کباب جانے ہے
وہ ستم پیشہ اپنے مذہب ہیں — ذبح [کرنا] ثواب جانے ہے
دعا دیتا ہوں اور سنتا ہوں دشنام — کوئی ا[نصاف] کیجو کیا غضب ہے
توبہ زاہد کی توبہ تلی[1] ہے — چلئے [بیٹھے] تو شیخ چلی ہے
پگڑی اپنی سنبھالے چلنا شیخ — اور بستی نہو یہ دلی ہے
[سگ[2] شیر خدا] ہے تو حاتم — [خارجی تیرے[3]] آگے [بلی[4]] ہے

کریں ہیں قمریاں تعریف سرو اور ہم ترے قد کی — جو تو آوے چمن میں تو ہمارا بول بالا ہے
نظر میں اوس کی جو چڑھتا ہے سو[5] جیتا نہیں رہتا — ہمارا سانورا اس شہر کے [گوروں پہ] کالا ہے

طریقت میں اگر زاہد مجھے گمراہ جانے ہے — مرے [دل] کی حقیقت [کو مرا] اللہ جانے ہے
اوسے جو دیکھتا ہے دنکو سو خورشید کہتا ہے — [جو گھر سے] [راتکو نکلے تو عالم ماہ جانے ہے

جلتا ہے مرا زخم دل اب شمع کی مانند — شاید [پر پروا] نہ پر تیر ہوا ہے

خاک کر دیوے جلا کر پہلے پھر ٹسوے بہاے — شمع مجلس کبھی بڑی دلسوز پروانے کی ہے
شیخ اوسکی چشم کے گوشے سے گوشے ہو کہیں — کس طرف جاتا ہے احمق [راہ میخانے کی ہے]
جی [میں] آتا ہے کہ حاتم آج اوس کو چھیڑئیے — مدتوں سے جی میں حسرت [گالیاں] کھانیکی ہے

کدھر جاتا ہے میرے ہاتھ تیری اب تو چوٹی ہے — بتا تو [زلف] تیری [کس نے] یہ نوچی کھسوٹی ہے
ترے رخسار و قد نے دھوم ڈالی ہے گلستاں میں — [ادھر بلبل سسکتی ہے اودھر] قمری بلکتی ہے

---

[1] بیلے ا۔ ا۔ ۔ [2] از دیوان زادہ [3] ا۔ ا۔ [4] از دیوان زادہ [5] وہ ا۔ ا۔

دل سے بوئے کباب آوے ہے کون مست شراب آوے ہے
[خود بخود] دل خوشی [ہے] شائد آج میرے خط کا جواب آوے ہے
جتنے ویراں کیا ہے [کعبہ] دل [پھر وہ] خانہ خراب آوے ہے

دل [میرا] لے کے پھر مکر جاؤ تم تو ایسے نہیں خدا نہ کرے
جھانکتے تھے ہم تمہیں تم ہمکو کس کس گھات سے ہاتھ سے طرفین کے صدر [خنے] دیواروں میں تھے

طالع کی گردش ہو تو جا اپنی بود و باش خوباں [کے زیر] سایہ دیوار کیجئے

اس جھمکے سے تو آیا رات کو اے رشک ماہ روشنائی شمع کی [جلوے] نے تیرے مات کی
وعدہ کر ہم سے نہ آیا جھوٹے ایسے پیمان کے تیرے صدقے
[صبح] اوس مکھ کی [جبین] کے صدقے شام کاکل کی چین کے صدقے
اے خردمندو [مبارک] ہو تمہیں فرزانگی ہم ہوں اور صحرا ہو اور حسرتؔ ہو اور دیوانگی

کل تو اوٹھا دیا تھا جھڑک کر و لیکن آج بیٹھا امیدوار ہوں دشنام کے لئے
رات میری فغان و نالے سے ساری بستی نہ نیند بھر سوئی
نرگس آنکھوں کو تری دیکھے [تھی] چوری چوری [لائے یکدست] قلم کر اوسے دستے دستے
اے مرے لعل تو کیا جانے دلوں کی قیمت لگ گئے ہاتھ ترے مفت میں سستے سستے
بڑا غضب ہے کہ حاتم کو تم نہ پہچانو وہی قد [یم] تمہارا غلام بھول گئے
ہمیں مضمون و معنی سے نہیں کچھ ربط اے حاتم نشے کی لہریں جو دل میں آیا ہم بھی بک بیٹھے

[سب مہیا ہے] مجھے دولت صیاد سے آج بے پر و بالی و کنج قفس و تنہائی

تیرے تئیں تو [لازم تھا] توبہ کا سبب پوچھے   میکشی سے اے ساقی گو کہ ہیں قسم کھائی

کلیجا مو[نہہ کو] آیا اور [نفس کرنے] لگا تنگی   ہوا کیا جان کو میری ابھی تو تھی بھلی چنگی

[تیرے کوچے ہیں سر شہیدوں] کے   ہیں پڑے جیسے باٹ کے روڑے

قتل کرتا ہے تو جو حاتم [کو]   کون او[ٹھا ویگا تیر]ے نکتو[ڑ]ے

ہوا ہوں سقدر کاہیدہ تیرے عشق ہیں جانی   کہ ہیں نے آپ [صو]رت دیکھکر اپنی نہ پہچانی

کہا حاتم نے تیرے دیکھ مونہہ پر خال ہندو کو   چو کفر از کعبہ بر خیزد [کجا] ماند مسلمانی

ہشیار کروں حاتم مستوں کو نگاہوں ہیں   قطرہ مئے وحدۃ سے جو ساقی [کو ثر دے]

تو جو کہتا ہے بغل بیچ نہاں ہے شیشہ   محتسب یہ تو مرا دل ہے کہاں ہے شیشہ

جتنا کہتا ہوں نہیں اوتنا تو کہتا ہے کہ ہے   لو جی کیا چوموں گے ہم ہاں ہیں تو ہاں ہے شیشہ

اس جہاں کے قمار خانے ہیں   جب سے ہم آکے یار بیٹھے ہیں

۶۶ عمر ہفتاد و ہفت سال کو مفت   کیا دم نقد ہار بیٹھے ہیں

[زندگی ہو چکی میاں] حاتم   وقت کے انتظار بیٹھے ہیں

رباعی

ان سیمبروں کے ساتھ سونا معلوم   قسمت ہیں لکھی ہے خاک سونا معلوم

حاتم افسوس دے و امروز گذشت   فردا کی رہی امید سونا معلوم

حالی

[تخلص میر محب علی است] وے در سلک ملازمان مرزا محمد تقی خاں کہ یکے از امیرزادہ ہاے مرشد آباد بود انسلاک داشت گویند کہ سوداے خام شاعری در دماغ خود چنداں می بجنت [کہ سر آمد شعرا]ے فصاحت آما مرزا [محمد ر] فیع سو[دا] او سخن سنج بے نظیر

ـلہ یہ دونوں شعر پہلے بھی آچکے ہیں دیکھو صفحہ ۱۵۔۔۔

محمد تقی میر را موزون الطبع می گفت و شاعری دانست تا بہ دیگران خود چہ رسد ع
ہر کس بخیال خویش خبطے [دارد]
[بہر کیف مطلع] کہ از و بدست افتادہ رقم پذیر گشت ؎
عوض [میں بوسے کے دی ہے گالی سوا] ل دیگر جواب دیگر
یہ طرز تو نے نئی نکالی سوال دیگر جواب دیگر
پوشیدہ نیست از قطع نظر از لغویۃ لفظ ہیں متبادر از مصرعہ اول اعطاء [بوسہ] بمعشوق و یافتن عاشق عوض آں دشنام از وے است اگرچہ بدلالت [لفظ] سوال المعنی الذی فی بطن الشاعر بتکلف ظاہر می شوند ولا [یخفی ما فیہ] زہے شعور دشمنی کہ شاعری ایں و دعوی آں گویا مرزائے مرحوم در حق [ا] یں چنیں ہا قبل از وقوع واقعہ گفتہ ؎
انہی کچھ شاعری پہ کرتے ہیں میخ در کون آسما [ن و زمین]
بگمان[1] قاسم ہیچمدان سراپا نقصان اگر ایں چنیں میگفت بہر حال خوب می شد ؎
میں چاہوں بوسہ وہ دیں ہیں گالی سوال دیگر جواب دیگر
[یہ طرز انہوں نے نئی نکالی] سوال دیگر جواب دیگر

حب

تخلص محب خفی و جلی برخوردار میر احمد علی است مدعمرہ وے نوجوانے است سعادۃ بنیاد از سادات قصبہ فریدآ [باد] کہ منصب قضاء آنجا ابا عن جد بوے تعلق وارد بحسب قضاء و قدر جد و پدرش در عرض شش ماہ وے را یتیم سیزدہ سالہ گذاشتہ بجوار رحمت حق رحل اقامت افگندند راجہ نامدار کامگار فیض بخش کرم گستر راجہ بہادر سنگھ بہادر دام اقبالہ متکفل پرورش و متعہد تربیت وے گشتہ [با] نواع تفقدات پیش می آئند و حق جدش کہ نسبت تلمذ بوے داشتند بواجبی [ادا] مے فرمائند مختصر کلام ایں میر احمد علی حب [بہ تحصیل علوم متداولہ] فارسی و عربی

---

[1] بظن ا. ا.

از برخوردار سعادت شعار میر عزت [الله] عشق طال عمرہ و [زادہ] قدرہ کہ [شعر خود] ہم از نظر من میگزراند اشتغال دارد خدا [ش] بمراد دل و عمر طبعی رساند در [مقطع] غزل بیشتر نام خود ہم بہ طریق لطیف می آرد این [بیست] و یک بیت از گفتہا [ے] او نسبت افتادہ منہ مدعمرہ سہ

تو اولٹ دے جو ابھی رو [ے] حسیں کا پردہ
[اوٹھ] گیا خلق کے خلد بریں کا پردہ

بیٹھا رہا ہیں راہ ہیں کل منتظر پہ آہ
کہتے ہیں میرے [گھر وہ] ستمگار ہو گیا

کیوں خفا ہوتے ہو اتنا [خیر] صاحب خوش رہو
لو خدا حافظ [چلا یہ بندہ] درگاہ اب

ٹالے [بالے] کس لئے [کیوں] ہمکو [بتلاتے ہیں] آپ
بارے [لڑکا کان میں] یار سے کدہر جاتے ہیں آپ
یا تو پڑتی ہی نہ تھی کل آپ کو میرے سوا
ایک دم یاں بیٹھتے یا آج [گھبراتے ہیں] آپ

حب احمد مختار کی دے مجھکو الٰہی
زاہد کو مبارک ہو یہ سب کشف و کرا[ما]ت

شیشۂ دل کو اوچھالو دم بدم مست ہاتھ ہیں
کیوں پڑے ہو اسکے پیچھے یہ کہیں جاویگا ٹوٹ
رات جاگے ہو کہیں کہتی ہیں آنکھیں آپ کی
کس لئے کس واسطے کیوں بولتے ہو مجھسے جھوٹ

کشتۂ ناز و ادا ہم تو ہیں اک [مدت] سے
ہم سے [بل] کھاتی ہے کیوں کاکل بلا انگیز

یارو ہماری عقل بجا کچھ نہیں ہے آج
ہوش اب کہیں، حواس کہیں، دل کہیں ہے آج

دیکھا ہے کون سا بت ہر [جائی] ان نے آہ
کہتے ہیں دل نہیں ہے کہیں کا کہیں ہے [آج]

آنکھوں سے [اشک گرتے ہیں یاقوت وار سرخ] دیکھے ہیں جب سے میں نے لب لعل یار سرخ

اغیار سے لڑاؤ نہ بیٹھے تم آنکھ اچھا جاتا ہوں خیر دیکھوں میں یہ عذاب کیونکر
[عاشق [کی] دیکھ تربت [اک درد سے وہ] بولا [حیرت] ہے یہاں یہ مجھ بن کرتا ہے خواب کیونکر

[دل ہوا تن] سے جدا جان ہوئی دل سے [ہوا] یار جس وقت ہوئی تجھ سے جدائی مجھکو
چھا گیا رات [اندھیرا سا نظر کے] آگے [یاد وہ] زلف سیہ فام جو آئی مجھکو
جی نے جی پاس [خدا یار ہے بیماری عشق تا] دم مرگ نہ ہوا سے رہائی مجھکو
اشک گلگوں سے ہوا تختہ [دامن رنگیں یاد آئی] جو تری سرخ رزائی مجھکو
اک خرابہ سا نظر آئے ہے واللہ یہاں [جب احمد] کے سوا ساری خدائی مجھکو

لہو رونے لگے دل کے لگاتے ہی ابھی کیا ہے [مزہ تو] آگے آگے دیدۂ خونبار دیکھیں گے

حشر سے میں[1] کیوں ڈروں دی ہے مجھے اپنی حب احمد مختار نے حیدر کرار نے

حجام

تخلص عنائت اللہ مرحوم عرف کلو است وے حجام پسرے بود از قصبہ سہارنپور [امادرویش] نہاد و صاحب شعور بیشتر اوقات مشغول بحق می ماند و مثنوی مولوی معنوی علیہ الرحمۃ میخواند [ومولہ] سماع بود و وجد می فرمود بہ برکت انفاس متبرکہ حضرت زبدۃ السالکین مولانا محمد فخر الدین قدس سرہ کہ دست بیعت بدست حق پرست جناب کرامت مآب حضرت ایشاں [داده] بود خیلے باوصاف صوفیان صافی اتصاف و برسر تراشی آں سرآمد اولیاء عہد

---

[1] کیوں میں ل. ۱.

اختصاص داشت از انجا کہ بسیار [عقیدہ] ۃمنش [و] نہائت خوش گپ بود درحین خدمت آں گل گلزار[1] توحید عندلیب آسا [غزل خواں] می شد و بحکایات شیریں دلفریب دل حقیقت منزل آں فخر الاولیا خوش میکرد وفیضہا [می] اندوخت شعرش بسیار باکیفیت است در مقطع ہر [غزل] پرورش تخلص می کند شاگرد رشید [سرآمد شعرائے فصاحت آما مرزا] محمد رفیع سودا است بنا برآنکہ سنگ [یک] پہلو بود غیر از مرزا [را] شاعر [سے نمی] دانست تا بخوشگوے خود چہ رسد از چندے ایں جہان را خیرباد [گفتہ] خداش [بیامرزد] ایں ہمی و یک بیت از گفتہاے آں شیریں زبان [است] ؎

روز رخسار] کے لیتا ہے مزے خوباں کے بہتر اسے کوئی حجام ہنر کیا ہوگا

[قید میں اپنے] سلیماں نے کیے[2] سب جن و دیو ہائے واعظ کو لگا اک بھوت بڑکا رہ گیا
[اسقدر بھاگے] جو ہے[3] حمام کے تو[4] نام سے کیا بلا اب تک بھی اے ظالم تو لڑکا رہ گیا
[جیبنا نظر] اپنا تو ستمگر [نہیں آتا] بن وصل ترے سو[5] یہ میسر نہیں آتا
کہتا نہ تھا میں تجھسے [جسدن نقاب] الٹا چہرے کی تاب تیرے کب آفتاب لایا
[حجام تیرے دل کی تو آرزو بر آئے چہرے پہ اوس کے خالق گر خط شتاب لایا]
اوسکو عالم سے ربط و پیار رہا ایک مجھے ہی ننگ و عار رہا

کھول اوس کی گلی میں جا رہا [تھا] کل مرنے میں میرے کیا رہا [تھا]
اب کیا ہی وہ مکان لگے ہے اوداس سا تھی جس جگہ کبھو[تیرے بیمار] کی نشست
[دوکاندار ہو گئی حجام ساری خلق پکڑی ہے اونے جب کہ بازار کی نشست]
شیخ کی ریش شوخ تھا حجام اکڑ گیا ہاتھ مار پست و بلند
بال دھونے کے مصالح کی ہو پڑیا اوسکی یونہی حجام کہیں پوچھے مرا وہاں کاغذ
یہ چرخ چڑھائے ہوئے کیا جانیے حجام مریخ کو [کتنے] دیے [ہتیار] فلک پر

[1] گلزار در ہر دو نسخہ [2] کر گیا ا.ا. [3] ہے جو ا.ا. [4] اب ا.ا. [5] کبھی ا.ا.

قسمت کہ نہو وعدہ اغیار فراموش ملنے کا مرے ہو تجھے اقرار فراموش

آج کل کے خوبرو دیکھا تو ہیں یہ سکھ بچے ان تانک [حجام] ہی پیچھے نہ یہ حجام [تک]

دیکھ عاشق کی ترے رسوائیاں عشق کی یاروں نے قسمیں کھائیاں

[ادہم نے چھوڑا یارو] یہہ تخت دل کے ہاتوں میں بھی ہوا ہوں عاجز کم بخت دل کے [ہاتوں]

دل [پہ] ہے [نقش] اپنے اے حجام یاد کب اوس کا خط و خال نہیں

[رقیبوں پر میاں] پڑتا ہے [تب] سو سو گھڑے پانی بلا حجام کو جس روز تم حمام کرتے ہو

[ہے ہم کو یہی سوچ کہ] اوس بزم میں آ کر جو اوٹھ گئے کیا کر گئے کیا ہم نے کیا بیٹھ

مثال [ناقۂ لیلی کے] یک دو گام غلط خدا کرے کہ ادہر کو ترا سمند کرے

[زخمہائے کشتہ] نیرنگ سے خون بھی ٹپکے ہے کتنے رنگ سے

سر میاں حجام [بہتوں] کا پھر یہ تہیں مونڈتے آج اوس کوچے میں اونکی [بھی حجامت ہو] گئی

حجام ترے اس رونے سے وہ شوخ کوئی رو دیتا ہے

ہو آئینے سے بیزار [ابھی] جو اوسکی آنکھیں نم سمجھے

ہر دم نظر آتے ہیں نئے یار تمہارے ہم جی چکے گر ہیں یہی اطوار تمہارے

[ہے جی میں تمنا] کہ اون آنکھوں سے یہ پوچھوں بچتے نہیں کس واسطے بیمار تمہارے

اک روز [نصیبوں] سے کہیں ہاں تئیں پہنچوں پھر سر ہے مرا اور در و دیوار تمہارے

اوس کاوش مژگاں [کا گلہ ہم سے عبث ہے] اے آنکھو! یہ بوئے ہوے ہیں خار تمہارے

اوس شوخ کے کوچے میں نہ جایا کرو حجام چھن جائینگے اک دن کہیں ہتیار تمہارے

حجام پڑا سخت حیا ناک سے پالا [کچھ ہا] اور تو کیا بات [جو] وہ مونہہ سے نکالے

ہنگ چلیے جو اوس شوخ سے رستے میں لڑ ا بے جھجھلا کے یہ کہتا ہے کہ چل دور ہو رذالے

حزین

تخلص دو کس می شناسم

اول

صاحب عالم و عالمیاں مرشد زادہ [جہان و جہانیاں] زیبندہ تاج و تخت مرزا خجستہ بخت بہادر دام اجلالہ گویند کہ جناب ایشاں بسیار نرم [دل] و شیریں گفتار و نہائت پاکیزہ وین وستودہ اطوار واقع شدہ [اند] گاہ گاہ میل بریختہ گوئی می فرمائند [اشعار] متفرقہ دارند ایں پنج بیت از ریختہای طبع دربا [رجناب ایشان] است ؎

کروں کیا وصف میں اوس شعلہ رو کے قد [و قامت] کا
بھبوکا ہے دھوا ہے اور [وہ] ٹکڑا ہے قیامت کا
[چھپا] مکھڑے [کو میرے شوق کی] آتش کو بھڑکایا
کروں میں کیا بیاں اوس شوخ کی اپنی شرارۃ کا
ہر اک بال [اوسکی زلفوں کا] ترا دشمن ہوا ہے اب
سزا ہے اے دل محزوں مزہ [ہے یہ محبت کا]
[کسی کی چشم کی گردش سے ہوں گردش میں میں ھر دم]
یہ باعث ہے سنو بادہ کشاں میری کلالت کا
[حزیں کو] ذبح [کر تو شوق سے قاتل] یہ راضی ہے
نہ لے پر اپنے مونہہ سے ہر گھڑی تو نام رخصت کا

[دوم]

میر محمد باقر] مرحوم [وے جوانے بود] از دودمان شرافت متصف بمہربانی و رافت کہ در کفت [کفائت وکنف حمائت سخن سنج ہنر گستر مرزا جان جاناں مظہر علیہ الرحمۃ فرزندانہ] زندگی میکرد و شعر خود از نظر [فیض اثر آں مظہر فیوضات] الہی [می گزرانید صا]حب دیوان [د

شیریں زبان] است در عہد آسودہ مہد حضرت فردوس آرامگاہ انار اللہ برہانہ ہمیں یک حزین بود و بس اشعارے کہ خان رفعت نشان اعظم الدولہ محمد [میر خاں] بہادر در تذکرہ خود بنام محمد علی حزین تخلص نوشتہ اند از آن میر باقر حزین[۵۱] است ملخص کلام ایں بست و یک بیت از آن آں سید مرحوم است ؎

ورق ۱۰۰

اے حزیں شاکر کہ ہے مصحف ارباب [جنوں]اں — فیض سے حضرت مظہر کے یہ دیواں میرا

اس کی جدا خبر لے ، اوسکی جدا خبر لے — یہ ایک دل دو انا کس کس کی جا خبر لے

وہ کہ ہے ملک مسلم او سے یکتائی کا — خوب لیتا ہے مزہ عالم تنہائی کا
میں تو بندہ ہوں [تر]ے جور و جفا کا لیکن — سخت دھڑکا ہے مجھے اس دل سودائی کا
دلبروں میں سے لیا ڈھونڈہ [میا]ں تجھ سے کو — میں دوانا ہوں ان آنکھوں کی شناسائی کا

اوس کو کچھ لذت شراب نہیں — جس کا دل عشق سے کباب نہیں
ان بتوں کے دیکھنے کا جو کوئی مائل نہیں — زندگانی کا اوسے [واللہ کچھ] حاصل نہیں

نہیں آتا ہے ہرگز مجھ پہ رحم اوس بے مروۃ کو — مٹاؤں کس طرح میں ہائے اپنی دل کی حسرۃ کو
یہ کہہ کر جی دیا [فرہاد نے اپنا] کہ یا قسمت — لکھا تھا یوں کہ شیریں سے [ملینگے ہم قیامت] کو

کریں کیونکر نہ ہم مجنوں کا ماتم — [کہاں ملتے ہیں اپنے] فن کے استاد

شیریں نے دی تھی دل میں [کچھہ اک کو] ہکن کو جا — اونے بھی جی کو دے کے حق اوس کا ادا کیا
[نالاں نہیں ہے جور و] جفا سے ترے حزیں — جو تو نے اوس کے حق میں کیا سو بجا کیا

---

۵۱ باقر علی حزیں ۱۰۱۔

کچھہ کٹی ہجر میں کچھہ وصل میں گریاں گزری — کیا مری عمر کی اوقات پریشاں گزری

وفا میری اگر جور و جفا تجھ کو نہ سکھلاتی — تو کیا آرام سے یہ زندگانی ہاے کٹ جاتی

اوس بیوفا کے عشق سے کچھ یہ ہمکو جس نہیں — پاؤں تلک بھی اوسکے ہمیں دست رس نہیں
ویراں ہوا خزاں سے چمن یاں تلک کہ ہم — چاہیں کہ جل مریں تو کہیں خار و خس نہیں
اس فصل گل میں کیوں نہ گریباں کیجے چاک — جاتی ہے یوں بہار حزیں آہ بس نہیں

رباعی

کہتی تھی چمن میں ہو کے بلبل بیتاب — کس طرح نہ ہوتی زندگانی یہ عذاب
جیتے تھے جنھوں کو دیکھ گلشن میں ہم — سو بو[ل و] ہ[ہو]ے خزاں سے ویران و خراب

دیگر

کن کن طرحوں سے جان ہم سے بیدل — کرتا ہے اب اسطرح تو ہمکو بیدل
جلنے کی قدر ہمارے اس دل کی تجھے — ظاہر جب ہو کہ تب کسو کو دے دل

[حسن]

تخلص سہ کس بمن رسیدہ

اول

میر غلام حسن خلف الصدق [میر غلام حسین ضاحک اصلش] از ایران و مولدش ہندوستان جنت نشان [است در سید واڑہ] دہلی کہنہ تولدش واقع شدہ گردش دور دوار ویرا بدیار [مشرق انداختہ] در فیض آباد ملازم سرکار سردار جنگ خلف رشید نواب [سالار جنگ]

ورق ۱۰۱

گشتہ شاگرد رشید میر ضیاء الدین ضیاء است و از خدمت سرآمد شعرائے فصاحت آما مرزا محمد رفیع سودا ہم استفادہ نمودہ طرز گفتارش بہ شاعر فصاحت افروز محمد میر سوز مرحوم ماناست مختصر کلام شاعر فصیح زبان عذب البیان است دیوانے مماو اقسام سخن وارد مثنوی بے نظیر و بدر منیر بے نظیر گفتہ و داد سخنوری کہ مروج ایں وقت است دادہ و بیرون ازیں مثنوی د[ر] ہجو بلدۂ لکھنؤ و مدح شہر فیض بہر فیض آباد بنگالہ و سرگذشت راہ کہ ہمراہ نیز ہائے شاہ مدار قدس سرہ راہی آں دیار شدہ بسیار خوب و پاکیزہ گفتہ بالجملہ سخن سنج عالے طبع بود از چندے برحمت حق پیوستہ خداش بیامرزد ایں بیست و پنج بیت از طبع زادہائے آں مرحوم است ؎

کسے آرزو تھی جو اس طرح لیے ساتھ غیروں کو آگئے[1]

نکلے جھنگے دل کو جلا گئے نئے سر سے آگ لگا گئے

چھوٹا نہ وہاں تغافل اوس اپنے مہرباں کا — اور کام کرچکا ہے یہاں اضطراب جا[ں] کا

خوبی چمن میں دیکھ نسیم بہار کی — کس طرح سے [ہے آ]ئے ہوس[ل] دلہن یار کی

کہا میں نے کہ [گھر میر]ے کبھی د[و] چار دن رہیے — لگا کہنے ہے جلدی کیا ابھی دو چار دن رہیے

عشق کیتک آگ سینے میں مرے بھڑکائے گا — راکھ تو میں ہو چکا کیا خاک اب سلگا[ئیگا]

چنپا کلی کو دیکھ گئے ہاتھ پاؤں پھول — بالے کی جھونک سب مرے اوسان لے گئی

ترے بن باغ میں جبوقت غنچے گل کے کھلتے ہیں — خراش ناخن غم سے جگر [کے] زخم چھلتے ہیں

جان و دل ہیں اوداس سے میرے — اوٹھ گیا کون پاس سے میرے

---

[1] اصل نسخہ اور د۔ ا۔ میں "لیئے غیروں کو ساتھ آگئے" ہے ۔۔ لیکن وزن کے خیال سے تقدیم و تاخیر کر دی گئی ہے ۔

مجھ پر ہے [یہ میاں] ستم و جور کچھ نہیں | لیکن ہر ایک سے یہ ترا طور کچھ نہیں
کیا ہے اب کوئی اور کیا رو سکھے | دل ٹھکانے ہو تو سب کچھ ہو سکھے

شب وصل صنم ہے آج اے ہمدم کسی ڈھب سے | گریباں سحر کو ٹانک دینا دامن شب سے!
کہاں میں نے بھرتا ہوں دم آپ کا | لگا کہنے صاحب کرم آپ کا

ہوے ہیں عشق کے بیمار دیکھیے کیا ہو | بہت برا ہے یہ آزار دیکھیے کیا ہو

شمع ساں اپنی ہی [ہستی] سے ستم ہم نے سہے | اپنی آہوں سے جلے اپنے ہی اشکوں سے [بہے]

خوش ہے وہ مست کہ تابوت کے آگے جسکے | آب پا[شی] کے عوض مے کو چھڑکتے جاویں
[وقت] اب [وہ ہے] کہ ایک ایک حسن ہے کے بلنگ | صبر و تاب و خرد و ہوش کھسکتے جاویں

دلکو اوس شوخ کے کوچے میں دھرے آتے ہیں | سینہ خالی کیئے اور اشک بھرے آتے ہیں

تجھے جس گھڑی اے صنم دیکھتے ہیں | جھمکڑا خدائی کا ہم دیکھتے ہیں

وصل بھی ہوگا حسن تو ٹک تو استقلال کر | حال اپنا ہم سے کہہ کہہ ہمکو مت بے حال کر

مارا جو جوش غصے میں دریاے حسن نے | جلوے نزاکتوں کے پسینے یہ آ رہے

بے چینیز تو نہیں یہ [حسن] اوس گلی میں روز | جانا ہے کے بات کرنی ہر ایک سے پکار کر

میں حشر کو کیا روؤں کہ اوٹھ جاتے ہی تیرے | برپا ہوئی اک مجھ پہ قیامت تو نہیں اور

دامن صحرا سے اٹھنے کو حسن کا جی نہیں   پاؤں دیوانے نے پھیلائے بیاباں دیکھ کر

دی تھی یہ دعا کس نے مرے دل کو الٰہی   اجڑے یہ گھر ایسا کہ پھر آباد نہ ہووے

اشکوں[1] سے نہو کیونکہ حسن راز دل افشا   پانی کے چھڑکنے ہی سے بو ہوتی ہے خس میں

حسن دوم

دوم

خواجہ حسن خلف الصدق خواجہ [ابرا] اہیم صاحب نبیرہ حضرت خواجہ کہماری علیہ الرحمت والغفران [ایشا] ں از پیرزادہاے مودودیہ و بہ حلیہ علم و حلم آراستہ و بزیور فضل وکمال پیراستہ صوفی مشرب فقیر نہاد پاکیزہ مذہب خدا یاد درویش باطن توانگر ظاہر در علم موسیقی بسیار ماہر اند چندگا[ہ] است کہ از حضرت دہلی با[ر] بربستہ تشریف شریف بہ[بلدہ] لکھنؤ ارزانی داشتہ رخت اقامت در انجا افگندہ وضیع و شریف آں دیار را دلالت راہ خدامی کند و مردم آں نواح مقتدا و پیشوائے خود انگاشتہ سعادۂ دنیوی و اخروی پنداشتہ نذور و افیہ میرسانند از حسن خلق جناب ایشاں چہ برطرازم کہ با ایں ہمہ شکوہ و [ثرو] ت کہ دارند نہایت متواضع و بغایت خوش اختلاط و افتادہ افتادہ اند شعر ایشاں بسیار بامزہ و پر کیفیت است منجملہ طبع زاد آں والا نژاد [یازدہ] بیت در ایں جا ثبت افتادہ منہ مدظلہ و سلمہ ربہ ؎

کب یہ کہتا ہوں کہ میری جان جانے سے رہے   پر کچھ ایسا ہو کہ ٹک جی تلملانے سے رہے

کونسا نقصان اس میں آپ کا ہو جائے گا   اسطرف ٹک مڑکے دیکھوگے تو کیا ہو جائیگا

کہتے ہیں جسے ہجر کی شب سخت بلا ہے   یارب نہ دکھانا مجھے اوس رات کی صورت

نہ روویں رات دن جوں شیشہ مے کس طرح ساقی   [کہ] تیرے [ہا] تھ سے ہم غمزدوں کے دلمیں چھالا ہے

[1] قول شاعر "اشکوں سے" تا آخرہ فیہ شئی لایخفی علی شاعر ماہر (منہ)

جھٹک کے ہاتھ سے دامن خفا جو یار ہوا　　تو وو ہیں پیرہن صبر تار تار ہوا

ورق ۱۰۳

تھا ارادہ وہ ایدھر دیکھیں تو ہم بھی دیکھیں　　دیکھنا بھول گئے ایسی دکھائیں آنکھیں
جان بخشی کو نہ آیا وہ دم نزع حسن　　اوس نے اوس وقت میں بھی مجھسے چرائیں آنکھیں

بھولے سے بھی کیا نہ کبھو یاد اوسنے آہ　　یکبارہ ہم کو یاد سے ایسا بھلا دیا
محفل میں رات غیر کو احوال پر مرے　　اتنا ہنسایا تو نے کہ مجھکو [ر] ولا دیا
وقت وداع یار دل بیقرار نے　　یہ آہ کی کہ عرش معلی ہلا دیا
جوں نقش پا گلی میں ہوں اب اوسکے پائمال　　میری ہوا نے خاک میں مجھ کو ملا دیا

حسن سوم

سیوم

میرزا حسن خلف الصدق سیف الدولہ سید رضی خان بہادر وے جوانے است حسن الخلق خوش قماش زیبا منظر یار باش گاہ گاہ از طبعش شعر ریختہ می تراود دوبیت ازاں ایں ہیچمداں درایں جا [می نگارد] ؎

ہے بھبو کا یا دھوا یا ہے وہ آفت کیا کہوں　　شعلہ رو کش گرمیاں شوخی شرارت کیا کہوں
دل کو ٹے اوس زلف کے پھندے میں پھنسنے اے حسن　　جسقدر ناحق یہ کھینچی ہے ندامت کیا کہوں

حسینی

تخلص حکیم میر حسین مرحوم است وے در عالم جوانی بہ نرفہ تام بکام دل ایام زندگانی بسر می برد رقاصہ زنے خوش اندام بیچو نام کہ دراں اوان درہم پیشگان خود بسیار ممتاز و بس سرفراز بود بمیر موسوم سرخوش داشت بسے زیاد از مایحتاج او بہزاراں ہزار منت وسماجت بوسے میرسانید و بارجفائے معشوقانہ اش از ہرچہ تمامتر بر سر خود می کشید ازاں جاکہ بر جناب

کرامت انتساب زبدة السالکین مولانا محمد فخر الدین قدس سرہ ارادۃ[1] درست داشت حضرت ایشان عنائت بے غائت درحقش مبذول میداشتند باوجود اطباء جلیل القدر اصلا دواے تجویز کسے میل نمی فرمودند و یاران را نیز دلالت بر استعلاج از وے می فرمودند ملخص کلام میر حسین مغفور خیلے خلیق و یار باش بود و خط نسق و نستعلیق و شفیعائی و شکستہ بسیار درست و شیریں می نوشت در موسیقی ہم بہ تلمذ میاں نور رنگ کلاوۃ [مہارتے] داشت و گونہ از علوم عربیہ ہم بہرہ اندوز بود در آخر ہاے عمر بسیار مشغول بحق گشتہ و از دیں پروری واستغناے وے چہ بر طرازم کہ با وصف احتیاج بلیغ کہ در ایام پیری بوے رو دادہ بود رفاقت پہیلر فرنگی کہ صد روپیہ در ماہہ بیروں از سواری و خوراک میکرد بپاس آبروے سیادۃ و اسلام قبول نہ کرد و عسرۃ کشاں از فانی جہان بجوار رحمان در پیوست عفی اللہ عنہ وعن سایر المسلمین شعر فارسی خوب میگفت گاہ گاہ ریختہ ہم از طبع نفیس ریختہ ایں چار مصرعہ رباعی ازاں مرحوم است ؎

ورق ۱۰۴

بدنامی عشق جان تلک پہنچ گئی — چوں کارد کہ استخواں تلک پہنچ گئی
یہ بات تو کچھ بات نہیں ہے ایسی — پر کہیے کیا کہاں تلک پہنچ گئی

حسرۃ

تخلص دو کس میدانم

اول

میاں جعفر علی نیاکانش بحضرت دہلی بعطاری اوقات بسر می کردند وے در مسالک ترتیب علم استادی دریں فن برافراشتہ[2] تلامذۂ بسیار بہم رسانیدہ بود قلندر بخش جرأت رشید ترین شاگردان وے است نسبت تلمذ بہ سرپ سنگھ دیوانہ دارد[3] دیوانے مردف ازو

---

[1] ارادہ داشت ا۔ا۔ [2] می افراشت ا۔ا۔ [3] داشت ا۔ا۔

یادگار ماندہ در سرکار دولت مدار شاہزادہ نامدار کامگار جہاندار شاہ انار اللہ برہانہ در سلک ملازمان خاص عز اختصاص داشت در آخرہا بہدائت سعادۃ ازل و رہ نمونی فیض لم یزل از تعلقات دنیوی وارستہ سالک مسالک خدا جوئی گشت اللہم ارزقنا ایضاً بہر کیفیت این [سہی وسہ] بیت[1] از گفتہاے اوست ؎

نظر آیا تجھے مکھڑا ترا کیسا ماہ تاباں سا　　جو تو آئینہ رکھ زانو پہ یوں بیٹھا ہے حیراں سا

بیاں کیا کیجیے اوس سرو رواں کے قد و قامت کا　　بلا ہے آفت جاں ہے نمونہ ہے قیامت کا

کس کی نگہ کا تیر لگا آہ کیا ہوا　　تڑپھے ہے دل مرا اسے اللہ کیا ہوا

نبض نہ دیکھ اے طبیب، ہاتھ لگا [اور] موا　　میری تو یہ شکل ہے آہ چھوا اور موا

زخم تیر نگہ و خنجر مژگان اوٹھا　　پر دل زار تو سرہم کا نہ احسان اوٹھا
آشیاں چھوڑ چلے اے چمن آرا ہم تو　　تو ہی لیجائیو سر پہ یہ گلستان اوٹھا

جگر کر چاک قاتل دیکھتا تھا　　جو میں پوچھا کہا دل دیکھتا تھا

بلا سے گروہ ہرجائی بت قاتل نہیں ملتا　　کہ جو اس وضع کا ہووے سے اپنا دل نہیں ملتا

رقیبوں کے حوالے کر کے خط کو نامہ بر آیا　　عزیزو کیا کہوں قاصد تو میرا کام کر آیا

آئینہ دیکھ اوس کو مانند اشک شبنم　　حیرت سے ہو گیا ہے یک چشم نم سراپا

---

[1] شعر ۱۰۱

کسی دشمن کے بھی نصیب نہ ہو جیسی تجھ بن کٹے ہماری رات

کل جو پہنچی تری آواز مرے کان کے بیچ آ گئی سنتے ہی بس جان مری جان کے بیچ

ماہ کرے جو لاف حسن چہرہ دکھا کہ اس طرح مہر کرے اگر طلوع بام پہ آ کہ اس طرح
سرو کرے جو سرکشی قد کشیدہ کو دکھا گل جو دکھاوے پیرہن کھول قبا کہ اس طرح

اس دل کو نہ ہرگز تری بیداد لگے تلخ اور اوسکی میاں تجھکو یہ فریاد لگے تلخ

کل کب تھے ہم سے خوش کہ نہیں ہو تم آج خوش
ہم نے تو ایک دن بھی نہ پایا مزاج خوش

تری فرقت میں ہے شام و سحر مجھکو عجب مشکل
[جو شب] کاٹی تو دن مشکل جو دن کاٹا تو شب مشکل

زار و حسرت کش و دلریش ستم یعنی ہم بیوفا سنگدل و سخت زباں یعنی تم

دوستوں کا دیکھنا اس دور میں ہر دم کہاں دم غنیمت ہے عزیزو تم کہاں اور ہم کہاں

ہوا سے بال اون زلفوں کے رخساروں پہ ہلتے ہیں
دل بیمار ٹک اوٹھ بیٹھ دونو [وقت] ملتے ہیں

کسے منظور تھا یوں تلخ کیجے زندگانی کو دلے کیا کیجئے حسرۃ بلاء ناگہانی کو

جگر سوزاں ہے دل بیتاب ہے اور چشم گریاں ہے
الٰہی دن ہے میری موت کا یا شام ہجراں ہے

برنگ آبلہ اے وائے یہ کیسا زندگانی ہے
کہ جسکے پاؤں پڑتا ہوں اوسی کو سرگرانی ہے

چھنے تیر نگہ سے دل اگر یوں ہو تو بہتر ہے
بنے غربال کی صورت جگر یوں ہو تو بہتر ہے

کس کا [ہے وہ] جی جس پہ یہ بیداد کروگے
لو ہم تمہیں دل دیتے ہیں کیا یاد کروگے

بیتابی و حیرانی و طغیانی گریہ
سب آنکھوں پہ ہم لیں گین [لگیں] جو امداد کروگے

تاراج کیا جان و دل و صبر پھر آگے
کیا خاک ہے مجھہ میں جسے برباد کروگے

ترے سامنے ہو [یہ] دل جان کیا ہے
غضب ہے بلا ہے تری آن کیا ہے

کہا کرتے ہیں پھر نہ ملنے کا اوسے
پر اوسے نہ ملنے کا امکان کیا ہے

ق

کل روتے ہوے جو اتفاقاً
حسرت کے مزار پہ گئے ہم

پڑھتا تھا یہ شعر وہ تہ خاک
بس سنتے ہی جسکے مرگئے ہم

واماندوں پہ دیکھئے کہ کیا ہو
اپنا تو نباہ کر گئے ہم

دیگر

تم جو کہتے تھے کہ بہد و حسرت کو
آہ و فریاد یہاں کیا نہ کرے

[آپ] کا اس میں کیا بگڑتا ہے
درد دل کی کوئی دوا نہ کرے

دوم

حسرت (دوم)

لالہ ذوقی رام و ے [از] مہاجنان شاہجہان آباد صانہا اللہ عن الشر و الفساد بود شعر فارسی بسیار

---

۵۲ سنہ پنجابی ۱۰۱۔ تاراج کیا صبر و دل و جان پھر اب آگے (خمخانۂ جاوید جلد دوم صفحہ ۴۱۴)۔

بمتانت شگفت دیوانے مملو انجار سخن دارد ازان جا کہ فیض الٰہی نامتناہی است بنا بر استعداد جبلی و مناسبت طبعی در محاورۂ[1] ایرانیاں بسیار کم غلط می کرد و بسکنت تام و غربت تمام ایام بسر می برد خیلے خلیق و متواضع بود از چندے آنجہانی شدہ گاہ گاہ بنا بر تفنن طبع ریختہ[2] ہم موزوں می کرد این نہ شعر من جملہ انہاست ؎

غرق ہوتی نظر آتی ہے مجھے کشتی نوح ‌ ‌ ‌ چشم گریاں نے مری گریہ[3] طوفان کیا

ہوشیاری ہیں جو آرام نہ پایا ہم نے ‌ ‌ ‌ جان بوجھ آپ کو دیوانہ بنایا ہم نے
کھال کھچے کوئی یا دیوے چڑھا سولی پر ‌ ‌ ‌ جیتے جی عشق سے کب ہاتھ اٹھایا ہم نے
دیکھ تلوار کھچی ہاتھ ہیں اوس کے حسرت ‌ ‌ ‌ ہوکے راضی برضا سر کو جھکایا ہم نے

آنکھ تو روکے چھوٹ جاتی ہے ‌ ‌ ‌ دل بچارے پہ آفت آتی ہے
شمع کے طور آتش الفت ‌ ‌ ‌ سر سے لے پاؤں تک جلاتی ہے
درد دل کسے ہیں کروں اظہار ‌ ‌ ‌ سن سکے کون کسکی چھاتی ہے
دن تو گزرا پہاڑ ساجوں توں ‌ ‌ ‌ دیکھیئے رات کیسی آتی ہے
غیر کے پاس روز جاتے ہو ‌ ‌ ‌ اپنے حسرۃ سے عار آتی ہے

حشمت

تخلص دو ریختہ گو بہم رسیدہ

اول

محمد علیخاں مرحوم وے از دیرینہ مشتاقان[4] دیرین زمان و استاذ عبدالحی تابان است

---

[1] محاورہ در ہر دو نسخہ ‌ [2] شعر ریختہ ‌ [3] گریہ ہ . ا . ‌ [4] مشتاق ہ . ا .

گویند کہ مرد خوش معاش صاحب قماش بود برا [در] انش کہ عابد یار خاں و مراد علیخاں نام داشتند در سلک بندہاے جواہر خانہ حضرت فردوس آرامگاہ انار اللہ برہانہ منسلک بودند بہرحال این دو شعر از گفتہاے آں مغفور است ؎

خط نے ترا حسن سب گنوایا   یہ [سبز] قدم کہاں سے آیا

نکہت گل نے سنایا کسے زندان کے بیچ   پھیر زنجیر کی جھنکا [ر پڑی] کان کے بیچ

دوم

حشمت دوم

محتشم علیخاں برادر کوچک میر ولایت اللہ خاں ولایت و [ے] بدخشی الاصل [و] از سکنۂ شاہ جہاں آباد صانہا اللہ عن الشر والفساد است بسیار عمدہ معاش بود با جاہ و ثروت ایام بسر می نمود دیوان فارسی بمتانت تام و فصاحت تمام دارد گاہ گاہ شعر ریختہ ہم بر روے کار می آورد[۵۳] این چار بیت از وے است ؎

بہار آئی دوانے کی خبر لو   اگر زنجیر کرنا ہے تو کر لو

ہمنے نجف میں جاکے کیا خوش مقام ہے   کعبے کو دور سے ہی ہمارا سلام ہے

برقع کو اٹھا چہرے سے وہ بت اگر آوے   اللہ کی قدرۃ کا تماشا نظر آوے

اسے ناقۂ لیلی دو قدم راہ غلط کر   مجنون ز خود رفتہ کبھو راہ پر آوے

حضور

ورق ۱۰۶

تخلص لالہ بالمکند برادر کوچک لالہ چھٹم لعل[۱] است کہ حسب ظاہر زنار دار گجراتی و در باطن

۱؎ مں آزاد ۱.۱.

۵۳؎ ا. ا. میں یہ اور اس کے بعد کا شعر درج نہیں۔

درویش قادری بود بازدہم حضرت ذولسانین امام الفریقین محبوب سبحانی غوث صمدانی قدس سرہ بہ نہایت تکلف می کرد و در آخرہاے عمر کہ بنابر تنگدستی یکبار سرانجام نیافت بہاے ہاے میگریست و میگفت کہ حالا من زندہ نخواہم ماند در آخر ہماں ماہ رخت اقامت بدارالقرار کشید واین بالمکند از علم فارسی بہرہ وافی داشت و از عربی ہم گونہ چاشنی یاب بود و کتب ہم در پیش نظر داشت گرد مضامین انہا میگشت و بطور خود در ریختہ می نشاند شعر خود از نظر فیض اثر میدان سخن سازی را یکہ تاز مرد خواجہ میر درد علیہ الرحمۃ میگذرانید این سہ بیت از وے است

یہ جو چشم پر آب ہیں دونوں ایک خانہ خراب ہیں دونوں

وہاں رشتۂ محبت معشوق توڑتے ہیں یہاں ٹکڑے ٹکڑے دل کے ہم بیٹھے جوڑتے ہیں

گالی تمنے وہی غصے سے ہم چاہت کا [یہ] دم سمجھے
بس اب چپکے ہی رہیے گا کچھ تم سمجھے کچھ ہم سمجھے

حفیظ

تخلص حافظ محمد حفیظ است سلمہ ربہ وے جوانے است، یار باش وارستہ مزاج خوش طبیعت طبیعت امتزاج ظریف الطبع نیک نہاد شریف الوضع والا نژاد محبت پرور اخلاص شعار مودت گستر اتفاق وثار شیریں گفتار نیکو کردار بہ مرثیہ خوانی وحید وبہ انشاد مثنوی مولوی معنوی علیہ الرحمۃ فرید عصر پاس دوستی ہا بدرجۂ وارد کہ بنا بر نفع دوست ضرر خود گزیند لحاظ آشنائی ہا بمرتبۂ پیش نظر وے است کہ تا کار آشنا سرانجام ندہد حتی المقدور از پا نہ نشیند مختصر کلام اوصاف جمیلش چندانکہ بہ تحریر در آمدند اندکے از بسیار دانند واخلاق حمیدہ اش بہ قدرکہ مرقوم قلم واقعہ رقم گردند یکے از ہزار شمارند اصلش از خطۂ دلپذیر کشمیر است ومولدش خاک پاک جہاں آباد خیر بنیاد در شعر گفتن طرز خاص بدستش افتادہ طبع زاد خود گاہے از نظر دوسندار

سراپا بوفاق حکیم ثناء اللہ خاں فراق گزرانیدہ وگاہے بہ سمع ما اسم ہیچمداں سراپا نقصان رسانیدہ ودرایں ایام ہمیشہ از برخوردار کامگار میر عزت اللہ عشق استفسارہ می نماید و بیرون از ہمہ بنا برضربے از استیلاے خلط اسود بر کاخ دماغ آنچہ در خاطرش قرار گیرد اگرچہ یکسر خار بود گل پندارد و آنچہ طبعش بوے اقبال نکند بوکہ ہمہ گل بود خار انگارد ازیں جا است کہ در بعضے اشعا[رش] چیزے ہست بہر کیفیت ایں سی ویک بیت از شیریں گفتار یہاسے وے است منہ سلمہ ربہ ؎

جو ہیں آیا مجھ پہ وہ خنجر دودھارا کھینچ کر — آہ کا نیزہ اُسے میں نے بھی مارا کھینچ کر
پاس میرے جنس دل وہ مفت پر قیمت کہاں — پھر نہ آتا کیونکہ میں یار وخسارا کھینچ کر
صورت اوس کی دیکھ حیرت سے یہ مانی نے کہا — اوس کے صدقے جس نے یہ نقشا اتارا کھینچ کر
آ[فریں] تجھ کو دلا اے مرحبا صد مرحبا — کس پری کو تو نے شیشے میں اتارا کھینچ کر
خاک اوڑاتے مت پھرو بس آؤ بانے وحشیا — کوچہ دنیا سے بیٹھو اب کنارہ کھینچ کر

روز وشب رہتی ہے ہم کو یادگاری آپ کی — آپ کو پروا نہیں یہ ہم نے خواری آپ کی
تاڑیاں باتیں تمہاری کیا ارادہ ہے کہو — آج تو نکلی ہی پڑتی ہے کٹاری آپ کی
رو بہ رو غیروں کے شکوہ کیا کریں ہم آپ کا — ہو رہیں گی پھر کبھو باتیں ہماری آپ کی
حضرت دل میرے حق میں نیکیے کرتی ہے کیا — بیقراری آپ کی بے اختیاری آپ کی
سینہ صد چاک میں سوراخ ہوتے ہیں [گئے] — اپنے بقول ہم نے جوں ہوا بخیہ کاری آپ کی
ہمکو جلنا چاہنا تھا چاہ سے چاہا نہیں — ہو چکی باری ہماری اب ہے[با]ری آپ کی

وفعتاً اُس بت کا فرکو دلا رام کیا — بس غضب تو نے کیا سحر کیا کام کیا
میں تو بدنام ہوا عشق میں اللہ کرے — وہ بھی بدنام ہو جن نے مجھے بدنام کیا
دفن کے روز مرے یوسف ثانی نے آ — نام پر پہلے مرے ختم الف لام کیا

ورق ۱۰۷

ملہ جس نے ۱۰۹

پھر لگا قبر مری چھاتی سے رو رو یہ کہا — کہ اے مرے عاشق غمخوار یہ کیا کام کیا
مجھہ سوا پا تو تجھے کل ہی نہ تھی [یا] تنہا — آج یوں زیر زمیں آن کر آرام کیا

کیا ہوا تمہیں آنکھو کیوں نہیں پلک لگتی — کس کی راہ تکتی ہو کس کی انتظاری ہے

حفیظ ایسے گلرو کا پیچھا کرے گا — تو آگے سے کچھہ زیادہ بدنام ہوگا

دھیان میں کسکے یہاں بیٹھے ہو ناچار ہوئے — کیا مری جان کہیں تم بھی گرفتار ہوئے

خاکپا ہوں بندہ ہوں عاشق ہوں یا میں یار ہوں — کچھہ تو آخر میں بھی تیرا اے مرے دلدار ہوں
تجھسے ہو تو کر علاج اب اے طبیب دردمند — ناتواں ہوں خستہ جاں ہوں عشق کا بیمار ہوں
دیکھ[1] ہنستا ہے مرا مونھہ گاہ رو دیتا ہے وہ — جس گھڑی میں اپنے غم کا کھولتا طومار ہوں
وہ نہ آسکتا ہے یاں اور میں نہ جا سکتا ہوں واں — وہ اودھر ناچار ہے اور میں ادھر ناچار ہوں

ایک ہمدرد نہیں ایک بھی غمخوار نہیں — درد میں کیا کوئی کم بخت گرفتار نہیں

محبت آہ کیا کیا ایک عاشق کو دکھاتی ہے — اگر آگے ہنساتی ہے تو پھر پہروں رلاتی ہے

کیا ہوا میں نے ہنسی کی مجھہ میں اوس میں چھوٹ ہے — وہ خفا مجھسے نہ ہوگا جھوٹ ہے سب جھوٹ ہے
میں نہ [دوں دل] اور وہ لیجائے آپہی آپ کیوں — شہر ناپرساں ہے ایسا کیا کچھہ ایسی لوٹ ہے

آنکھوں میں دم ہے جسم سراپا یہ فاق ہے — پر دیکھنے کا تیرے مجھے اشتیاق ہے

---

[1] دیکھہ رہتا ہے ۱۰۱

پیغام وصل یار ہمیں بار بار ہے　　لو میاں حفیظ چلتے ہیں اللہ یار ہے

جو بیوفا ہیں اُن سے وفا ڈھونڈھتا ہے تو　　حیراں ہوں میں حفیظ تری عقل کیا ہوئی

نہ کیوں روشن ہو مہر و خانۂ دل　　کہ دل میں داغ یہ تیرا دیا ہے

حقیر

تخلص میر امام الدین عرف میر کلو والد ماجد میر محمدی قربان است وے سید زادہ نیکو خصا[ئل] پاکیزہ شمائل نہایت خلیق و بغایت شفیق بسیار بغربت و مسکنت محلی و مذہب است بعلمی ایام بسر می برد رباعیات فارسی بسیار در مناقب اہلبیت طہارہ گفتہ فکر ریختہ ہم میکند ایں چہل[1] و نہ بیت از زادہ ہاے طبع اوست منہ سلمہ ربہ ؎

ورق ۱۰۸

گویا قندیل میں اک شمع ہے خاموش کھڑی　　شیخ مندیل میں یوں رکھے ہیں مسواک چڑھا

حقیر افتادہ نقش کا سا رہا ہیں دشت دنیا میں　　گیا ملک عدم کو آہ سارا کارواں اپنا

ہوں ہست و نیست عالم تصویر کی طرح　　گویا ہوں اور خموش ہوں زنجیر کی طرح

دیکھتے [ہیں] خار اون کی آہ قبروں پہ حقیر　　سیج پہ جن گلرخوں کے دیکھتے ہر آن پھول

حقیر بے نوا کی گور پر کل رو تو کب روویں　　ترا ہم چشم تھا تو ہی ٹک اسپر گریہ کر شبنم

---

[1] جانسن ز . ز .　　[2] چہل و پنج ا . ز

آہ جوں نقشِ قدم ٹھوکروں میں خلق کی اب | ہو جدا یار کے پاؤں سے ملے خاک میں ہم

کیا کام تھا کسی سے سب نیک و بد کی باتیں | اے یار تیرے مونہہ نے ہمکو سنائیاں ہیں

اس زلفِ عنبریں کی ہم تک تو بو نہ لائی | مرجا ئینگے اسی کی ہم اے ہوا ہوس میں

ہو موم دل جو [آہ] کے مرا گل سے ملے حقیر | شمعیں چڑھاؤں روضۂ روشن چراغ میں

شب بھبوکے کو مرے [رخنہ] فانوس سے چھپا تک | سر کو دھنتی ہے کھڑی شمع کی لو پردے میں

مردم [اوس یار کے مکھڑے پہ جو کھولو آنکھیں] | اول آلایشِ کونین سے دھو لو آنکھیں
یار کے کوچے میں تو جاؤں گا تم غصے سے | مجھ کو دکھلاؤ نہ پانوون کے پھپھولو آنکھیں
اس سرا سے گئے ساتھی جو نہیں چھوڑ حقیر | تم بھی کچھہ فکر کرو کوچ کا کھولو آنکھیں

ہو باغ میں چراغاں گل کا ھزار روشن | آنکھوں میں اپنی گل ہے تجھ بن بہار روشن

سحر گلشن میں میرا سرو قد وہ اس روش آیا | بلائیں پیار سے [لینے] کو شاخیں ہر طرف ہلیاں
چرا دل پنجۂ مژگاں دکھاتی ہے مجھے خالی | دکھاؤں مردمانِ شوخ کی میں کسکو چھلبلیاں
توقع ہے کہ تیغ یار پھل دے مقصد جاں کا | شجر میں تن کے پیکانِ صنم سے لگ چوکیں کلیاں
حقیر از بسکہ دشت خارمیں میں خوار پھرتا ہوں | یہ چھاتی دیکھ آنکھیں قیس کی پاؤں مرے پڑ بیاں

خاک رہ دلبر جو ترے پاس صبا ہو | آنکھوں میں مری آ نہیں چل دور ہوا ہو

۵۸ 'ہو کے' اصل نسخہ

بعد مدت کے ہیں سنتا [تا] ہوں ابھی پر احت جان   پاؤں اپنے کا مرے سر سے نہ سر کا تکیہ

پہنچا نہ کوئی منزل مقصود کو عاشق   ہیہات [یوہین] مر گئے سب آنکھ رگڑ کے
عشاق کی ذلت ہی میں عزت ہے سراسر   دانا نہو سرسبز اگر خاک میں گڑ کے
پامال [ہوے ہم تو حقیر] آہ جہاں میں   جوں نقش قدم یار کے پاؤں سے بچھڑ کے

سب سے گلے لگی تری شمشیر کس لئے   پر ہم سے وہ کھچی رہی بے پیر کس لئے
یہ استخواں ہے چشم سفید انتظار سے   آتا نہیں ہے جان ترا تیر کس لئے

حقیر شوخ سے کس رنگ [آہ] ملنا ہو   کہ اوس کے [مہندی] لگی اپنے آبلے نکلے

اوس زلف و رخ کی یاد میں سب کام سے گئے   باللہ کفر سے گئے اسلام سے گئے

لگے ہے دوڑ چھاتی سے مجھے وہ دیسے و [کیھے]   محبت سے نہیں پیارے ترا سنگ ستم خالی

نہ تنہا جان [تیری چاہ میں ہم دل ڈبو بیٹھے]   رولایا تو نے یوں بے دید جو آنکھوں کو رو بیٹھے
گیا گھر و یہی نہ ہے شمع اب لسوز تیری دل   تمہیں آپس میں مل باتیں کرو لے دل جلو بیٹھے

دوری نے اوتھلوں کے مجھے یوں کیا حقیر   جو پوچھ رونگٹے کا بھی تن پر و بال ہے

دل کو لپٹ کے گیسوے دلدار لے چلے   [قرآن چھین کر یہ سیہ کار لے چلے]
پاؤں پڑوں صبا جو تو چشم حقیر کو   [جوں خس اوڑ] ا کے تا قدم یار لے چلے

لہ پاؤں ن ۱۰   ۲لہ جسم ۱۰ ن   ۳مہ کذا (دانہ)

آہ کے مصرعے کے میرے گر معانی دیکھیے [پھر] کبھی پیارے نہ دیوان فغانی دیکھیے

برنگ نقش قدم تم ہمیں جو چھوڑ گئے کسی نے لی نہ خبر بیکسی ہماری کی

نہ دل پھر پھر کے اپنے در پے ایذا و خواری ہو زنخ میں یار کی جا بیٹھ رہ سلطان غاری ہو

ورق ۱۰۹

بے ادب جاوس گل رعنا کے آگے آئے سرو سر پڑے اپنے قمریوں سے کیوں نہ دھولیں کھائے سرو
قمری یوں قرباں ہوا اور وہ ناز سے بولے نہ آہ بر نہ لاوے مقصد عاشق تو کیا پھل پائے سرو

مرا لخت جگر گھر سے نکل ٹھہرا ہے مژگاں میں مسافر ناز پرور ہے نہ کیوں سایہ میں تھک بیٹھے
حقیر ایسا ہے دل خوش جا کے اوس چشم خماری میں کہ میخانے میں گویا حضرت شاہ کر تک بیٹھے

آنکھوں سے کوئے یار میں جاتا ہوں میں حقیر چھالے نہ آہ پاؤں میں دیکھو پڑے ہوئے

میں وہ حقیر ہوں آیا خیال خواب میں گر کہ ہاتھ میں میرے دامان دلربا پہنچا
جھٹک کے مجھسے چھڑایا جو ناز سے اونے کھلی جو آنکھ تو دیکھا اوکھڑ گیا پہنچا

دیگر

یہ چوبیں پاؤں ہم ہیہات دیکھیں ستم اس کفش کے ہاتھوں عیاں ہے
ابھی کھلے تو اسکے چیر ڈالیں میاں پر پاؤں تیرا درمیاں ہے

حقیقت

تخلص میر شاہ حسین نامی سیدزادہ بلخی الاصل پٹنی المولد است وے در بلدۂ لکھنؤ بمعلمی

لہ پ ۱۰۹

ایام بسر می آرد و نسبت تلمذ [به] قلندر بخش جرأت دارد خوش فکر معلوم می شود این نه بیت از گفتہائے اوست ؎

ہجر میں کیوں نہ کروں یاد ملاقات اوس کی — کہ بہلتا ہے ذرا وصل کی تقریر سے دل

نہ خفا ہو جو تک رہوں پیارے — کہ نہیں اختـ[ـیا] رہیں آنکھیں

دلا اب دونو مل کاٹیں گے اوقات آہ و زاری میں — ہوے بیمار لے ہم بھی تری تیمار داری میں
دوبارہ گریہ ہو تو قطع کیجو ہاتھ اب تشو — بلائیں میں نے لیں ہیں آپکی بے اختیاری میں
برنگ موجِ دریا اضطرابِ دل کے مارے اب — چلے جاتے ہیں کیا جانے کدھر ہم بیقراری میں

قطعہ

خدا شاہد ہے دل میں اور کچھہ حسرۃ ہو گر میرے — مگر ارمان ہے تو بس یہی ہے دم شماری میں
کہ اسدم آے وہ اور دے زباں یاری تو یوں کہیئے — کہ لو دیکھو نتیجہ یہ ملا صاحب کی یاری میں

رباعی

ایک طور پرا پنے یہ زمانا نہ رہا — آنا اوس کا ہمارا جانا نہ رہا
جا بیٹھتے تھے جہاں ہم اور وہ کوئی دم — [افسوس] کہ اب وہ بھی ٹھکانا نہ رہا

حکیم

تخلص دو کس می شناسم

اول

مسیح الزمان حکیم محمد اشرف خان سلمہ الرحمن دے مہین پور سرا سر سرور حضرت استاد والانژاد

رئیس الحکما شریف الاطبا قدوہ متفلسفین پیشوائے متطببین محور فلک فطانت عضادہ اسطرلاب متانت محقق تدقیق نشان مدقق تحقیق توامان سرکردہ فضلائے جہان حکیم محمد شریف خان مدظلہ العالی است از علوم متعارفہ خیلے بہرہ ور و از غوامض فنون شریفہ بسیار باخبر در تشخیص امراض و تعیین اعراض ید طولی دارد و بر تجویز دوا و تنقیہ مدادا دسترس علیا از انجاکہ در تدبیر مرضی مشرف الہلاکت کہ ورثہ شان در صدد سرانجام جہاز و تقسیم میراث باشند مسیحائیہا بکار می [برد] از پیشگاہ خلافت بخطاب مستطاب مسیح الزمانی عز امتیاز یافتہ از خلق و خلقش چہ برطرازم کہ بوے حسن خلق و خلق یوسف علی نبینا و علیہ السلام می دہد ؎

مسیح خلق ترا در زمان ماضی بود ۔۔۔ بجیب دلبر کنعاں دکان عطاری

بالجملہ نہایت خوش طبیعت و یار باش ظریف الطبع پاکیزہ معاش شیریں زبان عذب [البیا]ن کشادہ پیشانی نیک زندگانی واقع شدہ اشفاقے کہ در بارہ قاسم ہیچمدان سراپا نقصان مبذول می دارد اگر بحور سبعہ مداد گردند و اشجار عالم قلم از تحریر عشر عشیرش سربرنہ آنند تا باستیعاب خود چہ رسد لہذا ازاں وادی عنان سمند خامہ اخلاص شمامہ را منعطف ساختہ [یہ] تسطیر [ہفتدہ] بیت از اشعار آبدار کہ از طبع دربارش سر زدہ جولان میدہم منہ سلمہ ربہ ؎

مسی کی او واوٹ کہوں یا پان کی لالی	اوس شوخ کی میرے ہے ہر ایک بات نرالی
یہ سینۂ عشاق ہے ناوک سے مشبک	یا مشہد دل کی یہ مجھر کی ہے جالی

کہے ہے لخت جگر اشک سے کہ اے ہمدم	[ذرا] ٹھہر تو کہیں لیویں بیٹھ کر ہم دم
دروغ [و] عدہ فر[وکب] کرے ہے آتش عشق	کہ اوسوں پیاس پیارے کہیں ہوئی ہے کم

ہر طرف ڈھلتا پھرے ہے یہ جو بہر دوستی	دل ہے پہلو میں مرے یا ہے کھلونا [پوستی]

وہی تو ہے وہی ہیں ہوں وہی دن اور رات ہے	کیوں خفا ہے کیا سبب کس واسطے کیا بات ہے
نبض پر رکھ ہاتھ میری اس طرح بولا حکیم	کام آخر اس جواں کا ہو چکا ہیہات ہے

ورق ۱۱۰

سلہ مرادف ۱۰۱۰

نہ تاگے سے سیا جاوے نہ ریشم کا لگے ٹانکا کہاں سے لائیں سینے کو دل صد چاک کے ڈورے

دیکھ لے دیکھ لے اے چشم ذرا سوے حباب بحر دنیا میں جو آتا ہے سو [مٹ جانے کو]
خندۂ باغ جہاں لاتے ہے افسردہ د[لی] پھول جو کھلتے ہیں گلشن میں سو مرجھا [نے کو]

ایک دن رونا ہو گر تو روئیے اس ازل کے غم کو کیوں کر کھوئیے
ہاے تیری [یہ جوا]نی اے حکیم داغ [دل] کو تیرے کیونکر دھوئیے

مرے [رونے نے اوسکو] مجسے کھویا مجھے اس دیدۂ تر نے ڈبویا

قطعہ

سنکے گھڑیاں کو نالاں یہ کیا اوس سے سوال سینہ کوباں ہے تو کیوں کس لئے ہے شور انگیز
چشم پر آب ہو بولی کہوں کیا خاک حکیم کاسۂ عمر ہوا جاتے ہے میرا لبریز

دیگر

حکیم یک بیک آیا جو زندگی کا خیال تو اپنی نظروں میں سارا جہاں ہوا تاریک
کہ مثل شیشۂ ساعت گھٹے ہے ہر دم عمر ہر اک نفس نفس واپسیں سے ہے نزدیک

دوم

محمد پناہ خان وے جوانے است خوش اختلاط گرم ارتباط بر کتب سیر فارسی نظرے دارد و از علم موسیقی خبرے شعر خود از نظر فیض اثر معرکہ سخن سازی را یکہ تاز مرد خواجہ میر درد علیہ الرحمتہ میگذرانید در اوائل نثار تخلص می نمود در آخرہا کہ کسب طبابت اختیار کردہ حکیم تخلص فرمود بہر کیف ایں ہشت بیت از طبع زاد اوست ؎

پوچھنے کیا ہو حکیم جگر افگار کا گھر ایک تکیہ سا ہے اوس شوخ کی دیوار کے پاس

حکیم اوسکے کوچے میں پوشیدہ جانا مبادا کوئی تجکو پہچان جاوے

واللہ سے جو گویائی پہ وہ غنچہ دہن تھا　　گل جھڑتے تھے ہر بات میں یہ لطف سخن تھا

تیرے لئے خلق در بدر [ہے]　　اے خانہ خراب تو کدھر ہے

کہتے ہیں حکیم آیا میخانے سے مسجد میں　　[ہم کو] تو تعجب ہے وہ گبر مسلماں ہو
جمعیت عالم ہے رہنے ہیں [گندھا وسکے]　　آفت ہے اگر یار وہ زلف پریشاں ہو

جی ہی جانے کی یہ علامت ہے　　دل کا لگنا نہیں قیامت ہے
ہم تو کیونکر کہیں کہ بوسہ دو　　گر عنایت کرو کرامت ہے

حمزہ

تخلص شیخ حمزہ علی است وے شخصے [ست] از قصبہ اٹاوہ کہ بمعلمی [ایا]م بسر میکند　ورق ۱۱۱
دخوش خلق و یارباش شنیدہ می شود این چار شعر از وے است ــ

نہوتا میں کبھو پابند تیرے کاکل کا　　جو جانتا کہ تو گل ہے ہزار بلبل کا
ہے نہ نرگس [ہی] ترے عشق میں قان کے بیچ　　گل بھی دیکھا تو وہ ہے چاک گریبان کے بیچ

سہ طپنچوں کی کڑی جھکتی [ہے] دل پر جو وقت　　چشم کی پیالی میں سبزی سے پلاتے رنجک
پان کھاوے ہے تو جھلکے ہے گلے سے یوں رنگ　　مے ہے جوں سرخی کی شیشے میں نمایاں ہو جھلک

حیران

تخلص دو ریختہ گو می شناسم

اول

میر حیدر علی شاہ جہاں آبادی کہ عمرے بمما لک شہر [فیہ] بسر فرمودہ بود در رسالہ راجہ

ٹکیت راے بہ بلدۂ لکھنو در جرگہ سپاہیان نوکر بود شاگرد سرپ سنگھ دیوانہ است [خوش] میگوید اما دعوی شاعری خیلے در دماغش جاگیر [گرد] بیدہ ایں ہشت بیت از ریختہاے طبع او بہ رقم رسیدہ ؎

اپنے جانے کا وہاں واں [ان] کو ہے نے راتکو ڈھب ... دیکھئے کیسے بنے آن پڑی بات کو ڈھب

دل ستم زدہ کا آج پوچھے ہے احوال غم فراق سے [کب کا] ہوا بہشت نصیب

تجھ بن اب تو غم سے فرصت ایک ذرا بھی ہے نہیں دامن سے [موںہہ] ڈ[ھا]نپے رہنا رونا [پھر] اس بات نہیں

کیا اک خلق کو اُن ابرو [وں] نے قتل اے حیر[ا]ں کہاں [جا] تا ہے واں تلوار پر تلوار پڑتی ہے

دیکھ [زخمی مجھے اوس] کوچۂ قاتل والے ہس کے کہتے ہیں کہ آ زخم جگر سلوا لے

قطعہ

میں نے حیراں کو جو دیکھا روتے بن گئے دو کہہ (کذا)[۱] نے کی بات مہری
اُن کی خدمت میں ادب سے میں نے عرض کی دیکھی کرامات مری
میں نہ کہتا تھا کہ دل آپ نہ دیں بندگی قبلۂ حاجات مری

دوم

حافظ بقاء اللہ فرزند ارجمند حافظ ابراہیم ایں ہر دو پدر و پسر خط نسق[۲] و نستعلیق خوب می نویسند و بسیار اہل و نیک ذات اند و در سلک اساتذہ مرشدزادہاے آفاق السلاک و انتظام دارند ایں ہفت بیت از گفتہاے حافظ بقاء اللہ حیران ابقاہ اللہ المنان است ؎

ہوں دوانا ہیں اثر کے نالۂ شبگیر کا پھر کیا قیدی مجھے اوس زلف کی زنجیر کا
جاں بلب ہوں جی چلا جاتا ہے غش طاری ہے آہ جلد آ ظالم نہیں ہے وقت یہ تاخیر کا

---

[۱] دونوں نسخوں میں اسی طرح ہے + [۲] کذا در ہر دو نسخہ

تا فلک پہنچی نہ لے کچھ دل میں اوس کے جا نکی — آہ یہ دیکھا اثر اس آہ بے تاثیر کا

ق

بعد مرنیکے یہ خواہش ہے مری اے دوستو — کچھ نہ خواہشمند ہوں عزت کا نے [تو] قبر کا
گرد تربت کے ہو آئینہ اور [اک طوطی ہو آ] ہ — تا کہ جانے ڈھیر ہے حیراں خوش تقریر کا

کہدو مرے مزار پہ کوئی نہ [لاے] گل — چھاتی پہ میری داغ [ہیں] کافی [بجاے گل
حیراں کو بعد مرگ تکلف [نہیں] ضرور — اک مشت استخواں ہیں کہیں لیکے داب دو

حیدر

تخلص [سہ کس] این کس میداند نوشتن یکے ازاں ہرسہ [بہ] تکملہ مناسب می پندارد وآں دو دیگر را دراین جامی نگارد

اول

حیدر۔ اول

آں ہر دو عزیزے است از دودمان حرم الاحترام میر [حیدر] علی نام کہ [مسقط الراس خاک پاک شاہجہاں [آباد] است صانہا اللہ عن الشرو الفساد بود و [باش وے بالفعل] بہ فرخ آباد اتفاق افتادہ مردے سپاہی پیشہ نیک ذات خوش اندیشہ ستودہ صفات واقع شدہ اشعار متفرق وارد دو شعر ازاں کہ بایں بے بضاعت رسیدہ دراین جامی نگارد منہ سلمہ ربہ ؎

تسخیر کو عالم کے نیا طور نکالا — کیا طوق [محبت] ہے ترے کان کا بالا
ستمگر کی جفا سے دل مرا جاتا ہے اب وہلا — الٰہی شرم تو رکھیو کہ میرا عشق ہے پہلا

ورق ۱۱۲

دوم

حیدر دوم

میر حیدر علی خان وے از اولاد امجاد حضرت دو زبان پیشواے انس وجان محبوب سبحانی غوث صمدانی است قدس اللہ تعالے اسرارہم کہ بترفہ و توسع ایام بکام دل بسرمی برد مولدش دار السلطنت لاہور واکثر اوان فرخندہ توامان زندگانیش بنواح حضرت دہلی و دیار شرقیہ بانجام رسیدہ

وگرم و سرد زمانہ بسیار دیدہ مدتے بہ بلدۂ محمد آباد بنارس بمصاحبت شاہزادہ نامدار کامگار مرزا شگفتہ بخت بہادر دام اجلالہ مختار [و] سرفراز بود از چندے حرکت دور دوار ویرا با اہل و عیال بہ پیشاور کہ مردمان آنجا بیشتر عقیدہ و [ارادت دار] ند افگندہ شعرش مربوط و [ریختہ] است ایں شعر از زادہائے طبع آں صاحب یقین پاکیزہ دین است منہ سلمہ ربہ ؎

بیوجہ نہیں حسن [دل] افر[و]ز بتاں کا ‏ ‏ ‏ دیکھا تو یہ مظہر ہے خداوند جہاں کا

یہ رتبہ رفتہ رفتہ عشق نے پہچا دیا اپنا ‏ ‏ ‏ کہ رو [نے پرمر] ے اب چاک ہستا ہے گریباں کا

ارادہ ہے ڈھب کچھ اس چشم تر کا ‏ ‏ ‏ خدا حافظ آج اپنے دیوار و در کا

کس کو یہ غم سناؤں تحریر کے ہے قا[بل] ‏ ‏ ‏ [احوال اپنا] کیا ہے دیوا[ن] ہے حزیں کا

لے سنگ وحشت مجھپر [ہر خاص و عام نکلا] ‏ ‏ ‏ بارے جنوں کی دولت اپنا بھی نام نکلا

کیونکر بڑھے نہ حیدر بیل و نہار سودا ‏ ‏ ‏ اپنی تو وہ مثل ہے یک سر ہزار سودا

ملیں اوسے تو وہ ناخوش نہ ملیے تو ہے جی جاتا ‏ ‏ ‏ یہ کیسی بن گئی حیدر کہ اب کچھ بن نہیں آتا

کچھ فکر اور ہی کرو اس دردمند کا ‏ ‏ ‏ ا[ب وقت] جا چکا ہے نصیحت کا پند کا

بے وجہ تو نہیں یہ ترا پہنا سپند کا ‏ ‏ ‏ شاید کہ دل ہے یہ بھی کسو دردمند کا

یہاں تک تو رشک ہے کہ گوارا نہیں مجھے ‏ ‏ ‏ محرم میں بند ہے جو ترے سینہ بند کا

دیکھکر حالت مری کیا یار کیا اغیار سب ‏ ‏ ‏ سر لگے اپنا ہلانے جا بپس دیوار سب

آہ لب پہ ہاتھ دل پر ڈبڈبائی آنکھ ہائے ‏ ‏ ‏ عشق اب چھپتا ہے کب ظاہر ہوئے آثار سب

وصل کی شب ہر طرف بانگ نماز صبح تھی
آج وہ شاید موذن مر گئے یک بار سب
زلف مشکیں کھول کر آیا جو وہ بازار میں
بند کر اپنی دوکانیں اوٹھ گئے عطار سب

دل سلامت ہے پھر ہم کو ہیں دلدار بہت
جب ہوئی جنس بکاؤ تو خریدار ہیں بہت
آنکھ پڑتی ہی نہیں آہ کہیں اوس کے سوا
اور بھی گرچہ جہاں میں ہیں طرحدار بہت
حیدر اپنا ہی بڑا [بول] کچھ آگے آیا
تھا جو خوباں کی ملاقات سے انکار بہت

[آہ] کی وحشونی لگائے [در پہ بیٹھا ہوں ترا] ے
اک دریچے سے کبھو تو اوٹ بے باک جھانک
گھر میں غرباں کے تو جا ترک [م]ت سے کیا
لیک حیدر اب تلک جاتی نہیں یہ [تانک جھانک][1]

خواب شب غم میں ترے اے مہ بے مہر کہاں
چشم انجم کی طرح دیدۂ بیدار ہیں ہم
چارۂ عشق تو بہتیرے ہی کیجے حیدر
دل بے [صبر] کے ہاتھوں سے پہ [ناچار] ہیں ہم

مشرب ہم اپنا [کیا] کہیں مست الست ہیں
بندے تو [ہیں خدا] کے پہ صورت پرست ہیں

عشق کی دوکاں میں حیدر عقل و دانائی کہاں
جنس بے صبری ہے ظالم یاں شکیبائی کہاں
اوکھلی میں سر دیا دھمکوں سے پھر ڈر ناہی کیا
دل دیا عاشق ہوے اب پاس رسوائی کہاں
ذوق مے نوشی کے جب سے ہوا [سرشار] جنوں
دشت پیمائی ہے اپنو بادہ پیمائی کہاں
بھولیاں خالی کر و پتھروں سے [اے] اطفال شہر
پاؤگے تم اور [کوئی] مجسا سودائی کہاں
کس طرح حیدر نکالوں جی کے میں ارمان آہ
اوسے صحبت ہے [میسر لیک تنہائی] کہاں

ورق ۱۱۳

حیا

تخلص حافظ محمد حیات مرحوم است وے از طرف والد را جد مغل چغتائی و از جانب والدہ ماجدہ

---

[1] خریدار ۱۰، ۵۳۵ کذا۔ تاک جھانک

سید رضوی صحیح النسب است ہر یکے از نیاکانش بہ ثروۃ تمام و مکنت تام بکام دل معیشت می نمود جدش بدیدار [ہژدہ] پسر کہ ہر یک شیر بیشہ وغا و مرد میدان ہیجا بود چشم خود روشن می فرمود بعضے از اجدادش کہ با فراسیاب خاں موسوم و ملقب بود در عہد آسودہ مہد حضرت فردوس آرامگاہ طاب اللہ ثراہ بمنصب والاے شش ہزاری سرفراز بود کامرانیہا می نمود مختصر کلامم حافظ محمد حیات مرد درویش نہاد تارک علائق ایں جہان [بے] بنیاد در [بسیار] خلیق و نہیلے شفیق بحلیہ [صلاح] و تقوی آراستہ بزیور حسن صورت و سیرت پیراستہ و بغایت مودب و نہایت مہذب بود در مشرب عالیہ قا[دریہ] بحدے [غلو] داشت کہ بنا بر تبعیت صاحب [دو زہا] ن پیشواے انس و جان محبوب سبحانی حضرت غوث صمدانی قدس سرہ [مذ] ہب حنبلی اختیار نمودہ و حب حبیب خدا علیہ عن الصلوٰۃ افضلہا و من التسلیمات اکملہا [صا] ہمتا بہ در نہاد [نیکش] جا گرفتہ بود کہ من بعد [آ] نکہ [بزیارۃ حرمین] شریفین زادہما اللہ شرفا و تعظیما مکرر فائز شدہ بود بذوق مجا[ورۃ رو] ضہ رضیہ طیبہ مقیم مدینہ سکینہ گشتہ چند سال بکتابت و تسوید دراں مقام فیض التیام سکونت ورزیدہ جان بجان بخش سپردہ در بقیع عز قدر حسب تمناے دل تدفن یافت رحمہ اللہ تعالے و از انجا کہ یارباش شاہد تلاشش بود گاہے فکر ریختہ بطور [دورہ د] و بہین کرد اشعار متفرقہ دارد ایں دو بیت از زادہاے طبع صافی آں مرحوم رحمت ایزدی است ؎

کفش زر دوزی حنائی پاؤں کی آوے جو ہات
سر پہ جیغہ کر رکھوں یکبار ہووے ہو سو ہو
حبابا کی تلخ کامی کا یہ قصہ مفصل جا کہو شیریں سخن سے

حیرۃ

تخلص دو کس مید اسم یکے [را] ازاں ہر دو انشاء اللہ تعالے بہ تکملہ می نگارم و دیگرے غلام محی الدین خاں نبیسۂ نواب معین الملک عرف میر منو خلف الصدق نواب معلے القاب وزیر الممالک اعتماد الدولہ قمر الدین خاں شہید است عفی اللہ عنہم سنگ تفرقہ منجنیق چرخ نابکار ناہنجار ویرا از حضرۃ د[ہلی] برآوردہ بہ قلعہ کالپی انداخت بہرہ دزبان سخن طراز است خوش میگوید ایں چار

۱؎ فخر الدین ۱۰۱۔ ۲؎ ریختہ خوش می گوید ۱۰۱۔

شعر کہ اول آں در جدائی مسقط الراس خود گفتہ اوراست ؎

ہم اوس بزم [سے یوں پر ارمان] نکلے جدائی میں جس طرح سے جان نکلے
میں ڈھونڈا جو سینے میں دل اوس کے بدلے گئی اوس کے تیروں کے پیکان نکلے

اول عشق ہے اور تازہ بہار آئی [ہے] اب [مرا ہاتھ] ہے اور دامن رسوائی ہے
[ہم] ستم دیکھوں میں کن آنکھوں سے اے غیرت عشق ایک عالم [ا] وسی کوچے کا تماشائی ہے

حیف

تخلص عزیزے است از دودمان واجب الاحترام میر چراغ علی نام از باشندگان بلدۂ لکھنؤ وشاگرد [دان] میر شیر علی افسوس است [ایں پنج] بیت از گفتہہائے اوست ؎

یہ دل [فراق کے] صدموں سے آہ مر نہ گیا ترے مر [یض کا اے جان در] د سہر نہ گیا

ملنے بھی نہ پائے اوس جواں سے حسرت زدہ ہم چلے جہاں سے
ہے دور شراب لیک[1] ساقی ڈرتا ہوں میں دور آسماں سے

وہ مہر جہاں تاب اگر بام پر آوے تابندگی نیر اعظم [نظر] آوے
کہتا ہے اوسے بال کوئی کوئی رگ گل کچھ ہیں بھی کہوں تیری کمر جو نظر آوے

ورق ۱۱۴

حرف الخاء المعجمہ

درطے ایں حرف ذکر یازدہ شاعر کہ من جملہ انہا دوکس خستہ تخلص میکنند اندراج یافتہ و مجموع اشعار ہفتاد[2] و چار شعر است کہ من جملہ آں یک رباعی واقع شدہ

---

[1] نیک ا۔ ۱۔ ۔۔ [2] ایں ا۔ ۱۔ ۔۔ [3] شست وشش ۱۔ ۱۔

خاکسار

تخلص میر محمد یار مرحوم عرف میر کلو است وے درویشے بود از مجاوران درگاہ عرش اشتباہ قدم شریف حضرت خیر الانام علیہ و آلہ التحیۃ والسلام و در چار سو بازار [کہ در] جوار آں بقعہ فائض الانوار واقع است تکیہ داشت و خیلے وارستہ مزاج و خوبی امتزاج خوش طبع آزاد وضع شیریں گفتار نیکو کردار [از] مصائب سعی دنیا ارمیدہ و بدل درد رسیدہ بود [و] مشق [سخن] [بروبیم] دورہ دو بکہیں می نمود ایں پنج بیت [او] گفتہ منہ عفی عنہ ؎

تیغ قاتل سے رہے محروم بے تقصیر ہم — روز محشر کے[۵] اٹھیں گے گور سے [دلگیر ہم]

ترے باغباں کا بھی [دیکھا] سابقہ — [کہ تر] کسی کو ہوا نہ ہوئیں ہیں آنکھیں

[شانہ آہستہ کیجیو حجام] — تار دوس زلف کا رگ جاں ہے

قیامت بھی ہوگی تو میری بلا سے — مجھے داد خواہی کی طاقت کہاں ہے

کوئی کافر کہو کوئی مومن — یہ ترا خاکسار ہے سو ہے

خاکی

تخلص غلام حیدر بیگ است وے بدخشی الاصل [ہند] ی [المولد است در دیار] دکہن بہ سپاہ گری ایام بسر می برد و ہمیشہ[۲] از شاہراہ محبت و [مودۃ] می رود ایں مطلع او راست ؎

ہم عشق بھی سیکھیں اگر استاد ہو کوئی — دل تو ہی بتا دے جو تجھے یاد ہو کوئی

---

[۵] کو ۱۰۱ — [۲] ہمواره ۱۰۱

خان

تخلص محمد [خان] افغان شاگرد سعادة یار خان رنگین است وے بسیار خوش اختلاط و پاکیزہ ارتباط نیک طینت پاک طو[بیت] واقع شدہ [ا]یں دو شعر او گفتہ ؎

یاد جس وقت تیری آتی ہے   مجھکو ہچکی وہیں لگ جاتی ہے

دنیا میں ہم جو آئے تو کیا کام کر چلے   ناحق ہم اپنے نام کو بدنام کر چلے

خادم

تخلص شیخ خادم علی کینتھلی است وے در شاہجہاں آباد صانہا اللہ عن الشر و الفساد تربیت یافتہ نیاکانش ہمیشہ بعمدگی ایام بسر می بردند عش در سرکار دولت مدار نواب احمد خان بنگش عفی اللہ عنہ مبلغ پنجصد روپیہ مواجب می یافت و خودش نیز تا الیوم در سلک ملازمان مظفر جنگ پسر خواندہ نواب موسوم مرحوم بماہیانہ مبلغ دو صد رو[پیہ] منسلک است بسیار مرد قابل خلیق و مہربان و شفیق و [متواضع] و نیک ا[ختلا]ط و موصوف و کر[م ارتبا]ط واقع شدہ بہ انشا پردازی ید طولی دارد خط نسخ و نستعلیق و شفیعا و تعلیق و شکستہ در[ست] می نگارد [دیوان فا]رسی و ریختہ ہر دو مردف دارد شعر خود از نظر [سخن] سنج بے نظیر محمد تقی میر میگذر[ا]ند از اشعارش کہ بمن [د]ست دادہ بیست و دو بیت ثبت افتادہ منہ [سلمہ ربہ] ؎

ہمیں کار دنیا سے کیا کام آیا   مگر ایک لینا ترا نام آیا

ہو غریق رحمت پروردگار   آج ساقی کا پیالا ہو[گیا]

ہائے رے غفلت ترا خانہ خراب   قافلہ جاتا رہا میں سو گیا

آگے تو تھی ہی بر سر پیچش [کمند زلف]   پیچھے پڑی ہے کاہیکو کاکل بلا کی طرح

عاشق ہوا ہوں ایک بتِ بالا بلند پر
[صد آفریں] ہے میری بھی عالی پسند پر

ہے عزم اوس مکاں کا دلِ ناتواں کو آہ
جس جا نہیں مجال کہ مارے پرند پر

چھاتی پہ اوسکی یاد میں پھرتا ہے سانپ سا
ہے گو کھرو کی لہر جو اُس سینہ بند پر

جو ہو خاک قناعت کی تجھے معلوم خاصیت
تھوڑی ڈال دے تو نسخۂ اکسیر بانی میں

ایک نقصان میں تو کاٹل ہے
اور ہم میں کوئی کمال نہیں

فصل خزاں میں عندلیب مرگئی گل کے ہجر میں
غسل اب اسکو باغباں دیجیو تو گلاب سے

بند ہوا نہ صبح تک دیدۂ ماہ پھر ذرا
رات کہیں جو کھل گیا یار کا مونہہ نقاب سے

سی پارۂ دل میرا کرتی ہے وہ زلف ابتر
سچ ہے ہندو کے آگے کیا تعظیم ہو مصحف کی

شوخ کے ہاتھ سے جگر خوں ہے
حال دل کیا کہوں وگرگوں ہے

شور محشر ہے اسکے باعث آہ
کیا قیامت وہ قد موزوں ہے

چاہئیں قربان گو کہ ہم سو بار
آپ کی وہ ہی جاؤں جاؤں ہے

شیخ [جی] کعبے [چلیں] یا دیر کو
کیا ہمارے حق میں اب ارشاد ہے

آ [گئے] در پردہ مرا کام چلا جاتا تھا
ہ [کئے] اے چشم مرا کام [بہایا تو نے]

ہے کہیں یہ بھی رہ و رسم [وفاداری کی]
مرا دل چھین کے یوں راہ بتائی تو نے

کچھ تجھے جان کا اندیشہ نہ آیا خادم
ایسے سفاک سے جو [آنکھ] لڑائی تو نے

[مدت] سے تر[ی] تلاش میں تھا]
دیکھا تو اب آپ ہی میں تو ہے

لہ ہیں پورے ا۔ا۔

تیرے قامت کا اگر شور نہ ہووے لا ریب — اہل عالم سے قیامت کا یقیں اوٹھ جاوے

اس کے ہاتھوں اک جہاں ویران ہے — چشم بھی میری کوئی طوفان ہے

خسرو

تخلص وہم اسم سامی و نام نامی امیر نیر تنویر مملکت ہنر پروری و سخن سا[زی د]بیر صاحب تدبیر قلم و سخن [سنجی و نکتہ] پردازی طوطی شیریں مقال گلزار جاوید بہار ہندوستان جنت نشان طاوس خوش خرام بوستان تقدس توامان شہرستان وحدۃ و عرفان صورۃ نفوس و عقول معنی فنا فی الشیخ والرسول شیر بیشۂ توحید نہنگ دریاے تفرید روشن دل خدا آگاہ المخاطب بہ ترک اللہ مظہر [تام] عشق حضرت اویس الملقب بہ محمد کا سہ لیس است قدس سرہ و روح روحہ وے علیہ الرحمۃ والغفران ترک لاچین و مرید محبت آئین جناب ولایت انتساب محبوب الہ العالمین سلطان مشائخ زمان و زمین مقتداے مقربان درگاہ کبریا حضرت نظام الدین اولیاست قدس اللہ تعالے اسرارہم و روح ارواحہم کمالات آں والا منزلت عالی مرتبت قطع نظر از عشق شیخ اجل و قرب بارگاہ لایزال و لم یزل نہ باں درجہ الیست کہ باحاطہ تحریر در آید و خامہ دو زبان از عہدۂ تسطیر آں بسر آید تصنیفاتش از ہر در نظم باشد یا نثر کہ زیادہ از چار صد ہزار [بیت] و کمتر از پنج صد ہزار بر صفحہ روزگار ثبت افتادہ باں فصاحت و ملاحت و باں بلاغت و [متانت است کہ با حدے] تا الیوم دست بہم ندادہ و [صنایع و بدایع دراں] صرف نمودہ کہ ازاں رو [گو] ئی سبقت از پیشینیاں [در] ربودہ شعرش عزت بخش ہندوستان [و فخر ہند] وستانیاں سخنش ارمغان ایران و متمسک ایرانیاں از قوۃ ایجادش چہ بر طرازم کہ وجود نقوش قول و سرود نواے دہل زناں بہ بانگ بلند ازاں خبر میدہند و از جودۃ طبع خدادادش چہ مرقوم بسازم کہ [شیو]ع شایع زا[د]ہاے [طبع] بلندش از جنس لغز و چیستان و مکرنی و پہیلی و مانند آں غلغلہ کناں بہر کس و ناکس میرسد و تفصیل بعضے از خصائص آں مخصوص ذات کبریا و برگزیدۂ حضرت سلطان الاولیا مانند آنکہ ملاحت در کلامش از فیض لعاب [دہ]ان مبارک حضرت شیخ افزودہ و چندے حج بطریق طے ارض در رکاب سعادۃ نصاب جناب ایشاں[1] نمودہ و نیز آنحضرت در حقش گفتند امید وارم کہ مرا بسوز سینۂ ایں ترک اللہ بہ بخشند و اگر فرداے قیامت مرا پرسند

ورق ۱۰۶

[1] اصل نسخہ میں "لعہبودہ" ہے — [2] قوالی ۱۰۱

که ما را چه تحفه کرامت آوردی گویم که سوز سینهٔ ایں ترک الله و ما ینا سبها در کتب مبسوطه به شرح و بسط اندراج یافته فلیرجع قاسم[1] فرشته وغیره بعضے از ارباب سیر نوشته اند که حضرت ایشاں بملاقات شاهباز عرش پرواز عالم سخن سازی اعنی شیخ مصلح الدین سعدی شیرازی قدس الله تعالے اسرار [هم] فائز گردیده و فیض کلام اعجاز انتظامش بجناب ایشان رسیده چنانچه در بعضے از اشعار خویش اشعارے بداں فرموده اند ؎

خسرو سرمست اندر ساغر معنی بریخت　　شیره از [خمخانه] مستی که [در شیراز] بود

[مصرع - جلد ششم] دارد شیرازه شیرازی و الله اعلم بحقیقة الحال مختصر کلام کلام در توصیف [آموزدن] فیوضا[ت نامتنا]هی فضولی است و [سخن] [در] رخصو[صیا]ت آں محب محبوب الٰہی جهولی به کیف ایں غزل پنج بیتی که بداں حضرت منسوب است و بزبان [آں او] ان فیض بنیان بهیانه مطبوع و مرغوب تیمناً و تبرکاً زیب[2] سلک آراسته کلک خود میکنم لد [قد] س سره ؎

زحال مسکیں [مکن] تغافل دو راه نیناں ملاے بتیاں
چو تاب ہجراں ندارم ایجاں نه لیوگا ہے لگاے چھتیاں
یکایک از دل دو چشم جادو بصد فریبم ببرد تسکیں
کسے پڑی ہے که جا سناوے پیارے پی سے[3] ہماری بتیاں
شباں ہجراں دراز چوں زلف زمان وصلت چو عمر کوته
سکھی پیا کو جو میں نه دیکھوں تو کیسے کاٹوں اندھیری رتیاں
چو شمع سوزاں چو ذره حیراں ہمیشه[4] گریاں بعشق آں مه
نه نیند نیناں نه انگ چیناں نه آپ آوے نه بھیجے پتیاں
بحق آں مه که روز محشر بداد ما را فریب خسرو
سپت من کی دورا ہے راکھوں جو جاے پاؤں پیا کی کھتیاں [ں]

---

[1] قاسم در ہر دو نسخه، [2] ذیب' در ہر دو نسخه [3] سوں ۱۰۰

[4] دونوں نسخوں میں "زمہر آنمه گشتم آخر ہے" لیکن نسخۂ اصل میں اسکو کاٹ کر ہمیشه گریاں بعشق آں مه' بنایا گیا ہے'

خستہ

تخلص دو کس می دانم

اول

عبد اللہ خاں عرف میاں جیون وے کشمیری الاصل و جہاں آبادی المولد است والدش از رفقائے قدیم نواب مجد الدولہ عبد الاحد خاں بہرام جنگ بود بعد رحلت آں مرحوم وے نیز مورد الطاف و عواطف نواب مغفور گشت حاصل کہ ایں مرد بسیار متواضع و [خوش[2] اختلاط] و خلیق و کریم ارتباط واقع شدہ شاگرد محب سراپا وفاق حکیم ثناء اللہ خاں فراق است ایں چار بیت از گفتہائے اوست ؎

[دست] قاتل پہ مرے خوں کی جو ہے رنگینی، ایسی رنگت کا [کبھو] رنگ حنا نے نہ دیا

جو کوئی لاوے پیام اوس کے آج آنے کا میاں ہیں صدقے [تے] ہوں اوسکے زباں لانے کا

جب خاک غریباں پہ تم [اس چال سے آؤ] انصاف کرو [کیوں کہ] نہ برباد ہو کوئی
[یہاں تک] تو ہوے [محو] تمہارے کہ جہاں میں تو ہم سے قسم ہم کو اگر یاد ہو کوئی

[خستہ] دوم

میاں غلام[3] قطب بخش وے نوجوانے است رعنا نیکو سیر زیبا[4] منظر از اولاد امجاد سالک مسالک [ربا] فی سید محمد کرمانی روح اللہ روحہ و از مجاوران [بقعہ] با صفا حضرت نظام الدین اولیا نور [اللہ] مرقدہ بسیار خوش خلق و مہذب نہائت نیک خلق و موہب سعادۃ منش پاکیزہ روش از چندے شوق ایں فن شریف بہم رسانیدہ و سخن خود از نظر بعورے خاں آشفتہ گذرانیدہ

---

[1] شمارہ ۱۰۱۔ [2] اصل نسخہ میں یہی ہے [3] ... ... صرف "قطب بخش" تحریر ہے۔ [4] زیبا درج ... اصل

خستہ دوم

این چار شعر از گفتہاے او است ؎

جلوہ اوس مہ نے جو تا گہ بلب بام کیا
روز خورشید درخشاں کو وہیں شام کیا

جسکو پروا ہی نہیں کوئی مرے یا جیوے
دل دیا ہاے میں اوس شوخ کو کیا کام کیا

ورق ۱۱۷

جور و جفا [مت] کرو دل کو نہ آزار دو
چاہ کے پیاسوں کو ٹک شربتِ دیدار دو

ہاے رے نا منصفی جلوت و خلوت کے بیچ
سب کو بلاؤ صنم اک ہمیں دھتکار دو

خُلق

تخلص میر احسن مہین پور میر غلام حسن حسن صاحب مثنوی بے نظیر و بدر منیر است وے مانند تخلص خود سراپا خلق واقع شدہ حیا و حلم بدرجۂ اعلےٰ دارد طبعش رنگین و فکرش معانی آفرین است مشق سخن از والد ماجد خود نمودہ و ازاں رو کیفیتے در شعر خود حاصل نمودہ این چار شعر از زادہاے طبع رساے اوست ؎

دل لگاتے تو لگا یا پہ نہیں کچھ معلوم
جی پہ کیا گزرے گی اور جان پہ کیا ہووے گا

اک بار اوس کے کوچے میں جانا ضرور ہے
یہ حال اپنا اوس کو دکھانا ضرور ہے

[رباعی]

آے ہیں عدم سے جب گئے روتے ہیں پڑے
دو دن کی یہ [زیست] ہے سو کھوتے ہیں [پڑے]

اے خلق [خوش احوال انہوں کا جو وے
آرام سے زیر خاک سوتے ہیں پڑے

خلیق

تخلص میر مستحسن برادر خورد میر احسن خُلق پسر دوم میر غلام حسن حسن است وے نیز [شیریں

گفتار] پاکیزہ کردار حسن الخلق والخلق واقع شدہ نسبت [شاگردی] بہ پدر والا تبار و برادر نامدار [خود] دارد ایں پنج بیت از واست ؎

نزع میں گر مری بالیں پہ تو آیا ہوتا
اسطرح اشک میں آنکھوں میں نہ لایا ہوتا

مہر سے خورشید نہ ہوتا یہ مرا روز سیاہ
تونے گر زلف میں مکھڑا نہ چھپایا ہوتا

کمر باندھی ہے [مہر] فندق نے تیری دلربائی پہ
تصدق جان میری اس ترے دست حنائی پہ

افعی زلف کے کاٹے کی دوا ہو نہ سکی
آکے سر مار گئے سینکڑوں منتر والے

مے کی خواہش ہوئی اوسو[قت] مجھے ہائے خلیق
اوٹھ گئے بزم سے جب شیشہ و ساغر والے

خوش رس

تخلص حافظ غلام محمد است ؎ باوصفے کہ از صغر سن از حلیہ بینائی عاری و عاطل گشتہ حفظ قرآن شریف نمودہ و خوش میخواند و در علم موسیقی مہارتے دارد و سارنگی خوب می نواز د و خیال و ٹپہ [ٹپا] می گوید دگاہے ریختہ ہم از طبعش سر میزند پدرش کہ حافظ ابراہیم نام دارد در سلک ملازمان حضور پر نور منسلک بود از چرب زبانیہا مزاج اقدس را از جا بردہ کچہری عدالت کہ در حقیقت دیوان ظلم و تعدی بود برخلاف روئیہ سلاطین تیموریہ انار اللہ برہانہم بہ نیرنگ نصاری فرنگ در جہان آباد وصانہا اللہ عن الشر والفساد برپا کردہ چہاستم کہ بر بیچارگان نکرد حفظہ کلام اللہ تعالی [را] باوصفے کہ خود ہم حافظ بود در مقام تحصیل زر بنا واجبی بایام [متبرکہ] صیام بافتاب [جوزا] در عین نصف النہار [استادہ] ساخت آ[خرکار] بہ[را] [را]ں نکا[ل] د[بدنا]می آوارہ دشت [نا]کامی شدہ بہ رام پور رخت [ادبار] انداخت حالا بہ پیش خدمتی یکے از افاغنہ آنجا اوقات بسر می کند کہ کرد [کہ] نیافت بالجملہ ایں دو بیت از گفتہ ہائے حافظ غلام محمد [خوش] [ر]س است ؎

وصل کی باتیں صنم ہمکو جو یاد آئیاں
آنکھیں وہ ہیں خود بخود اشک کو بھر لائیاں

بلاتیے اب کس لیئے] باتوں کا اس کی برا — عشق میں ایسی ہی کچھ ہوتی ہیں رسوائیاں

خیال

تخلص غلام حسین خان سلمہ الرحمن است و ے برادر زادہ برکت اللہ خاں برکت واز [اقارب] اسعد یار خاں عرف میاں جگنو است بسیار جوان خلیق وکشادہ پیشانی وصا[لح و] نیک زندگانی خوش فکر یار باش بہ اندیش پاکیزہ معاش نہائت مودب وبغا[ئت] مہذب واقع شدہ مشق سخن از عم بزر[گوار] خود میکند و خوش میگوید این ہفدہ بیت از شیریں گفتاریہاے وے است ؎

ورق ۱۱۶

تو نے جو کہا سچا یہی تھا — اپنا ہی [تو] مدعا یہی تھا

سبب دل کی شگفتگی پہ افسوس — اپنا تو جہاں نما یہی تھا

دنیا کو خیال چھوڑ بیٹھا — دانائی کا مقتضا یہی تھا

تجھ کو گر منظور ہے چڑھنا تو چڑھ جلدی خیال — لگ رہا ہے عرش کے پایہ سے زینہ عشق کا

کہاں بہار کہاں وہ چمن کہاں وہ سیر — شگفتگی کا وہ اک اور ہی زمانہ تھا

چمن میں بوے گل پر شور شین[؟]ل نے اٹھائیں ہیں — بہار آئی ہے دیوانے نے پھر دھومیں مچائیں ہیں

بلبل سے گل کرے [ہے] عبث اتنی کا وشیں — کس کا سدا جہاں میں رہا اعتبار حسن

صدمے سے میرے دل کے کہیں عرش ہل نہ جائے — کچھ بیطرح [سے] تڑپے ہے [یہ] بیقرار حسن

اوسکی مژگاں کو وہی مشق سناں بازی ہے — یہاں [ن] طراو[ت] دل پرخوں کی ابھی تازی ہے

آیا سلوک یہ نہ جو وہ اشک و آہ سے — لاویں گے ہم اب اوسکے تئیں اور راہ سے

وہ صید بسمل کہ بارش سے کہاں کو دول ہلا — تڑپھول اگر ہیں [تیر] سے خدنگ نگاہ سے

رہتے ہیں ہمیشہ مرے دل میں یہی کھٹکے — ایسا نہ کہیں ہووے کہ تو اور سے اٹکے

چہرہ افشاں ہو ہماری خاک پر غافل کبھی — ہم بھی اے ساقی تری مجلس کے بیٹھا ہو نہیں اٹھتے
لگے ہے آگ کو کو سے تری سرو وصنوبر کو — تو کس کے گرم خاکستر پہ قمری آج لوٹ آئی

[کس کو] معلوم تھا یوں تجھسے جدائی ہوگی — یہاں تلک بات بڑھیگی کہ لڑائی ہوگی
ہاتھ پہنچا نہ ترے بند قبا پر تو کبھی — اپنی کس طرح سے پھر عقدہ کشائی ہوگی
پڑ گیا ہے تری صورت کے سبب دلمیں غبار — مجھ ہی آئینے میں ہرگز نہ صفائی ہوگی

حرف الدال المہملہ

در ذیل این حرف ذکر یازدہ شاعر کہ من جملہ آنہا دو بزرگ درد تخلص میکنند و دو عزیز دل اندراج یافتہ و مجموع اشعار کہ بالذات و بالاستقلال در تحت این حرف مندرج گشتہ [دو صد و شانزدہ شعر است] کہ من جملہ آنہا یازدہ رباعی واقع شدہ و دو [شعر] نواب آصف الدولہ مرحوم کہ در اسم سامی وے بالذات و بالاستقلال نسبت افتادہ در اینجا تقریباً و بالعرض تحریر یافتہ ٥

دا[نا]

تخلص عزیزے است از خاندان حری الاحترام [میر] فضل علی نام وے از سکنہ شاہجہان آباد صانہا اللہ عن الشر والفساد دار [شاگر] دان شیخ شرف الدین مضمون و برادر سبیر مشق و صاحب دیوان بود اما بنا بر طول زمان و درازی اوان شہرہ دیوانش بر مضمون و اندراس نمو داین دو شعر از طبع زاد ہائے او کہ بدست افتاد بزبان قلم در آوردہ [ست ادر] است عفی اللہ عنہ ٥

بہر صورۃ خدا کو دیکھنا عنوان ہے میرا — یہی توحید میں مصرع سر دیوان ہے میرا

دل میں ہر ایک کے سودا ہے خریداری کا   یوسف مصر مگر تو ہی ہے اے یار عزیز

درد

تخلص دو بزرگ می شناسم

ورق ۱۱۹

درد اول

[درد] اول

سخن سنج [روشن] ضمیر حضرت خواجہ میر نسب و الاینش بنا بر ظہور ظاہر مفتقر تحریر نیست
وحسب اعلیٰ اش نظر بر شیوع شایع محتاج تسطیر نے لہذا عنان شبدیز قلم واقعہ رقم را ازاں
جولانگاہ منعطف ساختہ بمضمار ترقیم نبذی از خصایص نفس نفیسش مسترخی می سازم ذات ملکی
صفات آں برگزیدہ انفس و افاق و نفس نفیس آں نظر کردہ خلاق علی الاطلاق مخلے از ادناس
علایق دنیا محلی بحلی جواہر زواہر محبت مولیٰ حریق نیران عشق الٰہی غریق بحار حب رسالت پناہی
منزوی زاویۂ تجرید گوشہ نشین خلوۃ کدہ تفرید شیر بیشۂ زہد و توکل نہنگ دریاے فہم و تعقل
صاحب علم وہبی جامع کمالات کسبی بود باوصفی کہ نسبۃ تلمذ بکسے [از] دانشمندان کمتر داشت وبیش
ازیں نیست کہ ما ہے چند از خدمت افادۃ مرتبت مفتی دولت مرحوم مغفور بہ اکتساب فنون
رسمیہ ہمت گماشت تصنیفات بسیار [حاوی] غوامض علوم حکمیہ متضمن دقایق فنون شرعیہ
وارد رسائل چند در علم سلوک و تصوف کہ ہر یکے دستور العمل سالکان مسلک حقیقت و رہروان
شاہ راہ طریقت است یادگار ایں والا تبار بر صفحہ روزگار ثبت افتادہ در علم موسیقی بدرجہ مہارۃ
بود کہ سرامد سرود سرایاں میاں فیروز خاں از جناب کرامت مآب ایشاں نقش درست می کرد
ہما[نا کہ] ایں از عالم وہب است دیوان فارسی و کتاب رباعیات کہ بوار دات موسوم است
و دیوانے مختصر بمشابہ چشمۂ آب حیات در ریختہ از طبع وقاد ایشاں ریختہ استاد صاحب درایت
ہدایت اللہ خان ہدایت و شاعر طبع ملائم قیام الدین علی قائم و محب سراپا وفاق حکیم ثناء اللہ خاں
فراق از رشدائے شاگردان جناب ایشاں اند خامہ در بحر خفیف بدرجۂ اعلیٰ فصاحت و مرتبہ اقصی
بلاغت است و با ایں ہمہ شاعری کہیں مرتبہ آں مہین پور مادر گیتی است ازاں جا کہ تحریر عشر عشیر
اوصاف حمیدہ آں پسندیدہ خصائل مقدور قلم حقائق رقم نیست ازاں در گذشتہ بہ تسطیر یک عدد و

ہفتاد و پنج شعر از اشعار آبدار کہ [از] طبع گوہر بار آں مرضیۃ السجایا محمودۃ الخصائل سرزدہ سبادرۃ
مہجور لجنابہ درد رحم اللہ روحہ ے

مانند حباب آنکھہ تو اے درد [کھلی تھی] — کھینچا نہ پر اس بحر میں عرصہ کوئی دم کا
ماہیتوں کو روشن کرتا ہے نور تیرا — [اعیان] ہے بظاہر ظاہر ظہور تیرا
ہوگیا مہماں سرائے کثرۃ موہوم [آ] ہ — وہ دل خالی کہ تیرا خاص خلوۃ خانہ تھا
بھول جا خوش رہ عبث وہ سابقے مت یاد کر — درد یہ مذکور کیا ہے آشنا تھا یا نہ تھا

کبھو خوش بھی کیا ہے جی کسی رند شرابی کا
بھڑا دے مونہہ سے مونہہ ساقی ہمارا اور گلابی کا
نالۂ دل کا اثر دیکھہ لیا درد بس — جی میں نہ رہ جائے یہ آہ بھی کر دیکھنا

ہم جانتے نہیں ہیں اے درد کیا ہے کعبہ — جیدھر ملے وہ ابرو اودھر نماز کرنا

مثل نگیں جو ہم سے ہوا کام رہ گیا — ہم رو سیاہ جاتے رہے نام رہ گیا
سو بار سوز عشق نے دی آگ پر ہنوز — دل وہ کباب ہے کہ جگر خام رہ گیا

زور عاشق مزاج ہے کوئی — درد کو قصہ مختصر دیکھا
شیخ کعبے ہوکے پہنچا ہم کنشت دل میں ہو — درد منزل ایک تھی ٹک راہ کا ہی پھیر تھا

ہم نہ کہتے تھے مونہہ نہ چڑھاؤ سے — درد کچھہ عشق کا مزہ پایا

اگر یونہی یہ دل ستاتا رہے گا — تو ایکدن مرا جی ہی جاتا رہے گا
ٹک بھی گردوں نے اگر فرصت دی — عیش کو کشتۂ غم کیجے گا
کون سا دل ہے وہ کہ جس میں آہ — خانہ آباد تو نے گھر نہ کیا

ورق ۱۲۰

ذکر میرا ہی وہ کرتا تھا صریحاً لیکن
میں نے پوچھا تو کہا خیر یہ مذکور نہ تھا

دیکھیے غم سے اب کے جی میرا
نہ بچے گا نچے گا کیا ہوگا

یک بیک نام لے اوٹھا میرا
جی میں [کیا اوسکے] آگیا ہوگا

جوں شمع روتے روتے ہی گزری تمام عمر
تو بھی تو درد داغ جگر ہیں نہ دھو سکا

زاہد کو ہم نے دیکھ لیا جوں نگیں بعکس
روشن ہوا ہے نام تو اس روسیاہ کا

بیٹھا تھا خضر آکے مرے پاس ایک دم
گھبرا کے اپنی زیست سے بیزار ہو گیا

تیرے سبب وہ اور بھی مجھ پر غضب ہوا
اے نالے وا[ہ] خوب ہی تو نے اثر کیا

ایدھر کو جو مسکرا کے دیکھا
کچھہ تو جی سے حجاب نکلا

جوں چاہیئے اوس طرح بیاں ہم سے نہ ہوگا
کر اپنے دہن سے ہی تو وصف اپنی کمر کا

لے نہ جاوے حرص اہل فقر کو
ہو سکے کب موج نقش بوریا

نہیں مذکور شاہاں درد ہرگز اپنی مجلس میں
کبھو کچھہ ذکر آتا ہے تو ابراھیم ادھم کا

سینۂ و دل حسرتوں سے چھا گیا
بس ہجوم یاس جی گھبرا گیا

برہم کہیں نہو گل و بلبل کی آشتی
ڈرتا ہوں آج باغ میں وہ تند خو گیا

واعظ کسے ڈرا‌ے ہے یوم الحساب سے
گریہ مرا تو نامۂ اعمال دھو گیا

حجاب رخ یار تھے آپ ہم ہی
کھلی آنکھ جب کوئی پردا نہ دیکھا

نشہ کیا جانے وہ کہنے کو مے آشام ہے شیشہ
جہاں میں دختر رز سے عجب بدنام ہے شیشہ

تو بن کہے گھر سے کل گیا تھا
اپنا تو جی نکل گیا تھا

اب دل کو سنبھالنا ہے مشکل
اگلے دنوں کچھہ سنبھل گیا تھا

بس سامنے سے جو مسکرایا
ہونٹا اوسکا بھی درد دل گیا تھا

بھرا مے سنے نہیں یہ نور سے معمور ہے شیشہ   تجلی پہ نظر کر اسکی کوہ طور ہے [شیشہ]

یوں نہیں ٹھہری کہ ابھی جائیے گا   پھر شتابی تو بھلا آئیے گا

کیونکہ گذرے گی بھلا دیکھو تو   گر اسی [طرح سے شرمائیے گا]

درد ہم اوسکو تو سمجھائیں [گے] پر   اپنے [تئیں] آپ بھی سمجھائیے گا

تمنا مرخص، ہوئی نا امیدی   یہ کیا ہو گیا اور مرے دل میں کیا تھا

[ہے] عشق سے میرے یہ ترے حسن کا شہرہ   میں کچھ نہیں پر گرمی بازار ہوں تیرا

میری بھی طرف [کو] ذرا آجا مرے یوسف   بڑھیا کی طرح میں بھی خریدار ہوں تیرا

ورق ۱۲۱

مری بے صبریوں کی بات سن سن کے وہ کہتا ہے   تحمل تجھسے بھی تو حال سن کر ہو نہیں سکتا

ق

کہا میں یوں تو مل جاتے ہو آکر بعد مدۃ کے   اگر جا ہو تو یہ کیا تم سے اکثر ہو نہیں سکتا

لگا کہنے سمجھ اس بات کو ٹک تو کہ جلد اتنا   ترے گھر آنے جانے میں مرا گھر ہو نہیں سکتا

درد ہم کو یہ رات دن تیرا   نالہ زار خوش نہیں آتا

گزرا تھا بعد مدۃ وہ سامنے سے ہو کر   اے کوتہی نالہ [یہ وقت تھا کئے کا]

اپنی آنکھوں اوسے میں دیکھوں   ایسا بھی کبھو خدا کرے گا

گر ہیں یہی ڈھنگ تیرے ظالم   دیکھیں گے کوئی وفا کرے گا

چٹکا عبث نہیں کوئی غنچہ چمن میں آہ   اے تو سن بہار تجھے تازیانہ تھا

اے شب ہجر نہیں ہے یہ سیاہی تیری   خون گردن [پہ] ہے تیری کسی سودائی کا

نظر جب دل پہ کی دیکھا تو مسجود خلایق ہے   کوئی کعبہ سمجھتا ہے کو[ئی] سمجھے ہے بتخانہ

ظالم یہ صید دل سر فتراک سے ترے   اسوقت سے بندھا ہے کہ تو [نے سوار تھا]

مدۃ کے بعد خط سے یہ ظاہر ہوا کہ عشق   تیری طرف سے حسن کے دل میں غبار تھا

وے دن [گذر] گئے کہ ہمیں بھی فراغ تھا   یعنی کبھو تو اپنے بھی دل تھا دماغ تھا
مرنا ہی لکھا ہے مری قسمت میں عزیزو   گر زندگی ہوتی تو یہ آزار نہ ہوتا
ایک تو ہوں شکستہ دل تسپہ یہ جور یہ جفا   سختی عشق واہ وا جی نہ ہوا ستم ہوا

جوں غنچہ [بجز یک] دل صد چاک نہ پایا   مونہہ ڈال کے جب اپنے گریبان میں دیکھا

زاہد کیا کرے ہے وضو گو کہ روز و شب   چاہیے کہ دل سے دھووے کدورۃ سو دھو چکا

مذکور جانے بھی دو ہم دل طپیدگاں کا   احوال کچھہ نہ پوچھو آفت رسیدہ گاں کا
محبت نے ہم کو نشتر جو دیا   سو یہ ہے کہ سب کام سے کھو دیا
فلک پر کون کہتا ہے گزر آہ سحر کرنا   جہاں [جی چاہیے] وہاں جا پرکسی دل میں اثر کرنا

غل مری زنجیر نے رفتار میں ایسا کیا   حشر کو بھی شور جو ہونا نہ تھا برپا کیا

خط کے آنے سے ہوا معلوم جانا حسن کا   نوخطوں نے اب نکالا پیش خانا حسن کا

بارے مجھے بتا تو سہی کیا سبب ہوا   پھر مجھپہ مہربان ہوا تو غضب ہوا

رسوائیاں اوٹھائیں جور و عتاب دیکھا   عاشق تو ہم ہوے پہ کیا کیا عذاب دیکھا   ورق ۱۲۲
آشیانے ہیں درد بلبل کے   آتش گل سے آج پھول پڑا
تجھکو نہیں ہیں دیدۂ بینا وگرنہ یہاں   یوسف چھپا ہے آن کے ہر پیرہن کے بیچ

چاہیے کہ بات جی کی مونہہ پر نہ آے میرے   اپنے دہن کو لا کر رکھدے مرے دہاں پر

ساقی ہے چڑھا آج تو یہ رنگ ہوا پر   شیشہ ہو گرے پھینکئے گر سنگ ہوا پر

ہس قبر پہ میری کھل کھلا کر   یہ پھول چڑھا کبھو تو آ کر

لازم ہے گوشۂ شکن زلف میں ترے   ظالم کوئی پڑا رہے مجھسا شکستہ دل

ساقی کیدھر ہے کشتی مے   اب کی کھیوے میں پار ہیں ہم
اپنے ملنے سے منع مت کر   اسمیں بے اختیار ہیں ہم

جز اہل صفا بتا تو جوں عکس   اے آئینہ کس کے گھر گئے ہم

ہستی نے تو ٹک جگا دیا تھا   پھر کھلتے ہی آنکھ سو گئے ہم

چمن میں صبح یہ کہتی تھی ہو کر چشم تر شبنم   بہار باغ گو یوہیں رہے لیکن کدھر شبنم

اگرچہ دختر رز کے ہے محتسب در پے   جو ہو سو ہو پر اسے اپنو یار رکھتے ہیں

کھینچے ہے دور آپ کو میری فروتنی   افتادہ ہوں پہ سایۂ قد کشیدہ ہوں

تقید گاہ امکاں میں ہے وہ کچھہ بخشش مطلق   کہ ہر واحد کو لاکھوں دام یہاں تنخواہ ہوتے ہیں

کچھہ اور مرتبہ ہے وہ فہمید سے پرے   سمجھے ہیں جسکو یار وہ اللہ ہی نہیں
اوس کو سکھلائی یہ جفا تو نے   کیا کیا اے مری وفا تو نے

ہستی ہے جب تلک ہیں اسی اضطراب میں   جوں موج آپ سے ہیں عجب پیچ و تاب میں
ہر جز کو کل کے ساتھ ہمتی ہے اتصال   دریا سے ورچہ جدا ہے یہ ہے غرق آب میں

تر دامنی پہ شیخ ہماری نہ جا ابھی   دامن نچوڑ دیں تو فرشتے وضو کریں

کسو پر بلا تیری تیوری چڑھا دے   تری تیغ ابرو کا افگار میں ہوں

نوع انساں کی بزرگی سے ٹک ایک   حضرت جبریل محرم ایک ہیں

دونو عالم سے کچھ پرے ہے نظر   آہ کس کا دماغ و دماغ ہوں میں

مرتا نہیں ہوں کچھ میں اس سخت دل کے ہاتھوں   پستا ہوں آہ اپنے کم بخت دل کے [ہاتھوں]

عالم آب میں جوں آئینہ ڈوبا ہی رہا   تو بھی دامن نہ کیا درد نے تر پانی میں

دل مرا پھر دکھا دیا کن نیں   سو گیا تھا جگا دیا کن نیں

درد دل کے واسطے پیدا کیا انسان کو   ورنہ طاعت کے لئے کچھ کم نہ تھے کروبیاں

مجھے در سے اپنے تو ٹالے ہے یہ بتا مجھے تو کہاں نہیں
کوئی اور بھی ہے ترے سوا تو اگر نہیں تو جہاں نہیں

نزع میں تو ہوں ولے تیرا گلہ کرتا نہیں   دل میں ہے وہی وفا پر جی وفا کرتا نہیں
بیوفائی پہ اوسکی دل مت جا   ایسی باتیں ہزار ہوتی ہیں

ورق ۱۲۳

دیکھ میرے ضعف کو کہنے لگا وہ طبیب کوئی دم کو یہ کبھی اسکی ناتوانی پھیر کہاں

شیخ ہیں رشک بے گناہی ہوں مورد رحمت الہی ہوں

کیا فرق داغ و گل میں اگر گل میں بو نہ ہو کس کام کا وہ دل ہے کہ جس دل میں تو نہ ہو

ڈال[لے] دینا اوس کو نت ہر طرح جوں قبلہ نما پھر مجھے پھر پھر کے آ رہنا اوسی کے روبرو

ہیں دل کے ساتھ کب تئیں کشتی لڑا کروں اب اختیار ہاتھ سے جاتا ہے آئیو

اپنے بندے پہ جو کچھ چاہو سو بیداد کرو یہ نہ آجائے کہیں جی میں کہ آزاد کرو

جاوے در قفس سے یہ بے بال و پر کہاں صیاد ذبح کیجو اسے پر نہ چھوڑیو

کبھو ہم نے نہ پایا مہرباں اے نند خو تجکو نہ دیکھا آنکھ بھر کر ایکدم خورشید رو تجکو

ہم گلشن دوراں میں اے خفتگی طالع سرسبز تو ہیں لیکن [جوں] سبزۂ خوابیدہ

کیونکر یہ کار عشق گرہ در گرہ نہ ہو یہاں دل گرہ کی شکل ہے اور وہاں دہن گرہ

گر مسیحا نفسی ہے یہی مطرب تو خیر جی ہی جاتا ہے چلا تیری ہر ایک تان کے ساتھ

بیگانہ گر نظر پڑے تو آشنا کو دیکھ بندہ گر آوے سامنے تو بھی خدا کو دیکھ

دور نہیں ہوا ہمیں رنج شعور ساقیا یک دو سہ جام اور بھی باقی ابھی تو ہوش ہے

لے 'ڈال' اصل نسخہ میں ۔

اہل فنا کو نام سے ہستی کے ننگ ہے | لوح مزار بھی مری چھاتی پہ سنگ ہے
اس [ہستئ] خراب سے کیا کام تھا ہمیں | اے نشئہ ظہور یہ تیری ترنگ ہے

وحدت نے ہر طرف ترے جلوے دکھا دیئے | پردے تعینات کے جو تھے اوٹھا دیئے
سیلاب اشک گرم نے اعضا مرے تمام | اے درد کچھہ بہا دیئے اور کچھہ جلا دیئے

قاصد سے کہو پھر خبر ادھر ہی کو لیجاوے | یہاں بیخبری آگئی جب تک خبر آوے
مطلق بھی نہیں درد اضافت سے مبرا | عہدے سے تقید کے کوئی کیونکہ برآوے

اذیت کوئی تیرے غم کی میرے جی سے جاتی ہے | کبھو ٹک دل کیا خالی تو پھر چھاتی بھرآتی ہے
پریکھا نت یہی رہتا ہے مجکو درد کیا کہیے | کہ ایسی زندگی سی چیز یوہیں مفت جاتی ہے

دینے عبث ہو شیشہ گراں سنگ کو گداز | پگلائیے جو تم سے کوئی دل پگل سکے

ارض و سما کہاں تری وسعت کو پا سکے | میرا ہی دل ہے یہ کہ جہاں تو سما سکے
قاصد نہیں یہ کام ترا اپنی راہ لے | اوس کا پیام دل کے سوا کون لا سکے

طریق اپنے پہ اک دور جام چلتا ہے | وگرنہ جو ہے سو گردش میں ہے زمانے کی

دل ٹکڑے کیا ہے یہ مرا کس کے لبوں نے | جو لخت ہے سو رشک عقیق یمنی ہے
دل بھی تیرے ہی ڈھنگ سیکھا ہے | آن میں کچھہ ہے آن میں کچھہ ہے
اوٹھتی نہیں ہے خانہ زنجیر سے صدا | دیکھو تو کیا سبھی یہ گرفتار سو گئے
تا ابد جوں قطرۂ مجسا منفعل | جس جگہ سجدہ کرے وہ نم رہے

ورق ۱۲۴

نہ ہاتھ اوٹھاوے فلک گو ہمارے کینے سے — کسے دماغ کہ ہو دو بدو کمینے سے

نہ ملیں گے اگر کہے گا تو — تیری خاطر ہمیں مقدم ہے

جوں جوں وہ کٹتے ہے تو یہی آتے ہے جی میں — پھر چھیڑیئے اور باتیں سنا کیجئے او سے

کاہے کو ہوتی گردش تمکو نصیب و طالع — گر پاؤں اپنا باہر رکھتے نہ ہم عدم سے

نظر میرے دل پر پڑی درد کس کی — جدھر دیکھتا ہوں وہی روبرو ہے

اے گل تو رخت باندھ اوٹھاؤں میں آشیاں — گلچیں تجھے نہ دیکھ سکے باغباں مجھے

کہیے بھی ترے ساتھ بھلا شیخ چلیں گیں — ایدھر کو پھریں گے ہم اگر یار کے گھر سے

کبھو بھی جی میں نہ گزرا خیال سرتابی — برنگ سبزہ بنایا ہے خاکسار مجھے

سنتے ہیں یوں کہ آہ تو ہم ہیں ہے چھپ رہا کہیں — اپنی تلاش سے غرض ہم کو ترا سراغ ہے

دولت فقر کے حضور گرد ہے جاہ سلطنت — کہتے ہیں یہاں جسے ہما اپنی نظر میں زاغ ہے

پہلو میں دل طپاں نہیں ہے — ہر چند کہ یہاں ہے یہاں نہیں ہے

یہ کیا درد تجھ پر مصیبت پڑی — کہ دن رات نالہ ہے اور آہ ہے

صدقے ترے میں کب تئیں تڑپا کروں عبث — ہے روز عید آج تو قربان کر مجھے

یہاں غیب کے جلوے کے تئیں جلوہ گری ہے — جو شخص کہ گذرا ہے نظر سے نظری ہے

آ پھنسوں میں بتوں کے دام میں یوں — درد یہ بھی خدا کی قدرت ہے

شاہد و عکس اس آئینے میں جلوہ فرما سو گئے — اونے دیکھا اپنے تئیں ہم اس میں پیدا ہو گئے

ساقیا یہاں لگ رہا ہے چل چلاو — جب تلک بس چل سکے ساغر چلے

دیکھنے پاتا نہیں ہے کوئی جسکی چھاؤں یہاں — لے چلی ہے آج ہم کو وہ پری سایا کئے
یا کہ وہ راتیں نہیں یا یہ دنوں کا پھیر ہے — ہاتھ آپ لگتے نہیں تب پاؤں دبوایا کئے

محبت نے تمہارے دل میں بھی اتنا تو سر کھینچا — قسم کھانے لگے تب ہاتھ میرے سر پہ دھر بیٹھے

واہ وا قسمت کی مجبوری کو دیکھا چاہیئے — وہ ہوا نے پردہ ہم تب اوس کو ہم کہنے لگے
زلف کی کج ادائیاں دیکھو — ہر گھڑی مونہہ سے جا لپٹتی ہے
وہ دختِ رز کہ چھلتی پھرے ہے جہان کو — کہتے ہیں درد پاس بھی اک رات رہ گئی
دل بھلا ایسے کو اے درد نہ دیجے کیونکر — ایک تو یار ہے اور تس پہ طرحدار بھی ہے
ہم جانتے ہیں درد اندھیرے میں رات کو — تو تک رہا ہے کوچے میں جس گھات کے لئے

دم لینے کی فرصت یاں ٹک دی نہ زمانے نے — ہم تجھ کو دکھا دیتے کچھ آہ بھی ہوتی ہے

درد اپنے حال سے تجھے آگاہ کیا کرے — جو سانس بھی نہ لے سکے سو آہ کیا کرے
دل تڑپھتا ہے درد پہلو سے — مرگ آ پہنچیو کہ قابو ہے
ق ۱۲۵
نہ وہ نالوں کی شورش ہے نہ آہوں کی ہے وہ دھونی
ہوا کیا درد کو پیارے گلی کیوں آج ہے سونی
آباد رہیو خانۂ دنیا کہ اے سپہر — یک چند ہم بھی آن کے یہاں میہماں رہے

علاج دردِ سر صندل ہے لیکن — ہمیں گھسنا ہی اوس کا دردِ سر ہے
کیا کہے ہے مرغِ قبلہ نما سے یہ مرغِ دل — سجدہ ادھر ہی کیجے جدھر کو یہ رو کرے

غافل تو کدھر بہکے ہے ٹک دل کی خبر لے — شیشہ جو بغل میں ہے اوسی میں تو پری ہے

نہ ملیئے یار سے تو دل کو کب آرام ہوتا ہے وگر ملیئے تو مشکل ہے کہ وہ بدنام ہوتا ہے

تری آنکھیں دکھا دیجے تو نرگس مست ہو جاوے اگر دیکھے یہ قامت سرو گلشن پست ہو جاوے

رباعی

اے درد یہ کون عنبر کو لوٹ گیا یوں تجھسے جو ضبط یک بیک چھوٹ گیا
کیا تجھپہ مصیبت پڑی ایسی ظالم کہہ تو سہی جی ڈھاکہ دل ٹوٹ گیا

دیگر

پیدا کرے ہر چند تقدس بندا مشکل ہے کہ حرص سے ہو دل برکندا
جنت میں بھی اکل و شرب سے نہیں ملے نجات دوزخ کا بہشت میں بھی ہوگا دھندا

دیگر

موند آنکھ سدا کب تئیں دن ٹالیے گا غفلت کے تئیں بغل میں یوں پالیے گا
اے درد مراقبہ تو کرتے ہو ولے ٹک اپنے گریباں میں بھی منہ ڈالیے گا

دیگر

اے درد اگرچہ جی میں ہے جوش و خروش رہتے ہیں ولے اہل تامل خاموش
سو جوں کو شراب کی وہ پی جاتے ہیں گرداب کی مانند جو ہیں دریا نوش

دیگر

اے درد یہ درد جی سے کھونا معلوم جوں لالہ جگر سے داغ دھونا معلوم
گلزار جہاں ہزار چھوے لیکن میرے دل زار شگفتہ ہونا معلوم

دیگر

جب سے توحید کا سبق پڑھتا ہوں — ہر حرف میں کتنے ہی ورق پڑھتا ہوں
اس علم کی انتہا سمجھنا آگے — اے دردؔ ابھی تو نام حق پڑھتا ہوں

دیگر

اے دردؔ سبھوں سے برملا کہتا ہوں — توحید نہیں چھپا چھپا کہتا ہوں
ملا کو بھی اس میں نہیں جائے انکار — بندہ بندہ خدا خدا کہتا ہوں

دیگر

یا اوسنے ہی رسم تغافل کم کی — تاثیر بڑھی ہے یا کہ اپنے غم کی
رونے کو مرے تولے ہے وہ نظروں میں — اس گوہر اشک کی بھی رتی چمکی

دیگر

تیرے [بیٹے] دردؔ کی کسی سے نہ بنی — بہتیروں نے چاہا پہ سبھی سے نہ بنی
یہ خانہ خراب رفتہ رفتہ آخر — ایسا بگڑا کہ اپنے جی سے نہ بنی

دیگر

عاشق ہوئے جسکے اوسکے محبوب بنے — دلخواہ سب اوسکے ساتھ اسلوب بنے
تسپر بھی جو کچھ بنی سو دیکھی تم نے — بس دردؔ خدا سے اب تمہیں خوب بنے

[دردؔ] دوم

دردؔ دوم

سید کرم اللہ خاں وے بزرگے بود از دودمان شرافت و خاندان نجابت بہ نواب معلی القاب عمدۃ الملک سید [امیر] خان بہادر قرابت قریبہ داشت در عہد آسودہ مہد حضرت فردوس آرامگاہ جناب اللہ شاہ بعمدگی تمام و ثروۃ مالا کلام ایام زندگانی بکام دل بسر میبرد و شعرش خالی از درد نیست این یک غزل پنج بیتی از زادہای طبع آں والا نژاد کہ در سفینہای دیرین یافتہ شد بہ تحریر در آمد منہ عفی عنہ ؎

ورق ۱۲۶

تحمل آتش غم میں دل بیتاب کیا جانے — ٹھہرنا ایک دم بھی آگ پر سیماب کیا جانے

دوانا بیہدہ رسوائے عالم ہم کو کہتے ہیں — ہمارے عشق کی انشا کے کوئی القاب کیا جانے
کنارے سے کنارہ کب ملے ہے بحر کا یارو — پلک لگنے کی لذت دیدۂ پر آب کیا جانے
سمندر کو نہ دے نسبت مری آنکھوں سے تو ہرگز — ابلنے کی طرح چشموں سے یہ تالاب کیا جانے
تڑپھتا دیکھ بسمل کو کہا یوں درد سے دل نے — ادب کے حق ادا کرنے کے یہ آداب کیا جانے

دردمند

تخلص میاں محمد فقیہ است وے شاگرد سخن سنج فیض گستر میرزا جان جان مظہر بود علیہما الرحمۃ والغفران مرزائے مرحوم و مغفور بدرجہ اعلےٰ باوے خوش بودند و مثنوی موسوم بہ ساقی [نامہ] را کہ از نتائج طبع وے است بسیار می شنودند و فی الواقع کہ حسب رواج آں وقت بسیار خوب گفتہ و اشعار دیگر ہم وارد اما ایں ساقی نامہ خیلے مشہور و بر زبان خلق جاری است

ایں ہفت بیت [اثر] ان وے است

نظر تو کرو ٹک چمن کی طرف — شگوفے کو آئے ہیں مستی سے کف
چمن میں بھرا ہے نشہ یہاں تلک — کہ نرگس کی جاتی ہے گردن ڈھلک

در مدح استاد والا گہر اعنی مرزا جان جان مظہر گویند

خدیو سخن میرزا جان جاں — کہ حکم اوس کا ہے ناطقہ پر رواں
لقب اوس کا ہے ذوالجلال سخن — کہ بندے ہیں اوسکے سب ارباب فن
کوئی آج اوس کے برابر نہیں — وہ سب کچھ ہے الا پیمبر نہیں

در تعریف محمد علیخاں کہ ممدوح وے بود و با او سر خوش داشت گفتہ

پڑی اوسکی قدرۃ کی از بسکہ دھوم — لیا ہاتھ قدرۃ کا صانع نے چوم

درباب داخل شدن بادشاہ جم جاہ اعنی حضرت فردوس آرامگاہ طاب اللہ ثراہ بہ محل سرا و مرخص فرمودن نواب معلے القاب عمدۃ الملک امیر خاں بہادر را ازاں جا می گویند

سدھارے سرا پردۂ خاص کو — مرخص کیا بردۂ خاص کو

درویش

تخلص جوانے است سعادۃ الشیام شاہ علی نام وے از فقیرزادہ ہاے حضرت دہلی وشاگردان نومشق شاعر فطانۃ مشحون میر نظام الدین ممنون است نکبہ یکے از نیاکانش کہ شاہ بھیا نام داشت در منڈوی گلہا شہرۂ تمام دارد شوق حفظ قرآن و دریافت معانی و قصص آں در نہادش خیلے جاگرفتہ حق تعالے نصیبش کناد گاہ [گاہ] فکر ریختہ می کند ایں پنج بیت از گفتہ ہاے اوست ۔

بوسہ جب مانگا تواوس نے مونہہ لیا ادہر سے پھیر — دل میں کچھہ شرمندہ سا ہوکر یہ سائل رہ گیا

ابھی تو گم ہوا ہے یک بیک پہلو سے دل اپنا — یہیں ہوگا کہیں ڈھونڈھوا ادہر دیکھو ادہر دیکھو

ضرور اتنی بھی کیا ہے تیز گامی ناتوانوں سے — رہا جاتا ہوں پیچھے آہ یاران سفر دیکھو

ورق ۱۲۷ ب

بے طرح[1] طپش رات رہی سینے میں دل کو — شب زخم کا ٹانکا نہ کوئی ٹوٹ گیا ہو

رنجش کی وہ کیا بات ہوئی بزم میں اوس کی — ہم سے تو قسم لو جو اگر لب بھی ہلا ہو

دل

تخلص دوکس میدانم

اول

دل اول

بزرگے واجب الاحترام مولوی شمس الدین نام وے از سکنہ حضرت دہلی است اوقات شریفش بیشتر بیاد مولی بسر می شود بہ نہایت توکل و رضا ایام بسر می برد خیلے صاحب تقوی و پارسا واقع شدہ گاہے بنا بر تفنن طبع ریختہ از طبع والائش سر می [زند] ایں مطلع از افق فکر روشنش

---

1. اسطرح ا ۔ ۱۔

مطلع شدہ ؎

ہوتی آتی ہے سحر رات چلی جاتی ہے
تیری اب تک بھی وہی بات چلی جاتی ہے

دل دوم

دوم

بینی پرشاد کائتہ وے از سخن گویان عظیم آباد پٹنہ [است مرد خو]ش زندگانی کشادہ پیشانی شگفتہ رو نیک خو [شنیدہ شدہ شعرش] مزہ دارد چار بیت از وے ایں احقر می نگارد ؎

پردہ اوٹھا کے تو نے ایدھر کو گذر کیا
عالم کے دل میں تیری محبت نے گھر کیا

او روٹھ کے ہم سے جانے والے
مت روٹھ ہمیں گلے لگا لے

جی چاہتا ہے بو لیے ہرگز نہ یار سے
پر بس نہیں چلے ہے دل بیقرار سے

نالہ و آہ و فغاں بے طاقتی ہمراہ ہیں
ہم تو کوچے سے ترے نکلے بڑا ساماں لے

دلبر

تخلص شاہ دلبر است وے طالب علمے بود درویش نہاد در بلدۂ عظیم آباد [گویند بذکر خدا] و رسول و صحبت اصحاب قبول خیلے راغب و دل نہاد بود ایں مطلع از وست ؎

پھر بھی یارب وہ کبھو دن رات ہو
یار ہو میں ہوں گلے میں ہات ہو

دلسوز

تخلص خیراتی خاں افغان است وے جوانے بود خوش طبع بذلہ باش لطیفہ گو پاکیزہ معاش

کشادہ پیشانی نیک زندگانی دور از دل تنگی رفیق ظفریاب خاں فرنگی مشق سخن از محب سراپا وفاق حکیم ثناء اللہ خاں فراق میکرد مدتے است از حال و مآلش اطلاعے نیست این دو [از] دہ بیت از گفتہاے اوست

کل کس کے تبسم کا چمن میں یہ فسوں تھا
تھا گل کا جگر چاک [ک] دل غنچہ بھی خوں تھا

کہتے تھے کرینگے نہ کبھو چاہ کسو کی
سو ہم بھی نکا کرتے ہیں اب راہ کسو کی

گم ہوا نامہ تو ہو قاصد تو کیوں دلگیر ہے
[تھا] لکھا قسمت کا یوہیں تیری کیا تقصیر ہے

وہ مونہہ زلفوں سے ڈھانپے ہے تو ہم آنسو بہاتے ہیں
وہ دن کو رات کہتے ہیں تو ہم تارے دکھاتے ہیں

چکمہ ہیں آئے ہالۂ مہ آسمان پر
بالے کو ٹک ادلٹ کے جو [رکھلے وہ کان] پر

شب خیال زلف تھا یہاں تک دل بیتاب ہیں
سانپ سے پھرتے رہے آنکھوں کے [آگے] خواب ہیں

دلوں کو کرتے جو تم پائمال چلتے ہو
بتو خدا سے ڈرو کیا یہ چال چلتے ہو

لکھا یہ چپہ تربت پہ مری کاک کلی سے
مر مر گئے عشاق تری سنگدلی سے

ترے عشق میں جی سے گزرا میں بانی
ولیکن مری قدر تو نے نہ جانی

مجھے رحم آتا ہے دلسوز تجھ پر
یہ آزار عشق اور تیری جوانی

قطعہ

میاں جی نے نماز ظہر کو کل
جو پوچھا دوپہر اب کیا بجی ہے

سنی لڑکوں نے جو ہیں یہ صدا بس
بجا کر تالیاں بولے ڈھلی ہے

دلہن بیگم

المشہور بہ نواب بہو صیبہ رضیہ نواب غفران مآب انتظام الدولہ خانخاناں مغفور خلف الصدق نواب معلی القاب وزیر الممالک اعتماد الدولہ شہید مبرور زوجہ خاصہ نواب مغفرت ایاب وزیر الممالک آصف الدولہ بہادر است وے مستورہ [ا] یست عصمت قباب عفت احتجاب نہائت پارسا و بغائت باتقوی عقیدہ سنیہ سنیہ از دست نداوہ بر جادۂ اجداد امجاد باستقامت تمام پا نہادہ باوصفے کہ مسند نشین ایوان عز و اعتلاست سجادہ نشینی صومعہ عبادت مولی را کار بستہ باوجودے کہ مربع نشیں چار بالش ثروۃ و جاہ است بہ پرستاری معبود مطلق بہ خانۂ کدہ عبودیۃ بر خاک پاک بندگی نشستہ بیشتر اوقات [بہ تلاوۃ قر] ان [و] خواندن اوراد میگذارد و اکثر احیان بہ رضا جوئی حضرت [منا] ن و خوشنودی خالق العباد مصروف میدارد ازاں جا کہ طبع سلیم و فہم مستقیم بوے ارزانی داشتہ اند باراست طبعان [سرے دا] رد و شعر ریختہ گاہ گاہ بر روے کار می آرد این [سلف] بیت از ریختہ ہاے طبع آں معصو[مہ] عصمت قباب است کہ من جملہ آں این دو در جواب شوہر خود گفتہ ؎

اتنے کم ظرف نہیں ہم جو بہکتے جاویں — مثل گل جاویں جدھر جاویں مہکتے جاویں

مت کرو فکر عمارۃ کی کوئی زیر فلک — خانۂ دل جو [گر] اہوا ہے سے تعمیر کرو

نواب آصف الدولہ گوید

ساقیا مے سے چھکاوے کہ بہکتے جاویں — مستی کی طرح جدھر جاویں چمکتے جاویں

جہاں میں جہاں تک جگہ پائیے — عمارہ بناتے [چلے] جا [ئیے]

این ہر دو بیت در حرف الف در خطے ذکر [ذاسپا] [معز الیہم ثبت] افتادہ

سلف ۱۰۹ میں صرف پہلے دو شعر درج ہیں *

ایک تو رسوا کیا عالم میں تیری .... پرے لوگوں طعنے ......
جا پھسا دل زلف میں اب سوئیے   شام کے مردے کو کب تک روئیے

دل لگانے کا مزا کچھ بھی نہ پایا ہمنے   شمع ساں داغ دل اپنے کو دکھایا ہمنے
بید مجنوں کی طرح آہ نہ پھولے نہ پھلے   باغ دنیا سے ثمر کچھ بھی نہ پایا ہمنے

دیوانہ

تخلص ہندو نژادے است محبت التیام سرپ سنگھ نام وے از شعرائے دیار مشرق است در بلدہ لکھنؤ یکچند علم [استاد] ی می افراشت و کمتر کسے بود کہ نسبت تلمذ بوے نداشت جعفر علی حسرت کہ استاد قلندر بخش جرأت است نسبت تلمذ بوے دارد و کمتر کسے [از] سکنۂ [آں دیار وے را] استاد [نہ پندا] ردبہر [کیف] ایں رباعی کہ از وے بمن رسیدہ بہ رشتۂ تحریر درکشیدہ ۵

رباعی

وہ لوگ کہاں کہ یار باشی کیجے   وہ [وقت کہاں کہ] خوش معاشی کیجے
ایک گوشے میں [اپنے بیٹھ] ہو کر تنہا   اب ناخن غم سے دل خراشی کیجے

حرف الذال المعجمہ

درطے ایں حرف ذکر [شش] شاعر کہ من جملہ آں دو کس ذرہ [تخلص میکنند و دو ذکی اندراج] یافتہ و مجموع اشعار چہل شعر است

ذرہ

تخلص دو کس میدانم]

ذرہ اول

ورق ۱۱۹

اول

مرزا راجہ رام ناتھہ وے بہ قرب پیشگاہ سلطنت وپیشکاری نظارۂ عز امتیاز داشت ہندو نژادے بود مطیع الاسلام کہ در ایام مصیبت آغاز عزا انجام محرم الحرام تعزیہ میگرفت و سبز پوش می گشت وشربت لطیف بخش می نمود و خیرات‌ہا می فرمود و یازدہم ربیع الثانی حسب الارشاد واجب الانقیاد شاہ عالم پناہ گردوں کلاہ از دولت سرائے خود مہدی حضرت ذولسانین امام الطریقین غوث صمدانی محبوب سبحانی [قدس] اللہ اسرارہم بہ تجمل تمام و شوکت مالاکلام بقلعہ مبارک بعقیدہ ہرچہ تمامتر می برد مختصر کلام مردے بود صاحب ثروۂ عمدہ معاش نیک [فطرۂ] بزرگی تلاش بنا بر موزونی طبع گاہ گاہ فکر ریختہ می نمود وازانجا کہ [تخلص حضر] ۂ قدر قدرۂ آفتاب است ذرہ تخلص خود قرار دادہ بود [ایں دو بیت از] زاد ہائے طبع اوست

تیرے کوچے میں روز و شب [پڑا پھرتا] ہے یہ ذرہ بجا ہے ایسے دیوانے کے مطالب کو ادا کرنا

[غضب ہے آگے] عاشق کو لٹا دیتی ہیں لال آنکھیں چھنا لیتی ہیں میری [جا] ن یہ کافر چنچل آنکھیں

ذرہ دوم

دوم

لالہ چینی داس جہان آبادی [وے مردے] است قابل نیک خصائل کہ اگر خوہدایت جوہر قابل بود عدیلش بسیار کم بہم رسد بنا بر کساد بازاری بعلمی ایام بسر می برد ایں مطلع اوراست

سلام عاجز [ول] کے کرو نیکی کے تخم بو لو آب رواں جہاں ہے کچھ ہاتھ اپنے دھو لو

ذکا

تخلص لالہ خو [ب چندا] ست وے سکندر آبادی الاصل وجہاں آبادی المولد خلف لالہ [له] چیند نبیرہ رائے سلامت رائے کایتہ ماتھر است کہ بعمدگی ایام بسر می برد ... افراط

[له] ... میں یہ نام حذف کردیا ہے۔ اور اصل میں اس مقام پر سوراخ ہے۔

تقریبطے کہ بہنگامہ افاغنہ ابدالی بحضرت دہلی رو داد اکثرے از نیاکانش بہ [پاس ناموس عیا]ل [خود] را جوہر نمودہ خود بمعرض ہلاک درآمدند و بعضے از نسوان بلحاظ عصمت بچاہ افتادہ جان بجان بخش دادند و برخے از اناث و ذکور بہ پامردی خود جان از مہلکہ جان ستان بسلامت بردہ افتان خیزاں از چور عام (کذا) کہ مسکن ایشاں بود بشہر [نوافتا] دند از [اں پس کہ] ایں فتنۂ عام فرونشست و آتش بلا کہ سر بہ بالا کشیدہ بود پست گشت گروہے ازاں رخت سفر بربستہ بعظیم آباد رحل اقامت افگندند و [ہنر ذمہٗ] بہ شاہ جہاں آباد صانہا اللہ عن الشرو الفساد سکونت ورزید [ندبہرکیف] ایں لالہ خوب چند بہرہ از سخن سازی و انشا پردازی و [سیاق وغیرہ از فنون] متصدی گری دارد شعر خود باصلاح محمد نصیر الدین نصیر میر سا [ند] دیوانے مشتمل اکثر انواع سخن جمع نمودہ و تذکرہ ہم تا [لیف فرمودہ از شاگردان] وے گوے سبقت ربودہ ایں بست و پنج بیت از گفتہائش ایں بے بضاعت تحریر نمودہ ؎

کہیں مدہوش ہووے گا بہت مت پی ذکا [اوسکو   مے گلگوں] نہیں یہ دیو ہے نادان شیشے کا

خوف مژگاں سے ترے [دل تو] دھڑکتا ہی رہا   ہاے [چینک] جیسے یہ خار کھٹکتا ہی رہا

ورق ۱۳۰

اگر [خواہش] ہے تجکو دیدۂ بیدار ہو پیدا   تو آئینہ بنا دل کو کہ شکل یار ہو پیدا

جلوہ گر ہے جو لب بام پیارا اپنا   ہے بلندی پہ ذکا آج ستارا اپنا

حال یکساں ہے سدا اپنے دل دلگیر کا   یا الٰہی دل ہے یہ غنچہ ہے یا تصویر [کا]

جرس فریاد کرتا ہے ذکا اسواسطے ہر دم   کہ غافل قافلہ چلتا رہا اور تو رہا سوتا

نشا پیے ہے تو کر [تا] ہے وہ دماغ بڑا   کہے ہے جیسے کہ گرمی ہے کر چراغ بڑا

[نہیں ساقی خیال اپنا] شراب پرتگالی پر ہمارا دل تو غش رہتا ہے اون ہونٹوں کی لالی پر

مسی لبوں پہ ترے رنگ پان سے سرخ نہیں ہوئی ہے خون شہیدوں سے کربلا رنگیں

کیا ہوا زلف کا خیال ہمیں زندگی ہوگئی [وبال ہمیں]

نہیں ہے غم کسی کا عیش اور عشرت کی باتیں ہیں [بغل میں یار ہے] برسے [ہے] مینہ ساون کی راتیں ہیں

نرگسی چشم تجھے [کس نے دکھائیں آنکھیں] دیکھتے ہی جو مجھے تو نے چھپائیں آنکھیں

[ہماری بزم] میں ساقی ترا آنا مبارک ہو ہم جوں شیشہ و پیمانہ ملجانا مبارک ہو

[صبا کرنا] ہوا خواہی سے ٹک آگاہ بلبل کو کہ آئے ہے خزاں رکھ کوئی دم آغوش میں [گل کو]

ہلے ہے ابروے دلدار دیکھیے کیا ہو کہاں کہاں چلے تلوار دیکھیے کیا ہو

[نقش] پا خالق گیتی نے بنایا ہم کو جس کے قدموں سے لگے اوس نے مٹایا ہم کو

شرم سے ہو گئے پانی ترے [دولت سے جنوں] موج دریا ہے مرے پاؤں کی زنجیر کو دیکھ

کس رشک چمن کے قد موزوں کا بیاں ہے سبزہ بھی جو اگتا ہے تو وہ شکل زباں ہے

رخ پہ قطرے ترے گرمی کے عرق سے چھوٹے روز روشن میں یہ بے وجہ ستارے ٹوٹے

ہماری خاک سے گزرا جو باندہ کر دامن — کچھ اپنے جی میں وہ شائد [غبار] رکھتا ہے

ہوا اب آئینہ روصاف یار وہم سے رو گرداں — نہ سوچا جی میں اتنا وہ کہ پھر بھی مونہہ دکھانا ہے
سیہ بختی نصیب اپنے زیادہ اس سے کیا ہوگی — کہ دست غیر میں پیارے تیرے زلفوں [ان] کا شانہ ہے

ملے ہرگز نہ جینے جی کبھو پھر دلربا [تجھسے] — عجب کم بخت ساعت [میں] ہوے تھے ہم جدا تجھسے

کیوں نہ پامال کرے ہر کوئی چالاک مجھے — رفتہ رفتہ تری الفت نے کیا خاک مجھے

کیا ہی اوس [ہم چشم آہو نے] کیا شیدا مجھے — وحشت دل ہو گئی خضر رہ صحرا مجھے

ذکی

[تخلص ذو] کس مسیدانم

اول

ذکی (۱)

جعفر علی خاں مرحوم وے امیرے بود [پنج ہزاری از امیران] عہد آسودہ مہد حضرۃ فردوس آرامگاہ طاب اللہ ثراہ از [رفقاے نواب عمدۃ] الملک امیرخان بہادر رحمتہ اللہ علیہ بسیار بہ شوکت وعظمت و ثر [وۂ وحشمت زندگانی] میکرد وخیلے خلیق وخوش وضع رفیق دوست وپاکیزہ طبع سنو [دہ کردار حمیدہ] اطوار واقع شدہ بود شعرش بروبہ آں وقت بسیار باخوبی و [متانت است] ایں چار شعر یادگار آں مرحوم رحمت پروردگار ثبت افتادہ ــہ

[سن کے] احوال مرا ناصح مشفق نے [د] کی — ہاتھ سے ہاتھ لیے حیف سے سینا کوٹا

چاک کو تقدیر کے ممکن نہیں ہونا رفو — سوزن تدبیر ساری [عمر گر] سیتی رہے

(۱) سیدا ۱۰۱۰

خاکساری پر نہ کر موذی کی ہرگز اعتماد　　جونک [ما] ٹی میں ملے تو [بھی لہو پیتی] رہے
عشق میں نسبت نہیں بلبل کو پروانے کیساتھ　　وصل میں وہ جان دے یہ ہجر میں جلتی رہے

ذکی (۲)

دوم

میاں محمد ذکی خلف الصدق قاری محمد [تقی] وے نو [جوانے است] سعادۃ نشان ذکاءۃ توامان طالب علم سراپا حلم میل ریختہ درسر دارد وسخن خود باصلاح حافظ عبدالرحمٰن احسان میرساند این پنج بیت از گفتہاے اوست ؎

میرا دل سودا زدہ اس میں سے نہ گر جاے　　کر زلف کو شانہ تو مری جان سمجھ کر

ورق ۱۳۱

چڑھائے تیوڑی رہتے ہو اس اخلاص پہ بیکلی　　تمہیں لی کسنے چٹکی کیوں اتر بیٹھے ہو زانو سے
غضب ہے قہر ہے آفت ہے ایسا وقت آیا ہے　　رہوں محروم میں اے یار ساغر تیرے لب چھو سے
جزاک اللہ کیا دام بلا تم نے بچھایا ہے　　ہزاروں دل [لٹکتے] ہیں تمہارے تار گیسو سے
سرک جا پاس سے میرے نہ مجھسے بحث اے ناصح　　مجھے ہرگز نہیں ہے شوق میں ہیں اور تو تو سے

ذوقی

تخلص درویشی است محبت التیام شاہ ذوقی نام گویند کہ وے نہایت [وارستہ مزاج دنیا] بیزار واقع شدہ بہ بلدۂ لکھنو در رستہ و بازار غزلخوانی میکرد و این سہ شعر او بتحریر میرسد ؎

اپنی یہ چاہ اوس کی وہ صورۃ　　اے عزیزو نگاہ کیجے گا

ہے ہات کمان اٹھ سکے اب تیر ہے اور میں ہوں　　تدبیر ہے لا حا[صل] تقدیر ہے اور میں ہوں

جلد آ مل جو تجکو آنا ہے　　ورنہ کوئی دم کو [دم روانہ] ہے

حرف الراء المهملہ

درتحت ایں حرف ذکر بست وچار شاعر اندراج یافتہ ومن جملہ آنہا دوکس [راقم] تخلص می کند و پنج [رضا] و سہ شخص را [رنگین] تخلص مختار گشتہ و مجموع اشعار [۔۔۔[۱] یک صد شعر] است و ازاں جملہ یک رباعی [واقع شدہ

راقم]

تخلص دوکس میدانم

اول

راقم (۱)

خلیفہ غلام محمد وے جوانے است [خوش خلق] نیک خصائل شیریں گفتار پاکیزہ شمائل برکتب سیر واہی نظرے دارد و در [کوچہ] انشاپردازی گزرے فی الجملہ از علوم عربیہ ہم بہرہ ور است اما از اصول کتابت بسیار باخبر خط نستعلیق و [نسخ] وشفیعا و ثلث وشکستہ وغیرہا می نویسد گاہ گاہ فکر ریختہ ہم می کند قبل ازیں بدوازدہ سیزدہ سال کہ بہ بلدۂ لکھنو رفتہ بود ازیں خاکپاے طلبا وخوشہ چین خرمن شعرا شرح شمسیہ وحاشیہ میر میخواند وشعر خود نیز از نظرم میگذرانید حالاکہ بحکم العود احمد بوطن مالوف معاودة نمودہ از مرزا محمد عشق اکتساب فن شریف طبابت میکند وایام مستعار حیات بمعلمی بسر می برد بہرکیف ایں نہ شعر از زادہاے طبع اوست ؎

جو کوئی تجھ سے دل لگاوے گا — آپ اپنے کیے کو پاوے گا
روٹھنا بات بات پر تیرا — ہمکو کیا جانے کیا دکھاوے گا

[فرقت] میں تری جو مر گئے ہم — عشاق میں نام کر گئے ہم
بس کر [چکے عاشقی مری جاں — غصے سے] ترے جو ڈر گئے ہم

---

[۱] یہاں نسخۂ اصل میں حاشیہ پر اور عبارت بھی جو کٹ گئی ہے ۔

جب میں نے کہا تم نے ملاقات اوڑا دی　　تب اوسنے سنی بھی نہ مری بات اوڑا دی

آج دل بیقرار ہے کیا ہے　　[مرگ] ہے ہجر یار ہے کیا ہے
ہاتھ میں اوسکے کچھ تو چمکے ہے　　تیغ ہے یا کٹار ہے کیا ہے

رباعی

نے دیر میں کچھ ہے نہ حرم میں کچھ ہے　　ہستی میں کچھ ہے [نہ] عدم میں کچھ ہے
دنیا ہے طلسمات عجائب راقم　　دم میں کچھ ہے اور ایکدم میں کچھ ہے

راقم (۲)

دوم

ہندو نژادے از اہل سخن مسمی بہ برنداں بن وے از سکنۂ شاہجہاں آباد صانہا اللہ عن الشر والفساد و شاگردان سرا [مد] شعر [اے فصاحت آما مرزا محمد رفیع] ستودا است این ہفت بیت از گفتہاے اوست ہ

نامے [کا میرے لیکر اوس سے جواب پھرنا]　　ٹک واسطے خدا کے قاصد شتاب [پھرنا]
اک وہ بھی دن تھے یارب جو [تھا ہمیں میسر]　　گلشن میں ساتھ اوسکے پیتے شراب پھرنا

یہاں تک قبول خاطر کیجے تری جفا کو　　تا سب کہیں [کہ راقم] رحمت تری وفا کو

(ق)

ورق ۱۳۲

اے باغباں نہیں ترے گلشن سے کچھ غرض　　مجکو قسم ہے چھیڑوں اگر برگ و بر کہیں
اتنا میں چاہتا ہوں کہ میں اور عندلیب　　آپس میں درد دل کہیں ٹک بیٹھ کر کہیں

دیگر

مژگاں سے دل بچے تو ٹکڑے کرے ہے ابرو　　یہ کہکے میں نے اوسے جب اپنی داد چاہی
کہنے لگا کہ ترکش جسدم کہ ہووے خالی　　تلوار گر نہ کھینچے پھر کیا کرے سپاہی

رافت

تخلص میاں رؤف احمد است وے از شیخ زادہاے فاروقیہ و پیرزادہاے مجددیہ است در قصبۂ رامپور رسد رمق از سرکار سرآن آنجا بطریق نیاز بزرگان خود یافتہ ایام بسر می برد گاہ گاہ فکر شعر می کند این پنج بیت او راست ؎

[اداؤ] انداز و ناز و عشوہ جو کچھ ہمارے ہے فتنہ گر ہیں
نہ وہ پری میں نہ حور میں ہے [نہ] ہے وہ غلماں میں نے بشر میں
غضب تو یہ ہے سنو تو یار و ٹک آنکھ اوٹھا کر جب [د] یکھیں اوس کو
تو ہاے چتون میں یوں کہے ہے بھلا ہماری ہے تو نظر میں
جو کچھ ہے اوس میں اداؤ شوخی سو کب ہے حور و پری میں الہی
[خداہی] جانے ہوا ہے مخفی یہ کون آفا لب بشر میں

گرمی رخسار دن [کی دیکھے جو] وہ یار آئینے میں — جو ہر آئینہ ہو جاوے شرار آئینے میں
رافت اچپل وہ [بھلا کب میرے] گھر ٹہرے کہ آہ — عکس کو جھکے نہ آتا ہو قرار آئینے میں

راغب

[تخلص جوانے] است تہور التیام مرزا سبحان قلی بیگ وے مرد سپاہی پیشہ ہو اندیشہ است ہمیشہ بخوبی معاشش بسر می برد و بہر دو زبان سخن موزوں می کند در فارسی نسبت شاگردی بشاعرے از شعراے ایران زمین دارد و در ریختہ خود از نظر میر انشاء اللہ خان انشا میگذراند اگرچہ مسقط الراسش خاک پاک ہندوستان است اما موطن آبا و اجدادش سرزمین ایران بہر حال این دو بیت از وے بخاطر ماندہ ؎

رفتک چمن جو اوٹھ گیا آج ہمارے [پا]س سے — اپنے یہاں برنگ گل اڑ گئے کچھ حواس سے

موںہہ دوپٹے میں چھپایا اوس نے　　دل کو پردے میں [لبھا]یا اوس نے

راز

تخلص مغل زادئے است نیک فرجام مرزا یعقوب بیگ نام وے از جوانان نومشق و شائقان تازہ شوق است وطن نیاکانش خطۂ توران و [مسقط الراسش ہندوستان] جنت نشان این دو بیت ازوست ؎

شب بجلی سے دل ترے عاشق کا سشق ہوا　　لے تیرا نام صبح کے ہوتے وہ حق ہوا

آہ میرا دامن تر اسس لیئے گلریز ہے　　اشک گلگوں میں مرے لخت جگر آمیز ہے

راجہ

تخلص راجہ بہادر خلف الصدق راجہ شتاب رائے دیوان صوبہ [بنگالہ] است این مطلع ازوست ؎

یہ زخم دل ہمارے مرہم تلک نہ پہچے　　دم ہم تلک نہ پہچا ہم دم تلک نہ پہچے

رجب

تخلص مغل [بچہ] ایست ہندوستان زاکہ رجب علی بیگ نام دارد و ہنگامہ ہاے بے سروپا پیوستہ بر روے کار آ[رد] وے دہلوی الاصل [است اما بالفعل] بفرخ آباد سکونت ورزیدہ بسیار شوخ طبع و خانہ جنگ و [لطیفہ گو و بذلہ سنج] آفرید گارش آفریدہ گویند در مجلسے از

لہ نیک ا.و.　　لہ خوش ا.و.

مجالس رقص چیزے رندانہ [بہ رقاصہ زنے] گفت وے بے محابا بسرعت ہرچہ تمامتر برجستہ شمشیرے [آہنی] حوالہ اش کرد [د] کہ زخم آں شہادۃ بے باکی آں جوان وسفاکی مہ رویان برصفحہ رخسار روزگارش تا دم واپسیں ماند بہرکیف ایں دوبیت ویراست ؎

ورق ۱۳۳

دنیا میں زندگی کا کوئی دم ہے واہ واہ ‎ ‎ ‎ جو دم خوشی سے گزرے وہی دم ہے واہ واہ

پی پی کے خون دل ہی بسر کی ہے زندگی ‎ ‎ ‎ ساقی جو دے شراب یہی دم ہے واہ واہ

رسوا

تخلص دو شاعر بمن رسیدہ نوشتن یکے ازاں[1] دو بہ تکملہ انسب دیدہ و دیگرے را درایں جا بہ رشتہ تحریر کشیدہ وے آفتاب [رائے است کہ] بعضے آں را از کائتان حضرت دہلی دانند و بعضے جوہری پسر پندارند بہرکیف وے مردے بود دایم الخمر مقید بادیان و مذاہب ناگشتہ ازقید ایں وآں [وارستہ] پیوستہ لنگ بستہ با چشم نیم بستہ در بازار و بستہ صراحی در دست غزلخواں میگشت گوئند کہ بعد رحلتش حسب الوصیتہ ویرا بام الخبائث [غسل] دادند از کفن وجسدش صلا بوے شراب نمی آمد الغیب عند اللہ تعالے شانہ مختصر کلام برخے از اہل اسلام ویرا جدید الہدائت [وصا] حب و [لا] ئت از اہل ملامت می پندارند از افاضۂ ساقی ازل کہ ہمیشہ از [خمخا] نہ عنائت [سبلے] غائت خود سبو سبو رحیق محبت می ریزد بعید چیست بالجملہ ایں شش [ب] یت از گفتہاے اوست ؎

رسوا ہوا [خراب] ہوا در بدر ہوا ‎ ‎ ‎ اس عاشقی کے پنتھ میں جسکا گذر ہوا

مست ہوکر گر پڑے ہیں ہر طرف دیوار و در ‎ ‎ ‎ ابر رحمت برستا ہے یا برستی ہے شراب

کوئی جا نہیں زمیں پہ جو آنسو سے نم نہیں ‎ ‎ ‎ رسوا بھی اپنے وقت میں مجنوں سے کم نہیں

---

[1] یں ۱۰۱ ‎ [2] یکے را ازاں ہر دو

قفس سے ووں گئے ہم اور چمن میں جاے نہیں   اوڑیں تو پر نہیں رکھتے چلیں تو پاے نہیں

گو زخم دل کو میرے نہ سیوے مرا میاں   میں مرگیا تو کیا ہوا جیوے مرا میاں

گویند کہ ایں شعر بیشتر انشاد می نمود و در ترنگ نشہ اکثر بداں زمزمہ می فرمود و ردیف [وقافیہ] مصرع اخیر بتکرار مکرر بر زبانش میرفت و بہ تلذذ ہرچہ تمامتر بار بار از دہن بیر[ون] وادہ [بگو] چہ و برزن میگذشت ؎

وصل میں بیخود رہے اور ہجر میں [بیتاب ہو   اس] دوانے دل کو رسوا کس طرح سمجھائیے

رضی

تخلص نواب سیف الدولہ [سید] رضی الدین خان بہادر صلابت جنگ است وے مردے است عالی نسب و [عزیز] ے است والاحسب نیاکانش ہمیشہ با مارۂ وعظمت وشوکت وحشمت تعیش نمودہ وخودش نیز بہ تقرب درگاہ عرش اشتباہ شاہ عالم پناہ ع

سر عزت بآسماں سودہ

بہر دو زبان سخن گوئد و درہر [دو میدان رخش ہمت [می] پوئد بہرکیف ایں یاز[دہ] شعراز زادہائے طبع اوست سلمہ ربہ ؎

مرے قتل کرنے میں دو فائدے ہیں   ترا نام ہوگا مرا کام ہوگا

ا[للہ] کے ہیں [صدقے] تمکو مرے گھر لایا   قادر اسے کہتے ہیں قدرۃ کے [یہ] معنی ہیں

یوسف پہ [زلیخا] بھی کہتے ہیں کہ مرتی تھی   مرجاے جہاں عالم صورۃ کے یہ معنی ہیں

تصویر [پری] جسپر کہنا بھی تماشا ہے   جو دیکھے [سو] ہی کہوے زینت کے یہ معنی ہیں

جی کا نہ کیا خطرہ جھٹ لے ہی لیا بوسہ   شاباش رضی تجھکو جراۃ کے یہ معنی ہیں

لہ دیوان ۱۰۱۔   ٢ه یازدہ بیت از گفتہاے اوست ۱۰۱۔

ورق ۱۳۲

پھنسی ہے اس طرح سینے پہ یہ زنجیر سونیکی ، کہ جیسے آرہی گے گہ وہو تحریر یہ سونے کی

[۱] . . . . رہی ہے رات تھوڑی کچھ کریں تدبیر سونے کی

رضیؔ سے صنم کیوں بُرا مانتا ہے   یہ بندہ ہے تیرا خدا جانتا ہے

ناصح سے کیا کہے کوئی کچھ بات واقعی   غیر از ہمیں کہ قبلۂ حاجات واقعی

نہ تو زاہدوں میں جگہ ملی نہ تو عاشقوں سے یگانگی   وہ مثل ہماری ہوئی رضیؔ نہ [الی الذی نہ] الی الذی

دیکھ ٹک شمع کو عاشق کے ستانیوالے   کس طرح جلتے ہیں اوروں کے جلانے والے

رضا

تخلص شش کس بمن رسیدہ یکے ازاں شش بہ تکملہ انشاء اللہ تعالے می نگارم و پنج کس را بالفعل مرقوم میسازم

اول

رضا (۱)

مرزا محمد رضا شاگرد سرآمد شعراے فصاحت آما مرزا محمد رفیع سوداؔ وے از سکنۂ بلدۂ لکھنو و مرد خوشخو نیک طینت [محبت] نہاد پاک طوینت[۲] مودۃ بنیاد مستمع گردیدہ و ایں دو بیت از گفتہاے او درایں جا بہ تحریر رسیدہ ؎

یارب یہ [آرزو کہیں] مٹی میں مل نہ جاسے   جبتک کہ یار آسے کہیں دم نکل نہ جاسے

ہجر کی رات کیونکے گزرے گی   یہ تو ساتھ اپنے آفتیں لائی

---

[۱] پہلا مصرع دونوں نسخوں میں نہیں ہے   [۲] یہی ا۔ ا۔   [۳] طبیعت ا۔ ا۔

دوم

میرزا جیون خلف الصدق محمد مرزا خاں قوربیگی کہ بخوش نیتی و نیک خصلتی مشہور عالم بود وے جوانے است متواضع شیریں زبان پاکیزہ خلق عذب البیان یار باش خوش معاش شعرش سامعہ را باہتزاز آرد کہ بیشتر شعر عاشقانہ می نگارد و فیض سخن در ابتدا از محمد نصیر الدین نصیر بودہ و در آخرہا بہ میر نظام الدین ممنون توسل نمودہ ایں سیزدہ بیت از گفتہائے آں حسن الخلق است

تری فرقت [میں] اے مہ کیوں نہ انگاروں پہ لوٹوں میں[5]
کہ جگنو بھی نظر آتے ہیں مجکو وقت شب اخگر

برق ساں ہے یہ تری تابش رخسار آتش — خرمن دل کو مرے لگ گئی یکبار آتش
سوزش داغ جگر گریہ سے کیا کم ہو رضا — بجھتی پانی سے نہیں [عشق] کی لے یار آتش

عیسیٰ زماں دور سے دیکھے جو ادہر تو — گر نزع کی حالت ہو تو اوٹھ بیٹھیں [وہیں ہم]

تمہارے وصف دنداں میں یہ ہمے شعر ہوتے ہیں — کہ گویا رشتۂ مضموں [میں] موتی پروتے ہیں

اے شمع بس پتنگ کو اتنا جلا نہیں — بن اوسکے تیرے رشتہ میں [کوئی] رہا نہیں

کب سپاہی ڈھونڈھتے پھرتے ہیں دیواروں کی چھانو — ہے ہر اک موج ہوا سے سر پہ تلواروں کی چھانو

آغاز خط کا کیا ترے رخ پر ہجوم ہے — گھیرا سپاہ شام نے کیا ملک روم ہے
لگا رہے گا جو مونہہ سے ساغر ادہر ہمارے اودھر تمہارے
تو ہوں گے حاسد کباب جل کر ادہر ہمارے اودھر تمہارے
پیچ سے کاکل کے تیرے شب کو دل بارے چھٹے — شکر للہ اس بلا سے یہ جو بیچارے چھٹے

---

[5] کرلو ۱۰۱ .

تیری ابرو میں کہاں خال سیہ اے یار [ہے] نون میں نقطہ ہے یہ اسمیں نہیں تکرار ہے
جسکو دیکھے ہے سدا کہتا ہے اب تک یہ جرس اے عدم کے جانے والو قافلہ تیار ہے
کونسے وحشی کی اسکو اس قدر ہے یاد آہ سنگ سے اب تک بھرا جو دامن کوہسار ہے

رضا (۳)

سیوم

میر رضا علی [طغرا] نویس لکھنوی گویند کہ وے بسیار شوریدہ مزاج و وارستہ طبع شوخی امتزاج آزاد وضع [افتادہ] اما شعرش ہمیشہ کیفیتے بستمع دارد ایں شش شعراز وے است ؎

ورق ۱۳۵

ہدف یار جو [کل] سینے کا صندوق ہوا تیر جو دل میں لگا سو لب معشوق ہوا

بدام سبزہ رنگ اس مرغ دل کو آہ پھسوایا سیہ بختی نے کیسا مجکو باغ سبز دکھلایا

جو یکبار بھی دیکھنے تجکو پاؤں بلائیں بھی لوں اور تصدق بھی جاؤں

وہ اندنوں جو ایسا بے ربط ہو گیا ہے شائد رضا کو یارو کچھ خبط ہو گیا ہے

رباعی

جس دل کو قلق نے آہ گھیرا ہوگا آنکھوں میں پھر اوس کے اک اندھیرا ہوگا
کیوں گرد سے اپنے تیں بچاتا ہے رضا اس خاک میں عاقبت بسیرا ہوگا

رضا (۴)

چہارم

مرزا [علی رضا] ی مانک پو [ری] کہ در فن شریف طبابت ہم دستے دارد وگاہ گاہ شعر ریختہ برروے کار می آرد ایں شعراز وے است ؎

خود نمائی کا اگر شوق ہے تجکو پیارے پیش رضا اپنے کو دکھلاوے بہار دامن

رضاہ

پنجم

جوانے [است] از دودمان واجب الاحترام میر محمد علی نام کہ بہ میر پٹنوی اشتہار وارد وے طالب علمے است از سکنۂ بلدۂ لکھنؤ محبت آما از شاگردان میر ضیاء الدین ضیا کہ در [صنعت] کشتی و شمشیر بازی دستے دارد در علم ناکہ بہبید و عروض و قافیہ مہارتے وارد ایں سہ شعر از گفتہائے اوست ؎

تم وعدہ کر کے شام کا پیارے چلے گئے　　جب تک کہ دن ڈھلے مرے آنسو [ڈھلے] گئے

سینہ مرا برنگ گل افگار رہ گیا　　تم تو صبا کی طرح سے آئے چلے گئے

نقش شیریں کا مٹے پتھر سے پر اوس کا خیال　　یہ نہیں ممکن کہ جاوے خاطر فرہاد سے

رغبت

تخلص عزیزے است از خاندان نبوی علیہ السلام میر ابو المعالی نام در بلدۂ لکھنو اقامت وارد و در شعر شوخ طبعی خود برروے کار آرد شاگرد میر نظام الدین ممنون نبسۂ میر مشرف شرافت مشحون ایں مطلع او راست ؎

یاد ہے راتوں کو چھپ چھپ کے وہ آنا اپنا　　چٹکیاں میرے وہ لے لے کے جگانا اپنا

رفاقت

تخلص مرزا گھسن بیگ مرحوم است وے جوانے بود بسیار خوش تقریر و با تمکنت از شاگردان میاں قلندر بخش جرأت در عین عنفوان جوانی رخت زندگانی بر بستہ آنجہانی شد ایں چار شعر از وست

---

۱ الاحترام ا۔ا ۲ المعانی ا۔ا ۳ از وست ا۔ا ۴ نکہی ا۔ا ۔ مکین ۔ تحفۂ عجاوبہ ص ۲۴۶

عفی اللہ عنہ ؎

خوف سے تیرے نہیں بولتے اغیار سے ہم
ورنہ بھر جانے کو تیار ہیں دو چار سے ہم

کہتے ہو تم [نہ گھر] مرے آیا کرے کوئی
پر دل نہ رہ سکے تو بھلا کیا کرے کوئی

لے فرش گل پہ غیر کو بیٹھے وہ اپنے پاس
منظور ہے کہ خاک پہ لوٹا کرے کوئی

برسوں کی ایکدم میں رفاقت کرے جو ترک
کیا ایسی زندگی پہ بھروسا کرے کوئی

رفیق

تخلص مرزا [سد] بیگ است سلمہ اللہ تعالےٰ وے جوانے است مغل زادہ ئت با حلم و پر حیا سپاہی [پیشہ] صاحب ہنر بہ اندیشہ نیکو سیر ور سلک خواصان صاحب عالم مرزا ابوالظفر بہادر منتظم شاگرد محب سراپا وفاق حکیم ثناء اللہ خاں فراق یک چند مجلس مراختہ در خانہ خود منعقد می ساخت و باہر کس نرد محبت می باخت ایں دوازدہ شعر من جملہ طبع زادش در اینجا ثبت افتاد منہ سلمہ ربہ ؎

آج کی رات دل زار نہیں جینے کا
لوگ کہتے ہیں یہ بیمار نہیں جینے کا

دل دھڑکے ہے [ا]پنا تو سر شا[م] سے یارو
کس طرح سے اب دیکھئے ہوتی ہے بسر رات

دل پڑا [ہے] مرا کیسے ستم [گار] کے ہاتھ
صاف کرتا ہے سدا مجھ پہ وہ تلوار کے ہاتھ

یار سب منزل گئے اور تھک گئے ہیں اپنے پاؤں
اب پہنچنا دیکھئے ہوگا ہمارا کس طرح

مجلس میں شب ہوا جو وہ خورشید رو نمود
بس شمع وہیں ہو گئی ہو شرمسار گل

روشن رہیگا داغ دل عاشقاں مدام   ہوگا نہ حشر تک یہ چراغ مزار گل

غفلت [ہیں] رفیق اپنی بھی عمر گزار دی   صد حیف پر کم بخت نہ ہشیار ہوا [دل]

کیا ظلم و ستم آہ ہوا اسکے برس میں   دیکھا نہ چمن پھس گئے صیاد کے بس میں

اب عشق میں تمہارے ہم دل تو کھو چکے ہیں   پر جان سے بھی پیارے ہم ہات دھو چکے ہیں

کوئی دیوانہ کہے ہے اور سودائی کوئی   عاشقی میں تیری ہم نے پائے ہیں یہ نام دو

ہیہات گر کے ہم نہ اٹھے پھر زمین سے   مانند نقش پا ترے کوچے میں مر سے

حضرت دل زکریا کے طور پر یارے چلے   مونہہ سے دم مارا نہ سر پر سینکڑوں آرے چلے

رقت

تخلص مرزا قاسم علی مشہدی الاصل است بعضے از نیا کانش در خطہ کشمیر جنت نظیر رحل اقامت افگندہ خویش در شاہجہان آباد صانہا اللہ عن الشر والفساد تولد یافتہ از چندے بہ بلدۂ لکھنؤ توطن گزیدہ و شعرش باصلاح میاں قلندر بخش جرأت رسیدہ بہر کیف ایں [چار] بیت از گفتہائے اوست ؎

ہمارے سامنے مت ابر بار بار برس   جو ہم سے ہو سکے تجسے نہ ہو ہزار برس

اگر در مصرعہ اول قافیہ نوبہار می نمود خوب می بود ؎

نہ کر گھمنڈ رقیب اوسے گر ہوا اخلاص   کسی زمانے میں ہم سے بھی اوسکو تھا اخلاص

ایں شعر سنخ شعر نظیری است وے علیہ الرحمۃ میگوید ؎

چو می بینم کسے از کوے تو دل شاد می آید — فریبے کز تو اول خوردہ بودم یاد می آید*

پھٹ جاے کسو سے نہ ملاقات کسو کی — اللہ بگاڑے نہ بنی بات کسو کی

دیوار گلرخاں کا سایہ مگر پڑا ہے — زاہد بتا تو مجکو طوبیٰ میں شاخ کیا ہے

رند

تخلص مہربان خان مرحوم است وے از چیلہاے عمدہ نواب غفران مآب احمد خاں بنگش بود رضی اللہ عنہ در ایام دولت نواب معزالیہ در فرخ آباد بشوکت تام و شکوہ تمام تعیش می نمود اکثرے از شعراے نامی مانند سرامد شعراے فصاحت اما مرزا محمد رفیع سودا و شاعر فصاحت افروز محمد میر سوز وغیرہما ملازم سرکار وے بودند بعد رحلت آں مرحوم نسبت بہ صاحبزادے کہ باشرف الدولہ افراسیاب خاں چیلہ نواب معلی القاب امیر الامرا ذوالفقار الدولہ بہادر غفر اللہ لہ بہم رسانیدہ بود در حضرت دہلی ہم بخوبی ایام بسر می فرمود شوق شعر [و] شاعری بدرجہ اعلیٰ داشت و در علم موسیقی دست بالا این پنج شعر کہ نسبت باں مرحوم کنند رقمزدہ کلک وقائع سلک می شود

ع — بے وطن بے رفیق بے اسباب — کو [ئی ہم سا] غریب ہووے گا

یارب کہیں سے گرمی بازار بھیجدے — دل بیچتے ہیں کوئی خریدار بھیجدے
دیتے ہیں عقد حسن میں عاشق عروس جان — آتا نہیں تو آپ تو تلوار بھیجدے

این غزل در کلیات سرامد شعراے فصاحت اما مرزا محمد رفیع سودا این عاصی پرمعاصی دیدہ وبسیار ناپسندیدہ ع

کس لیئے تلوار خریدی میاں — باندھنے کو بھی (تو) کمر چاہیئے
میری چھاتی پہ رکھ کے برچھی کو — نہ اوٹھا دل کے پار ہونے دے

ع دست ا.ا. * اس صفحہ کے حاشیے پر کچھ عبارت لکھی ہے۔ مگر اتنی مسخ ہو گئی ہے۔ کہ پڑھنی مشکل ہے *

رنج

تخلص میر محمد نصیر سلمہ الرحمن نبسہ سخن سنج روشن ضمیر حضرت خواجہ میر اسعت علیہ الرحمۃ والغفران جوانے است رعنا نیکو خصائل [زیبا] منظر پاکیزہ شمائل خندہ رو کشادہ پیشانی خوش خو نیک زندگانی یار باش وارستہ معاش فہم درست دارد و شعر تر از طبع روانش می تراود باہر کس عموماً شیریں زبان و بر قاسم ہیچمیدان سرا [پا] نقصان خصوصاً بسیار مہربان چار شعر کہ ہر یک ازاں گوہر آبدار و در شاہوار است دریں سلک [جوا] ہر منسلک ساخت منہ سلمہ ربہ ؎

خط دیکھ کر ادھر تو مرا دم اولٹ گیا　　قاصد ادھر بد بدہ پُرنم اولٹ گیا
زندگی تلخ و ناگوار ہوئی　　آنکھ سے آنکھ جب دوچار ہوئی

ورق ۱۳۷

کان کا موتی نہیں عاشق کا اشک　　سرد مہری سے ہے تیری جم رہا
یاد میں اوس گلبدن کی صبح تک　　اشک سے تکیہ مرا سب نم رہا

رنگین

تخلص سہ کس میدانم

اول شاعرے است قدیمی از دورۂ دوئمیں صاحب اشعار رنگیں دیوان مرتب ازو بر صفحۂ روزگار یادگار بود بیشتر اشعارہ وے ہر یکے از گویندگاں می سرود اما بنا بر مرور زماں ومضی اوان رواجش اندراس پذیرفتہ مرد خوش مزاج و خوشخو و خوش طبع و خوشگو بود نامش اگرچہ بسمع قاسم ہیچمیدان سراپا نقصان رسیدہ اما از لوحہ حافظہ اش حک گردیدہ ایں سہ شعر از طبع زادہ ہائے آنمرحوم کہ بخاطر ماندہ بہ تحریر در آمدہ منہ عفی عنہ ؎

رنگین (۱)

پھر کبھو کہ رنگیں کو نہیں قتل کیا ہیں　　رنگیں کے لہو سے تری تلوار بھری ہے
دیکھ دستار لپٹتی ساقی سرشار کی　　کھل گئیں انکھیاں[1] چمن میں نرگس بیمار کی
بات رہ جاوے گی قاصد وقت لینے کا نہیں　　دل تڑپتا ہے شتابی [لا خبر] دلدار کی

[1] کھل گئیں ہیں آج آنکھیاں نرگس بیمار کی

رنگین (۲)

دوم :- پوران لعل کائت شاہجہان آبادی کہ با وارستگی مزاج ایام بسر می برد گاہ گاہ فکر ریختہ می کرد این دو شعر از وست ؎

فیض دم صبا سے ہے عالی دماغ گل   روشن ہوا ہے آپ سے یعنی چراغ گل
رنگین نہیں ہے قطرۂ شبنم یہ باغ میں   باد صبا نے مے سے بھرا ہے ایاغ گل

رنگین (۳)

سیوم :- سعادت یار خان وے مولدی الاصل است اگرچہ مسقط الراسش خاک پاک ہندوستان جنت نشان واقع شدہ پدرش محکم الدولہ طہماس بیگ خان بہادر اعتقاد جنگ بنا بر افراط تفریط دور دور دوار ناہنجار بمشقت بسیار و تعب بے شمار کہ تحریرش باطناب محل میکشد بدار السلطنت لاہور افتادہ در سلک خاصان نواب معلی القاب معین الملک بہادر المعروف بہ میر منو خلف الصدق نواب غفران مآب وزیر الممالک اعتماد الدولہ شہید عفی اللہ عنہ منسلک گشت و بعد چندے از رحلت آن مغفور بہمہگی تمام بسرکردگی چند صد سوار جرار بہ سرکار دولتمدار نواب مغفرت ماب امیر الامرا نجیب الدولہ بہادر و ضابطہ خان و ذو الفقار الدولہ عفی اللہ تعالی عنہم نوبت بنوبت رفاقت ورزیدہ بہ ترفہ تام و آسودگی تمام زندگی میکرد و خودش نیز بعز و امتیاز ملازم شاہزادہ ہاے والا قدر و امیرزادہ ہاے ثروۃ بہر سرفراز ماندہ اما از یک چند ترک این سودا کردہ گوشہ نشین زاویہ عزلت است مختصر کلام وے جوانے است رعنا رند مشرب صاحب مروت پاکیزہ مذہب نہایت خلیق و یار باش بغایت خوش اختلاط و نیک معاش نسبت تلمذ بہ شیخ ظہور الدین حاتم وارد و بعد رحلت آن مرحوم بہ میاں محمد امان نثار کہ شاگرد رشید شاہ حاتم مغفور است توسل جستہ و بہ میر انشاء اللہ خان انشا

ورق ۱۳۸

ہم صحبت داشتہ چار دیوان مرتب دارد کہ منجملہ آنہا یکے تمام غزل در غزل و یکے ہمگی ہزل و یکے بتمامہ بزبان زناں گفتہ و در دیوان ہزلیات قصیدہ در مدح شیطان لعین انشاد نمودہ و بجای تسمیہ نعوذ در انجا ثبت فرمودہ و بیرون ازین مثنویات چند از وے بر صفحۂ روزگار ثبت افتادہ و رسالۂ نثر کہ بمجالس رنگین موسوم ساختہ و بر اکثرے از اہل سخن تا بشیخ شیراز علیہ الرحمۃ والغفران بزعم خود دران دخل بیجا کردہ تصنیف نمودہ با این ہمہ غیر ازین کہ مناسبتے بریختہ وارد

۵۱ میکنند ا-ا۔ ۵۲ اب ا-ا ۵۳ چند سوار ا-ا۔ ۵۴ در ا-ا۔

بسیار کم ہا بہ وسیا ہانہ خواندہ است بہر کیف این شصت ویک بیت از زادہائے طبع رنگین است

جو دیکھا ہاتھ خالی راہ میں رنگیں نے قاصد کو   بھری اک آہ سرد اور سر در و دیوار سے پٹکا

جی بیچ سکے یہ عشق کا جنجال خریدا   اوس جنس کو کھو ہمنے عجب مال خریدا

تا حشر رہے یہ داغ دل کا   یارب نہ بجھے چراغ دل کا

کھلائے پان تم نے غیر کو کل اپنے ہاتھوں سے   جو غیرت کھا کے ہم کچھ کھا کے مر رہتے تو کیا ہوتا

چشم گریاں سینہ بریاں آہ سرد و رنگ زرد   عشق میں کیا اس سوا کچھ اور حاصل ہوئیگا

مگر اس امر کے قابل نہ تھا کوئی کہ خالق نے   تمامی خلق کا غم اس دل دلگیر کو سونپا

کیا ہوئی تقصیر ایسی تجھسے اے رنگیں بتا   تیغ کھینچے آج پھرتا ہے وہ قاتل ڈھونڈتا

خواب میں بھی خیال ہے تیرا   ہجر میں بھی وصال ہے تیرا

ایک سے ایک وصف اوسکا ہے کم کس کو کہوں   چشم سے خال تم چشم بڑی خال سے خوب
جس کا بوسہ تجھے منظور ہے دے رنگیں کو   ہونٹ سے گال بڑے ہونٹ بڑے گال سے خوب

رنگیں سلام کر تو وہ سر پہ رکھیگا ہات   یوں دیکھ دیکھنی جو ہے منظور پشت دست

خال ابرو کو ترے دیکھ یہ کہتی ہے خلق   ہے سیہ مست پڑا گوشۂ محراب بیچ

ہمیں وہ دیکھ ہر دم ہاتھ میں شمشیر [کیہ] کہہ کر   کسی کی اب اجل آئی ہے یہ کہتا ہے رہ رہ کر
جب مانگتا ہوں بوسہ کہتا ہے اف دُہائی   سب لوگ دیکھتے ہیں اے بے حیا حیا کر

کشتے کا تمہارے یہ مدفن ہے مرا اوکا صاحب   پڑھ لیجے ذرا اسپر تکبیر کھڑے ہو کر
اب سیر میں گلشن کی تا سرو کو میں کاٹوں   کھنچوا دو مجھے اپنی تصویر کھڑے ہو کر
دیوانوں سے کہتی ہے وحشت کہ بہار آئی   پاؤں میں پہن لیجے زنجیر کھڑے ہو کر
اوٹھنے سے تمہارے جی اب جی بیٹھا ہی جاتا ہے   کر جائیے ٹک اسکی تدبیر کھڑے ہو کر

ــه ہفت ۱۰۱

سنگدل ہیں نے کہا جب اوسکو تب اوس شوخ نے — مارا چھاتی میں مری اک سنگ خارا کھینچ کر
بن سکہا جب دُر نہ اوسکے گوش کا بہزاد سے — رکھیا تب [پاس مد کے ایک تارا] کھینچ کر
کیا کشش دل کی غضب ہے حضرت یوسف کو جو — بر سر بازار لائی آشکارا کھینچ کر
مجکو اک تسخیر کا ایسا ہی منتر یاد ہے — اوس [پری] کو جب ہے شیشہ میں اتارا کھینچ کر

طاقت مجھے ہجر کی نہیں ہے — اب وصل ہو بس، بس اے خدا بس

مدام اپنی رہے محفل میں یوہیں جام کی گردش — الہی مت دکھانا گردش ایام کی گردش

مرہم کے لگائے سے ہو کیا فائدہ رنگیں — اس زخم جگر کو تو نمکداں سے ہے اخلاص

شیشۂ دل میں مرے معمور ہے حاتم کا فیض — کیوں سخن میرا نہ چمکے نور ہے حاتم کا فیض

جسپہ یہ ہوتی ہے برہم اوس پہ بل کھاتی ہے وہ — اسقدر ہے اوسکی زلف اور کاکل برہم میں ربط

ہے طرح سیل اشک امڈ آئے — دل کی تعمیر کا خدا حافظ

ہمسایہ ترے رہنا رنگیں کو تو راحت ہے — پر بیچ میں پردہ کی دیوار ہے بے موقع

دیوانہ ترا دونو عالم سے نہیں واقف — شادی سے نہیں محرم ماتم سے نہیں واقف

کس کے دل پر تیر باراں ہو یہ دیکھا چاہیئے — فوج مژگاں کی رہی ہے اب جو تل چاروں طرف

بڑے جھوٹے ہو تم ہر روز کہتے ہو کہ آؤں گا — کبھو ہو جائیے سچے ادھر بھی آئیے مشفق
نہ مانا دل نے رنگیں کا کہا گھر سے نکل بھاگا — جو دیوانا ہو اوسکو کب تلک سمجھائیے مشفق

پوچھتا کوئی اگر آ کر زباں کی اوس کے بات — تو یہ رنگیں توڑ کر اوسکو دکھاتا برگ گل

آپ بھی دیکھ کے تا دیر وہ حیران رہا — اوسکی جب صانع قدرت نے بنائیں آنکھیں

ورق ۱۳۵

مت [چوک ا] یدھر دیکھ یہ ہے مفت کا سودا　　اک بوسہ پہ دین و دل و ایمان چکے ہیں

یک بیک چونک کے وہ بولے کہ اب رات نہیں　　روک مت جانے دے گھر ہمکو یہ کچھ بات نہیں

نرگس کو وہ چمن میں کیا پھر نگاہ دیکھے　　وہ انکھڑیاں نشیلی جسکو خوش آئیاں ہوں

عالم مستی میں آ، سوجھ پڑی اور بھی　　ہے تو پلا ساقیا اس سے کڑی اور بھی
زلف میں تھا دل پھنسا آنکھ لڑی اور بھی　　ہائے مصیبت نئی آن پڑی اور بھی

تجھے جس روز کہ خالی یہ مکاں رہتا ہے　　مجکو [تنہائی] میں پھر [دل] خفقاں رہتا ہے

دیکھیو یہ قامت ہے یا بلا ہے آفت ہے　　قد نہیں قیامت ہے قہر آسمانی ہے

تم کب تک اپنے دیدۂ پُرنم کو دیکھئے　　اب اس ستم کو دیکھئے او[ر] ہمکو دیکھئے

جو کوچہ میں اوس نازنیں کے نہ ٹھہرے　　تو پھر یہ کہو ہم کہیں کے نہ ٹھہرے

آنچھ بغیر مملکت دل اوجاڑ ہے　　چھاتی پہ رات ہجر کی کالا پہاڑ ہے
ایسے ظالم کو دل دیا میں نے　　آہ اللہ کیا کیا میں نے
صبح کو اوٹھ کے جو تم گھر کو اجی جاؤ گے　　یہ تو فرماؤ بھلا پھر بھی کبھی آؤ گے

قطعہ

میں نے چٹکی جو لی تو ہو کے خفا　　بولے آئے ہو [کیا] ستانے آ[ج]
روز تم چنچلے بیٹھے رہتے تھے　　کیا ہوا ہے تمہیں نچانے آج

ملہ ا۔ و۔ دار تھا۔

دیگر

جو درد عشق کی آتی ہے مجکو یاد کبھی — تو جی ہی جی میں یہ باتیں پڑا بناتا ہوں
اگرچہ عشق نے یہ رنگ کر دیا میرا — بلا سے شہر میں رنگین تو میں کہاتا ہوں

دیگر

رات کا ذکر ہے میاں رنگین — میں نے لی اونکی ران میں چٹکی
ہاتھ ماتھے پہ مار کر بولے — پڑیو اس اختلاط پہ پٹکی

دیگر بزبان زناں

کیا بری طرح سے ملتا ہے تو اے رنگین جاں — ہر ملاقات میں کہہ کب تئیں میں تجھسے لڑوں
رحم آتا نہیں کچھ تجکو بدن چھلتا ہے — سخت مت ہاتھ لگا مجکو ترے پائو پڑوں

تونے ڈہکا کے جو رنگین مجھے کل — لب کا بوسہ نہ دیا جانی ایک
میں نے اس سر کی قسم ہے [اپنا] — کیا رو رو کے لہو پانی ایک

کہا رنگین نے جب آؤ گے تم کب — تب اوسنے دیکھ چھپ اور اپنی تختی
کہا چل دور ہو اپنی خبر لے — ہم اس لائق ہوے لو نیک بختی

رباعی

اوس راہ سے دیکھتے جو اوسکو آتے — یہ کہتے ہم اونکی گالیاں بھی کھاتے
رنگین کی طرف بھی ہوتے جایا کیجے — اس راہ سے مہربان [آ]تے جاتے

مستزاد

زاہد کہتا ہے بُت پرستی کو چھوڑ — اے بندہ حق
راہب کہتا ہے دل سے مستی کو چھوڑ — لے مجسے سبق
رنگین کہتا ہے تو نہ دونو کی سُن — گر عاقل ہے
تجسے جو ہو سکے تو ہستی کو چھوڑ — اولٹا دے ورق

ورق ۱۴۰

رونق

تخلص عزیزے است ازخاندان لائق الاحترام میرغلام حیدر نام وے ازسکنۂ عظیم آباد وسخنش رونق نہاد است گوئند کہ مرد نیک ذات حمیدہ صفات ستودہ اطوار پاکیزہ [کردار واقع شدہ] ایں دو بیت ازگفتہائے او ایں احقر نوشتہ ؎

رحم کراے دوست کہ ہے خاکساری پر مری — نقش پا کی طرح تیری راہ میں افتادہ ہو[ں]

کس شراب آشام نے یارب کیا مجکو خراب — مدتیں گذریں کہ ہیں شیدا[ے نقل و پا] دہ ہوں

[حر]ف الزاء المعجمہ

در ذیل ایں [حرف ز] کر پنج سخنگو کہ سہ ازاں زار تخلص میکند اندراج یافتہ و مجموع اشعار بیست و دو شعر است

زار

تخلص سہ کس مید[انم]

اول - برہان الدین خان سلمہ الرحمن [وے] مردے است نستعلیق وضع شکستہ نویس خوش طبع نیک [جلیس نظرے بر کتب] فارسی و فی الجملہ [چیزے] از رسائل عربی دارد بسیار خلیق و [کشادہ پیشانی] و نہایت خوش اختلاط و پاکیزہ زندگانی واقع شدہ در خواصان حضور پرنور بمدعا نویسی[1] با متیاز است و در سخن گوئی ممتاز [بہر] دو زبان سخن میگوید یعنے بمیدان فارسی و ہندی رخش [ہمت] می پوید گوئند کہ شعر کسے بنظرش [نمی] سنجد با ایں [ہمہ شا] گرد محمد نصیر الدین نصیر است بہرحال ایں [۹] بیت از گفتہاے اوست سلمہ ربہ ؎ رہا ر[2]

دنیوی سے سبکدوش اس روش — جیسے گذرہو آب رواں پر حباب کا

جو ساتھ غیر کے شب دیکھی اوسکی [ا] بیجواری — تو کیا [ہی] آتش حسرت سے دل کباب ہوا

زار (۱)

[1] ا، ۱۰. بمدعا نویسی امتیاز داشت، [2] ا، ا. ب دیکھیے *

ہوں شہید چشم قاتل میں زبس روز جزا　　باغ رضواں سے ملیں گیں (کذا) مجکو و نرگس کے پھول

گردش چشم سے اوسکی ہے جہاں کو گردش　　ایسی گردش کو میں کیوں گردش ایام لکھوں

کون صورت ہے کہ حرف آرزو ہو لب سے وا　　اوس دہان بے زباں سے گرد تصویر ہوں

چرخ کیا تیرے [انقلا]ب ہیے　　پر کبھو ہم نہ کامیاب ہو[ے]
تیرے رخسار کے پسینے سے　　ماہ من جیسے [آفتا]ب ہوے

غرور حسن ولا خنم ان [ہیتا]ل پر ہے　　قدم زمیں پہ نہیں ان کا آسماں پر ہے

چ[شم] طوفاں خیز [پھر] اب گریہ پر تیار ہے　　[جسکے آگے اے سیہ رو] بر تو بیکار ہے

زار (۲)　دو[م - جوانے است از] خاندان لائق الاحترام میر مظہر علی نام نیک خو از بلدہ لکھنو
خوش اختلاط یار باش نیک ارتباط پاکیزہ معاش بشعرش بے کیفیت نیست این ہشت بیت
از وے است ؎

ہمیں تو فرش [سے] اور بالش مخمل سے بہتر ہے　　گلی میں اوسکی پڑ رہنا سرہانے ہاتھ کو دھر کر

ایک دن آگے ہی دنیا سے [اوٹھا] نا ہمکو　　[یا الہی شب فرقت نہ دکھا] نا ہم کو

تیری ہی قسم تجھ بن کچھ اور جو بھاتا ہو　　کافر ہو اگر اس میں کچھ بات بناتا ہو
اب رہائی نے کیا اور پریشاں [مجکو]　　خوب تھا سے وہی گوشہ زنداں [مجکو]

---

[1] ۱۰۱۰ ملیں گے۔ [2] ۱۰۱۰ ہے۔ [3] از سکنۂ عمدہ بلدہ لکھنؤ ۱۰۱۰

لاسکھو اوسکو تو اسّے اور کیا بہتر ہے واہ　　بات یہ بھی [پوچھنے کی ہے] بھلا [تکرار] ارے

یہ وہ ہے عشق لامذہب کہ جسکے [دین نہ ایماں] ہے　　نہیں پوچھے ہے اتنا بھی تو کافر یا مسلماں [ہے]

ورق ۱۴۱

لیجاؤگے تم اوسکی گلی سے جہاں مجھے　　آرام جو یہاں ہے نہوگا وہاں مجھے

وہ وعدہ [وہ] تپاک وہ اقرار ہو چکے　　بس دو ہی دن کے دیکھ لیا پیار ہو چکے

زارسوم

سیوم ۔ سید زادہ صاحب سخن مسمیٰ بہ میر جیوں ۔ نیا کان از خطہ کشمیر جنت نظیر و [مسقط الراس] خاک پاک ہندوستان بہشت بنیان ۔ دست بیعت استفادہ سخن بمیاں محمد امان نثار دارد و اشعار متفرقہ از وے بر صفحہ روزگار ثبت افتادہ ایں سہ شعر او راست ؎

شب جھڑے آنسو ہیں یوں لخت جگر بھیگے ہوے　　گل جھڑیں شبنم سے جوں وقت سحر بھیگے ہوے

موسم برسات ہے [ساقی شتابی دے] شراب　　مینہ میں آنکلے ہیں ہم بھی تر بتر بھیگے ہوے

کس سے ہولی کھیل کر آ[تا ہے] اے[۱] رشک بہار　　رنگ میں کپڑے ہیں سارے تر [بتر بھیگے ہوے]

زماں

تخلص [وہ] کس می شناسم ۔ نوشتن یکے ازاں ہر دو بہ تکملہ [انسب] پنداشتم و دیگرے را در [بیجا] بنگاشتم ۔ وے عزیزے بود [سیر مشق در قصبہ امروہہ [از دودمان عالی نشان مسمیٰ[۲] بہ سید] محمد زماں از چند [ے جہان فانی را خیر باد گفتہ برحمت جاودانی] حق پیوستہ ایں مطلع آنمرحوم کہ بمن رسیدہ برشتۂ تحریر کشید [ہ] ؎

عارض ہے گل کا صاف ولیکن جھلک نہیں　　نرگس کو چشم ہے پہ [کیلی پلک] نہیں

۱؎ یار ا۔ ا۔　　۲؎ او ا۔ ا۔

زور

تخلص داؤد بیگ است [وے نوجوانے است تازہ زور شاگر] دبرادر بزرگ خود محمود بیگ شور این [شعراو گفتہ ؎

ہوتے ہیں یہاں سیاہ خانۂ خلق	سرمہ آنکھوں میں مت لگایا کر

حرف السین المہملہ

در تحت این حرف] ذکر سی شاعرا [ند] راج یافتہ منجملہ انہا تخلص دوکس سپاہی نسبہ مرد سید است ، مجموع اشعار [پنج صد] وسی شعر است کہ بالذات و بالاستقلال اندراج یافتہ و منجملہ انہا دوازدہ رباعی و دو مستزاد واقع شدہ و یک قطعہ دو بیتی ازاں سخن طراز معانی پیرامیر غالب علیخاں آشنا [بالعرض] و تقریباً مندرج گشتہ

سامی

تخلص مرزا جان بیگ مرحوم است اصلش از دشت قپماق بود والدش چندے در کشمیر جنت نظیر سکونت نمود بعد بکچند با فرزند ارجمند بحضرت [دہلی افتاد واین] پسر نیک اختر دست بیعت بدست حق پرست سخن سنج روشن ضمیر حضرت خواجہ میر رحمۃ اللہ داد شاعرے فارسی گو بود در تاریخ گوئی سحر ہا می نمود ۔ قصیدہ کہ در مدح [خورم خان حاکم کشمیر] انشاد می نمائد از بہر [مصرعہ اش] د [و] تاریخ سالم برمی آئد الحق کہ خیلے کو [ہ کنی نمودہ] و بسے طبع فرسائی فرمودہ در مدح پیرہ [مرشد] خود ترجیع [بند و ترکیب] بند [و رباعیات] و غیرہ بسیار [گفتہ و بسے صنایع] بدایع [درانجا بکار بردہ بحکم ارفع اقدس] واقعات ایام خجستہ فرجا [م خدا] یو جہان [پناہ حضرت شاہ عالم بادشاہ بطور شاہنامہ فردوسی طوسی علیہ الر

[حمتہ در رشتۂ نظم کشید] ن بنیاد نہادہ ۔ در وہائے چند بخوبی موزوں فرمودہ بودکہ [جام حیاتش بہ] شربت ممات مالامال گشت [انا للہ] و انا الیہ [راجعون] مختصر کلام فکر عالی داشت اما الفاظ ہندی از زبانش درست بر[نمی] آمد و بہ محاورات کذا (محاورات) اردوی معلّے ہم چنداں] مطلع نبود محض بزور استعداد و درست بہ تکلیف و [تحریک دوستاں گاہ گاہ بہ ریختہ گوئی اقدام] می نمود چنانچہ قطعہ در معذرۃ ایں باب موزوں فرمود [خان رفعت نشان اعظم الدولہ] محمد میر خان بہادر سلمہ اللہ [تعالےٰ از] خدمت وے استفادہ فرمودہ بہرہا [ل ایں شش بیت ا] ز زادہائے طبع وقادش ثبت افتاد ؎

افسوس کہ اغیار ہو[ے یا] ر تمہارے — [غمازی بنے محرم اسرار تمہارے

مرغان قفس ونکو تڑپھتے ہیں ولیکن — ذرات تڑپھتے ہیں گرفتار تمہارے

ہم گھر میں تمہارے کہو کس راہ سے پہنچیں — دشمن ہیں ہمارے در و دیوار تمہارے

جب گرم غضب ہوتے ہو تم لیتے ہیں بوسہ — ڈرتے نہیں آتش سے گنہ گار تمہارے

قطعہ

ہندی ہیں نہ [باں نہیں] اولٹی — گو لاکھ کہوں مغل پسر ہوں

گر سہو بھی ہو تو کیا اچنبھا — [بے] عیب خدا ہے میں بشر ہوں

سائل

[تخلص] مرزا محمد یار بیگ مرحوم است اصلش از ازبکستان و مولدش ہندوستان جنت نشان وے مردے بود [خوش فکر سلیم] الطبع بسیار سنجیدہ و نہائت پسندیدہ خلیق و متواضع نسبت تلمذ [با] ستاد اکثرے از سخن سنجان عالم شیخ ظہور الدین [المعرو]ف بہ [شا]ہ حاتم [داشت] عفی [اللہ عنہ] و [شعرش خا] لی [از پختگی] وسخنش عا[ری] از [خوبی نیست بہ] سیاہ گردی ایام [حیات] مستعار بسر می برد [چند سال است کہ برحمت

لہ ا. ر. سابقے ، لے صرف ا.ا. میں یہ جملہ ہے ،

حق پیوستہ خداش بیامرزد] این شش بیت از گفتہا[ے اوست] ؎
وہ [حمائل ہوگیا] دست شکستہ کی طرح آہ میں نے جس کو اپنا قوۃ بازو کیا

[نہ دیکھا زندگی] میں اوس کو [ساحل بھروسا کیا نگاہ واپسیں کا

فرق پر گرچہ بتاں طرۂ زر رکھتے] ہیں ہم [بھی مشعل کی نمط شعلہ بسر] رکھتے ہیں

[اوٹھ گیا جبکہ تعین تو جہاں اپنا ہے جس جگہ بیٹھ گئے وہی مکا] ں اپنا ہے

[شاخ کو کوئی ہلاوے تو ثمر جھڑتا ہے] اپنی ہر جنبش مژگاں سے گہر جھڑتا ہے

[آشنائی کا تری مجکو گماں] یوہیں ہے اس میں کچھ جھوٹ نہیں سچ ہے میاں [یوہیں] ہے

سبقت

تخلص مرزا مغل خلف ا[لصدق] مرزا اکبر علی اخوند است اصلش ایران زمین و مسقط الراس[۱]
جد و پدرش گلزمین فرحت قرین حضرت دہلی است از چندے بہ بلدہ لکھنؤ رحل اقامت افگندہ از
علوم عربیہ بہرہ بر داشتہ [بسیا] ر خلیق و متواضع و نہائت بہ تہذیب اخلاق و با ادب افتادہ با
این ہمہ نسبت تلمذ بہ میاں قلندر بخش جرأت دارد شعرش بر شعر استادش می ماند این دوازدہ بیت
از طبع تا [دہلے] اوست ؎
عشق ہیں ہم کو خدا ہی نے گرفتار کیا ورنہ کس واسطے اوس بت کو طرحدار کیا

---

[۱] مسقط الراسش ۱ - ۱

تا بجا یہ اضطراب دل نہوا ستم ہوا جان لبوں پہ آ گئی توبھی قلق نہ کم ہوا

[تیر]ے کوچہ [سے] تو گھر اپنے چلا ہے سبقت [پر یہ] معلوم نہیں ہے کہ کیدھر جاوے گا

خیال ا[ز بس رہا شب] خواب میں دامانِ جاناں کا [نہ رکھا] صبح کو اک تار بھی اپنے گریباں کا
یہ دل پہ [لے چلے ہیں ہم جو اپنے داغ] ہجراں کا [نہیں بہتر چراغ اس سے کوئی گور غریباں کا]

[ناقۂ لیلیٰ جو ٹھہری وادی مجنوں میں آہ بولی] کیا تیرا [بھی] یہاں آسا بار د[ل لگ] گیا
جب سے [ترے] فراق میں ہوں [گرم گریہ میں ہنگامہ تب سے سرد ہے ابر بہا]ر کا
ہم [بھی غلام اپنے بتوں کے ہیں [زاھدا بندا] اگر ہے اپنے تو پروردگار] کا
کچھ فا[ئدہ کی بات دلا اختیار کر] کیا فائدہ ہے [گریۂ بے] ا[ختیار کا]
[نام لے سکتا نہیں اوس غمزۂ سفاک] کا ڈر سے کہتا ہوں کہ ہوں مارا ہوا [افلاک کا
کٹنی ہے اب] یہی دل پر کہ کم کسی سے ملیں نہ کوئی ہم سے ملے [اور نہ ہم کسی سے ملیں]
جدا ہوتے تھے گر اک دم تو پھر ہم د[و] تو [مرتے تھے] یہی کہتے تھے اور مرتے تھے و[ہ] دن کیا گذرتے تھے

ورق ۱۴۳

سپاہی

تخلص سہ کس میدانم یکے را بہ تکملہ نوشتن انسب می پندارم و دو کس را در ینجا می نگارم

اول ۔ امام بخش نامی جوانے بود معلمی پیشہ یار باش و خلیق خویش [معاش] و بر ہر کس شفیق نستعلیق می نوشت و شعر میگفت [و] از چند سے ایں جہان را خیر باد گفتہ برحمت حق پیوستہ خدائش مغفرۃ کناد [ایں] دو شعر از وست ؎

سپاہی (۱)

[رہی ہے] شمع پروانہ کی دامنگیر آتش میں نہیں ہے موج دود [شعلہ ہے] زنجیر آتش میں
سپاہی یہ تن سوزاں ہے [میرا اس طرح ابتد گلے] ہے جسطرح [سے] آہن شمشیر آتش میں

دوم۔ شخصے بو[د] ور بلد[ہ] لکھنو اشفتہ مزاج سشور بہ[ہ] ہ سر کہ نا[مش برسیدہ]، پایہ ا[حقر با] سقا پسرے [سہرے] داشت [وبہو] ستہ برضا جوئی وسے ہمت [می گماشت گوئند] کہ بطیب خاطر ازوستش کشتہ افتاد و جان شیریں بخوشی جاناں [بجاں [بخش داد و ی] رچین قصا[ص طلبی بردم در] خواب نمود و بمبالغہ ہرچہ تمامتر ارشاد فرمود کہ عاشق کشی قاعد[ہ] ایست مستمرہ زنہار کہ دست از جان جانان من بدارند نا چار ال پسرک عاشق [کش] را سر وادند واللہ اعلم بحقیقۃ الحال بہر حال این [مطلع از گفتہاے ال سپاہی بیجان است ؎

مستزہفت [گردو]ں تن ہیں ہوں ٹک دل سپاہی کر سر[یر] اپنا بنا پھر دونو جگ کی[۱] پادشاہی کر

سجاد

تخلص میر سجاد اکبر آبادی است وسے مردے بود با حلم از طلبہ علم استعداد خوب داشت بکسب علوم رسمیہ ہمت می گماشت [گوئند] کہ وارد حضرت دہلی شدہ بود و مجلس مراختہ بخانہ خود منعقد می نمود این ہشت بیت از گفتہاے اوست ؎

اب جلا لے ٹک آن کر ساقی عمر کا [بھر] چوکا ہے پیمانہ
مر گئے پر اگر نہیں آسیب کیوں یہ ر[کھتے ہیں قبر پر تعو] یذ
ایک دل رکھتا ہوں [جو] چاہے سو لیجائے اُسے [خواہ] زلفیں [خواہ ابرو خواہ مژگان خواہ چشم

جب ہم[آ] غوش [یار ہوتے] ہیں سب مزے در[کنا] ر ہوتے [ہیں]
کس طرح[کوہکن] پہ گذریں گیں ہجر کی یہ پہاڑ [سی را] تیں

ہرگز نہ آنے نہ [ینگے] غیروں کو جان ہرچند [ہم] گئے ہونگے
[سہ سادہ (رو) مخطط ہونے کی دھن لگے ہے لیکن کوئی نکالے تیسرا ساخط تو دیکھیں]
بتوں کے تئیں [کس قدر [مانتا] ہے یہ کا[فر]مرا دل [خدا] جانتا ہے

---

[۱] بین ا۔ ا۔

سحر

[تخلص محمد] خلیل خا[ں د] کنی است وے از عمدہ زادہاے اندیار و مرد شیریں گفتار محبت اساس قدر شناس صاحب ہوش حق نیوش است و ایں دو شعر وے ماراد رگوش ؎

یارب دے اوس کا یوں مجھے بوس وکنار دست بوسے سے لب لبب ہوں [گلے] کا [ہو] ہار دست

گر سامنے میرے وہ مرا حور لقا ہو پھر دیکھئے اسلوب مرا اوس گھڑی کیا ہو

ورق ۱۴۴

سخن

تخلص دوکس می شناسم یکے را از انہا انشاالله تعالےٰ بہ تکملہ خواہم نگاشت و دیگرے حکیم مرزا محمد حسین است سلمہ ربہ اصلش از خطہ کشمیر جنت نظیر و مسقط الراسش خاک پاک شاہجہان آباد صانہا اللہ عن الشر والفساد واقع شدہ مرد خو[ش] خلق سخن گو متواضع یکرو است در فن طبابت دستے دارد بہرہ و زبان سخن از طبع وقادش می تراود ایں مطلع از وے است ؎

جو ہیں جان نکلی وہیں آن [نکلا] بھلا مرتے مرتے تو ارمان نکلا

[سخنور]

تخلص لالہ دیوالی سنگھ فرزند ارجمند راے جے سنگھ راے منشی حضور پر نور است وسے جوا[نے است] مودب و خلیق [قابل] دوست شفیق اوقات بخوشی میگذراند و شعر خود بسمع [شاعر [صنایع] امامیر غالب] علیخاں سید [المخاطب] بہ سید الشعرا می رساند ایں دو شعر از وے است ؎

اوس زلف و رخ [کی یاد] میں دل بیقرار ہے [روتے ہی روتے گذرے] ہے دو دوپہر مجھے

[ہوتی] عیاں ہے صورت ہستی و نیستی جوں نقش پا ہمیشہ سر رہ گذر مجھے

سرسبز

تخلص مرزا زین العابدین خان عرف مرزا میڈھو خلف الصدق نواب سالار جنگ مرحوم است وے جوانے است از عمدہ زادہاے عالی مقدار نہایت با حلم و وقار عقل سلیم دارد و فہم مستقیم از بدو شعور خیال ریختہ گوئی در کاخ دماغش جا گرفتہ تا رفتہ رفتہ صاحب دیوان گشتہ کلامش مزہ دارد سیزدہ بیت از اشعارش این احقر می نگارد و سہ

کیا حال گریہ پوچھے ہے ہمدم سرک کہیں | اب تو نچوڑھے مژہ اشکبار پہ

صبح جب چہرۂ پرنور دکھاتی ہے مجھے | یاد عارض میں ترے اور [جلاتی ہے] مجھے
خندۂ گل میں نکلتا ہے کہاں یہ عالم | ہاے [کیا] وضع ترے ہسنے کی بھاتی ہے مجھے
اوسکے کوچہ کی طرف میں تو [نجا] وُں [سرسبز] | کشش دل [ہے کہ] کھینچے لئے جاتی [ہے] مجھے

شب انتظار گذری ہمیں انتظار کرتے | کبھی دوست دوست کرتے کبھی یار یار کرتے
مونہہ موڑ لیا تم نے اگر مہر و وفا سے | [ہم ہاتھ او] ٹھانے کے نہیں [دست] دعا سے

خبر لائی باد بہاری کسی کی | [وہ] چنداں ہوئی بیقراری کسی کی
ترے ہاتھ سے بوی مشک آئی شانہ | مگر تو نے کاکل سواری کسی کی
میں روتا ہوں سرسبز آتی ہے جب یاد | وہ صورت سے مجھے پیاری پیاری کسی کی
کب خوش آتی ہے مجھے سیر گلستاں تجھ بن | نظر آتا ہے چمن خانۂ زنداں تجھ بن
اپنے عاشق کے تو بالیں پہ نہ آیا صد حیف | جان دی اوسنے بصد حسرت و حرماں تجھ بن
چل تو سرسبز گلستاں میں غزل خوانی کو | بولتے وہاں نہیں اب مرغ خوش الحاں تجھ بن[۱]
کرتے ہیں جو خاک قدم یار پہ جادو | اولٹے وہ الٰہی کہیں اغیار پہ جادو

---

[۱] یہ تینوں اشعار ا . ا . میں ردیف یا سے قبل درج ہوے ہیں +

سراج

تخلص شاعرے است از شعرائے بلدۂ نیک بنیاد اورنگ آباد سیر مشق شہر استاد اگرچہ از نامش اطلاعے ندارم اما از سخنش بوی عشق و محبت استشمام می نمائم ۔ غالب کہ مرد درویش نہاد والا نژاد خواہد بود بہرکیف این یازدہ بیت از گفتار لطیف اوست ؎

رات دن [رونے] سے آنکھوں میں تری بہتی ہے — شاخ نرگس اسی پانی سے ہری رہتی ہے
کون راوت ترے گد کے کی یہاں روکے چوٹ — پنجۂ مہر میں ہیبت سے [بھری] رہتی ہے

خبر تحیر عشق [سن] نہ جنوں رہا نہ پری رہی — نہ وہ تو رہا نہ وہ میں رہا جو رہی سو بیخبری [رہی]
شہ بیخودی نے عطا کیا مجھے اب لباس برہنگی — نہ خرد کی بخیہ گری رہی نہ جنوں کی پردہ دری رہی
وہ عجب گھڑی تھی کہ جس گھڑی دیا درس عالم [عشق] نے — کہ کتاب عقل کی طاق میں جو دھری تھی وو ہیں دھری رہی
گلہ تغافل یار کا گلہ کس زباں سے بیاں کروں — کہ شراب صد قدح آرزو خم دل میں تھی سو بھری رہی
کیا راکھ آتش عشق نے دل بینوای سراج کو — نہ خطر رہا نہ حذر رہا جو رہی سو بے خبری رہی

این غزل را بعضے بہ سراج الدولہ (والی) بنگالہ نسبت کنند (واللہ الاعلم بحقیقۃ الحال

رفوگر کو کہاں طاقت جو زخم عشق کو سیوے — اگر سینا مرا دیکھے رفو چکر میں آجاوے
اٹھیں کیونکر نہ اس دل سے بھبوکے — کبھو تھے آشنا ہم بھی کسو کے
رقیب اس طرح جلتے ہیں ہمیں دیکھ — گویا رشتے میں ہیں اوس شمع رو کے
شکر للہ اندنوں تیرا کرم ہونے لگا — شیوۂ جور و جفائی الجملہ کم ہونے لگا

سرشار

تخلص لالہ تلوک چند کھتری است وے جوانے است خوشخو تازہ گو از سکنہ شاہجہان [آباد]

صانہا اللہ عن الشر والفساد این دو بیت از وست ؎

اس سج سے وہ دلبر چلے خوبوں میں اکڑ کے
چوں ماہ ستاروں میں چلے رات کو اڑ کے

مارا ہوا اس ابروے خمدار کا ست پشار
پانی بھی نہ مانگے کبھو وہیں پڑا پھڑ کے

سرور

بمعنی خوشی تخلص عنایت اللہ خاں فرزند ارجمند عالم خاں داروغہ خاصہ حضور پرنور است وے نوجوانے است تازہ گو خوش گفتار متواضع نیک کردار رشو [ق] شعر گوئی در [ضمیر] وارد ونسبت تلمذ بہ محمد نصیر الدین نصیر این مطلع او موزوں نمودہ اگرچہ فیض سخن از شعر انعام اللہ خاں یقین علیہ الرحمتہ رب العالمین باعانت استاد خود ربودہ ؎

زنجیر کی جو کان ہیں آتی صدا نہیں
مجنوں کے سلسلے ہیں کوئی کیا رہا نہیں

سردار

بمعنی سردار تخلص اعظم الدولہ میر محمد خان بہادر سلمہ اللہ الاکبر خلف الصدق نواب غفران مآب اعظم الدولہ ابوالقاسم بہادر [مظفر جنگ است ازانجا کہ حسب و نسب آں والا حسب عالی نسب روشن تر از صبح راستین و واضح تر از آفتاب درجہ نورین است عنان سمند قلم حقائق رقم ازاں جولانگاہ منعطف ساختہ میدان ترقیم نبذی از خصائص طبیعت استقامت طرینش ستر گھی میسازد وسے تبدلی است خوش طبع کشادہ پیشانی نیک اختلاط پاکیزہ زندگانی شیریں گفتار عذوبت بیان نیکی کردار رافت نشان محبت و ثار مروۃ منش مودت شعار فتوۃ روش صاحب نفس سلیم مالک طبع مستقیم معانی فہم نکتہ یاب عالی طبع خوش خطاب استفادہ کتب متداولہ فارسی از مرزا جان بیگ سامی نمودہ و مشق سخن در ابتدا از میر فرزند علی موزوں فرمودہ

سلہ باغ بہت ۱۰۱

دیوانش چوں دیوان صاحب دولتاں بانہائت آرائش و زیب شعرش مانند شعر موکراں بغائت دل چسپ و خاطر فریب است تذکرۃ الشعرا بسیار خوب نوشتہ و تخم گلہاے رنگین بآئین بہین دراں گل زمین کشتہ مختصر کلام کلام در توصیف آں جوان پاک مذہب نیک دین پاکیزہ مشرب خوش آئین فضولی است یکے از سعادتہاے [وی] سے آنست کہ دست بیعت بدست حق پرست مقبول رب الکریم حضرت شاہ محمد عظیم مدظلہ وسلمہ ربہ کہ امروز گل سرسبد مشائخ گلزار جاوید بہار شاہ جہاں آباد صانہا اللہ عن الشر و الفساد [اند] دادہ و روے نیاز و ارادۃ بہ آستان فلک نشان آں شاہ بازعرش پرواز [نہ] نہادہ بہرکیف پنجاہ یک شعر از گفتہاے آں سعادت قرین محبت آگین در این جا ثبت افتاد منہ سلمہ ربہ ؎

بسکہ شب گرم طپیدن یہ دل بیتاب تھا — دل نہ تھا میری بغل میں پارۂ سیماب تھا

اوس در یکتا کے غم میں چشم دریا بار سے — اشک جو آنکھوں سے ٹپکا گوہر نایاب تھا

تھا شب یلداے ہجراں میں فروزاں شعلہ ساں — داغ دل کا ہمکو تھا خورشید عالمتاب تھا

جان دی سہرور نے کس کے لعل لب کو یاد کر — کھل رہا تربت پر اوس کی لالۂ سیراب تھا

پوچھو نہ جھانک رخنۂ دیوار سے خبر — میرے نہیں ہیں جینے کے آثار جی چوکا

لینا اگر ہے تمکو تو لے لیجے مفت ہی — اک بوسے پر ہے گو ہر دل یار جی چوکا

مرگ بہتر ہے گر نہ ہو تو پاس — ہے مزا تجھسے زندگانی کا

کفر سے واقف نہ ہیں اسلام سے محرم ہوں آہ — عشق میں اوس بت کے کیا مجھکو الٰہی ہو گیا

سبزۂ خط گرد لب شائد ہوا اوس کے نمود — خود بخود ہمدم جو میرا رنگ کاہی ہو گیا

نہ کر تو منع گریہ سے مجھے [اے] شعلہ خو ہر دم — مثال شمع سر کے ساتھ ہے آزار رونے کا

پھر گئی شام جدائی مری آنکھوں میں آہ — وصل کی شب میں سحر کا جو اوجالا دیکھا

تا سحر آنکھوں میں نیند آئی نہ اے بے دید آہ — شب خیال از بسکہ تیری چشم پر فن میں رہا

نہیں ہے ہجر سے سرور خطر کہ رکھتے ہیں　　خیال یار کو چھاتی سے ہم لگا ھر شب

سرسبز نہوا ایسے کبھو پنجۂ مژگاں　　کہنے لگے وہ اپنے حنا بستہ [د] کھا ہاتھ
خط بھیجنے سے کیوں ہو خفا ہیں نے بجز عجز　　کچھ اور لکھا ہو تو قلم کیجے مرا ہاتھ

مول کیا پوچھتے ہیں آپ دل محزوں کا　　قیمت جنس ہے اسے جان خریدار کے ہات
نامۂ اعمال سرور ہے گناہوں سے سیاہ　　کیجو تم ابر کرم سے اے شہ مرداں سفید
ہووے فلک پہ عقد ثریا نہ جلوہ گر　　دیکھے جو تیرے طرۂ دستار کی بہار

جوں قیس لات ماریں گے ناموس و ننگ پر　　آجائینگے جو یار بھی اپنی ترنگ پر
تا مطلع ہوں خون شدہ دل کے رنگ پر　　بھیجا حنا سے ہیں نے کبوتر کو ننگ پر[1]

کہتی تھی وقت نزع بصد عجز عندلیب　　گلشن سے میرے پھینکیو مت باغباں پر

شب فرقت یار ہیں آہ سوزاں　　عزیزو ہے شمع شبستان عاشق
گریباں ہے مثل کتاں ٹکڑے ٹکڑے　　ادھر دیکھ او ماہ تابان عاشق

عشق میں تنہا نہ آنکھوں کو ہی رو بیٹھے ہیں ہم　　زندگی سے اے طبیبو ہاتھ دھو بیٹھے ہیں ہم
ترے کھولیں گے جب بند قبا ہم　　گرہ دل کی کریں گے اپنے وا ہم
چلی شب آہ ہم اس غم سے پیچ و تاب کھاتے ہیں　　سیہ روزی پہ دیکھو وہ ابھی زلفیں بناتے ہیں
باغ میں ہم نے جو دیکھے گل و نرگس تجھ بن　　زخم دل پارہ ہوا دکھنے کو آئیں آنکھیں
ہیں نے سرور [کی خبر] جا کے جو پوچھی دم نزع　　اوسنے کچھ بات نہ کی لیک بھر آئیں آنکھیں

---

[1] یہ شعر د ۔ ۱ ۔ میں درج نہیں ۔

مجھسے تو سرور پریشانی کا باعث کچھ نہ پوچھ　　دل پھسا زلفوں میں جا طالع کی شامت کچھ نہ پوچھ
سرور اتنا بھی نہیں خوب یہ رونا ہردم　　بس نہ رو بن تو گیا منبع طوفاں دامن
کردیا جوں گل فنا پیراہن تدبیر کو　　عشق کیا کہئے ترے دست گریباں گیر کو
روز ہجراں نے ستایا ہے نہایت مجھکو　　اے شب وصل مری آن کے دے داد کبھو

رقیبوں سے سلجھواتے سدا تم زلف پرخم ہو　　بلا سے آپکی درہم ہو کوئی یا کہ برہم ہو
الم ہو رنج ہو بے طاقتی ہو درد ہو غم ہو　　یہ سب کچھ ہمکو ہو یارب ولیکن وہ بھی محرم ہو

ہم تو ترسیں اور رخ و کاکل کا اپنے غیر کو　　ایک بوسہ صبح دو اور ایک بوسہ شام دو
جس دل میں غم عشق بتاں کا نہ اثر ہو　　اوس دل کو الٰہی تو کبھو شاد نہ کیجو
سرور اس شوخ کو کیوں نیند سے بیدار کیا　　کس لیئے فتنۂ خوابیدہ جگایا تو نے
معلوم ہووے ناصح تیری یہ راست گوئی　　تلوار لے جو گھر سے وہ کج کلاہ نکلے
اس خاکداں میں سرور یہ آر[زو] ہے میری　　مرنے کے وقت موںہہ سے یا بوتراب نکلے
کیا پوچھتا ہے تو شب فرقت کا ماجرا　　میں ہوں ترا خیال ہے اور آہ آہ ہے
یار یہ ایجاد تیرے چاہنے والے سے ہے　　تن مشبک چرخ کا سب آہ کے بھالے سے ہے
اے گل گلزار خوبی خار ہر یک دشت کا　　بر سر پرخاش میرے پاؤں کے چھالے سے ہے
چرخ تک ہوتی رسائی تو ستاروں کو اتار　　مہ جبیں اس ترے موںہہ پہ سے اوتارا کرتے

گر یہی صید افگنی کا ذوق ہے صاحب تمہیں　　ایک دن بندے کا سر اور آپ کا فتراک ہے
اپنے افعالوں سے سرور ہے اگرچہ نا اُمید　　آسرا پر اوس کو تیرا یا شہ لولاک ہے

ناوک ناز کا زخمی ہوں مژہ کا گھائل　　کیا عجب ہے جو ہر اک زخم سے پیکاں نکلے
لیلے وشوں کو چاہوں کیونکر نہ میں خدا نے　　مجنوں کو اور مجھ کو دل ایک سا دیا ہے

ورق ۱۴۸

بے خطر رکھا تھا دشت عشق میں ہم نے قدم — اے عزیزو گرچہ وحشت خیز یہ ویرانہ تھا
فکر زاد راہ بھی مطلق نہ تھی دل میں ہمیں — آبلہ پائی سے اپنے پاس آب و دانہ تھا

رباعی

ہونی تھی اگر اوسے جدائی ہوتی — پر میری اجل بھی ساتھ آئی ہوتی
ڈوبا رہتا ہوں بحر غم میں سرور — اے کاش نہ اوسے آشنائی ہوتی

سعدی

تخلص شاعرے است از دورہ اولے کہ در دیار دکن قبل از وجود سراپا بہبود شاعر شان جلی المتخلص بہ ولی علم سخن سنجی می افراخت و بزبان آنمماک بہ سخن پردازی می پرداخت اشعار متفرقہ دارد و حسب رواج آں وقت سخن وری بر روے کار می آرد مطلعش[1] بیشترے از سخن پیرا خصوصاً سرآمد شعراے فصاحت آغا مرزا محمد رفیع سودا نظر بر اتحاد تخلص آنکہ ایں سعدی ہمون سعدی شیرازی است قدس سرہ کہ وارد دیار دکن شدہ و شعر ریختہ از طبع وفا و آں قدوہ متغزلان ریختہ چنانچہ در تذکرہ خود اشعار ایں سعدی دکنی را عفی اللہ عنہ بہ شیخ شیراز علیہ الرحمۃ والغفران نسبت نمودہ بہر کیف ایں سہ شعر از واست

نشقہ چہ دیدم بررخش گفتم کہ یہ کیا ریت ہے — گفتا کہ ڈرہے باورے اس شہر کی یہ ریت ہے
ہمنا تمھن کو دل دیا تم دل لیا اور دکھ دیا — ہم یہ کیا تم وہ کیا ایسی بھلی یہ پیت ہے
[سعدی بگفتا ریختہ در ریختہ در ریختہ — شیر و شکر ہم ریختہ ہم ریختہ ہم گیت ہے

سعادۃ

تخلص عزیزے است از دودمان واجب الاحترام میر سعادۃ علی نام وے سیدے بود

[1] اماطرق بیشترے و.

از سادات قصبہ امروہہ در عہد آسودہ مہد حضرت فردوس آرامگاہ طاب اللہ ثراہ شعرش حسب
رواج آنوقت است اما بے کیفیت نیست این پنج بیت از طبع زادہائے وے است ؎

باللہ جو سر لوح مرا نام نہ ہوتا ہرگز کسی آغاز کا انجام نہ ہوتا

ہوش کھو دیتی ہیں میرا اون کی آنکھیں مے پرست بسکہ ہوں کم ظرف ہو جاتا ہوں دو پیالوں میں مست

یار سے جو رقیب لڑتے ہیں یہ ہمارے نصیب لڑتے ہیں

کس سے پوچھوں دل مرا چوری گیا زلفوں میں رات ایک جو شانہ ہے سو تو نیل میں ڈالے ہے ہاتھ

بے محابا زلف کے کوچے میں جائیگا چلا سر چڑھایا ہے بہوت تم نے میاں شانے کے تیں

سکندر

تخلص خلیفہ محمد علی مرحوم است وے پنجابی الاصل بود اما نشو و نما در حضرت دہلی یافتہ
در قصہ خوانی و مرثیہ گوئی ملکہ قوی داشت از محمد مسکین درین فن گوئے سبقت ربودہ مرثیہ ہائے
گفتہ وے در خاک پاک ہندوستان بلکہ در تمام جہان اشتہار تمام دارند در آخرہا پاسند عاے حاکم خیر
بنیاد حیدرآباد عازم آنصوب صواب شد ہمانجا برحمت حق پیوست گویند کہ خاکش الیوم زیارت
گاہ مردم آن دیار است و بعضے بر آنند کہ جسدش را سکنۂ آں مملکت بکربلاء معلی رسانیدند الغیب
عند اللہ تعالے شانہ قصہ مختصر وے مردے بود خوش عقیدہ پاکیزہ مذہب مزاج دوست قادری
مشرب اگرچہ بشرب مدام مدام اقدام می نمود اما بحرمت ام الخبائث و سیہ کاری خود قائل و معترف بود
وہمیشہ برایں عمل زشت ندامت می کشید اغلب کہ حضرت ارحم الراحمین نظر بر رحمت خود و ندامت
وے از سر جرائم اش درگذشت کہ خاکش باقدام سید الشہدا علیہ السلام رسید بیشتر بمرثیہ وسلام گفتن
مصروف و مشعوف بود گاہ گاہ انواع دیگر شعر ہم از طبع روشنش تراوش نمودہ نسبت تلمذ بہ میر شاکر
ناجی داشت اگرچہ در ریختہ گوئی مرتبہ اش ہمت نمی گماشت بہر کیف ایں یازدہ بیت و یک
بند مسدس از گفتہائے پرکیف اوست ؎

سحر گزرا چمن میں کون سا خورشید رو یارب کہ شبنم گل کے مونہہ پر اب تلک پانی چھڑکتی ہے

ورق ۱۴۹

نہ سر پر ہو سکھی بدلی برس کر کھل گئی آخر — سکندر تیرے رونے سے پھٹی برسات کی چھاتی
بات واعظ کی نہ سن بد نظر اس کے ہے دور — دختر رز سے لگا تاک نہ رکھ خواہش حور
نہ پوچھ اے ماہرو کیونکر گزاری رات ساون کی — کٹی رو رو بہ رنگ شمع ساری رات ساون کی
عزیزو عیش و عشرت عاشق بیتاب کیا جانے — لگی ہوں جبکی آنکھیں یار سے وہ خواب کیا جانے
صورت یار تصور میں جو کوئی لا دیکھے — ہجر میں وصل کو ہر آن مہیا دیکھے
قیس جنگل میں رہا کوہ میں فرہاد رہا — میں بگولے کی طرح مفت میں برباد رہا
مبادا آگ میرے دل کی لگ جاوے ترے دل کو — گلے لگنے سے اس دلسوز کی چھاتی دھڑکتی ہے
دیکھتے ہی مرے قالب سے گئی روح نکل — تیغ سر پر لیئے حیرت زدہ جلاد رہا

بند مسدس

جاں کنی میں جب نہ مجکو بات کی طاقت رہی — تب کہا ناصح نے تو نے ہجر میں کیا کیا سہی
رہ گیا موہہ دیکھتا میں اور نہ کچھ اپنی کہی — اپنے ہاتھوں سے اور آنکھوں سے اشارہ تھی یہی
بشکند دستے کہ خم در گردن یارے نہ شد
کور بہ چشمے کہ لذت گیر دیدارے نہ شد

رباعی

اے زاہدو تم سے کیا جھگڑا کر لوں میں — ناحق کو دل اپنا یہ کروں کیوں خوں میں
میخوارہ و بت پرست کہتے ہو مجھے — ہوں میں ہوں میں جو کچھ کہ ہوں میں ہوں میں

سلیمان

تخلص مرشد زادہ نامدار والا تبار درۃ التاج خلافت دری درخشان آسمان سلطنت طراز چار بالش حشمت و جلال نقش نگین شوکت و اقبال غنچہ خاتم شاہی گل سر سبد گلزار ظل الہی مربع نشین مسند بختیاری مثانش نشان جبین کامگاری عالی فطرت فتوت پژوہ صاحب عالم و عالمیان مرزا سلیمان شکوہ بہادر است ادام اللہ اقبالہ و اسمر اجلالہ مدتے است کہ جناب ایشاں بعزم

کشور ستانی وارد ممالک شرقیہ گشتہ سران آں دیار طوق بندگی بگردن اطاعت افگندہ و نطاق پرستندگی برمیان فرمان برداری بستہ بلطائف الحیل ازاں عزم بالجزم باز داشتہ ضروریات سرکار دولت مدار آں کامگار میرسانند و حضرت ایشان بہ ترفہ و تعیش دراں نواح اوقات شریف بسر می فرمایند ازاں جا کہ خاطر عاطر آں عالی منش میل بشعر و شاعری بیشتر دارد اکثرے از سخن سنجان فصاحت نشان مانند شیخ ولی اللہ محب رحمۃ اللہ المنان و میر انشاء اللہ خان انشا و میاں غلام ہمدانی مصحفی و میاں قلندر بخش جرأت سلمہ الرحمن و خان رفعت نشان سعادت یار خان رنگین سلمہ رب العالمین در سلک ملازمان انسلاک یافتہ عز امتیاز میداشتند و در ایام تشریف داشتن بہ قلعہ مبارک اشعار ایشان باصلاح استاد اکثرے از سخن سنجان عالم شیخ ظہور الدین المعروف بہ شاہ حاتم میرسید و در دولت خانہ والا بہ بلدہ لکھنؤ یک چند مجلس مشاعرہ انعقاد می یافت ملخص کلام طبع وقاد آں عالی نژاد خیلے ارجمند و فکر رسائے آں شوکت پیرا بسیار بلند واقع شدہ منجملہ اشعار آبدار آں ستودہ اطوار نیکو کردار سی و یک بیت بر رشتہ تحریر کشیدہ شد لیکن بہ دام ظلم سے

جبہ سائی کا نشاں جائے جبیں سے کیونکر | کوئی تقدیر کے لکھے کو مٹا سکتا ہے

گھر سے بے پردہ جو شب وہ مہ تاباں نکلا	چونک اوٹھی خلق کہ ہے مہر درخشاں نکلا
رہ گئے ہوش و حواس و خرد و طاقت سب	یوں ترے کوچے سے میں بے سر و ساماں نکلا

سیر گلشن کے عوض زخم ہمارے دیکھو	کھل رہے ہیں یہ میاں آپکی تلوار کے پھول
نرگستاں میں تو کیا سیر کناں پھرتا ہے	ہو گئے آج ترے کشتۂ دیدار کے پھول
کون کہتا ہے یہ ہے عقد ثریا مہ نے	نقرئی پھینکے ہیں تجھ پہ سے کئی وار کے پھول
گالیاں سینکڑوں ہر بات میں اب دینے لگا	دیکھو جھڑتے ہیں [یہ] کیا مونہہ سے مرے یار کے پھول
گر لگاوٹ نہیں منظور تو کیوں [illegible] تے ہو	متصل بیٹھ کے تم رخنۂ دیوار کے پھول
کس طرح لوں میں بلائیں کروں کیونکر تعظیم	دست و پا اپنے گئے کھینچنے ہی [illegible] کے پھول

مجھ پہ غصے ہو وہ شب موتیوں کے ہار کو توڑ　　بولے لے ابتو کہیں آنسوؤں کے تار کو توڑ
کل لگے کہنے وہ ایک ہار پہن نرگس کا　　مجھکو بھاتا ہے یہ بے ساختہ پن نرگس کا
ہمیں جو اون نے سونپی رات کو زنجیر سونے کی　　تو اوسکے تھے یہ معنی یعنی کر تدبیر سونے کی
جان دی راہ محبت میں الٰہی صد شکر　　بات جو ہمنے کہی تھی سو نباہی صد شکر
لبوں پہ آکے جو نالہ نہ ہٹ گیا ہوتا　　تو آسمان و زمیں سب اولٹ گیا ہوتا

لے جلد خبر آن کے اے صاحب محمل　　صحرا میں ترے بادیہ پیما کو غش آیا
کل بام پہ ایسے ہی جھمکڑے سے وہ آئے　　دیکھا جو انہیں اہل تماشا کو غش آیا
یہ کونسی وادی ہے خدا جانے کہ یہاں کی　　محمل میں ہوا لگتے ہی لیلا کو غش آیا

باقی ہے رات تھوڑی ہے صحن باغ ٹھنڈا　　آگھات کی جگہ ہے کر دے چراغ ٹھنڈا

جنازہ تیرے دیوانے کا اس توقیر سے اوٹھا　　کہ شور نالہ ہر یک خانۂ زنجیر سے اوٹھا

سچ کہیو مری جان کہ یہاں کون تھا بیٹھا　　محسوس جو پہلو کی ترے ہوتی ہے جا گرم

یوں بھویں ہم سے آپ تان پھرے　　جیسے زہ سے کڑی کمان پھرے

ادا تیری تو ہر یک قہر ہے فتنہ ہے آفت ہے　　و لے ٹھکرا کے چلنا دور داماں کا قیامت ہے

مت لگ چلو ہم سے جاؤ بیٹھو　　بس دیکھی تمہاری آشنائی

رقم گر ایک شمہ اسکی اپنا درد و غم کیجے　　تو پھر یہ چاہیئے سارے نیستاں کو قلم کیجے

تیری ہی دست درازی ہے وگرنہ اے عشق — ہاتھ پیراہن یوسف میں زلیخا مارے

کیا توڑے ہے اب ہم سے ضعیفوں کو تو اے عشق — جا توڑ نہ بھائی کسی شہ زور کی گردن

قتل ہے منظور کس کا میرزا صاحب کہ یوں — نکلی ہی پڑتی ہے صاحب اصفہانی آپ کی

خون عشاق سر چڑھا یہاں تک — اوڑھنی بھی گل انار ہوئی

اے سلیماں میں کروں کیونکہ زبان خلق کی بند — مفت بدنام کیا مجکو وہ آئے نہ گئے

قطعہ

ہاتھ جب چھاتی پہ رکھکر اوسکی میں نے یوں کہا — بوجھ میرے ہاتھ میں یہ جفت ہے یا طاق ہے

تب کہا ہنسکر یہ اونے راہ شوخی سے مجھے — ایک ہی واللہ اپنے کام کا تو طاق ہے

سلطان

تخلص دو کس می شناسم

سلطان (۱) اول ۔ صاحب عالم و عالمیاں مرشد زادہ زمین و زماں دوحہ گلستان بادشاہی نہال سر سبز بوستان ظل اللہی در آبدار دریاے ثروت و حشمت لعل گران سنگ کان فتوۃ و مروت سلطان گروہ رخش مرزا ایزد بخش بہادر عرف مرزا نیلے صاحب صفات حمیدہ و اوصاف پسندیدہ جناب ایشاں بنابر ظہور تام و شیوع تمام محتاج تحریر و مفتقر تسطیر نیست ازاں کہ طبع دربار آں والا تبار گاہ گاہ سمند ہمت بمضمار انتظام شعر ریختہ می تازد مطلع از نتائج فکر رسائے آں والا قدر کہ بدست افتادہ می نگارد لہ دام ظلہ ؎

دور رکھ دوران سر سے گردش دوراں مجھے — مت رکھ اے دیر خراب آباد سر گرداں مجھے

سلطان دوم دوم ۔ نصر اللہ خاں بن عبد اللہ خاں ولد محمد علی خاں روہیلہ برادر زادہ محمد یار خان امیر حل و عقد ممالک متعلقہ رام پور الیوم بوے تعلق دارد خیلے عیاش و عشرت دوست افتادہ

گاہ گاہ فکر ریختہ می کند صاحب طبع قویم و ذہن مستقیم معلوم می شود این مطلع ریختہ طبعش کہ بمن دست داد ثبت افتاد ے

اوس لب سے کیا لعل کا جب رنگ برابر دیکھا تو نہیں اوسکے یہ پاسنگ برابر

سلام

تخلص نجم الدین علی خان خلف الصدق شرف الدین علی خان پیام اکبرآبادی است این مطلع او راست ے

حدیث زلف چشم یار سے پوچھ درازی رات کی بیمار سے پوچھ

سودا

تخلص صاحب طبع منیع مرزا محمد رفیع مرحوم است وے کابلی الاصل و شاہجہان آبادی المولد بود نسبت تلمذ بہ روشن زبان بدیہہ گو سراج الدین علی خان آرزو دارد و برخے از اشعار آبدار طبع وسیع استاد اکثرے از سخن سنجان عالم شیخ ظہور الدین المعروف بہ شاہ حاتم رسانیدہ بہرحال وسے شاعرے بود فصاحت بیان شیرین مقال بلاغت نشان عدیم المثال معنی یاب فصاحت آئین نکتہ پیرا بلاغت آگین فارس میدان سخنو[ر] ی شہسوار مضمار ہنر گستری عندلیب خوش نوائے گلستان سخن طرازی بلبل [د] بستان سرائے بوستان نکتہ پردازی قادر ہر گونہ سخن ماہر بیشترے از اصول فن جم غفیرے از زبان دانان اہل سخن استفادہ سخن از خدمتش نمودہ گروہ کثیرے را از مستفیدان این فن ولالت آئین سخنوری فرمودہ اند از گفتار شعر خوبی سخارش کیفیتے دارد کہ سامعہ نکتہ پرواز صاحب فراست داند طرز کلام صحت انتظامش علاوہ تے وارد کہ ذائقہ طبع سخن سنج صاحب گفتار شناسد سخنش نظر برانکہ کلام اللہ تعالے شانہ نیست در امکنہ متعددہ جاے سخن است و محمد بقا اکبرآبادی و فدوی پنجابی و ضاحک دہلوی ہجوہاے رکیکہ وے اشتغال ورزیدہ سزاے کردار ناہنجارش کہ بے ہیچ ہجو ہرکسے می پرداخت درکنارش نہادہ اند اما باین ہمہ

راے نصفت آراے قاسم ہیچمدان سراپا نقصان علی الرغم دیگر سخن پردازان براں قرار گرفتہ کہ خلاق علی الاطلاق جل شانہ و عظم برہانہ عدیلش در ہندی زبان تا الیوم درکارگاہ ہستی کمتر آفریدہ واحدے از ارباب سخن در نوعے از انواع سخن سخن بوے نرسانیدہ از بدو شعور تا دم واپسیں ہمیشہ بمصاحبت وزراے عالی مقدار و امراے نامدار ایام بکام دل بسر بردہ در آخرہا بہ بلدۂ لکھنو رسیدہ اقامت ورزیدہ از ہمانجا بروضہ رضوان خرامیدہ مختصر کلام کلام در توصیف آں وحید دہر و فرید عصر ہر چندکہ بطول کشد مختصر میداند ناچار اختصار ورزیدہ از زادہاے طبع وقادش دوصد و شش بیت می نگارد منہ عفی اللہ عنہ ~~

ہر سنگ میں شرار ہے تیرے ظہور کا　　موسیٰ نہیں کہ سیر کروں کوہ طور کا

نہ بہچا میرے اشک گرم سے آسیب مژگاں کو　　بہا خاشاک کے سایے تلے سیلاب آتش کا

ہوا جاتی رہی وعدوں ہی میں توشک نہالی کی　　جواب بھی سو رہو مگر تو ہے جاڑا دولائی کا

کیا کروں گا لے کے واعظ ہاتھ سے حوروں کے جام　　ہوں میں ساغر کش کسی کی نرگس مخمور کا

نہ جانے حال کس ساقی کو یاد آتا ہے شیشے کا　　کہ لے لے ہچکیاں جوڑ انکل جاتا ہے شیشے کا

ورق ۱۵۳

مغاں اوں مغبچے کی ہیں پرکھ جانے کا بندہ ہوں　　روپے کو مے کے لے قیمت میں بتلاتا ہے شیشے کا

رہا کرنے کو لیں ہم منت صیاد ہے ظالم　　بس اتنا ہی نہ مر رہیے گا زیر دام کیسا ہوگا

نہ کھینچ اے شانہ ان زلفوں کو یاں سودا کا دل اٹکا　　اسیر ناتواں ہے یہ نہ دے زنجیر کو جھٹکا

دور ساغر تھا ابھی یا ہے ابھی چشم پر آب　　دیکھ سودا گردش افلاک سے کیا کیا ہوا

مباد ہو کوئی ظالم ترا گریباں گیر　　مرے لہو کو تو دامن سے دھو ہوا سو ہوا

صبا سے ہر سحر مجکو لہو کی باس آتی ہے　　چمن میں آہ گلچیں نے یہ کس بلبل کا دل توڑا

نگہ قیمت کہی دل کی تو اس پر بھی گراں سمجھا　　جو نقد جاں پہ بکتا ہو کہیں تو مجھ کو دلوا لا

ہیں دشمن جاں ڈھونڈھ کر اپنا جو نکالا　　سو حضرت دل سلمہ اللہ تعالےٰ
اے غنچہ سبب کیا ہے جو آتے ہی چمن میں　　گل جھاڑتے ہے دامن تو نے تجھے کو سنبھالا
سودا تجھے کہتا ہوں نہ خوباں سے مل اتنا　　تو اپنے غریب عاجز دل تپنے والا

برہم کرے جمعیت کونین جو پل میں　　لٹکا وہ تری زلف پریشاں میں دیکھا
سودا جو ترا حال ہے اتنا تو نہیں وہ　　کیا جانیے تو نے اوسے کس آن میں دیکھا

کہے ہیں زلف کو سب دیکھ اوس رخ مخطط پر　　یہ لام افزود کیوں قرآں کی تفسیر پر لکھا

دیکھا ہے تجھ کو در پہ ترے جن نے ایک بار　　پھر جب تلک جیا پس دیوانہ ہی رہا

لطف اے اشک کہ جوں شمع گھلا جاتا ہوں　　رحم اے آہ شرر بار کہ جل جاؤں گا
بوسۂ رخسار کا وعدہ کیا کس سے وفا　　کان کے موتی تلک تیرے لٹکتا ہی رہا
موج آتش ہے سیل آنکھوں سے　　شاید اس دل کا آبلہ پھوٹا

کب کسی دل سوختہ سے ساز کرتی ہے حنا　　ان دنوں ہاتھوں پہ تیرے ناز کرتی ہے حنا

آدم کا جسم جب کہ عناصر سے مل بنا　　کچھ آگ بچ رہی تھی سو عاشق کا دل بنا
اپنا ہنر دکھاوینگے ہم تجھ کو شیشہ گر　　ٹوٹا ہوا کسی کا اگر ہم سے دل بنا

ہر نقش پا پہ تڑپھے ہے یار و ہر ایک دل — ٹک واسطے خدا کے یہ رفتار دیکھنا

کروں[ں] سو کیا آہ نا امیدی وہ ہووے کس طرح یار اپنا
نہ گھر میں رہنا ہے شیوہ اوس کا نہ ساتھ پھرنا شعار اپنا
قسم نہ کھائیے ملنے کی غیر سے ہرگز — کہا نہ ہم نے میاں ہم کو اعتبار آیا

دیکھیے [دا ما] ندگی اب کیا دکھائے — قافلہ یاروں کا سفر کر گیا

انتہا عیش یہاں کی جو تو دیکھا چاہے — بزم مستاں پہ نگہ غور سے کر آخر شب

کیا کیا لڑائیاں تھیں سر کے سونے پہ باہم — جا گیں گیں بخت پھر بھی کہ ہو ویگا جنگ [خو] اب

ورق ۱۵۴

[سن] رکھ کہ تیرے بازوئے ہمت سے اے فلک — ہے فقر کا مرے کہیں پر زور پشت دست

ڈرتے ڈرتے جو کہا میں کہ ترا عاشق ہوں — قہقہا مار لگا کہنے وہ طناز درست

کیونکر نہ کراہے وہ بھلا ناصح بیدرد — جس دل میں کھٹکتا ہو پڑا خار محبت

شیشے کو بھی توڑو تو نکلتی ہے اک آواز — عاشق کا وہ دل ہے کہ جو ٹوٹے تو صدا ہیچ

یا تبسم یا نگہ یا وعدہ یا گاہے پیام — کچھ بھی اے خانہ خراب اس دل کے سمجھانے کیطرح

آویزہ گوہر ہے بنا گوش یار میں — ہا سرنگوں ہے اسکے مقابل غرور صبح

دام الفت کے اسیراں [کی] جدی ہے پر [و] از　　اوڑتے پھرتے ہیں کہیں بال کہیں میرے پر
اوسکے کوچے میں نہ چل ساتھ مرے اے سودا　　آفت آجاے نہ اے یار کہیں میرے پر

غیرت اے آہ تجھے کچھ بھی ہے رہ سینے میں　　سنے سے بھی نالہ نکلتا ہے اثر سے باہر
ہوں وہ آوارہ کہ طفلی ہی میں [چوں] اشک مجھے　　کردیا مادر ایام نے گھر سے باہر

داغ مت کھائیو تو عشق کا ہم کہتے تھے　　کیوں دلا کی ہی نہ اُس گل نے بہار آخر [کا] ر

ہو جاوہ گر شتاب تو اے نور بزم عشق　　آنسو گلوے شمع کے ہیں ہار تجھ بغیر

شور سنکر ہم نوایوں کا ابلتا ہے یہ دل　　رخصت یک نالہ اے صیاد جاتی ہے بہار
رنجش کا مرے نہ پوچھ باعث　　آجانے دے یار در گزر کر
باغ تو جاتے ہو تم لیکن خدا کے واسطے　　گل [کو] مت اپنے گلے [کا] کیجیو زنہار ہار

خطرہ ہے تجھسے مسند شاہی کو اے فلک　　حاضر ہے پوست سخت میرا پشم تو اکھاڑ

سیر چمن کی تو قسم اے دل شکن نہ کھا　　غنچہ رہ [ہے ہیں] باغ میں ظالم بکس ہنوز
صدقے تیرے نہ کیجیو گلشن میں پھر گذر　　اوس دن سے چاک کرتے ہیں گل پیرہن ہنوز
ساقی گئی بہار رہی دل میں یہ ہوس　　تو منتوں سے جام دے اور میں کہوں کہ بس

نازک اندامی کروں کیا اوسکی اے سودا بیاں　　شمع ساں جسکے بدن پر ہو پسینے کا خراش

دل عشق کے شعلے سے جو بھڑکا تو رہا کیا　　اے جان نکل جا کہ لگی متصل آتش

ناداں تلاش طرۂ زر سے تو باز آ　　جوں شمع یہ نہ ہو کہ ترا سر کٹا ے حرص

میں کہا شب آج یہاں رہیئے تو یوں بولا وہ شوخ
رات کے رہنے سے میرے مدعا مطلب غرض

کھاتے جو ہو قسم کہ تجھے چاہتا [ہوں میں]　　مشفق غلط ملاذ غلط مہرباں غلط

رہ روسوے عدم کو جنبش پا کیا ہے شرط　　خانۂ فانوس میں ہر شب سفر رکھتی ہے شمع

گو اب نہ مجھ غریب کی بالیں پہ آوے شمع　　دل ہے کسی کا مجھ پہ جلے ہے بجاے شمع

ورق ۱۵۵ا

اے لالہ گو فلک نے دیئے تجکو چار داغ　　چھاتی مری سراہ کہ اک دل ہزار داغ

واے اس پیشے پہ اے [بلبل کہ جس] کی ہے یہ قدر　　خوار ہیں کوچہ بکوچہ تو ہے رسوا [باغ] باغ

پتھر کی لیک تھا سخن اس کا ہزار حیف　　بولی زبان تیشہ نہ فرہاد کی [طر]ف

بس چلے تو دیکھنے ہرگز تجھے تجکو نہ دوں　　آئینہ گھر میں ترے رہنے نہ دوں مقدو[تک]

رنگ گل کچھ بے طرح دہکے ہے اے ابر بہار　　آشیاں میرا چھڑک لگتی ہے اب گلشن میں آگ

کوزہ پشت اتنے ہوے شیخ ہمارے کہ عصا　　بیچیں اپنا تو وہ شائد لکے مسواک کے [مو]ل
ہے شرط درد یوں کہ بجز حکم عندلیب　　کوئی کسی مزار پہ ہرگز نہ لاے گل

قاتل کے [دل] سے آہ نہ نکلی ہوس تمام ذرہ بھی ہم تڑپھنے نہ پائے [کہ] بس تمام

کب سے اے سوتوا شراب اس بزم میں پیتے ہیں یار
تونے اے کم ظرف کی پہلے ہی پیمانے میں دھوم

زاہدا کہہ تو صلاح نیک ہے ان دو میں کیا جام کا بوسہ لیں یا چومیں لب جانانہ ہم

ذبح تو کرتا ہے ٹک فرصت گلے لگنے کی دے عید قرباں ہے تجھے دے لیں مبارکباد ہم

ہو [ا] آئینہ حیران دیکھکر خال اوسکے عارض پر کہ یارب کس طرح ٹھہرا ہے یہ اسپند آتش میں

دل چاہے ہے تقاضے کو جو تم سے یہ کہا ہیں مت مانگ وہ دینے کے نہیں شوم بہت ہیں

یار آزردہ ہوا ہم سے جو مے نوشی میں کیا ہوا ہم سے خدا جانے بیہوشی میں

پوچھ کر چشم کریں ہم جو فشار دامن باج خواہاں ہو رگ ابر سے تار دامن

ناصحا اوٹھ مری بالیں سے کہ دم رکتا ہے نالے دل کھول کے دو چار کروں یا نہ کروں

[سر خاک] گریباں چاک آشفتہ بجوں دامن کیا گھر سے ترے عاشق باشان [نکلتے] ہیں
ہائے کس ساقی نے پٹکا اس طرح مینائے دل ہو جہاں ریزہ نہ اس کا کوئی میخانہ نہیں

پھر ہر ذرے میں مجکو ہی نظر آتا ہے تم بھی ٹک دیکھو تو صاحب نظراں ہے کہ نہیں

ناتواں مرغ ہوں میں اے رفقائے پرواز — اتنا آگے نہ بڑھو تم کہ رہا جاتا ہوں

کیئے کروں میں دعوے دل جا کے لے خدا — دل دادہ زلف و رخ دلبر نہ دیدہ ہوں

نہ غنچے گل کے کھلتے ہیں نہ نرگس کی کھلیں کلیاں]
کسی نے [لے] کے خمیازہ چمن میں انکھڑیاں ملیاں
بلبل چمن میں کس کی ہے یہ شراب[ن] — ٹوٹی پڑی ہیں غنچوں کی سبادی گلابیاں

کہے بولیں عقیق اور گہ نگین میں ٹھہرا دیں — یہ نا شاعر ترے ہونٹوں کو کیا کیا نام رکھتے ہیں

اندام گل پہ ہو نہ قبا اس مزے سے چاک — جوں خوش قدوں کے تن پہ مسکتی ہیں چولیاں

جگر اون کا ہے جو تجکو صنم کہہ یاد کرتے ہیں — میاں ہم تو مسلماں [ہیں] خدا بھی کہتے ڈرتے ہیں

تم جن کی ثنا کرتے ہو کیا بات ہے اون کی — لیکن ٹک ادھر دیکھیو لے جان بھلا ہیں
کیفیت چشم اوس کی مجھے یاد ہے سودا — ساغر کو مرے ہات سے لیجو کہ چلا ہیں

امید وصل جز طمع خام کچھ نہیں — ہر صبح ہے قسم پہ قسم شام کچھ نہیں
عبث تو سر کی مرے ہر گھڑی قسم مت کھا — قسم خدا کی ترے دل میں اب وہ پیار نہیں

ورق ۱۵۶

بغیر از با[دہ] سمجھو[ں] بزم کو میں حلقہ ماتم — تصور قالب بیجاں کروں مینائے خالی کو
لہو اس چشم کا پونچھے سے ناصح بند کیونکر ہو — جو دل ٹوٹے کسی کے ہاتھ سے پیوند کیونکر ہو

[سن کے یوں بولا وہ میرے نالۂ جانکاہ کو — کیوں مجھے ایسا بنایا کیا کہوں اللہ کو]

جوں کہا میں ہوں عاشقوں میں ترے   بولا وہ مسکرا کے یہ نہ کہو
کچھڑتا ہے ادہر زلف میں شانہ تو ادہر دل   یہ فرد نہ لایا [کچھو خام] طمع میں غمس کو

خط اپنے مرغ جاں کے پر سے باندھا آج سودائی   نہ کھینچا انتظار اتنا کہ تا پیدا کبوتر ہو
غمزہ، ادا، نگاہ، تبسم ہے دل کا مول   تم بھی اگر ہو اس کے خریدار کچھ کہو
راضی ہے اسیری پہ تری چشم کا مائل   اس شرط سے گر صورت بادام قفس ہو
جب بدر سے مونہہ اپنا تیرا سانہ [بن آیا]   شکل ابرو کی پیدا کی اس غم سے ہو کا ہیدہ
ور غلق کے مونہہ پر نہیں باندھا ہے حباب آسا   نادم ہے نہ کھولوں گا ہرگز رہ کاشانہ
پروانہ تجلی وحدۃ ہو اور دیکھ   نور چراغ دیر ہے شمع حرم کے ساتھ

حسن لاثانی کا تیرے دوسرا ہوگا شریک   دیکھ پاوے گا کہیں گر تیرے مونہہ کو آئینہ

آپہنچ ساقی کہ پھر ایام کب آتے ہیں یہ   فصل گل کے کچھ گئے دن کچھ چلے جاتے ہیں یہ

صبر و دل و دیں طاقت دیکھا اوسے اور شکیب   ہیں جگ میں رفیق اپنے دو چار سو یہ تحفہ

خانہ مشرب کی دیکھ تازہ بستا کو مرے   کہتے ہیں نت ساکن دیر و حرم واہ واہ

کو[چے] میں تم اپنے جو پھرا کرتے ہو پیار سے   میرے بھی کبھی دل سے ملاقات ہوئی ہے

یہ دل میں آئے ہے کاٹوں میں دست نارسا اپنا   تری زلفوں میں کنگھی جس گھڑی اے ماہ پھرتی ہے

کرے گا غرق عالم کو غرور حسن کا دریا   اگر آئینے میں اوس کی نگاہ سرنگیں ڈوبی

رہتا ہے ان دنوں د[ہن یا]ر کا خیال — بھاتا ہے ناصحا سخن مختصر مجھے

بہ از آئینہ خانے سے ہے منعم — جو تجھسے ہو سکے تعمیر [دل] کی

چمن میں کیسی مچا دیویں دھوم جاتے ہی — قفس سے ہم کو جو صیاد اس برس چھوڑے

ٹک ہمرہانِ قافلہ سے کہدے اے صبا — ایسے ہی گر تمہارے قدم ہیں تو ہم رہے

ہوا ہو ویگا کیا کیا مژدہ بر مورد تلطف کا — خبر کن حال بد ا[پنے کے] وس دن کاش ہم ہوتے

جو طبیب اپنا اوہی کا دل کسی پر زار ہے — مژدہ باد اے مرگ عیسیٰ آپ ہی بیمار ہے

جوں توں سمیٹ کر ہیں گرہ دے رکھا ہے یار — سو ٹکڑے ورنہ تجھیہ یہ دل غنچہ وار ہے

حسن بتاں کو ہے دل خارا تلک جگہ — شیریں کی جس پہ کھودی ہے تصویر سنگ ہے

ورق ۵۷

وسعت دنیا ہیں اپنا تنگ [یہ] کا [شا] نہ ہے — پرتو مہتاب واں موتی کا جیسے دانہ ہے

پوچھا ہیں میا دق کو چلتا ہے تو سودا کی — بولا کہ ہمارے وہ بیمار نظر ہیں ہے

خوبوں سکے نہیں رنبہ کیا حسن نے بخشا ہے — گالی بھی جو وہ دیویں تو شعر جمالی ہے

جو میں نے [سودا] سے جاکے پوچھا تجھے کچھ اپنے ہے من کی سدہ بدہ

یہ رو کے مجھسے کہا کسی کی لٹک میں لٹ کی لٹک رہا ہے

خورشید و مہ نے پیارے لی تجھ پہ بے نوائی — ریش و بروت و ابرو سب کو صفا بتائی

قامت نے [تیر]ے باغ میں جا خط بندگی لکھوا لیا ہے سرو سے پیارے کھڑے کھڑے

ہمارے کفر کے پہلو سے دیں کی راہ یاد [آ]وے وہ بت رکھتے ہیں جسکو دیکھ کر اللہ یاد آوے

لو [خو]ش رہو [گھر] اپنے میں جس شکل سے ہو تم دو چار نالے ہم بھی پس دیوار کر چلے

گھڑی گھڑیاں کی سن سن کے میرا جی دہلتا ہے چلی آتی ہے وہی رات جوں جوں دن یہ ڈھلتا ہے
اثر نے آہ میں ہر چند نے تاثیر نالے میں پر اتنا ہے کہ ان دونوں سے میرا دل بہلتا ہے

یکسو جہاں سے نگاہ شوق نے پیدا کی راہ دیدہ مشتاقوں کا تیرے پردۂ بادام ہے

شہید رسم ملک عشق ہوں سودا کہ لیتے ہیں جہاں جرم نگہ پر نقد جان و دل گنہ گاری
گل ہے عاشق ترا قسم مت کھا یوں گریباں کسی کا پھٹتا ہے
سودا کسو کو وہ تو ستاوے [نہ] بے سبب کیا جانیے کہ تجھ سے ہی کیا بات ہو گئی

مت پوچھ کچھ کہ رات کٹی کیوں کہ تجھ بغیر اس گفتگو سے فائدہ پیارے گذر گئی

ساقی تو نظر کیجیو ٹک صبح چمن کو اس [پیر کے جاوے] کا بھلا کوئی جواں ہے

عیاں ہے شوق ملنے کا مرے نامے کے کاغذ سے کہ جب کھولے ہے تو اسکو تو وہ لپٹا ہی جاتا ہے

خواہ کعبے میں تجھے خواہ ہیں بتخانے] میں اتنا سمجھوں ہوں مرے یار کہیں دیکھا ہے

لے از کلیات سودا صفحہ ۲۸۹، مطبع مصطفائی۔ دہلی ۱۲۷۲ھ

گر لے چلا وہ دل کو بیگانہ وار سودا
آ تو ہی در گزر کر جانے دے آشنا ہے

تو مست اندھیری رات اور اغیار ساتھ ہے
جو دل میں آوے کہہ یہ گنہ گار ساتھ ہے

خط کے آتے ہی چلے اکثر غلامی سے نکل
بندہ پرور [دیکھئے] آگے ہنوز آغاز ہے

پردہ عبث ہے ہم سے یہ خاطر نشاں رہے
جس دم اٹھا یہ بیچ سے [پھر ہم] کہاں رہے

سودا کی جو بالیں پہ گیا شور [قیامت]
خدام ادب بولے ابھی آنکھ لگی ہے

نہ پوچھو مجھ سے میرا حال ٹک دنیا میں جینے دو
[خدا جانے] میں کیا بولوں کوئی غماز کیا سمجھے

ناتوانی بھی عجب کچھ ہے کہ گلشن میں نسیم
نت لیے پھرتی ہے روش اوپر برنگ بو مجھے
ہے قسم تجھکو فلک دے تو جہاں تک چاہیے
جلوہ حسن ادا سے حسرت دیدار مجھے
[جس رو] ز کسی اور پہ بیداد کروگے
یہ یاد رہے ہم کو بہت یاد کروگے

اوس صاحب حیا کا اگر پیش آفتاب
مونہہ سے اوٹھے نقاب تو پھر دن نہ ڈھل سکے
عجب واشد ہے غنچوں کو صبا سے دیکھ تو ظالم
نہ کھلوایا کبھو تیں اس طرح بند قبا ہم سے

ورق ۱۵۸

چھکا ہوں اس قدر دیکھ اوس کی آنکھوں کو کہ اب ساقی
شروع بزم بہلاتا ہے مجھکو جام خالی سے

لے از کلیات سودا ص ۲۹۲، مطبع مصطفائی دہلی ۱۲۷۲ھ

سرگشتگی نصیب کی مر مٹیے تو نہ جاے — اوٹھتا ہے گرد باد ہمارے غبار سے

نہ بھول اے آرسی گر یار کو تجھسے محبت ہے — بھروسا [کچھ] نہیں اسکا یہ مونہہ دیکھے کی الفت ہے

مجھے بھی خواہش ایسی زندگانی کی نہیں ظالم — ہے ایسا ہی جو قتل بیگنہ منظور بہتر ہے

کون محشر میں ہمارے خون کی دیوے گا داد — جب تو بولے گا کہ ہم قاتل ہیں یہ مقتول ہے

قاتل سے کیوں جھگڑتے ہو کیا جیسے بیر ہے — جاے خطر نہیں یہ مرا زخم خیر ہے

گل پھینکے ہے عالم کی طرف بلکہ ثمر بھی — اے خانہ بر انداز چمن کچھ تو ادھر بھی

افعی کی یہ طاقت ہے کہ اوسے بسر آوے — وہ زلف سیہ لہر پہ اپنی اگر آوے
ٹک دا[ا]غ سے چھاتی کے سرک جاے جو پھاہا — آتش کے تئیں قدرت خالق نظر آوے

دماغ خلوت آئینہ ہو تو یہ چاہے ہے — کہ اپنا عکس بھی اس گھر میں سے نکل جاوے

بدلا ترے ستم کا کوئی تجھسے کیا کرے — تو بھی کسی کا شیفتہ ہووے خدا کرے

کھینچتے کیا ہو میاں تیغ کہ یاں رشتہ عمر — صرف سینے پہ ہوا ٹانکے ہی بھرتے بھرتے

عجائب شغل میں تھے رات تم اے شیخ رحمت ہے — ہیں اس ریش بلند اور دامن کوتاہ کے صدقے

اثر سے ہیں تہی نالے تصرف سے ہے وہم خالی ۔ نیستاں ہو گئے شیروں سے یا رب یک قلم خالی
کدورت سے زمانے کی بہ رنگ شیشۂ ساعت ۔ ملے ہمدرد اگر کوئی تو دیکھے دل بہم خالی

پیش از ظہور مرغ چمن صیاد مان عشق ۔ ٹوٹتے تھے رشتۂ رگ گل دام کے لئے

یار ہے بے قدر جب ہو آشنا وس بیس کا ۔ مثل ماہ عید کے پورا جو ہووے تیس کا

ہے سخت بے مروت وہ بت وفا کرے کیا ۔ پر اب تو لگ گیا دل دیکھیں خدا کرے کیا

سودا کے لئے بر سر بازار ہوے ہم ۔ ہاتھ اوس کے لگے جس کے خریدار ہوے ہم

نہ پوچ سنگ گل لے شیخ اس صدا کو مان ۔ مرے صنم کی پرستش کر آ خدا کو مان

آگے یا قسمت جلاوے یار یا مارے ہمیں ۔ اب تو آنکھوں سے لگا ہے دیکھنے بارے ہمیں

اس دل کو ہر طرح سے دلاسا دیا کروں ۔ آنکھیں تو مانتی نہیں میں اس کو کیا کروں

تبسم دیکھ تیرا کیوں نہ دل بیتاب ہو جاوے ۔ اگر بجلی اسے دیکھے تو زہرہ آب ہو جاوے

چمن میں بلبلوں نے جب بنائے عشق کے چرچے ۔ لگی سارے چمن کو آگ جتنے تھے کنول دہکے

کل جو بیٹھا پاس جا میں اک ترے ہمنام کے ۔ رہ گیا بس نام سنتے ہی کلیجہ تھام[۲] کے

---

[۱] ہم ۱۰ ۱۰ [۲] این شعر را بعضے بہ جرأۃ نسبت کنند اما ایں احقر در کلیات مرزا سودا بچشم خود دیدہ واللہ اعلم ۱۲ منہ (از حاشیہ اصل)

قطعہ

سودا جو کبھو گوش سے ہمت کے سنے تو مضموں یہی ہے جرس دل کی فغاں کا
ہستی سے عدم تک نفس چند کا ہے راہ دنیا سے گذرنا سفر ایسا ہے کہاں کا

دیگر

سودا کو کہتے ہیں کہ ہے اوسے مصاحبت کتنا غلط یہ حرف بھی مشہور ہو گیا
اوروں کی نسبت اندنوں کچھ لگ چلا تھا وہ دو چار جھڑکیوں میں بدستور ہو گیا

ورق ۱۵۹

دیگر

سودا قمار عشق میں شیریں سے کوہکن بازی اگرچہ پا نہ سکھا جی تو کھو سکھا
کس موتہہ سے پھر تو آپ کو کہتا ہے عشقباز اے روسیاہ تجھے تو یہ بھی نہ ہو سکھا

دیگر

ایک غماز نے اوس ترک پسر سے یہ کہا ہے جو سودا کوئی شاعر وہ ترا مفتوں ہے
سنکے بولا یہ کہو میری طرف سے اوسکو باندھنا خون پہ کمر اپنی نیا مضموں ہے

دیگر

کل یار سے کہا میں سنتا ہے آج سودا بکتا ہے اک نگہ پر اوسکے تئیں کو جو لے
کہنے لگا کہ ناداں یہ حیف ہے کہ کوئی اسپند کرنے کو بھی ایسے سیاہ کو لے

دیگر

سودا جنہیں خدا نے دیا ہے کچھ عقل و فہم ان کا خیال عیش پہ دل کیوں کہ چل سکھے
عرصہ تو زندگی کا نہیں اسقدر بھی یاں افسوس میں کسی کے کوئی ہاتھ مل سکھے

دیگر

عجب احوال کو سودا ستم تیرے سے پہنچا ہے کوئی معشوق بھی عاشق پہ یہ بیداد کرتا ہے
بساں نے ترے ہاتوں سے نالاں اوسکو دیکھا ہے کوئی ٹک موتہہ لگاتا ہے تو وہ فریاد کرتا ہے

لے اوسے ہے ا۔ا۔

دیگر

اثبات کرکے تجھے اک بات اب کہوں ہیں
لیکن نہ کہنے لگیو مجھ پر یہ طو طیا ہے
آتا ہے یاد کوئی تزئین کے وقت تجھکو
اکثر تو دے کے سرمہ دیکھا ہیں رو دیا ہے

دیگر

شبنم سے بھر کے ہیں ساغر گل
گردوں تو خراب و خوار ہووے
پانی نہیں دیتے اوسکو ظالم
جو زخمی بے شمار ہووے

دیگر در ہجو اسپ گوید

مٹھا تو اسقدر ہے اگر اوسکے نعل کا
لوہا منگا کے تیغ بنادے کبھو لُہار
ہے دلمیں یہ یقیں کہ وہ شمشیر روز جنگ
رستم کے ہاتھ سے نہ چلے وقت کارزار

رباعی

ایوان عدالت میں تمہارے یا شاہ
کیا ظلم کو ہے دخل عیاذاً باللہ
شیشے کا جو وہاں طاق سے ریپٹے ہے پانو
پتھر سے نکلتی ہے صدا بسم اللہ

دیگر

تجھ پاس کوئی گدا نہ آ کر بولا
جس کو نہ جواہر میں تو لیکر تولا
یہانتک تو ترے ہاتھ نے بخشے یاقوت
جب طشت نے وقت فصد دامن کھولا

دیگر

جب سے چمن حسن میں تو در آیا
عصمت نے تری خلق میں شہرہ پایا
مخفی میں کیا داغ کو اور لالے نے
چھاتی کو کہ و مہ کے تئیں دکھلایا

سودا دہن یار کے ہوتے رکھ گوش
تعریف نہ کر غنچۂ گل کی خاموش
وہ بد دہن اتنا ہے دوانے جس کا
ہنستے میں دہن پھیل کے ہو جاوے ہے گوش

دیگر

سودا پے دنیا تو بہر سو کب تک
آوارہ ازیں کوچہ باں کو کب تک
حاصل یہی اسسے نہ کہ یا دنیا ہو
بالفرض ہوا یوں بھی تو پھر تو کب تک

دیگر

دنیا مجھے کہتی ہے کہ منہ مجھ سے موڑ — مت فاحشہ پر اپنا تو جی جام سے توڑ
سودا تری سیاہی پہ سفیدی آئی — بس رات گئی صبح ہوئی اب تو چھوڑ

دیگر

کوتاہ نہ عمر سے پرستی کیجے — زلفوں [سے تو] ہی دراز دستی کیجے
ساقی جو نہ ہو شراب ہے آج وہ ابر — پانی پی پی کے فاقہ مستی کیجے

دیگر

جینا یہ ترا وہم کا اک ریشہ ہے — اور فکر معیشت کی ترا پیشہ ہے
مرنا نہ تو کیا جانیے تو کیا کرنا — اے خانہ [خراب] اسی یہ اندیشہ ہے

دیگر مستزاد

بولی سے ہیں دنیا کے کہا یوں جا کر — سن اے بے درد
اب ایک کی ہو رہ نہ پھرا کر گھر گھر — تیں صورۃ نرد
بولی کہ جو کوئی مرد ہے سو تو مجھ کو — رکھتا ہی نہیں
باندھی ہے جنہوں [نے] میرے رکھنے پہ کمر — سو ہیں نامرد

سوز[۵]

تخلص عزیزے است از دودمان سے ند و نظیر المسمی بہ محمد میر دے مردے بود عالی طبیعت درویش نہاد نیک طویت والا نژاد ظریف الطبع خوش گفتار شریف الوضع خوبی کردار ہمیشہ با میران نامدار صحبت میداشت و پیوستہ بمصاحبت سران کامگار ہمت می گماشت در ریختہ گوئی طرز خاص دارد روبہ شعر خوانیش از کس نمی آید بہ تتبع طرز گفتارش اگرچہ اکثرے از مشتاقان ایں فن گرائیدہ اما کمتر کسے سخن بہ انداز وے رسانیدہ مختصر کلام وے از سکنہ شاہجہان آباد صانہا اللہ عن الشر والفساد است آخرہا مدتے بدیار شرقیہ ایام زندگانی بسر بردہ

---

۵ "نہ" کلیات سودا ص۳۰۵ ـ مطبع مصطفائی دہلی ۱۲۸۷ھ

بہ بلدۂ لکھنؤ برحمت حق پیوست انا للہ وانا الیہ راجعون بالجملہ اززادہاے طبعش نود و یک شعر مرقوم کلک لآلی سلک میگرود منہ عفی عنہ ؎

دل کے ہاتھوں بہوت خراب ہوا جل گیا بھن گیا کباب ہوا
سوز کچھ موتہہ بناے آتا ہے آج مجرے کا پھر جواب ہوا

دل تھا بساط میں سو کوئی اوسکو لے گیا اب کیا کرونگا اے مرے اللہ کیا ہوا
یار اگر صاحب وفا ہوتا کیوں میاں جان کیا مزا ہوتا

یہاں رات کسو طرح سے کٹ جاے مذکور کرو کچھ اوس جواں کا
محبت کا ثمر ہوتا ہے غم سنتے ہو بے بر گو خدا کے واسطے یہ تخم صحن دل میں مت بونا

مجھے کہتا ہے تجکو کچھ نہیں کہتا ہوں میں ہرگز
ہزاروں گالیاں دیتا ہے اچھا کچھ نہیں کہتا

سوز کو تونے کیوں دیا بوسہ ہم کو بھی دے ترا بھلا ہوگا

یہ ترا عشق کب کا آشنا تھا کہاں کا جان کو میری دھر اٹھا

کدھر پھرتا ہے او غافل ایدھر دیکھ کہ جلوہ یار کا ہے آشکارا

بس غم تونے بہت ستایا پیچھہ کہو کیا تیرے ہاتھ آیا

سوز ہے جو پڑا سسکتا ہے کیوں مرے نوجوان دیکھ لیا

تمنا پیش کش امید صدقے آرزو قربان — میں اپنے دل کی حسرۃ اپنے دلمیں لیکے جاؤنگا
اک بار تو مونہہ سے کہہ سبھوں میں — ہے سوز بدل غلام میرا

کوئی دم تو بیٹھے رہو پاس میرے — سنو ہم بھی چلتے ہیں ٹک رہ کے جانا

قسم مت کھا تو اپنے سر کی ہر ساعت خدا سے ڈر
تو میرے گھر نہیں آنے کا اپنے سر کی سوں جھوٹا

کہتا ہے مجکو سنیو عاشق ہے کیا تو میرا — کچھ جانتا نہیں ہے [بھولا] بہت بچارا

جاتا ہے سوز جسدن کہتا ہے ہمنشیں سے — [آنے نہ] دیجو اس کو لگتا ہے بد نظر سا

رات آنکھیں تھیں موندیں پر بخت ٹک بیدار تھا — تا سحر دل محو دیدار جمال یار تھا
سوز کیوں آیا عدم کو چھوڑ کر دنیا میں تو — وہاں تجھے تھی کیا کمی یہاں تجکو کیا درکار تھا

شہرہ حسن سے از بسکہ وہ محبوب ہوا — اپنے مکھڑے سے جھگڑتا ہے کہ کیوں خوب ہوا

بہت ہنستے تو ہو تم میرے رونے پر میاں صاحب — کبھو آئینہ دیکھو گے تو تب سمجھو گے ہاں صاحب

کہا ہے اتنا بھی ادہر مونہہ تو پھراؤ صاحب — لوجی ہم تم سے نہیں بولتے جاؤ صاحب

گزک کا شوق ہے تو ہونٹ کیوں ناحق چباتے ہو — کباب دل تو ہے تیار اُس کو کھائیے صاحب
جب کہا ایک بوسہ دو صاحب — مونہہ پھرا کر کہا کہ لو صاحب

ورق ١٦١

جس طرح دل کو لگی ہے میرے — اسکے بھی دل کو لگا دے یارب
سوز نے داماں جو ہیں پکڑا تو بس وو ہیں جھٹک — کہنے لگا اندنوں کچھہ زور چل نکلا ہے ہشت

ٹھہرے اپنے دیوانے کی جلدی آج زنداں میں — نہیں آتی صدائے نالہ و زنجیر کیا باعث
کی فرشتوں کی راہ ابر نے بند — جو گنہ کیجئے ثواب ہے آج
حیدر کرار کا دل گھر ہے غم کو دخل کیا — کون رہ سکتا ہے شیروں کے بھلا مسکن کے بیچ

دیکھ کر عاشق کو بیدل جھٹ سے لگ جانا گلے — اے تری رندی [کہ] کیا آتی ہے پھسلانے کی طرح
چاک مت کر جگر کو ہاتھ اوٹھا — اسمیں کھنچی ہے میاں تری تصویر
لو خزاں بھی آ گئی غفلت سے ہم بھولے رہے — لے چلے دنیا سے ہم آخر کو ارمان بہار

عرق نہیں ہے سموم ہو لسے چہرے پر — نگاہ آب ہوئی ہے حیا سے چہرے پر

میاں دل بھائی دل او مہرباں دل — مجھے تو چھوڑ جاتا ہے کہاں دل
خدا جانے نے ہے کیا شوخ ہے آج — اے میرے لال میرے بے زباں دل

لو جی اب آرام سے بیٹھے رہو جاتے ہیں ہم — پھر نہ آوینگے کبھی کاہیکو جھنجھلاتے ہو تم
کٹ گئیں انتظار کی راتیں — ایک دو تین چار آنکھوں میں

ہے دھوپ کہاں کدھر گیا دن — کیوں شام فراق مرگیا دن
ٹھانی ہیں آج اچھی طرح شکوہ کرونگا روبرو — مونہہ دیکھتے ہی دور سے وہ ہنس پڑا میں کیا کہوں
بوسہ لیا ہے تو بھی وہی اضطراب ہے — اے سوز حق کو مان خدا سے بھی ڈر کہیں
آج ہیں سوز کو دیکھا تو اچنبھے ہیں رہا — سر کہیں پاؤ کہیں ہوش کہیں گوش کہیں

سلہ بیر ۱۰۱

غبار خاک راہ دلبر اگر سرمے سے [ہیں بہتر نہ جا] نو خاک آنکھوں ہیں چالاک آنکھو نہیں
بھلا بھی عشق تیری شوکت و شان بھائی میرے تو اڑ گئے اوسان

قطعہ

بس غم یار ایک دن دو دن اس سے زیادہ نہ ہو جیسے مہمان
نہ کہ بیٹھے ہیں پاؤ پھیلا کر اپنے گھر جانہ خانہ آباداں

مجکو دل کہتا ہے دلبر سے ملا کیوں جی سچ اوس کو لا دوں کیا کروں
اُسکے چڑ' یہ آہ بن رہتا نہیں سوز کا میں مونہہ جلا دوں کیا کروں

دل چرا کر تو نکالے ہے اب الٹی آنکھیں ہاں جی ہم سے تو چھپی ہیں یہ دغا کی آنکھیں

جسے دیکھا جہاں میں سو اسیر دام الفت ہے مگر یہ گھر بسا ناصح رہا آزاد دنیا میں

کوئی ایسی بھی گھڑی ہو گی خداوند کریم وہ کرے چونچلے اور میں اوسے بیٹھا دیکھوں

پیری میں غیر گریہ بھلا اور کیا ہے سوز دریا کی سیر ہے تو شب ماہتاب میں
کیا ہی عشرت سے کٹ گئی کل رات آ پھر وہ شب وصال کہاں
ترہی بو کے لیئے جوں گل تمام آغوش ہو جاؤں کلیجے سے لگا کر غنچہ سا خاموش ہو جاؤں

نصیحتوں پہ بہت ہے گھمنڈ ناصح کو جو اوس کے روبرو بولے تو میں سلام کروں
کراہتے ہے پڑا رہنے دے مت چھیڑ ارے کیوں بھیج تا ہے نا تواں کو

میں ترے قربان جاؤں یہ نئی تقریر ہے ذبح بھی کرتا ہے پھر کہتا ہے ہاں قربان نہ ہو

ستا مت جھوٹے وعدوں سے تو اے راحت رہا مجکو
نہیں دیتی ہے رخصت روٹھنے کی بھی وفا مجکو

حیف ہوتے نہیں ہو شرمندہ واہ کیا انکھڑیاں ملاتے ہو

میں مر گیا ہوں دیکھ لب لعل یار کو یاقوت چاہیئے مری لوح مزار کو

آتا ہے وہ جفا جو تیغ ستم کشیدہ دامن بدست چیدہ ابرو بہم کشیدہ

ورق ۱۶۲

نہ شہر میں [اوسے] آرام ہے نہ صحرا میں دل رمیدہ کے ہاتھوں بھلا کہاں رہیئے

بے کلی بے اختیاری بیقراری بے بسی آہ کیا کیا سوز میرے دلنشیں ہے عشق سے

ان بتوں کی یہی جو الفت ہے قہر ہے ظلم ہے قیامت ہے

کعبہ و دیر پوچھتا کیا ہے آپ کو پوچھ بے خبر تو ہے

دل کو کہدو کہ آہ سرد کے ساتھ ٹھنڈے ٹھنڈے چلے تو چل نکلے

کشور دل میں نہیں کوئی [کہ] آباد رہے یوں اجاڑا ہے اسے تم نے بھلا یاد رہے

ادہر دیکھو تو کس ناز و ادا سے آج آتا ہے مسیحا کی موئی امت کو ٹھوکر سے جلاتا ہے

بتاں گر تم بہار چشم گوہر بار دیکھوگے تو ہر قطرے میں اپنا جلوۂ دیدار دیکھوگے

مونہہ دیکھو آئینے کا تری تاب لا سکے خورشید تجسے آنکہ تو پہلے ملا سکے

ہیچ کافر کو خدا عاشق خوباں نہ کرے جب تلک [اون کو] جفاؤں سے پشیماں کرے

بھلی کیا ر ساقی نے مئے و[حد]ت پلائی ہے ہر اک بندے کو اپنے جی میں دعواے خدائی ہے

آنکھیں ترس گئیں ہیں آنسو کے دیکھنے کو مژگاں پہ لخت دل ہے یا پارۂ جگر ہے

جھلکتا ہے ہر اک ذرے میں خورشید شناسائی کسی کو یہ کہاں ہے

مت ہاتھ لگا سینے کو یوں اسمیں [بھی کچھ ہے] پھر کاہیکو کس واسطے کیوں اسمیں بھی کچھ ہے

عرق آلودہ رخساروں پہ کیا یہ زلف چھائی ہے
سحر گلشن میں ناگن چاٹنے کو اوس آئی ہے

قطعہ

گالیاں تو لبوں سے خوب سی دیں
کبھو بوسے کی بھی اجازت ہو

کچھ بری بات تو نہیں واللہ
چوم کر لیں اگر عنائت ہو

دیگر

اے مار سیاہ زلف سچ کہہ
بتلادے کہ دل جہاں چھپا ہو

کنڈلی تلے دیکھیو نہ ہووے
کاٹا ہے ناف ترا برا ہو

دیگر

سچ کہیو قاصد آتا ہے وہ ماہ
الحمد للہ الحمد للہ

جھوٹے کے مونہہ میں آگئے کہوں کیا
استغفر اللہ استغفر اللہ

دیگر

مقبروں میں دیکھتے ہیں اپنی ہی آنکھوں سے روز
یہ برادر یہ پدر یہ خویش یہ [فرزند] [ہیں]

تو بھی رعنائی سے ٹھوکر مار کر چلتے ہیں یار
سوجھتا اتنا نہیں ہم خاک کے پیوند ہیں

رباعی

جب میں نے کہا میری طرف تو دیکھو
دیتا ہوں واگر نہ جی میں دیکھو دیکھو

جھنجھلا کے لگا کہنے کہ لو کیا معقول
خوبی خلطے کی واہ منہ تو دیکھو

دیگر

[جو] میرے عدو ہیں اون سے تو یار ہوا
مجھسے لڑنے کو یوں تو تیار ہوا

رہ رہ گئے مرے جی ہی میں آتا ہے
اللہ تو مجھسے ایسا بیزار ہوا

دیگر مستزاد

سن سوز عشق دیکھ کے حیران ہوگا
خوباں کا جمال

دل زلف میں الجھیگا پریشان ہوگا
مت لے یہ وبال

یہ چال بری [ہے تجھے] نبھنے کی نہیں
آمان کہا

ورق ۱۶۲

ہنستا ہے کیا بہت پشیماں ہوگا   مت دانت نکال

سوزاں

تخلص دو کس میدانم

سوزاں (۱)

اول - شیخ شمس الدین وے دہلوی الاصل فرخ آبادی المسکن و از تلامذۂ شاعر فصاحت افروز محمد میر سوز است بہ سپاہگری ایام بسر می برد و شوخ طبعیہا می کرد مذاق سخنش از مزاج او خبر میدہد بہر کیف سہ بیت از گفتہائش دراین جا ثبت میشود او راست ؎

اسکے کوچے ہیں نہیں ہمکو کسی کا خطرا   پر خفا وہ نہ ہوا تا ہے اسی کا خطرا

ہر دم مجھے دھمکاتے ہو تلوار پکڑکے   میاں جاؤ کہیں گھر سے تو آئے نہیں لڑکے
دو چار رقیبو[ں پہ] نہ دھمکا ئیو ہم کو   ٹل جائینگے وو ہاتھ جو مارے کہیں کڑکے

سوزاں (۲)

دوم - مردے نیک آہنگ المسمی بہ مرزا احمد علیخاں المخاطب بہ شوکت جنگ خوش تقریر فصاحت بیان خلف رشید مرزا علیخان [گوئیند] کہ وے عمدہ زادہ ایست صاحب امتیاز یار باش خوش اختلاط نیک معاش رنگیں گفتار مالک اشعار ابدار شعرش کیفیتے دارد چار شعر[۱] ازاں این خاکسار می نگارد او راست ؎

لیجا نہ شب فراق جاں کو   کیا زندگی مجھے ناتواں کو
مجنوں شکستہ پا ہے پیچھے   کہہ بھیجو پیام ساربان کو

مت دل لگا بتوں[۲] سے کہنے پہ جا کسی کے   ہرگز ہوے نہ ہونگے یہ آشنا کسی کے
فرقت میں اوسکی سوزاں ناحق کو جان ہی ہارے   ا وس لا ابالی کو غم مرنے سے کیا کسی کے

---

[۱] بیت ۱۰۱۰   [۲] کسی ۱۰۱۰

سید

تخلص سہ کس می شناسم

اوّل ۔ محب محبت نشان میر غالب علیخان سلمہ الرحمن میر منشی حضور والا المخاطب از [پیشگاہ] خلافت بسید الشعرا کہ در اوان سالف غریب تخلص می نمود پس ازاں چندے آں آشنای بحر معانی آشنا تخلص کرد در تعریض مثنوی معترضے گوید ؎

سید(۱)

آشنا ہیں خوش زبان گلشن تطہیر ہوں | رجس کی آلودگی کوئی مجھ پہ کیا ثابت کرے
ہوں ازل کے روز سے ہیں پاک طینت ہی بنا | ہے خطا اوسکی ہی جو مجھ پر خطا ثابت کرے

بہر حال وے سیدے است بزرگ نہاد والا نژاد نیک ذات ستودہ صفات متصف باوصاف حمیدہ متخلق بہ اخلاق پسندیدہ محبت شعار مودۃ دثار کشادہ رو پاکیزہ گو کوہ حلم و تمکین البرز وقار و تسکین مقرب سریر خاقانی واقف سرائر سلطانی خیلے خوش تقریر و شیرین مقال بکتاب خوانی ایام تعزیۃ التیام محرم الحرام یکتا و بے مثال در انشا پردازی ید طولے دارد بسخن [طر]ازی صرف صنائع بدرجۂ اعلی رساند بہرد و زبان سخن گوید و در سپرد و میدان رخش ہمت می پوید شعرش پر مضمون صنائع آماست سخنش معانی مشحون بدائع پیرا بسیار سیر مشق و خیلے بسیار گو نہائت خوش خلق و بغائت نیک خو واقع شدہ ملخص کلام کلامش لا کلام پختہ و ما [لا] مال انواع صنائع و سخنش بے سخن برجستہ و مشحون اقسام بدائع است بالجملہ ہشتاد و یک بیت کہ نمونہ الیست از خروار اشعار آبدارش و انموذجے است از انبار گراں بار سخنہائے طبع آرائش می نگارد منہ سلمہ ربہ ؎

حمد اوس کی ادا ہو سکے مجھسے نہ سرمو | ہر بال بدن پر کرے گر کام زباں کا
ناکام زباں کھینچ تو ا [س کام] سے سید | وصف [اوس] کا نہیں کام ترے کام و زباں کا

تا قطرہ جدا بحر سے ہے ہے متصور | جز کا نہ تحقق ہے جب جلوہ ہو کل کا
جم اوس کے حضور آوے ہے لے جام گدائی | سید جو گدا ہے در سلطان ر[سل کا]

ساقی ہے صبح دے مجھے ساغر شراب کا ‏ جلوہ تو بارے دیکھوں میں اوس آ[فتاب] کا
یارب [؟] نصیب کیجیو سید کی خاک کو ‏ گھر آستانۂ نجف بو تراب کا

جوں نقش قدم جو سر [ر] ہ یار کے بیٹھا ‏ وہ [خانہ] خراب اوٹھکے نہ پھر اپنے گھر آیا

چڑھ آئی میکشی کی وہیں میرے جی پہ لہر ‏ دیکھا جو دست موج پہ ساغر حباب کا

روکش اندوہ ہجراں شب دل بے تاب تھا ‏ تاب کا پانی جگر طاقت کا زہرہ آب تھا
اوس کا ہر ٹکڑا تھا حال دوستاں کا اک ورق ‏ یہ دل صد پارہ گویا روضۃ الاحباب تھا

ورق ۱۶۴

سبب کیا پوچھتے ہو مجھسے میرے زار رونے کا ‏ کسو کو کچھ غرض ہے مجھکو ہے آزار رونے کا

جب ناز سے وہ غارت انداز گھر چلا ‏ میں گھر گیا اوس آن جہاں سے گزر چلا

سماوے گا پھولا بدن میں نہ سید ‏ ہم آغوش جب وہ گل اندام ہوگا

کان کا موتی ترے ہلتا[۱] جو اسے مہ پارہ تھا ‏ مشتری اوس کا فلک پا سبحۂ سیارہ تھا

کریں ہیں سرمہ میری خاک کو اولوا الابصار ‏ غبار کس کے نہ جانو ہوں آستانے کا
جز آہ و نالہ ہو سید سے اور کیا موزوں ‏ دل و داغ کہاں اوسکو شعر خوا[نی] کا
میں انہیں کون سی صورت سے نہ چاہا پر آہ ‏ مجکو چاہیں نہ بتاں یوہیں خدا نے چاہا
زلف و کاکل خط و خال ابرو و چشم و گیسو ‏ اس دل زار کو کس کس نہ بلانے چاہا

---

[۱] ہلتا ا۔ا۔

خندہ جوں گل تجھے اور گریہ مجھے شبنم وار ۔ گلشن دہر میں مقسوم یہ تقدیر سے تھا
بھاتا ہے مجکو یار کا دزدیدہ دیکھنا ۔ اغیار کی نگاہ سے پوشیدہ دیکھنا
کرتے ہیں طوف نرگس و گل تک مزار کا ۔ یارب ہیں کشتہ کس کے ہوں چشم و عذار کا
آزاد اوسکی خاک ہے عجز و نیاز سے ۔ اوس سرو ناز کے ہے جو کشتہ غرور کا

اتنا تو اپنے حسن پہ اوسکو نہ تھا غرور ۔ کچھ دیکھتے ہی آئینہ مغرور ہوگیا
سبو سے بادہ کروں وقف میکشاں سید ۔ جو جامدار ہوں ٹک میں شرابخانے کا

آرام زندگی ترے جانے سے اوٹھ گیا ۔ جی دلبروں کے پاس بیٹھانے سے اوٹھ گیا
بیٹھا وہ اس مرے دل سودا زدہ میں رات ۔ جو پیچ و تاب زلف کے شانے سے اوٹھ گیا

آہ کیا آتش تھی جسے گھر جلا آنگن جلا ۔ شمع محفل کا گریباں برق کا دامن جلا
اس نے بھڑکائی رنگ گل کی آگ ۔ لگے اس باد صبح کو لوکا
پھاڑی ہر گل نے جیب مرغ چمن ۔ کچھہ اس آہنگ سے سحر کو کا

کب پسیجے ہے دل اہل دول مفلس پر ۔ آب ایک قطرہ ہو سائل نہ گہر سے نکلا
کون سی گالی نہ سید کو دی اوس گلرو نے ۔ تو بھی خنداں ہی رہا اوسکے نہ گھر سے نکلا

یہ اوسکے [تیر] خوردہ مژگاں کا حال تھا ۔ تن پر جو اوسکے بال تھا ناوک کی بھال تھا
ہوتی نہ بند بھی کسی صورت سے اوسکی آنکھ ۔ آئینہ کس کا محو رخ بے مثال تھا
شب وصل لاحق جان و دل غم و درد فرقت یار تھا ۔ کبھو اشک تھے کبھو آہ تھی کبھو نا [لہ] دل زار تھا
سر شام سے دم صبح تک مجھے اضطر[ار] تھا ایک سا ۔ نہ سکوں نہ صبر و شکیب تھا نہ قیام تھا نہ قرار تھا
نہ ہوائے لالہ و گل مجھے نہ ہوس تھی باغ و بہار کی ۔ کہ برنگ لالہ و گل مرا دل داغدار و فگار تھا

[تو ہمکنار] ہو نے ہم سے کبھو نہ آیا — ہم گور کے کنارے پیچھے پہ تو نہ آیا
سید سے یہ عداوت اللہ رے کفر اے بت — پڑھنے جنازہ اوس کا سب آئے تو نہ آیا

دکھ مداوا کا مرض سے بیشتر پیدا ہوا — مجکو صندل گھستے گھستے دردِ سر پیدا [ہوا]
کیا [خبر پرواز] کی مجکو کہ میں جس روز سے — دام میں پیدا ہوا بے بال و پر پیدا ہوا
نرگس [و گل] تک نہ ایک اندوہگیں نے غم شنو — جسکو اس گلشن میں دیکھا کور و کر پیدا ہوا
نالہ خوں آغشتہ نخل ارغواں کا رشک ہے — کچھ عجب ہی رنگ کا ہے یہ شجر پیدا ہوا
داد جو کی داد دیوے گا نہ داور بھی اگر — عرصہ محشر میں وہ بیداد گر پیدا ہوا
گرمِ بازاری مری جوں شمع تھی یک شب کہ صبح — پاٹو پایا یہاں نہ میرا پھر نہ سر پیدا ہوا
غش بہت آتا ہے مر رہیے تو کیا جانیگے لوگ
ان دنوں میں مجکو سید ہے یہ ڈر پیدا [ہوا]
نکھرا وہ تاب مہر سے جب پر عر[ق] ہوا — تب شبنم آب رشک سے موں‌ہہ گل کا فق ہوا

ورق ۱۶۵

شبنم ہے جسکے رشک سے گل کے بدن پہ آب — اوس گلبدن کی واہ رے پوشاک کی نمود

چمن میں گل نے گریباں کو رشک سے چیرا — گیا جو سج کے تو دستار ارغوانی رنگ
اپنے حیرۂ کشتگاں کی گور پر نرگس کے پھول — تو نہ اے آئینہ رو رکھتا تو رکھتا کس کے پھول
تازہ تر دیکھے گل احمر سی رنگینی میں صبح — اوس کے بستر کے جو شب مرجھا رہے تھے پس کے پھول
کل پڑا جس سرزمیں پر اوسکا تھا نقش قدم — آج سب گلرو وہاں رکھتے ہیں ماتھا گھس کے پھول

کم [illegible] آئینے سے آنکھ ارے اوسکے دید — اور بھی حیرتی جلوۂ دیدار سے مل
ہو ترے نالے میں تب کچھ اثر اے مرغ چمن — بیٹھے جب تو بھی کسی مرغ گرفتار سے مل
[illegible] ہی سینے پہ سینا مرے بولا کھپ کر آہ — دل مرا جل گیا اس آگ کے [ا]نبار سے مل

جنوں نے کچھ نہیں چھوڑا مرے گریباں میں
نفس میں سینے کا باقی یہ تار رکھتا ہوں

ہستی کا دردسر ہی رکھا درمیاں نہیں
کیا کیجے شکر خنجر قاتل زباں نہیں

کہہ جانتی کہیں نہیں اُس کی زباں نہیں
ہاں یاد اوس کو میرے ہی مطلب پہ ہاں نہیں

دریا کا ایک تختہ ہے جس پہ ہیں دو حباب
سینے پہ ہیرے محرم آب رواں نہیں

ہر موج بحر اشک سے ہے کیوان مسیر پر
جز آہ اور طائر عرش آ [ستا] ں نہیں

گر گنہ روتا ہوں رکھ سبہات مو [نہہ] پہ آستیں
ہوں جو تر دامن رہے ہے نت مری تر آستیں

اوسے لخت دل تراوش کرتے ہیں اور اسے اشک
ہے وو کان لعل داماں کان گوھر آستیں

چشم طوفاں خیز سے ٹک جو سرک جاے تو ہے
[نرگن] صد شورش داماں محشر آستیں

میرے آہوں ہی جو دھونی سے نہیں ہے گریہ ناک
کہکشاں کی لی ہے کیوں گردوں نے موہنہ پہ آستیں

پنجہ مژگاں سے ٹکڑے دل کے لے آئے ہے چھین
کہئے کس رو سے نہ مردم ہے دلاور آستیں

خون دل نے مے گلرنگ پلائی مجکو
سیر باراں مژہ ترنے دکھائی مجکو

تھی جو باریک رگ جاں سے بھی وہ موے میاں
دل کے داغوں ہی کے عینک نے سجھائی مجکو

چشم [یہ] تجسے فلک تھی نہ کہ جوں نرگس دے
سیم و زر کے لئے تو جام گدائی مجکو

ڈبڈ [با] آئی مثال آئینہ کے اشک سے آنکھ
آ گئی یاد یہ کس رخ کی صفائی مجکو

دیکھ کس ٹک سے لیتا ہوں میں ایسے شوخ اوٹھا
گر لگے ہاتھ ترے پاے حنائی مجکو

میں ہم آغوش نہ ہو [ں] اور وہ بغل میں کھینچے
تنگ لائی یہ تری تنگ قبائی مجکو

میں ملوں آنکھیں تو ٹھکرا لے سراپے سے سر
ہے یہ حسرت ترے قدموں کی دہائی مجکو

کار صد چشم تراش نشتر مغیلاں میں دیا
تو نے ان آنکھوں دکھا آبلہ پائی مجکو

ہے ازل سے مری روزی جو خطا ہر روزی
[تبہی] روٹی بھی جز نان خطائی مجکو

لہ اس خار مغیلاں نے دیا ۱ . ۱ .

قطعہ

انتہا کے گل گلذار کی دی ایزد نے   للہ الحمد کہ ہے مدح سرائی مجھکو
بلبل گلشن تطہیر ہوں میں اے سید   اس حدیقے میں سمجھتے ہیں [ثنا] ئی مجھکو

بسکہ ہوں بیمار چشم نیم خواب نرگسی   ہے غذا اب نان بادام وکباب نرگسی
ہیں وہ دلریش ہوں جوں نے جو کوئی ہمدم آہ   مجسے کچھ پوچھے تو فریاد میں لاتا ہے مجھے

ہم سے یہ بے مہریاں اے ماہ یوہیں چاہیئے   غیر سے دل گرمیاں وہ واہ یوہیں چاہیے
سجدہ کرنا تجکو اے بت ہے بہر صورۃ ضرور   چاہیئے یوہیں ہمیں واللہ یوہیں چاہیے
چاہیئے جرموں کی سید کے شفاعت یاحسین   تم کو اے سبط رسول اللہ یوہیں چاہیے

لے کے دل مفت پھر مکرتے ہو   تم بھی اچھے ہو واہ کیا کہیے

ایک بوسے پر نہیں مصروف ہمت آپ کی   تنگ لائی خوش دہانوں ہم کو خست آپ کی
کرچکا ہوں صاحب اپنے زندگی کو میں سلام   جان لے چھوڑے گی یہ صاحب سلامت آپکی
آب اشک و پارۂ دل ماحضر بس ہے مجھے   ہے اس اکل وشرب پر یار و قناعت آپ کی
پاؤں چو[مو]ں اوس کے جو تم سے جدا ہو کر جیے   ہے وصال مرگ کی آ[مادہ فرقت] آپ کی

مانگے سید جو ترے لب پہ بوسہ   نہ برا مانیو تو بات کاو[یوانے کی]

سید دوم

دوم۔ عزیزے از دودمان معظم ومکرم المسمیٰ بہ میر قطب الدین المعروف بہ قطب عالم وسے از قصبہ سکندرہ آباد مضاف صوبہ دار الخلافہ شاہجہاں آباد صانہا اللہ عن الشر والفساد ومرد خوش نہاد نیک اعتقاد است گاہ گاہ ریختہ گوئی بر روے کار می آرد واشعار متفرقہ دارد ایں بیت از وے است ؎

جادوگری ہے شہر میں سید کا ریختہ   دیکھو سکندرہ سبھی بنگالہ ہوگیا

سید (۳) سیوم ۔ سیدے از اہل قبول مسمی بہ میر غلام رسول وے از بزرگ زادہ ہاے مستقر الخلافہ اکبرآباد و مرد تقوے نہاد است خیال شاعری در نہادش نیلے جا دارد و خود را از اساتذہ آں دیار می شمارد ایں سہ بیت از گفتہاے اوست ؎

ورق ۱۶۶ خوبرویوں کے تو ملنے سے نہ باز آئے گا دل — یہ تو بدخو نہیں جانیگی مگر جان کے ساتھ

بالا تو ہلا چاند سا مکھڑا ہے بھبوکا — ایک بہقے کا عالم ہے سراپا ہے بھبوکا

یاد آے ہے وہ شوخ تو کیا دل کی طپش سے — سینے میں سے ایک آگ کا اوٹھتا ہے بھبوکا

سیادۃ

تخلص سید زادۂ ایست سعادۃ مشحون شاگرد میر نظام الدین ممنون مولدش مشرق زمین نامش میر نجم الدین ایں مطلع از واست ؎

مثل نسیم ہیں تو پھرا صبح سحر کہیں — پر وہ گل شگفتہ نہ آیا نظر کہیں

سیف

تخلص مرزا اسد[سیف] علی مرحوم است وے مردے بود خوش لقا از رفقاے طالب قلیخاں[1] [خو] احمہ مرا ایں مطلع از واست ؎

شتاب آ کہ ترا عاشق اب سسکتا ہے — جگر سے آہ اور آنکھوں سے خوں ٹپکتا ہے

حرف الشین المعجمہ

در ذیل ایں حرف ذکر چہل و یک شاعر کہ منجملہ آنہا دو شاگرد و دو شاداں و سہ شایق و دو شرق و دو شریف و دو شرر و سہ شگفتہ و [ششش] شوق و دو شید التخلص میکنند اندراج یافتہ و اشعار ایں ہمہ دو صد و ہشت شعر است و از آں جملہ شش رباعی واقع شدہ

---

[1] علی خاں ا۔ ۱۔

شاعر

تخلص میر ناصر پرست مرحوم المعروف بہ میر کلو والد ماجدش میر نصیر الدین تخلص است
وے مردے بود نیک ذات حمیدہ صفات درویش دل بخدا مشتغل فقر نہاد والا [نژاد]
دلق پوش بسک دوش مذاق گفتارش بسیار شیریں طرز اشعارش نہایت دلنشیں بالشیخ روشن
ضمیر حضرت خواجہ میر عفی اللہ عنہ بیروں از نسبت تلمذ و خویشی و ارادہ و درویشی قرابت قریبہ
داشت دیوانے مختصر در نہایت فصاحت بر صفحۂ روزگار یادگار گذاشت بیست بیت از
از زادہاے ملیح آں والا گہر ثبت افتادمنہ عفی اللہ عنہ ؎

ٹک بھی گر چین بجبیں کیجے گا — پھر نہیں ہم پہ یقیں کیجے گا
اپنے مطلب کی کہے جائیں گے ہم — گرچہ سو بار نہیں کیجے گا

تھا ایک دل بساط میں سو وہ بھی کھو دیا — خانہ خراب آنکھوں نے مجھکو ڈبو دیا
رخصت کے وقت اور تو کچھ ہو سکی نہ بات — اودھر وہ ہنس دیا اور ایدھر میں رو دیا

آن اپنا دل ہی جب جاتا رہا — زندگانی کا مزہ پھر کیا رہا

قطعہ

تو نہ تھا افسوس ظالم کیا کہیں — حال شاعر ہجر میں جیسا رہا
بیقراری جانکنی بے طاقتی — غم الم وحشت جنوں سودا رہا

عشق کے سودائیوں کی کتنے یہاں تدبیر ہو — وہ مگر زلف چلیپا آن کر زنجیر ہو
جسکے دل میں کچھ نہ ہو مطلق سوا درد و الم — کیوں نہ پھر اوس اہل دل کی باتیں تاثیر ہو
جان لے شاعر یہ دنیا ہے وہ قحبہ فاحشہ — جو ملے اسے اسے جھٹ منصب و جاگیر ہو

تری آنکھوں سے جس کا مالک دل لے دلستاں اوجڑے — نظر آتے ہیں اوس بیکس کو پھر ہر دو جہاں اوجڑے
گیا صبر و قرار و طاقت و آرام و جان و دل — ترے ہم عشق میں یہاں تک تو اے نامہرباں اوجڑے

ورق ۱۶۷

رباعی

اپنے کانوں سنا ہے لاکھوں بیری کہتی ہے خلق دیکھ صورت میری
تو کس بیدرد پہ ہوا ہے عاشق ہے ہے ہے شاعر یہ نوجوانی تیری

دیگر

ہرچند تلاش جابجا کر دیکھا پایا نہ اوسے کہیں جو جا کر دیکھا
مدت کے بعد آج بارے ہم نے اوس بت کے تئیں خدا خدا کر دیکھا

دیگر

غیروں سے خود نمائیاں خو[ب نہیں] اتنی بھی کج ادائیاں خوب نہیں
ہم اوڑتے جانور کو پہچانتے ہیں ہم سے یہ اڑان گھائیاں خوب نہیں

دیگر

غمگین ہے تیری ناخوشی کے باعث بے چین ہے دل کی دشمنی کے باعث
پیارے ہم کو یہ آہ نت کا مرنا ہے اس کم بخت زندگی کے باعث

شاکر

تخلص دو کس میدانم

شاکر(۱) اول - شخصے از شعرائے قدیم الایام محمد شاکر نام وے از تلامذہ محمد علی حشمت بود و کم کم مشق سخن می نمود این دو بیت از واست ۵

کیا پوچھے [ہے حال] بلبلوں کا جو ان پہ گذرنی ہو [گذر] لے
گلچیں تجھے کیا پڑی بلا سے گل توڑ کے تو تو گود بھر لے

شاکر(۲) دوم - یکے از بزرگ زادہائے خوبی التیام میر شاکر علی نام وے جوانے است خلیق درویش وضع متواضع صاحب طبع استفادہ مثنوی مولوی معنوی علیہ الرحمۃ والغفران و دیگر کتب صوفیہ علیہم الرحمۃ والرضوان از جناب صفوۃ مآب مقبول درگاہ حضرت رب کریم شاہ محمد عظیم مدظلہ وسلمہ ربہ میکند گاہ گاہ ریختہ از طبعش ریختہ میشود موطن اکثرے از اباے کرام و مسقط الراس آں نیک نام

خاک پاک حضرت دہلی است این سہ شعر از گفتہاے اوست ؎

اوس شعلہ خو کے روبرو جو شخص آوے گا لے اپنے جان و دل نہ سلامت وہ جاوے گا

اوس کی آنکھوں ہی نے نے خلق کو بیمار کیا زلف نے بھی دل عالم کو گرفتار کیا

ہم تمہارے ہیں تمہیں ہم سے یہ شرمانا [کیا] دور سے شکل دکھا کر ہمیں ترسانا کیا

شاہ

تخلص شاہ سعد اللہ مرحوم است وے مردے بود درویش نہاد در عظیم آباد ہمت خود [برآ]یختہ گوئی بیشتری گماشت و فکر خوب و شعر دلچسپ داشت این چار بیت از نتائج طبع اوست ؎

وابستہ ہے تجھسے اپنی یہاں زیست جب تو ہی نہیں تو پھر کہاں زیست

نہ باغ مجکو سہاوے نہ بھاوے گشت مجھے جہاں ہو یار مرا ہے وہی بہشت مجھے

کبھی سے اسقدر آنکھونمیں خوب صورت یار کہ رہ گیا نظر آنے سے خوب و زشت مجھے

کسو کے تکیہ مخمل سے کام کیا ہے شاہ بہت ہے سر تلے رکھنے کو ایک خشت مجھے

ورق ۱۶۰

شاد

تخلص مرزا [اللہ] یار بیگ کیانی شاگرد میاں غلام ہمدانی مصحفی است گویند کہ مرد اہل ستودہ اطوار قابل دوست حمیدہ کردار واقع شدہ است این دو بیت او گفتہ ؎

اگر چاک سینے کا ہم وا کریں گے تو ہنگامۂ حشر برپا کریں گے

گلعذاروں کی بیوفائی کے داغ دل پر مرے نشانی ہیں

شادان

تخلص دو کس می شناسم

شادان (۱) اول ۔ سید زادۂ شیریں کلام میر رجب علی نام وے مرد [بیست] متوکل درویش طبیعت

خدا یاد صوفی طویت شاگرد بھورے خان آشفتہ اسباب دنیوی را خیر باد گفتہ ایں دو بیت از وے است [۱] ؎

بلبلہ پانی کا دیکھا چشم جس دم کھل گئی — ہم نفس آگاہ اپنی ہم ہوئے بنیا [دسے]
دل نہ دیجیے آہ شادآں طفل ابتر کو کبھی — یاد ہے نکتہ یہ مجھکو حضرت استاد سے

شادان (۲) دوم ۔ لالہ بساون لعل کائت وے جوانے است متواضع با ادب کشادہ رو مہذب ایں مطلع از وست ؎

یوں داغ دل ہیں یہ مرے سینے کے آس پاس
چھٹنے جڑیں ہوں جیسے نگینے کے آس پاس

شائق

تخلص سہ کس بمن رسیدہ

شائق (۱) اول ۔ جوانے از خاندان عالی مقام میر محمد نام گویند کہ وے بحلیہ نیک کرداری آراستہ و بزیور خوش گفتاری پیراستہ است نسبتہ تلمذ بہ قلندر بخش جرأۃ دارد و شعر خوب و تر بروے کار می آرد ایں سہ شعر او گفتہ ؎

کمر شیخ و برہمن دیر اور کعبے کو کستے ہیں — رہ دل سے ہیں غافل ورنہ اسمیں دونو رستے ہیں

ظلم کا شیوہ کچھ اوس ظالم کو ایسا یاد ہے — ہر گھڑی ہر لحظہ اک تازہ ستم ایجاد ہے
جائیے کعبے کو یا کیجے صنم خانے کا طوف — حضرت دل آپ کا اب کیا ہمیں ارشاد ہے

شائق (۲) دوم ۔ سیدزادۂ مسمی بہ میر حاجی شاگرد میر ہدایت علی کیفی وے جوانے است خوشگو شیریں گفتار پاکیزہ طبیعت نیکو کردار بیشتر شعر فارسی میگوید گاہ گاہ سمند طبیعت بمیدان ریختہ گوئی ہم می پوید ایں دو بیت از واست ؎

[۱]

. . . .

---

[۱] دونوں نسخوں میں یہاں دو شعروں کی جگہ چھوٹی ہوئی ہے ۔ اصل نسخے میں حاشیہ پر یہ عبارت درج ہے "ہر دو بیت ایں شائق از تذکرہ اعظم الدولہ سرور نوشتہ است" ۔

شائق (۳)

سیوم ۔ نوجوانے پاکیزہ اندام محمد ہاشم نام وے بمرثیہ خوانی مہارتے دارد و ایام خود بخیاطت میگذارد نہائت سعادۃ دثار نیک بختی شعار نیکو سیر پاکیزہ پیکر واقع شدہ مشق سخن از برخوردار کامگار میر عزت اللہ عشق مدعمرہ وزاد قدرہ میکند این بیست و یک بیت از نتائج طبع اوست ؎

کس واسطے اوس کاکل پیچاں سے الجھا | کیوں ایسی بلا میں تو گرفتار ہوا دل
رات ساری مجھے بس روتے ہی روتے گذری | شمع رو جو ہیں سنی صبح تیرے جانے کی

حال بھی پوچھا کبھی آہ نہ خونخوار نے | واہ یہ تاثیر کی آہ شرر بار نے
رات کہاں دن کدھر کچھ نہیں مجکو خبر | کھو دیئے اوسان سب زلف و رخ یار نے
شائق دل خستہ تو آج ہراساں ہے کیوں | چھین لیا دل کہیں کیا کسی عیار نے

کوئی اس شوخ سے جا کر نہیں کہتا اتنا | بے طرح بگڑی ہے حالت تیرے دیوانے کی

ورق ۱۶۹

حیرت برنگ آئینہ غالب ہے دوستاں | ہیں حال زار کیا کہوں تاب بیاں نہیں
شائق مرے مزار پہ بھیجے وہ شمع و گل | اوس بدگماں سے مجکو [یہ] ہرگز گماں نہیں

ہر گھڑی گیسوئے پیچاں سے اولجھنا تو ہے | شامت آجائیگی ایکروز کہیں شانے کی

دل کو قلق ہے گاہ گہے اضطراب ہے | سہتے ہیں تیرے ہجر میں کیا کیا عذاب ہم
شائق یہ فیض عشق اگر اپنے ساتھ ہے | کر لیں گے جمع [دیکھیو] دیوان شتاب ہم

اب دیکھیئے کیا ہمکو دکھاتی ہیں یہ آنکھیں | پھر ہونے لگی اوسے اشارات کی گرمی

دل مرا تم نے چرایا نہیں سچ کہتے ہو | ایک ذرا میری طرف رشک پری دیکھو تو
شائق ہمیں دیتا ہے وہ ہر بات پہ دشنام | پھر اوسے ہوئی بارے ملاقات کی گرمی [1]

سراپا اوس پریرو میں لطافت ہے صفائی ہے | تصدق ہیں [ہم] اوسکے جسنے یہ صورت بنائی ہے
دغا بازی تو دیکھو اوسکی یا [رو] دین و دل لے کر | دیا ہے ایک بو[سہ وہ بھی] سرے پہ یہ رکھائی ہے

موسم گل کی خبر [سنتے] ہی بس آنے کی | ہو گئی اوہی حالت دل دیوانے کی

ہاتھ سے جس سنگدل کے [را]ت دن فریاد ہے | یہ ستم دیکھو کہ دل کو پھر اوسی کی یاد ہے
یارب اوسکو تا قیامت رکھیو تو شاداب و سبز | رشک فردوس بریں شاہجہاں آباد ہے
ان دنوں کیجو [تکرار] شائق شعر اپنا گرم ہو | ہے [جس]کو [ال] ہمدوش اپنا اور عشق استاد ہے

[1] ان اشعار میں سے پانچ کاتب کی غلطی سے درج نہ ہوسکے تھے، یہاں اضافہ کر دیا گیا ہے اور اس کی وجہ سے ترتیب میں فرق آگیا ہے ۔

کیا کہیے تجھسے ہمدم فرقت میں حضرت دل   ہمکو بھی ساتھ اپنے برباد کر رہے ہیں

شرف

تخلص دو کس میدانم

شرف (۱) اول - میر محمدی مرحوم پدر والاقدرش سید جعفر علیخاں در عہد آسودہ مہد حضرت فردوس آرامگاہ طاب اللہ ثراہ بعمدگی تمام ایام بسر می برد وے نیز بآسودگی خوش زندگی نمودہ در آخرہا بعلتہ مالیخولیا مبتلا گشتہ خود را ولی کامل بل مکمل می پنداشت و میخواست کہ علم محمدی برافراشتہ باجماع اہل اسلام پرداختہ بر کفار پنجاب خروج کند بعزم ایں رزم بہ بزم علما و مشائخ شہری شتافت و فوج فوج سلاح از جنس مالیخولیا میرنخت شعر صوفیانہ میگفت و خود را دریں فن شیخ اکبر قدس سرہ میدانست چنانچہ میگوید ؎

ہیں شعر مرے سفر فتو[حا]ت وفصوص اب   شاعر نہیں ہیں [معتقد] میر جہاں ہوں

ایں در شروع علتہ گفتہ بعد استحکام لفظ معتقد را بہ لفظ ہم نفس مبدل ساخت ملخص کلام کلامش پختہ و باکیفیت است خیال ہندی بخیالش خیلے جا داشت درایام دولت نواب معلے القاب امیرالامرا نجیب الدولہ بہادر عفی اللہ عنہ طرح مراختہ بخانہ خود می انداخت قاسم ہیچمدان سراپا نقصان کہ دران اوان مبتدی ایں فن بود بمجلس وے حاضر میشد بہر کیف بہمہ وجوہ پانزدہ بیت از ریختہہاے طبع وے دریںجا می نگارد منہ عفی اللہ عنہ ؎

ورق ۱۷۰

کبھو ادہر جو قدم رنجہ خوش خرام کرے   کرے جو کام ہمارا تمام کام کرے

شرف ہے کام کا بندہ سن اے مرے صاحب!   اسے برنگ نگیں موںہہ لگا کہ نام کرے

خاکساری میں تردد سخت بے تاثیر ہے   پانوں میں ریگ رواں کے موج بھی زنجیر ہے

تو نیا ہے چشم مردم خاکساراں کیوں [نہو]ں   [فی] الحقیقتہ خاکساری نسخۂ اکسیر ہے

مے وحدة سے ہوئے پیری میں کچہہ اور سے اور   صبحدم میکشو البتہ ہوا پھرتی ہے

سلہ بہتر ہے ۱۔۱۔

گہ دیگ میں ہے جوش گہے جوش پہ سرپوش　　عارف کبھو خاموش کبھو [نعرہ کنا] ں ہے

عکس ہے کس مہ جبیں کا دلنشیں آئینہ　　ہم تنگ کبک دری ہے سرزمیں آئینہ
صاف دل کا مرتبہ ہے عرش و کرسی سے بلند　　جلوہ گر ہے آسماں زیر زمیں آئینہ
اک صفائے قلب بس ہے بہر تسخیر جہاں　　خاتم دست سلیماں ہے نگیں آئینہ
ظاہرا اہل صفا کو ہے سفر اندر وطن　　بے سبب نہیں گرد آلودہ جبیں آئینہ
اہل دل صاحب ہنر ہیں پر نہیں کرتے نمود　　ہے شرف جوہر نہاں در آستیں آئینہ

[رخسار] یار سیتی مشابہ ہے کوئی کم　　قدرے گلاب تھا سو کیا وہ بھی ہم قلم

رباعی

قزاق نہیں کہ لوٹ لاتے ہیں ہم　　نوکر بھی نہیں کہ روز پاتے ہیں ہم
کیا پوچھتے ہو [یا] رو حقیقت اپنی　　اللہ دیتا ہے بیٹھے کھاتے ہیں ہم

شرف (۲)

دوم ۔ شیخ شرف الدین حسن وے جوانے است خلیق و خوشگو محبت منش نیک خو گو نہ از علم بہرہ ور و قدرے از چاشنی سخن باخبر اکثر سلام و مرثیہ گوید گاہے بہ تکلیف احبا رخش ہمت در میدان غزل گفتن پوید در جوار نقش قدم حضرت سید الابرار علیہ من الصلوات افضلہا و من التحیات اکملہا جا دارد و بیشتر اوقات [بدارو غگی] گزرہاے سائر میگذارد بہ ہر حال ایں دو بیت اوراست ؎

اب دن پھرے ہمارے یہ ہم پر عیاں ہوا　　وہ مہ جبیں جو رات کو پھر مہرباں ہوا
ہمیں اس خاکساری پر بھی تو نا [شاد مت] کیجو　　ہوائے ہجر سے ہم کو کبھی برباد مت کیجو

شرر

تخلص دو کس می شناسم

شرر (۱)

اول ۔ مرزا ابراہیم بیگ مرحوم اصلش از دریاے اٹک انزو مولدش بلدۂ لکھنؤ است مرد فصیح زبان و خوش بیان بود بیشتر شعر فارسی میگفت گاہے ریختہ ہم موزوں می کرد ایں دو شعر

[اور] است ؎
سامعوں کا نہ فقط سُننے سے دم [رکتا] ہے　　سرگذشت اپنی جو لکھے تو قلم رکتا ہے
اسیروں کی زبانی اے شرر یہ اُن سے کہہ دینا　　مگر گردن [کا] ڈورا کم ہے جو زنجیر پہنی ہے

شرر (۲) ورق ۱۷۱

دوم - مرزا جعفر مرحوم برادر کوچک مرزا محمد عشق وے جوانے بود سپاہی منش نہایت
خلیق تواضع روش بغایت شفیق دور دوا ریش بہ ممالک جنوبیہ [ندا] خت [وجا] م حیاتش در
ہماں نواح بہ شربت ممات مالا مال ساخت انا للہ و انا الیہ راجعون. [ایں] دو بیت از ان [ا] ن
مرحوم است ؎

اس رند خرا [باتی] سے گر آپ خفا ہیں　　[پھر] بزم میں میخواروں کے کیوں جلوہ نما ہیں
اے عشق جگر [سوز] شرر کی تجھے سوگند　　[ا] یک شعلۂ جانسوز کہ مشتاق فنا ہیں

شرافت

تخلص مرزا اشرف علی [لکھنواست [1]] گویند وے مرد شگفتہ رو خوشخو ہوشیار ستودہ اطوار
محبت اساس [آدم] شناس واقع شدہ ایں دو بیت [او] گفتہ ؎
قبضے پہ تو نے ہاتھ حبیب اے فتنہ گر [رکھا　　عیسےٰ نے دونوں ہاتھ] سے دل تھام کر رکھا

چمک کے برق نے کی دل پہ شعلہ باری رات　　نظر میں پھر گئی دامن کی وہ کناری رات

[شریف]

تخلص دو کس [مید انم
اول] مرزا محمد شریف فرزند ارجمند مرزا فیض مرحوم کہ خود [را] در علم تصوف [عدیل شیخ]

---

[1] حاشیہ پہ درج ہے ”شاگرد میر نظام الدین ممنون“۔

اکبر قدس سرہ می پنداشت در شرح فصوص الحکم آنچہ بخاطرش رسیدہ بہ رشتۂ تحریر کشیدہ و ابن مرزا محمد شریف جوانے [است ظریف] الطبع شریف المزاج مزاح دوست پر ابتہاج کم کم ریختہ میگفت واصلاح سخن از شیخ ولی [اللہ محب] میگرفت مدتے است کہ دور دوارش از طرفے بطرفے می اندازد و خداش سلامت بماوائے اصلی رساند این دو بیت از واست ؎

نازکتر آبگینے سے [دل] تھا مرا جسے ان سنگدل بتوں نے ملا پاؤں کے تلے
ضعف سے جب تری دیوار تلے بیٹھ گئے تونے سو طرح سے ٹالا نہ ٹلے بیٹھ گئے

شریف (۲) دوم۔ جوانے است خوشخو پاکیزہ رو جدید الاسلام مرزا محمد شریف نام کہ خیال مرثیہ خوانی درسر دارد و [گاہ] گاہ فکر ریختہ ہم بر روے کار [آرد] این [دو بیت اوراست] ؎

یہ شہر دل تو نہ تھا قابل ستم ہیہات خراب ہوگئی بنیاد ایسی [بستی کی]
[شریف رونے پہ آجائے گر] یہ دیدۂ تر تو آبرو نہ رہے کچھ گھٹا برستی کی

شعور

تخلص میاں شعور احمد والد ماجد میاں رؤف احمد رأفت است [وے] نیز در قصبۂ رامپور باحسن شعور بطور خلف الصدق خود اوقات گزاری [می نماید] احیاناً شعر ریختہ موزوں می فرماید این مطلع او راست ؎

عشق نے کیا [کیا دیئے آزار اوٹھتے] بیٹھتے دم ہوا لینا ہمیں [دشوار] اوٹھتے [بیٹھتے]

شعاع

بنا بر [مناسبت] تخلص آفتاب عالمتاب شاہنشہی کہ آفتاب است تخلص [۱] جاہ وجلال نخلبند بوستان شوکت و [اقبال گل سرسبد] گلستان شہنشہی ثمرہ وافی بہرہ نخلستان ظل اللہی فص [خاتم گورگانی] نگین دیہیم صاحب [قرانی] مربع نشین چار بالش [عز و جاہ] شاہزادہ

[۱] بطور خود برشتۂ تحریر ۱.۱۰. ۵۲ بہ ۱.۱۰.

ولی عہد محمد اکبر شاہ ابست ادام اللہ جلالہ وافاض علی العالمین نوالہ آں والاجاہ [محبوب ترین] اولاد امجاد [حضرت شاہ عالم] پناہ و بحلیہ علم وحیا آراستہ و بزیور مہر و [وفا پیراستہ] کوہ تمکین [و وقار] البرز استقامت و قرار خوش عقیدہ نیک دین پاکیزہ مذہب صاحب [یقین] واقع شدہ در ایام حیات صاحب عالم و عالمیاں مرشد زادہ جہان و [جہانیان] سراپا مہر و رافت مہین پور خلافت و [لی عہد شاہ] جم جاہ مرزا جہاندار شاہ انار اللہ برہانہ بمنصب وزارت عظمی سلطنت کبر[ی] ممتاز و سرفراز بودند و بعد تشنقار شدن آں والاتبار بہ گزیدہ رحمت [کردگار] مرتبہ تولیت سلطنت [با ین عالی] منزلت که ورق ۱۷۲ بزرگترین لآلی [لالا] دریاے شہریاری [و روشن ترین دراری با نور و ضیا یا] ے آسمان سایۂ حضرت باری اند منتقل گشت مختصر کلام طبع قویم آں سلطنت نظام بنا بر موزوں بودن گاہ گاہ مائل بشعر و سخن میشدہ و ازاں رو [اشعار] متفرقہ آں سلطنت شعار صفحہ روزگار زیب رخسار خود دارد [و] ایں احقر دو در ثمیں ازاں دریاے مہین زینت [سلک] اراستہ خود می سازد [لجنابہ دام ظلہ][۱]

تجھ زلف کے عہد سے] سے یہ دل کیونکہ بر آوے تا حشر [نہ چھوٹے یہ بلا جس کے سر آوے

واں بار شعاع] ذرہ نمط ہم کو [کہاں ہے دن رات جہاں مجرے کو شمس و قمر آوے]

شفیع

تخلص عزیزے است سعادۃ [التیام محمد شفیع نام نیک روش نیکی کردار پاکیزہ منش خوبی] اطوار شعرش [نمکین] و گفتارش دلنشین [است ایں بیت او گفتہ][۱]

رات کیا ہو گیا [تھا تجھ کو شفیع جب [کھلی] آنکھ روتے ہی دیکھا

شفیق

تخلص دوست مہربان [المخاطب بمظہر] علیخان [صاحب سخن] بے سخن المعروف بہ

---

[۱] شدہ اند ا. ا.

مرزا [بڈھن] است سلمہ اللہ تعالیٰ [وے مردے است] ظریف الطبع [لطیفہ] گو مزاح دوست [خوشنخ] بذلہ سنج یار باش و نکتہ رس نیک معاش در سلک خواصان حضور پرنور اباً عن جد انسلاک دارد و با مزاج ہر کس و ناکس می سازد مشق سخن از دوستدار سراپا وفاق حکیم ثناء اللہ خاں فراق [نمودہ] و از قاسم ہیچمدان سراپا نقصان و برخوردار کامگار میر عزت اللہ عشق مدعمرہ و زاد قدرہ ہم فائدہ ربودہ

بہرحال این چاردہ بیت بایشان منسوب است ؎

[چشم پر آب] نہیں جام ہی [کچھ] یار بغیر — دم بدم دیکھ بہا [تا ہے یہ آنسو شیشا]

آگے آنکھوں کے [مری ہو گیا] عالم تاریک — زلف سرکا دے ذرا مکھڑے [سے اے یار] شتاب

سبزۂ خط یہ ہوا تھا نہ نمودار ہنوز — ہم ہیں اس دام میں اوس [دم] سے گرفتار ہنوز

بے روئے یار کھٹکے ہے مانند خار گل — گو [کھل رہے ہیں] باغ میں بلبل ہزار گل

آرام [زندگی میں تو معلوم اے شفیق — کرنے نہ پائے] جا کے عدم میں بھی خواب ہم

[شفیق بحر جہاں میں یہ زندگی اپنی — ہے] اک دم میں ہوا جوں حباب پانی [میں]

[ہم ننگ و نام اپنا برباد کر رہیں گے] — وحشت جنوں کو بستی آباد کر رہیں [گے]

[گر ہاتھ میں ہے تیرے سر رشتۂ] محبت — جوں تار [سبحہ دل میں ہر اک کے راہ کیجو]

دیکھ اس خورشید رو [کو سوکھ جاتے ہیں یہ [اشک — آگے سورج کے کہاں] رہتی ہے شبنم کی گرد

شفیق آئینۂ دل کو صفا کیا خاک ہو پھر — کہ خاطر اس [غبار فکر دنیا سے مکدر ہے]

گھونگٹ کو تمہارے اب مونہہ پر سے اوٹھا لیجے [آتا ہے یہی جی] [میں سینے سے لگا] لیجے

عشق کے سودے نے آکر پھر یہ [گھیرا ہاے مجھے] ہوگیا دشوار [یارو ایک دم جینا] مجھے

ایک دن چھاتی پہ اوسکے ٹک لگایا میں نے ہاتھ [کیا کہوں ہوکر خفا کہنے لگا کیا کیا] سے مجھے

چل اچکے بھاگ جا اب [چھیڑ مت] میرے تئیں کچھ بھلا لگتا نہیں تیرا یہ ہت [پھیرا] سے مجھے

شکوہ

تخلص مرزا محمد رضا است وے از سکنۂ لکھنؤ [وازتلامذہ] مرزا محسن قتیل است شعر فارسی میگوید گاہے ریختہ ہم از طبع صافش تراوش می کنداین [سہ شعر از و] است ۵

ورق ۱۷۳

تجکو دلدار ہیں [سمجھتا ہوں] [کیا غلط یار میں سمجھتا ہوں]

نہ اوس کا وصل ہے ممکن نہ تاب ہے دلکو عجیب طرح کا الہٰی عذاب [ہے] دل کو

تھوڑی بھی نیک و بد کی کوئی تمیز رکھے کافر ہو پھر جو اوسے دل کو عزیز رکھے

[شکیبا]

تخلص شیخ غلام حسین است سلمہ ربہ وے فقیرزادہ الیست شائستہ مزاج [و بسیار مودب سلیم الطبع و نہایت مہذب] اگرچہ بعمدہ معاشی می پردازد اما بنابر [کساد بازاری بمعلمی ایام بسر میکند] نسبت تلمذ بہ سخن سنج بے نظیر محمد تقی میر دارد [بیست و دو بیت از زادہ ہاے طبع] روانش این احقر می نگارد [منہ] سلمہ ربہ ۵

[جذب وحشت ہے باین آبلہ پائی مجنوں یہ پھرے ہم کہ] نہ اک خار بیابان میں [رہا]

[سوز دل درد جگر کاوش] غم داغ [الم ہم پہ کیا کیا] نہ ستم دوری جاناں میں [رہا]

---

۵ ہم نے ٹک پھیرا جو ہات ۱۰۱ ۲ ۵ کذا

[زلف میں] اولجھے ہے گر کاکل کا سلجھایا ہے پیچ — دام میں الفت کے ہم نے [پیچ پر کھایا ہے] پیچ
چنگا ہوں میں طبیب یہ امکاں ہی نہیں — تو [نبض دیکھتا ہے یہاں جان] ہی نہیں

فقط جب سے تمہارے ہو رہے ہیں — [مخالف] سب ہمارے [ہو رہے] ہیں
تری چین جبیں ہے موج طوفاں — اسی سے [ہم کنارے ہو رہے] ہیں
جھلک دیکھی کہیں اوس نو رتن کی — حباب آلودہ نارے [ہو رہے] ہیں

یاد اوس ساق بلوریں کی دلائی مجھکو — شمع نے آگ نئے سر سے [لگائی] مجھکو
جستجو اوسکی جو کی تجھکو ہے پایا میں نے — کی دل گم شدہ نے راہ نمائی [مجھکو]
خواب میں زلف تمہاری نظر آئی تھی مجھے — سو [قضا] دام میں [اب آکے پہ لائی مجھکو]
مجھ میں طاقت نہیں اے عشق ستا مت [اہرم] — [دم] بھی [لینے دے] کوئی آن تو [بھائی مجھکو]
تجھ بن اے یار شکیبا کی بری حالت ہے — زندگی اوس کی نہیں دیتی دکھائی مجھکو

نہ پوچھو ماجرا ہجراں کی شب کا سخت آفت ہے — مہ تاباں بھی سر پر میرے خورشید قیامت ہے
دل نہ تجھ بن چین جی کو شب نہ دل کو [تاب] ہے — [تابش مہر قیامت جلوۂ مہتاب ہے]

جو نرگس کو دیکھا تو آنکھیں بھر آئیں — کہ [اوسمیں بھی تیری ہی سی اک ادا تھی]
کسی کی طرف [آنکھ] اوٹھا کر نہ دیکھا — کہ [مد نظر ہم کو رسم وفا تھی]

[ہو][1] کیوں نہ کباب آتش غیرت سے جل [کباب] — تو خوش خرام ہے تری رفتار گرم [ہے]
لیتا ہے جام صبح کو [تسبیح رکھ کر] — پیر فلک قدیم سے میخوار گرم [ہے]
[وہ خانہ جنگ] شہر میں ہے مایۂ فساد — [ہنگامہ روز] یہاں سر بازار گرم [ہے]
اوس چشم سرمہ سا کی [نظر کیوں نہ گرم ہو] — اوتری ابھی ہے سان پہ تلوار گرم [ہے]

۱؎ ہو کباب کیوں نہ آتش غیرت سے جل کباب ا۔۱۰

دست طبیب ہاے [پھپھولوں سے پھل گیا | کیا قہر نبض عاشق بیمار گرم [ہے
چھلنی ہوا جگر تو شکیبا پہ] اب تلک | تیر افگنی پہ شوخ ستمگار گرم ہے

شگفتہ

تخلص سہ [کس می شناسم]

شگفتہ (۱) **اول** مرزا شگفتہ بخت بہادر عرف مرزا حاجی [صاحب خلف الصدق] صاحب عالم و عالمیان مرشد زادۂ جہان و جہانیان مرزا جواں بخت جہاں [دار شاہ بہادر] انار اللہ برہانہ کہ با پدر والا قدر بممالک شرقیہ تشریف شریف ارزانی فرمودہ [بہ محمد آباد] بنارس طرح اقامت افگندہ بہ ترفہ و تعیش ورق ۱۷۴ [ایام] خجستہ[۱] فرجام بسر میفرما [ہندسران آنجا سعادۂ] خود انگاشتہ حوائج [ضروریہ] سرکار [دولت مدار آں کامگاری] رسانند از طبع وقاد جناب ایشاں گاہ گاہ شعر ریختہ بسیار [پاکیزہ و پرمزہ] میریزد و [نہایت] خوش عقیدہ و پاک دین و بغایت خلیق و صاحب یقین [شنیدہ] می شوند ایں سیزدہ بیت از زادہاے [طبع عالی] ایشان است ؎

گر نہ وہ آرام جاں [پھر] عیادۃ آئیگا | اے شگفتہ درد دل کیونکر مرا [پھر جائے گا
وہ چلا مجھ پاس سے تو بولے یوں] مرغان باغ | دل جو اسکا ہے شگفتہ ہاے اب [مرجھائیگا]

[کبھو تو گھر] سے نکل لے خبر شگفتہ کی | تری گلی میں کراہا کرے ہے ساری رات

[نہ دن کو چین ہے اور ہے نہ شب کو] خواب ہمیں | [فراق نے ترے] کیا کیا کیا خراب ہمیں
[دکھا یا غیر کو واں تو نے آتشیں رخسار | کیا اس آتش غیرت نے یہاں] کباب ہمیں
یہ آرزو ہے شگفتہ [کہ اوس کی راہ میں چرخ] | بٹھا دے [نقش قدم کی طرح] شتاب ہمیں
جو جھوٹے وعدے سے بھی ہووے تو تسلی بخش | تو کچھ بھی جینے کا اب مجکو آسرا ہووے
شگفتہ [بخت] ہوں جب اپنے غنچۂ دل کے | جو میری اوس گل خنداں کو کچھ ہوا ہووے

[۱] خجستہ آغاز فرخندہ فرجام ۱۰۱۰ ۔ ۱۱۲۵ ۔ یازدہ ۱۰۱۰

ساقی ہے [مے] ہے باغ [ہے ابر بہار] ہے　　تیرا ہی رشک گل فقط اب انتظار ہے
ہدہد پہ چشم [قہر سلیماں] کی قہر ہے　　[صاحب] یہ تخت کا ہے تو وہ تاجدار ہے
حاجت ہماری [خاک پہ کچھ شمع] کی نہیں　　روشن دلوں کا دل نہ لوح مزار ہے
جاگا ہے رات بھر کہیں تو بزم غیر میں　　آنکھوں میں [نیند کا] تری ابتک خمار ہے
مشکل ہے میری اوس کی ہو صحبت برار آہ　　میں جلد باز ہوں وہ تغافل شعار ہے

شگفتہ (۲)

دوم ــ مرزا سیف علیخان فرزند [ارجمند] نواب غفراں مآب وزیر الممالک شجاع الدولہ بہادر وے جوانے است ذ [کی] الطبع ذہین خوش فکر [خجستہ آئین با ہر کس بمدارا] پیش می آمد واکثر انواع سخن[1] بامزہ موزوں [می نماید] ایں پنج [بیت] از نتائج طبع آں [والا گہر است] ــ ۵

خرام ناز ترا بس مری نظر میں رہا　　تمام عمر ہی بیٹھا میں رہ گزر میں رہا
آنکھیں چرا کے شب کو یہاں سے وہ اوٹھ گیا　　حرف مروۃ آہ زمانے سے اوٹھ گیا
بوسہ لیتے ہوے ہم دیکھو ادب کرتے ہیں　　گالیاں [دیتے] ہیں یہ آپ غضب کر [تے ہیں]
[دل دہگہ نہیں سینے کے] داغ کے نیچے　　[جلے] پڑے ہیں پتنگے چراغ کے نیچے
[غم نہ کھا اے دل اگر شب زلف کی] تاریک ہے　　پاس[2] [رخ اوسکا] ہے یعنی صبح [بھی نزدیک ہے]

شگفتہ (۳)

[**سیوم** مردے] پیشہ وراغنی مدسنگھ [آہنگر وے شاگرد بھوریخاں آشفتہ و جوان دل برشتہ خوشخو پاکیزہ] رواست ایں سہ شعر از و[3] ــ ۵

[ہجر کی آتش نے جب سے] دلمیں آ [بستر کیا]　　شعلہ ہم بستر کیا] بستر کو خاکستر کیا
ساغر پڑے ہیں ٹوٹے ٹکڑے گلابیاں ہیں　　کس کی چمن میں ساقی یہ بد شرابیاں ہیں
پروانہ وار جلکر گو [راکھ ہو گئے ہم]　　پر شمع رو [نہ چوکا] اپنی شرارتوں سے

شمس

تخلص جوانے است سعادۃ النیام [میر] شمس الدین نام [خوش] سخن المعروف بہ مرزا جن

[1] شعر ا۔ ا۔　[2] پاس ہے رخ اوس کا یعنی الخ ا۔ ا۔　[3] اوراست ا۔ ا۔

وے نبیرۂ سید رضی خان و [بحکم] وحیا تواماں [مخلوق شدہ] ازاں جاکہ طبع موزوں دارد گاہ گاہ شعر ریختہ بر روے کار [می آرد ایں دو] بیت از وے است ؎

سیج بدل[1] پھرتا جو تنہا وہ [بہت] خونخوار ہے ۔ قتل [پر یہ] آج کس کے پھر سجی تلوار ہے

سن کے رونے کے مری آواز کہتا ہے وہ شوخ ۔ [یہ] وہی کم بخت شاید یہاں پس دیوار ہے

شوکت

ورق ۱۷۵ تخلص مرزا علی [برادر] کوچک [مرزا مغل] سبقت است ایں دو بیت [از وست] ؎

[غمزہ ہے بلا عشوہ ستم] ناز غضب ہے ۔ آ [فت ہے] کچھ اس حسن کا انداز غضب ہے

[کوئی نہیں کہ یار] کی لا دے خبر مجھے ۔ [اے سیل] اشک تو نے بہا دے ادھر مجھے

شوق

تخلص ہفت کس [می] دانم اما یکے از انہا انشاء اللہ تعالے بہ [تکملہ] می نگارم و ازاں شش باقی

شوق (۱) اول - حسن علیخاں مرحوم است وے از تلامذہ سخن سنج [بدیہہ گو سراج الدین علیخاں آرزو[2]] و مرد سپاہی پیشہ بہ اندیشہ عمدہ معاش خوش قماش بود [دیوانے مردف] حاوی [پیش تر از انواع] شعر [دارد] ایں ہیچمداں سراپا نقصان منجملہ [آں] نہ شعر کہ بداں [دست یافتہ در ینجا می نگارد]. منہ عفی اللہ عنہ ؎

دکھا دیدار [اے پیارے کہ میں] فرقت سے مر گذرا ۔ [مری فردا ے محشر آج ہے میں کل سے در] گذرا

کسی کو باغ دنیا سے نہ دیکھا ہم نے خوش جاتے ۔ [برنگ شبنم ایک عالم یہاں سے چشم] تر گذرا

[آج آ ملو] تو بہتر وعدہ غلط ہے کل کا ۔ [جوں] طفل [اشک ہیں تو مہماں ہیں] کوئی پل کا

---

[1] سیج بدل تنہا جو پھرتا وہ الخ ۱۰ ۱۰ [2] انجای ۱۰ ۱۰

میں اپنی کم زبانی سے عزیزو گرچہ مرتا ہوں
لب زخموں سے قاتل کا ادا ے [شکر کرتا] ہوں
عبور اس بحر دنیا میں سبکساری سے کرتا ہوں
[حباب آسا] شمار دم سے بے کشتی [گزرتا ہوں]

آچکا خط بھی یہ تیرا بت نیا اک ناز ہے
[ہو چکی آخر بہار] اور اب تلک [آغاز] ہے
سلتے ہی نہیں یہ بت گمراہ کسو کی
ان ساتھ کٹے کس طرح [اللہ کسو] کی

رباعی

اس دور میں بد قماشں اکثر دیکھے
تھے وہ جو غلام تاج بر سر دیکھے
اے گنجفہ باز چرخ تیرے ہاتوں
اوراق جہاں تمام [ابتر دیکھے]

شوق (۲) **دوم** ۔ مولوی قدرت اللہ رامپوری وے باآنکہ بہرۂ از علوم [رسمیہ] دارد خود را از چرگہ علما می شمارد مرد خوش فکر عاشق مزاج لطیف الطبع با [ابتہاج است] مطلعے کہ از وے [بمن رسیدہ بہ] رشتۂ تحریر [کشیدہ] ؎

اے خدا یوں بھی کبھو تیری خدائی [ہوگی]
کہ مجھے اوسکی [جدائی] سے جدائی [ہوگی]

شوق (۳) **سیوم** ۔ [تہمن جنگ بہادر وے از امراے] دکن [ومرد] صاحب سخن است باہمہ باہلیت و آدمیت پیش می آئد و دل ہر کس و ناکس بحسن خلق می رباید قطعہ کہ در مبارکباد عید ماہ متبرکہ صیام براے سیف الملک گفتہ و بمن رسیدہ برشتۂ تحریر کشیدہ **قطعہ** ؎

عید روزوں [کی مبارک ہووے] حضرت کو مدام
نام آور رہو وے سیف الملک کا دنیا میں نام
حق تعالے باخوشی جم جم رکھے با [شو] ق و ذوق
دولت و عشرت [ظفر دیویں تجھے بارہ امام]

شوق (۴) [**چہارم**] ہندو نژادے است محبت التیام روشن لال نام وے [در سرود سرائی] و ستار [نوازی دستے دارد] گاہ گاہ ریختہ ہم از وسر انجام می یابد ایں دو بیت او راست ؎

[گردش چشم دکھاتا] نہ گل اندام کہیں
[یعنی] ٹوٹے گی [صراحی کہیں] اور جام [کہیں
عقدۂ دل] نہ کھلا ناخن تدبیر کے ساتھ
[آخرش کام] پڑا پنجۂ [تقدیر کے ساتھ]

شوق (۵) [**پنجم** محمد بخش] وے جوانے است [سپاہی پیشہ بہ اندیشہ] کہ مدتے در سلک ملازمان [نواب

۱؎ گو کہ ۱۔۱۔ ۲؎ صاف سخن ۱۔۱۔

امین الملک المعروف بہ] مرزا مہدیؔ و المتخلص بہ امیر انسلاک داشت [و در] ایام انعقاد مجلس مشاعرہ در [دولتخانۂ] ایشاں بنا بر اصلاح برکت اللہ خاں برکتؔ بگفتن غزل [طرحی] ہمت [می گماشت این دو] شعر از واست ؎

مرجھایا تصور میں ہم آغوشی [سے وہ] تو
اوس گل [کی اب] اس طور سے نازک بدنی ہے

اے شوقؔ اچھالے ہے وہ شیشے کو نشے میں
[منظور کسی] کی تو اوسے دل شکنی ہے

شوق (۹۶)

شتم ۔ عزیزے حافظ کلام رب الانام میاں غلام رسول نام وے مرد سپاہی منش و[۱]
عزیز خوش روش است از باشندگان این شہر دلپذیر و شاگردان محمد نصیر الدین نصیر این چار بیت ازو است ؎

ورق ۱۷۶

آپ کو رکھتا نقاب جیسے کر کے سو تدبیر کھینچ
لے گئی کوچے میں اوسکے مجکو پھر تقدیر کھینچ

اے مصور دیکھ ہم نے اب تسلی کے لئے
صفحۂ دل پر [رکھی ہے یار] کی تصویر کھینچ

کروں تعریف کس مونہہ سے اب [اے] شیریں دہن تیری
حلاوت بات میں پاتا ہوں ہر دم قند و مصری سی

بتاؤں سر بسر میں کیا تری اس مانگ کا نقشہ
میان [شب ہے روشن مہ جبیں یہ زور بتی سی]

شور

تخلص مرزا محمود [بیگ عرف ملھو] بیگ [مرحوم است وے] جوانے بود ہندوستان زا سپاہی وضع [ہنگامہ زا شوخ طبع] طبعے داشت موزوں و وضعے داشت [تہور مشحون] بیشتر غزل [در] غزل تا چار [پنج] غزل رطب و یابس میگفت اصلاح سخن از [سعادت] یار خاں رنگین و میر انشاء اللہ خاں انشا و محمد نصیر الدین [نصیر] میگرفت اما باستادی [احدے] ازیں ہا قائل نبود بہر حال تیز فکر بود افسوس کہ در عین جوانی رخت زندگانی بر بستہ در [معرکہ] از معارک آنجہانی شد حذاش بیامرزد این پنج [بیت] از وست ؎

میں نے صورت بھی نہیں رشک پری کی دیکھی
[اوسکے] سایہ کی جھلک دیکھ کے دیوانہ ہوا

شورؔ میں جیب کو کر چاک جو نکلا تو کبھو
ہاتھ میرے [سے] سے جدا دامن صحرا نہ ہوا

---

[۱] مہدو' ا. ا. ۵۲ از سکنۂ حضرۃ دلی است و شاگردان محمد نصیر الدین نصیر و عزیز خوش روش باتمکین لی است از باشندگان این شہر دلپذیر ۔ ا. اصل متن میں اس عبارت کو قلم زد کر دیا گیا ہے ۔ اور اس کی بجائے وہ عبارت ہے جو متن میں اوپر درج ہے ۔

وے قتل کو [ہمارے ارشاد] کر رہے ہیں یہاں کلمۂ شہادت ہم یاد کر رہے ہیں
[جہاں میں] بیٹھا غرور سے جو اوسی نے جور و ستم اوٹھائے
مسافران [سرائے فانی چلے] چلو تم قدم اوٹھائے
غضب آنکھیں بلا بالا ستم [مونہہ] کی صفائی ہے خدا نے اپنے ہاتوں سے تری صورۃ بنائی [ہے]

[شورش]

تخلص برخوردار ناصر حسین است سلمہ ربہ و مد عمرہ وے نوجوانے است سعادۃ نہاد از خواجہ زادہاے والا [نژاد] حافظ قران شاگرد دوست مہربان حکیم ثناء اللہ خان سلمہ الرحمٰن این ہفت بیت از گفتہاے وے است ؎

[باد صبا چمن میں ہو گر گزار] تیرا اوس گلبدن سے کہیو ہے انتظار [تیرا]
[شورش بتاں کے عشق میں] ہم آہ تم سے کیا کہیں
رسوا [ہوے ہیں جا بجا دیکھیں] خدا کر [تا ہے] کیا

تجھ میں [اللہ] از و ادا و [دلربائی] قہر ہے ساری باتیں [خوب] پر شب کی لڑائی قہر ہے
سر سے لے پاؤں تلک وہ عالم تصویر ہے بانکپن اوسمیں قیامت میرزائی قہر ہے
ناز و انداز و ادا [سب] خوب ہیں پر جان من دل کو لے کرتے ہو تم پھر بیوفائی قہر ہے
ہاتھ ملتا ہی رہے شورش حنا اور تجھ کو آہ ہووے اُس پاے نگارین تک رسائی قہر ہے
اسطرف دیکھا اور اودھر [دھر مارا] رکھا آن میں دل اوڑانے کا پر یہ تجھکو بھی ڈھب [قہر ہے]

شہرۃ

تخلص سہ کس می شناسم دو کس را از [ان بہ تکملہ] نوشتن قرار دادہ ام دریہ ترقیم یکے اینجا [دل نہادہ] و وے نوجوان سعادۃ نشان امیر بخش خان است سلمہ ربہ و مد عمرہ اصلش [از خطہ

ورق ۱۷۷

ل خوب ۱/۱۰

جنت نظیر کشمیر] و مسقط الراس‌ش خاک پاک شاہ جہاں آباد صانہا اللہ عن الشر و الفساد واقع شدہ بسیار شوخ طبع [اما] نہائت سعادتمند و خیلے ظریف مزاج لیکن بغائت دلپسند است [مشق سخن از دوستدار] سراپا وفاق حکیم ثناء اللہ خاں فراق [میکرد] از [چندے با والد ماجد و فرزند ارجمند ہمشیرہ پدر والا قدر خود میر فرید الدین آفاق سلمہ اللہ الخلاق بنواح ممالک جنوبیہ [شتافتہ] فتہ آنجا [مشق سخن] از میر موسوم میکند طبیعت جویائے دیدار [فرحت آثار] را و بسیار است او سبحانہ جل شانہ بطریق شائستہ و آئین بائستہ میسر کناد شوق [شعر گوئی] بسیار در سر دارد بشرط سیر مشقی خو [یش] خواہد گفت انشاء اللہ تعالے واز شوخ طبعیہائے وے است کہ باوصف امتناع شدید کہ [از] قبل این عاصی بانواع المعاصی و خان فراق واقع می شد بہ محمد نصیر الدین [نصیر] در عین مجمع شعرا بآئین ہمیں طرف نشدہ ملزم ساخت بہر کیف ایں چار بیت از گفتہائے اوست ؎

مکھڑے سے کب اوٹھاتے ہیں تیرے نقاب ہم [اے پر] حجاب اتنے نہیں بے حجاب ہم

ہماری نظروں میں تاریک ہو گیا [عالم بوقت] شام جو تم گھر سے سر کھلے نکلے

ہر گل سے کس طرح اوسے پھر بیکلی نہو جسکی کمر لچکتی ہو پھولوں کے ہار سے

حیرت پڑی ٹپکتی ہے سنگ مزار سے [آ] ئینہ کو [جلا] دو ہمارے غبار سے

[شہوۃ]

تخلص پسر [بد سیر شاہ معصوم] مہوس است وے مردکے بود فحاش و ہزل گو قر مساق نکوہیدہ خو خود [را] از دودمان اشرافت می پنداشت و ہمگی ہمت بر قر [مساقی] و ہرزہ [در] آئی می گماشت خود را بہ میر بکری اشتہار دادہ و از پیشگاہ سلطنت باز وے تمام مسخرۃ [الدولہ قر] مساق خان بہادر پھکڑ جنگ خطاب گرفتہ در ہم پیشگان خویش علم امتیاز برافراشتہ بہر کیف قطع دو بیتی وے بحکم مشتے نمونہ از خروارے تفریحا للطبع می نگارم ؎

؎[1]

. . . .

. . . .

[1] یہاں سے دو شعر خارج کر دے گئے ہیں +

شیدا

تخلص دو کس میدانم

شیدا (۱)

اول - خوا] جہ ہیگا ے مرحوم اصلش کشمیر جنت نظیر [است] و مولدش خاک پاک [شاہجہان آباد صانہا اللہ عن الشر و الفساد] شاگرد رشید شاہ محمدی بیدار و جوان خوش گفتار بود اوقات خود بعلاقہ ہندی بسر می برد واتاں کہ پیوستہ با [جوانان] مغل را صحبت داشت و صنعش بہ بازاریان [مغل زادے خانہ] جنگ معلوم می شد اما بسیار مودب و بغایت مہذب بود از [اکفا] و اقران خود [گو] سبقت ربودہ آسودہ زندگی می کرد حیف کہ در عین شباب [از محنت آباد] تنگنا ے دنیا رخت ہستی بربستہ بہ فسحت آباد الجنان [اقامت ورزید] خدایش رحمت کناد ایں نہ بیت از زادہاے طبع آں مرحوم است ؎

ناصحو بت کو میرے تم واللہ — دنگ رہ جاؤ بس اگر دیکھو
اپنے [شیدا کی] حالت جانکاہ — کیا ہو گر تم بھی آن کر دیکھو

چھوڑ نا ہو دیکھیو صید افگن اس نخچیر کو — ورنہ نام ابرو کماں رکھینگے تیرے تیر کو
شعلہ خو [میرے کو] اور آتش کا پرکالا کیا — آگ لگ جاوے مری اس آہ بے تاثیر کو

لے کے دل لے دلربا کیوں قسم کھاتے ہو تم — ہم نظر بازوں کے [آگے] سے کہاں جاتے ہو تم
آگے کیا تم سے توقع ہو گی شیدا [کو میاں] — ایک بوسے پہ چھری تلوار بتلاتے ہو

شیدا سنبھل [کے جانا کوچے] میں آج اوسکے — پتھر لئے [کھڑے] ہیں ہاتوں کے بیچ لڑکے

وفات ۱۱۸۸

تیری ابرو کے ہو سکے سنمکھ — کب یہ [طا] قت ہلال رکھتا ہے
تجھ سے شیدا طلب کرے بوسہ — جھوٹ ہے کیا [مجال رکھتا ہے]

شیدا(۲)

دوهم ـ سیدزاده متخلق بخلق جلی المسمی به میر فتح علی وے جوانے است سعادة آما از تلامذۂ سرآمد شعراے [فصاحت آما] مرزا محمد رفیع سودا مولدش قصبۂ مئو و [مسکنش بالفعل] بلدۂ لکھنؤ [ودر] سرکار دولت مدار نواب معلی القاب وزیر [الممالک آصف الدولہ بہادر درجرگہ] سپاہیان خاص ومصاحبان ذوی الاختصاص بمواجب مبلغ پنج صد روپیہ عز امتیاز داشت گویند کہ [بسیار متواضع و] خوشخو ونہائت خلیق وخوشگو واقع شد [ہ شعرش] بغائت پختہ و باکیفیت است دیوانش تا الیوم سہ ہزار بیت تخمیناً بر صفحہ روزگار ثبت افتادہ با فدوی پنجابی دراعانت استاد خود طرف شدہ غزلہاے خوب درجواب آں مرد پنجاب گفتہ بہرکیف ایں ہشت بیت از وے است ؎

کیا دل پر اپنے سختی ایام کی کہوں [میں] — سمجھا تھا جس کو شیشہ وہ سنگ ہو کے نکلا
راہ طلب میں ماندا چل دو قدم ہوا یہ — گویا کہ میں ہزاروں فرسنگ ہو کے نکلا
[رکھ] دل کو مرے لے مرے صیاد قفس میں — ٹھہرے سے ہے کوئی مرغ ہواگیر سر دست

میں تو ملوں گا ناصحا باتیں یہ تینوں جان کے — گو کہ [عدو] ہیں خوبرو دل کے جگر کے جان کے
منہ سے الٹتے ہی نقاب حلقہ بگوش ہو گئے — خال کے خط کے زلف کے بالے کے دُر کے کان کے
بندے ہوے بہ شش [جہت] ہم دل وجاں سے مطربا — تال کے سر کے ساز کے لے کے صدا کے تان کے

ق

خلق تمام جانے ہے ہم بھی سخنوروں میں ہیں — رتبے کے ذہن کے نام کے جاہ کے ذی کے شان کے
[تس [پہ] ہمیں یہ سمجھے آپ کہ نہ سکیں [گے] یہ غزل — [آفریں ایسے وہم پر] صدقے ہیں اس گمان کے

ایں غزل در کلیات سرامد سخن سنجان فصاحت اما مرزا محمد رفیع سودا دیدہ اغلب کہ بعضے بغلطی ثبت نمودہ باشند یا بود کہ از مرزاے مغفور است واللہ اعلم بحقیقۃ الحال

شیفتہ

تخلص جوانے است پنجابی الا [صل] دہلوی المولد حافظ کلام رب الانام [عبد] الصمد نام پدرش طالب علم بود وے بہ سپاہگری روزگار بسر میبرد شاگرد [بھور پنجاں] آشفتہ است ایں مطلع

ورق ۱۶۹

اوست ؎

بے سبب کاکل مشکیں کو یہ مشانہ کیا تھا [مونہہ] چھپانا تھا اگر تو یہ بہانہ کیا تھا

حرف الصاد المہملہ

در طے ایں حرف ذکر دوازدہ شاعر کہ تخلص پنج کس صادق و دو عزیز صبا است اندراج یافتہ و مجموع اشعار سہ و ہفتاد [شعر است]

صانع

تخلص لبنی میاں مرحوم است وے از سادات بلگرام و [واسطی الاصل] بود بیشتر شعر فارسی میگفت دیوان فارسی مردف دارد سرامد شعراے فصاحت آغا مرزا محمد رفیع سودا [در] ایامے کہ [شوق] فارسی گوئی بہم رسانیدہ بود ازیشان اصلاح سخن میگرفت گاہ گاہ بنا بر تفنن طبع ریختہ ہم از طبع وقادش ریختہ ایں دو شعر از ریختہ [ہاے فکر اوست] ؎

کیا دے کر سگ لیلی کو رخصت استخواں اپنا نہ چھوڑا ہاے کچھ مجنوں نے صحرا میں نشاں اپنا

صنم کی اوس محبت پر دیا تھا دین و دل صانع نہ تھا معلوم ہو جاوے گا یوں نامہرباں اپنا

صادق

تخلص پنج کس میدانم]

صادق (۱)

اول ۔ عزیزے از دودمان حری الاحترام میر جعفر خاں نام [وے از دار] لخلافہ شاہجہاں آباد صانہا اللہ عن الشر والفساد بود در آخر ہا رحل اقامت بدیار شرقیہ کشید و از ہماں نواح سفر آخرۃ گزید غفرانش رحمت کناد ایں دو شعر از زادہاے طبعش در اینجا ثبت افتاد ؎

دل ہے یہ یا [کبا] ب ہے کوئی عاشقی یا عذاب ہے کوئی

شرم سے نام وہ نہیں لیتا پر ہمارا خطاب ہے کوئی

صادق (۲)

دوم ـ میر صادق علی پسر نیکو سیر فوجدار خاں فیلبان فیل خاصہ حضور پر نور وے بہ فیل بانی فیل سواری مرشدزادہ شوکت پژوہ مرزا سلیمان شکوہ بہادر عز امتیاز دارد و شعر خود باصلاح شاعر فصاحت ادا میر انشا اللہ خان می رساند این پنج بیت از گفتہا[ے] اوست

صادق اب اور [سروکار نہیں] اون سے مگر — ایک بوسے کی رکھے ہے دل غمناک ہوس

نہ آفتاب سے ہر ذرہ یہ چمکتا ہے — وہ ایک نور ہے جو سب میں آ جھمکتا ہے

جلد آ جلد دم باز پسیں میں میرے — نظر آتا ہے چراغ سحری [کا نقشہ]

ہو نام خدا [تجھ] میں کیونکر نہ خود آرائی — اندا[ز] سخن یہ [کچھ] چہرے کی وہ زیبائی

تھی ایک تو کرتی ہی لاہٹ کی [غضب تس پہ] — [ہے] آفت جاں کا فر انگیا کی یہ سگھڑائی

صادق (۳)

سیوم ـ صادق علی شاہ عرف حیدری وے پنجابی الاصل است بالفعل در فرخ آباد فقیرانہ ایام بسر می برد مرد [خوش] اعتقاد درویش نہاد [واقع شدہ] گاہ گاہ بطور خود فکر ریختہ [میکند و شعر فلسفہ] رانہ میگوید این دو بیت از دے است

غرض کے آشنا ہیں سب زن و مرد — نہ ہو تو جفت اون سے آپ رہ فرد

کسو سے نفع ملنے میں نہ پایا — بہوت دل ہو گیا ہے اب مرا سرد

صادق (۴)

چہارم ـ میر صادق علیخان سلمہ الرحمن وے جوانے است از دودمان شرافت کہ بعظیم [آباد] تولد یافتہ نیاگانش دران دیار بعمدگی ایام بسر می بردند خود ش بحسن خلق و خُلق آراستہ و بخوبی صورت و سیرۃ پیراستہ خوش طبع شیریں گفتار کشادہ رو پسندیدہ اطوار واقع شدہ بر تحریک طبیعت کم کم شعر میگوید و گاہے بمیدان فکر غزل طرحی رخش ہمت می پوید بدوائی خانہ حضور پر نور علاقہ دارد این ہیچمدان سراپا نقصان بیت و یک شعر از اشعار ے کہ بوے منسوب است [می نگارد ولہ سلمہ ربہ]

تصور حبیب [کیا ہیں نے] سبو کا — گلابی کی طرح سے خون رو تھو کا

گریباں چاک، پھر ہووے گا ناصح — بھلا کیا فائدہ ایسے رفو کا

عبث چھوڑا کل اوس پیماں شکن کو — میاں [سچ کہتے] ہو تم میں ہی ہتو کا

آہ سحر نے سوزش دل کو مٹا دیا — اس باد نے ہمیں تو دیا سا بجھا دیا

ـــــــــــــــ

ما ل ہیں سے ۱ ۰ ۱ ۰

اس جسم نے تو نور کو جاں کے مٹا دیا — فانوس نے چراغ (ہمارا بجھا دیا)[1]
اس باغ روزگار میں جز داغ لالہ [سا] ں — اے چرخ کینہ توز ہمیں [تو نے] کیا دیا
پیری میں بھی مٹا نہ مرے دل سے داغ عشق — اس گھر میں صبح کو بھی نہ ہرگز بجھا دیا

مرے رونے سے رونا ابر کا افزوں نہ ہووےگا — کہ جاری آب ہوگا اوس سے ہرگز خون نہ ہووےگا
[ہمیں] زیر زمیں بھی چین لے گردوں نہ ہووےگا — دل بیتاب گر ہم سے جدا مدفوں نہ ہووے گا

قطعہ

جو [میں] کہتا ہوں اے ظالم کبھو تو ایک بوسہ دے — خراب اسمیں ترا کچھ [بھی] لب میگوں نہ ہووےگا
تو کہتا ہے زبردستی کا تو پیٹ[2]ا نرالا ہے — و لے ہیں جو خوشی سے تجکو بوسہ دوں نہ ہووےگا

شورش داغ کی میرے جو خبر گرم ہوئی — دہر سر کھولے ہوئے مارے جلن کے نکلا

وہ ہے عرق سے یار کے چاہ ذقن میں آب — دیکھے تو خضر کے بھی بھر آوے دہن میں آب
آتش کسی کے دل کی بجھا ہو سکے اگر — دیتا ہے کیا تو ابر صدف کے دہن میں آب
خسرو کو کیوں ڈبا نہ دیا جوے شیر [نے] — تیشے کی پہنچی جب کہ سر کوہکن میں آب
گریاں ہوئے ہیں دفن ہم اے تشنگان حشر — چاہو تو ڈھونڈ لیجو ہمارے کفن میں آب[3]

داغ دل جھمکے ہے یوں صادق کے سینے میں پڑا — جیسے جلتا ہو کسی گور غریباں کا چراغ
کیا ہوا اس فصل گل میں گھر مرے [پردا] نہیں — دل پڑا اوڑتا ہے کچھ پرواز کی پروا نہیں
کیا دخل ہم وفا سے [پھریں اور جفا سے یار] — سو مرتبہ زمانے میں گر انقلاب ہو
بن روے یار عیش ہو منظور گر ہمیں — جام شراب بزم میں چشم پر آب ہو
سدا ملک عدم کو قافلہ [یاروں کا جاتا ہے] — کسی دن اوٹھ چلو صادق اگر عزم سفر ہووے

---

[1] اصل میں کٹا ہوا ہے، اور نسخہ ا۔ ا میں یہ شعر ہی درج نہیں ہے، [2] پنڈا تو، ا۔ ا۔ [3] ا۔ ا میں یہ شعر درج نہیں،

صادق (۵)

پنجم۔ سلطان زادہ سلطنت [ارتسام] مرزا محمد نام کہ نسبت خویشی بجناب خلافت مآب حضرت خدیو [جہاں بادشاہ] زمین و زماں شاہ عالم پناہ وام ملکہ دارند و جوان خوش کردار ستو[دہ اطوار] نیک دین پاکیزہ یقین سعادتمند ارجمند گونہ از علم و عمل بہرہ اندوز و پارۂ از فضل و ہنر سعادۃ افروز واقع شدہ اند تا شرح [ہدایۃ] حکمت (میبذئی) تحصیل نمودہ و بعضے رسائل عربی از بر فرمودہ اند شعر خوب می [فہمند] گاہ گاہ بمیدان ریختہ گوئی فرس طبع [را] جولاں میدہند ایں پنج بیت از طبع [زاد] الشان است ؎

کیوں فلک کہہ سرکشی کب ہیں نے کی تھی تجھے آہ — عرش سے پٹکا جو تو نے خاک پر میرے [تئیں]

کسطرح ملئے بہم فرصت ہے کب میرے تئیں — دوست دشمن دیکھتے ہیں سب کے سب میرے تئیں

ورق ۱۸۱

تیرے ہی سر کی قسم میں اپنے سر کو کاٹ دوں — گر کو[ئی دیوے] ترے سر کی قسم میرے تئیں

تو نہ آیا راہ تیری دیکھتے ہی دیکھتے — پیش آئی جان من راہ عدم میرے تئیں

ہے دعا صادق کی یہ بار و برائے اہلبیت — جز غم شبیر کچھ نہ ہو نہ غم میرے تئیں

صاحب

تخلص پسر شمرو فرنگی است کہ از حضور والا خطاب مستطاب مظفر الدولہ مختار الملک ظفریاب [خان] بہادر نصرۃ جنگ سرافراز بود و نظم و نسق سردھنہ وغیرہ چند پرگنہ آنروے دریاے جمن و بادشاہ پور بوے تعلق داشت اما چوں عیش دوست [افتادہ بود] حل و عقد پرگنات بزوجہ پدرش کہ عورتے است بس ہوشیار و بسیار ریختہ کار تا الیوم وابستہ است چندے طرح مشاعرہ بخانہ خود انداختہ بود [در موسیقی و] مصوری دستے داشت نستعلیق ہم [می نگاشت] و شعر نیز میگفت گو ہمند بسیار [صاحب سلیقہ] بود اما خیلے ستمگار مردم آزار چندے پدار القرار قرار گرفتہ بہر کیف ایں سہ شعر از وے است ؎

ہے زلف حلقہ زن خط دلبر کے آس پاس — یا اژدہا ہے فوج سکندر کے آس پاس

ف ۱۰۱. میں یہاں خالی جگہ چھوڑ دی ہے اور اصل میں 'میبوذی' مرقوم ہے ٭

شمع کے چہرے پہ یوں پہچاں رہے ہے موج دود | جس طرح [مونہہ پہ] لٹوں کو کوئی جوگن چھوڑ دے
ہے امام پاک کی [تجھکو قسم] مت چھیڑ جان | [ٹوٹ] ہی جاویگا ڈورا دیکھ سمرن چھوڑ دے

صاحبقراں

تخلص شخصے است فحاش ہزل گواز سکنہ بلدۂ لکھنؤ دیوانے مملو از انحاے فحش و اقسام ہزل دارد موزون الطبع واقع شدہ در ردیف و قافیہ غلطی نمی کند اما غیر از ہزل و فحش بر زبانش نمی رود ازیں باب پیوستہ کاغذ سیاہ می کند این پنج بیت از وے است ؎

[1] . . . .

. . . .

صبا

تخلص سہ کس این کس می شناسد تحریر یکے از انہا بہ تکملہ النسب می[2] پندارد و دو کس را درینجا می نگارد[3]

صبا (۱) اول ۔ [مرزا راجہ شنکر ناتھ] مہین پور مرزا راجہ رام ناتھ ذرہ وے جوانے بود خوش خلق عمدہ معاش [پاکیزہ وضع یار باش] چندے طرح مراختہ بخانہ خود [می انداخت و اشعار] خود از فیض نظر [سخن سنج بے نظیر محمد تقی] میر درست میساخت این سہ بیت از وے است ؎

نظر آتا نہیں [کوئی جہاں میں] مہرباں اپنا
کہوں میں کس سے جا کر ہائے یہ راز نہاں اپنا

یہاں تک آئے نہیں جو دیکھ کے تم کالی رات | اس بہانے سے غرض آپ نے یوں ٹالی رات
ہوں میں صدقے ترے بہانے کے | زور ڈھب یاد ہیں نہ آنے کے

---

[1] یہاں سے پانچ بیت ترک کر دیے گئے ہیں ۔ [2] پنداشت ا۔ا۔ [3] بنگاشت ا۔ا۔

مصحفی (ریاض)

[دوم ۔ لالہ کان] چیتول کائت خیال شاعر [ی در] کاخ دماغش خیلے می پیچید وشعر خود باصلا[ح میاں غلام] ہمدانی [مصحفی میرساند] از چندے بدیار شرقیہ آنجہانی شدہ ایں ہفت بیت او گفتہ ؎

اس خاکدان سے [جھاڑکے] دامن کو جوں صبا ایسا گیا کہ پھر نہ سراغ صبا ملا

ورق ۱۸۲

تغیر [رنگ] ہیں تاب و تواں نے ہمرہی چھوڑی رعیت جس طرح پھر جاے ہے معزول عامل سے

بھٹکا پھرے ہے مجنوں لیلیٰ کے [قافلے] میں
یہ پوچھتا کہ یارو محمل کدھر گیا ہے

کیا تونے کچھ صبا سے اے تند خو کہا تھا روتا ہوا ادھر سے با چشم تر گیا ہے
نہ آیا وہ مسیحا دم دم آخر بھی بالیں پر موا تو میں و لے ارمان یہ دل میں رہا ہے
عاشق مضطر کا سوز دل نہاں کیونکر رہے شمع کے شعلے کی لے یارو زباں کیونکر رہے
ہاتوں میں تیرے پیارے یہ طائر حنا ہے یا مرغ دل ہے میرا بسمل اسے کیا ہے

صفدر

تخلص میر صفدر علی است وے سیدے است از سکنۂ نواح جیپور بعلاقۂ امیر سامنی بعضے امور سرکار دولتمدار نواب اسد الدولہ نجابت علی خاں بہادر ہزبر جنگ متعلق است گاہ گاہ بطور خود شعر ریختہ میگوید ایں دو بیت از وے است ؎

دل کو تو مرے [چھیڑا] یوں اے جان سمجھ کر افگار کو نہ چھو لعل بدخشان سمجھ کر
اے ساکن اقلیم عدم [ہم] دم ترے قرباں کیا لاؤں ضیافت تری مہمان سمجھ کر

ے لا جو ا۔ا۔ ۵ے نجاست ا۔ا۔

صفدری

تخلص دوکس میدانم یکے ازاں انشاء اللہ تعالے در تکملہ می نگارم [ودیگرے میر] صادق علی است برادر خورد میر نظام الدین ممنون وے نوجوانے است تازہ مشق کہ شعر خود از نظر برادر بزرگ خود میگذراند و بسیار سعادۃ شعار نیکو کردار است ایں ہفت شعر از وے است ؎

قتل سے منکر جو ہو تو ہو تا ہے میرے راست ہے — کس کے خوں کا رنگ دامن [پہ یہ قاتل] رہ گیا
صفدری دو چار آہیں بھر کہ یہ بھی ہو چکے — سر پہ اپنے ایک یہ چرخ سیہ دل رہ گیا

آنکھ اپنی یہ کس کے در دنداں پہ پڑی ہے — جو تار ہے آنسو کا سو موتی کی لڑی ہے
چیچک کا ستمگر سرابرو ہے ترے داغ — یا قبضۂ شمشیر پہ چُنّی یہ جڑی ہے
جب رخ سے اوٹھا اوسکے دوپٹہ میں کہوں ہوں — جاگو کہ رہی صبح میں بھی کوئی[1] گھڑی ہے
لے موںہہ پہ وہ بت زلف سیہ فام کہے ہے — مت چھیڑ جگا مت کہ ابھی رات بڑی ہے
مژگاں کے تصور میں غضب رات کھٹک تھی — اے صفدری اس دل میں عجب پھانس گڑی ہے

حرف الضاد المعجمہ

در طے ایں حرف [ض] کہ پنج شاعر کہ دوکس ازاں ضمیر تخلص میکنند و دو عزیز ضیا اندراج یافتہ و مجموع اشعار [ہیژدہ[2]] شعر است

ضبط

تخلص عزیزے است از دودمان طہارۃ پناہ مسمی بہ میر حسن شاہ وے از خوش فکراں

---

[1] جاگو کہ صبح میں بھی رہی کوئی الخ   [2] نسخہ اصل میں یہاں جگہ چھوٹی ہوئی ہے ؎

بلدۂ لکھنؤ و صاحب طرزان آنجا [و] مرد صاف طبیعت و باحیاست ایں مطلع از واست ؎
نقد دل [وحشت] میں کھو کر اک جنوں پیدا کیا   ہم نے بازار محبت میں یہ کیا سودا کیا

ضمیر

تخلص دو کس میدانم

ضمیر (۱) اول - مردے نیک نہاد از سکنہ مستقر الخلافہ اکبرآباد شیریں کلام شیخ مداری نام خوش تقریر شاگرد محمد ولی نظیر وے اگرچہ بیشتر مشق سخن از شاعر موسوم [نمودہ] اما از [شا] ہ محمدی بیدار علیہ الرحمۃ اللہ الغفار ہم استفادہ فرمودہ بہر کیف [ایں دو شعر] طبعزاد اوست ؎
[چشم] بد دور جدہر آپ گذر کیجیے گا   ایک عالم کے [تئیں] زیر و زبر کیجے [گا]
وہ [ابھی تو] نو گل آرزو وہ ہنوز تازہ بہار ہے   نہ کچھ اپنے سے ہی اسے خبر [نہ خدا سے کچھ سروکار ہے]

ضمیر (۲) دوم - لالہ گنگا داس وے کائت زادہ ایست با ادب مہذب کہ در [قرعہ اندازی] دستے دارد و بہر دو زبان ہمت بہ شعر گوئی می گمارد شعر فارسی بسمع مرزا محمد عشق سلمہ اللہ تعالی میرساند و در ریختہ نسبت تلمذ بہ محمد نصیر الدین [نصیر دارد] ایں پنج بیت از ریختہ ہائے [طبع اوست] ؎
سینہ اوس ناوک مژگاں سے مشبک [ہے ضمیر]   [شو] ق سے ہاتھ لگا خانہ [زنبور] نہیں
روکش ابر بہاری کیا یہ چشم [زار ہے]   خندہ زن گل پر بھی زخم سینہ افگار ہے
اس بہار داغ دل سے ہے فراغ سیر باغ   سیر گل بے رشک گل آنکھوں میں اپنی خار ہے
میں بتاتا ہوں ضمیر اب کچھ تجھے بھی ہے خیال   چشم خواب آلودہ اوس کی فتنۂ بیدار ہے
سپر دہ باندہ کے نکلا ہے آفتابی آج   ضمیر اوس کے حضور آفتاب کانپے ہے

ضیا

تخلص دو کس می شناسم

ضیا (۱) اول - در [دریائے سلطنت را درخشندہ درمے] زا ضیا بخت بہا [در] خلف الصدق

مرشدزاده [و میمنت لزوم مرزا] فرخندہ بخت مرحوم [ازآنجا کہ جناب ایشاں از بدو شعور شیفتۂ شعر گوئی و فریفتۂ شاعری است کلام صحت نظام شاں بہ پختگی [و خوبی گرائیدہ گوئند کہ زمین ہاے سنگلاخ را رخش طبیعت ایشاں بسہولت طے می کند بہر کیف ایں سہ بیت از زادہاے طبع وقاد ایشان ا] ست ؎

نہ شب کو خواب نہ دن کو قرار رہتا ہے — مجھے کسی کا مگر انتظار رہتا ہے

متاع صبر گیا کون لوٹ کے کہ یہاں — اب اضطرار سا کچھ اضطرار رہتا ہے

چھڑا کے کون گیا ہاتھ [سے ضیا دامن] — بندھا جو اشک کا تا جیب تار [رہتا ہے]

ضیا (۲)

[دوم - گو] ہر دریاے حب رب العالمین [مسمی بہ میر ضیاء الدین مولدش خاک پاک شاہ جہاں [آباد صا] نہا اللہ عن الشرو الفساد است اگرچہ از یک چند بدیار شرقیہ رخت سفر بربستہ بعظیم آباد رحل اقامت افگندہ از ہمانجا مرحلہ پیماے ملک بقا گشتہ خداش رحمت کناد ملخص کلام وشے شاعر خوش گو شیریں گفتار صاحب اشعار آبدار ستودہ اطوار پسندیدہ کردار بود بیشترے از سخن سنجان آں دیار نسبت تلمذ بوے دارند و استاد زمانہ خود می نگارند ایں ہفت بیت از نتائج طبع نقاد اوست ؎

ورق ۱۸۴

پلا دے آب خنجر ہم کو قاتل تشنہ جاتے ہیں — جو کوئی مرتا ہے اوسکے حلق میں پانی چواتے ہیں

باد بھی کھائی نہ تھی دل نے کہ مرجھانے لگا — آہ یہ غنچہ [تو] کچھ کھلتے ہی کملانے لگا

فیہ شی لا یخفی علی ذوی الالباب [اگر] مصرع ثانی بایں طور می گفت کہ [ع]

پہلے ہی کھلنے سے یہ غنچہ تو کملانے لگا — خوب می شد

صاف تھا جبتک جواب صاف تھا قاصد کے تئیں — ابتو خط آنے لگا شاید کہ خط آنے لگا

کل کی رسوائی تجھے کیا بس نہ تھی اے ننگ خلق — اوسکے کوچے میں ضیا پھر آج تو جانے لگا

چشم گریاں سینہ بریاں دل کو جلتا لے چلے — شمع رو مجلس سے تیری [ہم بھی کیا کیا] لے چلے

تیرے کوچے سے ضیا کو یہ فلک یوں لے چلا — نیم بسمل کو کوئی جیسے تڑپتا لے چلے

ضیا مضطر ہے دل اپنا وہاں کیا دیکھ آیا ہے — جو ہر اک بات کہنے پر یہ قاصد رو دیتا ہے

---

۱ کلام کہ شاعر خوش ۱۰۱ ۲ وقاد ۱۰۱

حرف الطاء المهمله

درین حرف ذکر پنج شاعر که ازان طالب تخلص می کند اندراج یافته و مجموع اشعار چهل و پنج شعر است و منجمله آن یک رباعی مستزاد واقع شده

طالب

تخلص سه کس میدانم

طالب (۱)

اول ـ میر طالب علی فرزند ارجمند سید الشعرا میر غالب علی خاں سلمہا الرحمن وے جوانے است بسیار مہذب بغایت مودب خوش اختلاط نیک ارتباط با حلم پرحیا صاحب فہم بے ریا گاہے فکر ریختہ می کند و اصلاح سخن از والد ماجد خود می گیرد این سہ بیت از گفتہ ہاے وے است ؎

مضطر ہو کب ہیں اوٹھ شب لے آہ پر و نہ آیا ۔۔۔ گھر سے ترے گلی میں تا بام تو نہ آیا
جز اشک مردم اوسکی آنکھوں کے سامنے سے ۔۔۔ میری نظر میں کوئی بے آبرو نہ آیا
طالب رہا ہیں اوس کے دیدار کا پہ طالب ۔۔۔ مطلوب تھا جو میرا آئینہ رو نہ آیا

دوم ـ عاشور بیگ خان سلمہ الرحمن خلف الصدق [دولت بیگ خان] مرحوم کہ در ایام دولت نواب غفران مآب امیر الامرا ذوالفقار الدولہ نجف خاں بہادر بہ سرکردگی چند صد سوار جرار روزگار بسر می برد اصلش از توران و مسقط الراسش خاک پاک ہندوستان جنت نشان است مرد کشادہ پیشانی خوش زندگانی [نیک طبع شیریں] گفتار صاحب وضع ستودہ کردار واقع شدہ اشعار خود بیشتر بسمع محب سراپا وفاق حکیم [ثناء اللہ] خان فراق رسانیدہ و برخے از نظر سخن سنج بے نظیر محمد تقی میر ہم گذرانیدہ بہرکیف این چار بیت از ریختہ ہاے طبع اوست ؎

ورق ۱۸۴

رہا تجکو وہاں نت کام اپنا ۔۔۔ ہوا یاں کام اے خود کام اپنا
کہاں ملتا ہے طالب ہم سے وہ شوخ ۔۔۔ لو ہیں بدنام ہے اب نام اپنا

ـلہ او ا ۔ ا ۔

رقصِ بسمل ہے طپیدن ہائے دل — تو بھی آ دیکھ تماشائے دل
ایک دم چین نہیں دیتا ہے — کاش سینے سے نکل جائے دل

طالب (۳)

سیوم - عزیزے است شیریں کلام طالب حسین نام اصلش از خطۂ بے نظیر کشمیر است و مولدش خاک پاک حضرت دہلی پرورش در عہد خوشش مہد نواب ذوالفقار الدولہ مرحوم اعتبارے داشت و خودش بالفعل در بلدہ لکھنؤ بداروغگی خاصہ شاہزادہ شوکت پژوہ مرزا سلیمان شکوہ بہادر عزامتیاز دارد گاہے بنا بر تحریک دوستاں ریختہ می گوید این ہیچمدان سراپا نقصان اندکے مدیدۂ خویش راہ استیعاب می پوید او راست ؎

اشک یوں جم گئے ہیں اپنے بھی مژگاں سے لپٹ — اوس جیسے کہ رہے خار مغیلاں سے لپٹ
دشت میں آہ مرے یار جو طالب نے بھری — ایک شعلہ گیا خاشاک بیاباں سے لپٹ

طپش

اگرچہ تحریر ایں لفظ در طے حرف فوقانی ما ہو التحقیق می بایست فرمود اما بنا بر مشہور تسطیرش [درینجا] مناسب نمود بہر حال ایں لفظ تخلص مرزا محمد اسمٰعیل عرف مرزا جان خلف الصدق مرزا یوسف بیگ خاں است وے بخارائی الاصل و جہاں آبادی المولد و از اولاد امجاد خدا دوست صاحب اجلال حضرت سید جلال قدس سرہ و مرد سپاہی پیشہ بہ اندیشہ نیکو شمائل پسندیدہ خصائل بارہا باش لطیفہ گو بذلہ سنج خوشخو است خط نستعلیق و شکستہ آمیز و صرافی خوب می نویسد و بقدرے از عروض و قافیہ ہم آگہی دارد با قاسم ہیچمدان سراپا نقصان خیلے مربوط شدہ بود حالا در نواح بنگالہ ایام بسر می برد خدا خوش دارد و شاگرد اوستاد صاحب درایت ہدایت اللہ خاں ہدایت است عفی اللہ عنہ و گاہے شعر خود از نظر فیض اثر مضمار سخن سازی را یکہ تاز مرد خواجہ میر درد علیہ الرحمۃ ہم گذرانیدہ اگرچہ بیشتر گرد مضامین اساتذہ می گردد اما شعرش کیفیتے دارد بہر کیف ایں عاصی بانواع المعاصی بیست و پنج شعر از نتائج طبعش درینجا می نگارد منہ سلمہ ربہ ؎

ل۱ جینے ، ا ، ۱ ۔

[ساقی] ہے دور مے ہے شب ماہتاب ہے — لیکن یہی غضب ہے کہ تو مست خواب ہے

نہ شہر بھاوے نہ صحرا بھلا لگے ہے آہ — الٰہی بیٹھے بٹھائے یہ کیا ہوا مجکو

خاک سے جام کیا جام سے پھر خاک کیا — تو نے کیا کیا نہ کچھ اے گردش افلاک کیا

کس کی طرف سے آج طپش تجکو یاس ہے — سچ کہہ ہمارے سر کی قسم کیوں اوداس ہے

کہے ہے بیٹھوں ہوں محفل میں اوسکی جب سے دور — اکل کھرا ہے کہ بیٹھا کرے ہے سب سے دور

کیوں [وصل کی دل] سے جائے امید — آخر دنیا ہے جائے امید

ہاتھ پہ لایا ہوں رکھکر دل کو ارزاں چیز ہے — لے لو وارے سے ملیگی دست گرداں چیز ہے

رقم کرتا ہے فوراً نام رنگیں شاہد گل کا — ٹپکتا ہے جہاں قطرہ چمن میں خون بلبل کا

ورق ١٨٥

اسی امید پہ اپنے تئیں آرام آتا ہے — کہ رہ رہ کر یہی کہتا ہوں اب پیغام آتا ہے

نہ جانا تھا یہ کچھ سوزش ہے جام عشق پیتے ہیں — اوترتے ہی گلے سے لگ گئی اک آگ سینے میں

سدا وصل کا دن ہی کم ہوتے دیکھا — ولے ہجر کی شب نہ کوتاہ دیکھی

بیٹھے بیٹھے یوہیں کچھ جی میں جو آجاتا ہے — خون دو دو پہر آنکھوں سے بہا جاتا ہے

زندگانی کسے بھلا اب کون سے آثار ہیں — زندگی جن سے عبارۃ ہے وہی بیزار ہیں

خلش آہ سے دکھ ہے سحر و شام مجھے — پھانس نکلے یہ جگر سے تو ہو آرام مجھے

اوس شمع رو سے دل کو یہ لاگ لگ رہی ہے — سینے سے لے جگر تک ایک آگ لگ رہی ہے

خدنگ ناز دل و سینے میں رہا تو ہے — لہو لگا کے شہیدوں میں اب ملا تو ہے

آہ سے فریاد سے نالے سے کچھ ہوتا نہیں — کچھ کرو اپنی طرف سے اونکو [کچھ پروا نہیں]

قطعہ

جب طپش کو نہ ملی بوسے کی اوس لب سے خیر — تب فقیروں کی طرح شعر یہ پڑھتا وہ چلا

بے نوا ہیں کسی پر زور نہیں یا محبوب — دیوے اوس کا بھی بھلا جو نہ دے اوس کا بھی بھلا

دیگر

کہا میں دل سے چل تجکو تماشا ایک کھلاؤں[1] — تہ کاکل عرق آلودہ وہ گردن جھمکتی ہے

[1] ایک دکھلاؤں

لگا کہنے طپش کیونکر بھلا اب گھر سے میں نکلوں — اندھیری رات ہے برسات [ہے] بجلی چمکتی ہے

دیگر

ٹکٹکی ہے نہ جھپکوں اوسے پلک — اشک بھی گو کہ اس میں ڈھل جاوے
آرزو ہے کہ جان آنکھوں سے — دیکھتے دیکھتے نکل جاوے

رباعی مستزاد

یا دیکھ نہ سکتا تھا مجھے ٹک دل تنگ — وہ غیرۂ ماہ
یا قتل کا اب کرنے لگا ہے آہنگ — بیجرم و گناہ
گہہ مہر و وفاداری و غمخواری ہے — گہ سنگدلی
القصہ طپش یار کے ہیں کیا کیا رنگ — اللہ اللہ

طفل

تخلص مرزا عبدالمقتدر فرزند ارجمند مرزا بابر مرحوم عم زادہ خدیو جہان سلطان الزمان شاہ عالم بہادر بادشاہ غازی است دیوانی و خانسامانی سرکار دولتمدار حضرت صاحب عالم و عالمیان مرشد زادہ زمین و زمان ولی عہد شاہ گردوں جاہ مرزا اکبر شاہ بہادر بایشان تعلق دارد بسیار نیک... عقیدہ و پاک دین و باحیا و با تمکین و باکثرے از صفات حمیدہ آراستہ و بہ بیشترے از اوصاف ... پیراستہ شنیدہ می شوند خیال شاعری از قدیم الایام درکاخ دماغ ایشان جا گرفتہ دیوانے مشحون اکثر انواع سخن دارند این بیست و یک بیت از نتائج طبع ایشان است ؎

میل خاطر پھر ذرا وہ دل میں کچھ لاتا چلا — نام کو سنتے ہی میرے ہیں کے شرماتا چلا
بیطرح سینے میں دل کچھ سر پٹک کر رہ گیا — مثل مرغ نیم بسمل یہ پھڑک کر رہ گیا
آزادہ دلوں کو مت ستانا — یہ بات مری نہ بھول جانا
ہر گھڑی کی یہ کج ادائی کیا — دم بدم ترک آشنائی کیا

دل جلا کر مرا کباب کیا　　واہ وا تم نے کیا ثواب کیا
ہاے اس عشق نے مجھے یارو　　در بدر گھر بہ گھر خراب کیا

بتاں کی چاہ پہ ہرگز [نہ ہو] جیو گمراہ　　گماں نہ کیجیو ان سے کوئی مروۃ کا
اوس میں مطلق نہیں وفا اے دل　　تو نہو اوسے آشنا اے دل
تری جدائی میں جاں آئی ساری تن سے نکل　　امید وصل پہ دم تھم رہا ہے آنکھوں میں
بوسہ دینے سے عار کرتے ہو　　دل مرا بیقرار کرتے ہو
جو [بعد] مرگ پہچیے تو کیا حصول ہوگا　　دیدار آخری ہے اسے قدردان پہچو
کسو کی کچھ نہیں تقصیر یارو　　برا ہو دیدۂ تر کا برا ہو
واہ کیا خوب لگاوٹ سیکھی　　زور ہے تو نے بناوٹ سیکھی
رات دن مونس جاں وحشت تنہائی ہے　　دل ہے میرا کہ کوئی وحشی صحرائی ہے
کون سے مذہب میں ہے عاشق کو حیراں کیجیے　　پیار سے زلفیں دکھا اوس کو پریشاں کیجیے
ہم پر اتنی بھی نہ کیجیے مہربانی بخشیے　　دیکھ لی ہم نے تمہاری قدردانی بخشیے
ہر طرح مجکو یہ ستاتا ہے　　دل ہی میرا مجھے جلاتا ہے
کہتے ہیں یار آتا ہے ٹک راہ دیکھ لے　　اے دل ابھی نہ جا اثر آہ دیکھ [لے]
عشق کا کام جی جلانا ہے　　عاشقوں کو سدا ستانا ہے

جسقدر ہم نے جفائیں عشق میں تیری سہیں　　ایک بھی گر تو سہے تو تجکو جانے مرد ہے
ہجر میں تیرے تڑپھتا ہوں اکیلا وشت میں　　ایک میں ہوں دل ہے میرا اور آہ سرد ہے
کیا کہوں کچھ کہہ نہیں سکتا ہیں طفل دل کا حال　　بیطرح کچھ آج تو سینے میں میرے درد ہے

حرف الظاء المعجمہ

درسطے ایں حرف ذکر سہ شاعر اندراج یافتہ و مجموع اشعار ہفتاد شعر است

ظاہر

ورق ۱۸۶

تخلص عزیزے است از خاندان حری الاحترام میر محمدی نام اصلش اگرچہ از حضرت دہلی است اما از یکچند بمستقر الخلافہ اکبرآباد توطن گزیدہ و بہرہ از فن شریف طبابت بوے رسیدہ ایں دو شعر از وے کہ بدست افتادہ بزبان قلم در داد اوراست ؎

گلے لگ جاؤ میاں دل کو مرے شاد کرو
خانۂ دل ہے جو ویراں اوسے آباد کرو

یہ تو سب جور و جفا ہو گئے خوگر ہم کو
چاہیئے اب ستم نو کوئی ایجاد کرو

ظریف

تخلص خدا یردی خاں[۱] برادر خورد سعادت یار خاں رنگین است کہ پیشتر بیتاب تخلص می کرد وے نوجوانے است مہذب نہائت باادب سپاہی نہاد خوش اعتقاد صاحب طبع نیک خو وضع دار کم گو گاہ گاہ فکر شعر می کند و شعرش باصلاح برادر بزرگش می رسد ایں ہفدہ بیت از گفتہائے اوست ؎

اس غم سے مر گئے ہم غمخوار تو نہ آیا
دل جب سے لے گیا تو دلبر کبھو نہ آیا

تیرے دہن سے از بس کھینچی بہت خجالت
غنچہ وہ کولی [illegible] جو سر فرو نہ آیا

قطعہ

پھر اسے پتنگ اپنے تو دل میں منفعل ہو
ہمقدر میرے دل کا سوزش میں تو نہ آیا

تو خاک تب ہوا جب محفل میں شمع آئی
اوس دم جلا یہ جس دم وہ شمع رو نہ آیا

آپ کا قصد ہے پھر غیر کے گھر جانے کا
فائدہ کیا ہے اجی ہم سے قسم کھانے کا

[۱] خدا ورد یخان" ۔ مجالس رنگین ص [illegible] ، مطبع محمدی [illegible]ھ

آہ و زاری ہے آج کچھ بیڈھب — بیقراری ہے آج کچھ بے ڈھب
جانکنی میں بھی اوسے تو نے نہ دیکھا ظالم — جان نکلی ترسے اوس طالب دیدار کی رات
ہوا وہ اور بھی بیزار میرے شور و افغاں سے — کری نالے نے اپنے واہ کیا تاثیر یا قسمت
میرے قدم کو ہر اک خار سر پہ رکھتا ہے — یہ فخر رکھتی ہے اپنی برہنہ پائی آج
کسی ہی کل سے مجھے آج کل نہیں پڑتی — کٹے گی کیونکہ خدایا شب جدائی آج

اوٹھا دیا مجھے اوسنے ظریف محفل سے — ہوا جو رات کوہیں اوسے ایک ذرا گستاخ
وہ گلبدن ہے مرا خواب میں چونک اوٹھے — گذر نہ اوسکی گلی سے تو اے صبا گستاخ
مجھے وہ ہر دم کہے ہے آپ خنجر دیکھ کر — قتل کیجے تجکو جی چاہے ہے اکثر دیکھ کر
اپنی آہ بے اثر نے کچھ اثر شاید کیا — وہ بھی مضطر ہو گیا کل مجکو مضطر دیکھ کر

کوئی عاشق کوئی دیوانہ مجھے کہتا ہے — ہائے ہرگز نہیں ہوتی مری بیماری ٹھیک[۱]
ہائے رے چھوڑ گیا غم میں جو تنہا مجکو — دل بھی عیار رہا اوس بت عیار سے مل
سیر گل کرنے کہاں پائے بھلا صیاد ہم — موسم گل میں ہوے زنداں سے کب آزاد ہم

ظفر

تخلص درثمین دریاے سلطنت وشہریاری کوکب دری آسمان رفعت وبختیاری صورۃ انتظام خلافت و فرمانروائی معنی نظام مملکت وملک آرائی لایق سراپا لیاقت وبہیم خسروی وظل الٰہی محق بالاستحقاق تخت ہمایونی واکبر شاہی وارث سریر گورگانی صاحب مسند صاحبقرانی شاہزادہ والا قدر مرزا ابوالمظفر بہادر خلف الصدق مرشد زادہ ولی عہد والا جاہ مرزا اکبر شاہ بہادر است ادام اللہ تعالے اقبالہما واستمر اجلالہما ذات ملکی صفات آن گل سرسبد چمنستان حشمت واقبال اکبر شاہی نہال سرسبز وشاداب بوستان جاہ وجلال قرۃ العین ظل الٰہی بہ تہذیب اخلاق حمیدہ خیلے

---

[۱] ہائے ہوتی نہیں ہرگز مری بیماری ٹھیک ا۔ ا۔

مہذب و بہ تادیب آداب پسندیدہ بغائت مودب بلند فطرۃ عالی ہمت ارجمند فطنت والا نہمت خوش طبع صاحب وضع سر بسر مہربانی و رافت یکسر قدر دانی و عنائت آدم شناس صاحب قیاس ہوشیار ستودہ کردار اعلے منش والا روش واقع شدہ شعرے کہ از طبع دربار جناب ایشاں می تراود لولوے باشد لالا سخنے کہ از فکر صائب حضرت شاں سر برآرد درے باشد یکسر صفا و سر بسر بہا شوق ایں فن شریف بسیار در سر دارند و اکثرے از اوقات ہمایوں بہ سخن سازی و نکتہ پردازی ہمت می گمارند اگرچہ درہاے ریختہ طبع صافی خویش کم و بیش گاہ گاہ بہ بعضے جوہریان جوہرشناس می نمائند اما از برخوردار کامگار میر عزت اللہ عشق مدعمرہ و زاد قدرہ کہ ازثنا سر رشتہ استادی ایں دودمان عالی شان دارد و آلفرا استشارہ می فرمائند [بہرکیف] شعر از نتائج طبع گوہر بار آں مہین اختر فلک خلافت و بہین دری آسمان سلطنت در سلک آراستہ تحریر خود می کشم لبجنابہ دام ظلہ ؎

پاؤں پھیلاے جنوں نے مرے یاں تک ہیں ظفر کبھو ثابت مرے ہاتھوں سے گریباں نہ رہا

نہ کیوں ہو بوسۂ لب سے ترے میرا دہن ٹھنڈا کہ پانی چشمۂ حیواں کا ہے اے جان من ٹھنڈا
تو اسدم آکہ ہے وقت سحر اے گلبدن ٹھنڈا زمیں ٹھنڈی ہوا ٹھنڈی مکاں ٹھنڈا چمن ٹھنڈا
برنگ شمع ہس ہس کر وہ شعلہ رو جلاتا ہے شتاب اے دیدۂ پرآب کر میرا بدن ٹھنڈا
ظفر کس شعلہ خو نے تیرے نامے کے کئے پرزے چلا آتا ہے دم بھرتا ہوا جو نامہ بر ٹھنڈا
فسانہ گر کروں اظہار اپنی شام غربت کا گریباں تا بہ دامن چاک ہو صبح قیامت کا

کہے تھی شب نہ گلگیر سے شمع رو رو کر وہاں سر پہ مرا تاج زر بنایا تھا
مجھے [تو بوسہ نہ] دے تا ہو تلخ کامی دور اسی لیئے تو تجھے لب شکر بنایا تھا
نثار شب کو ثریا تھی تیرے جھمکو پہ فلک نے انکا اوسے خوشہ چیں بنایا تھا
بہار دیکھی نہ تو نے کہ ہمنے اشکوں سے مژہ کو شاخ گل یاسمیں بنایا تھا
کس روش کس رنگ سے کیا کہتی آئی ہے بسنت اک شگوفہ سا نیا گلشن سے لائی ہے بسنت

ا؎ کچھ - نسخہ

مجھے تو بوسۂ عارض دے اپنی چھوڑ کے زلف — کرے ہے صاحب عصیاں کی پردہ داری رات
کرے تھی ناز عبث تاج زر پہ اپنے شمع — وہاں سر ہوئی آخر کو تاجداری رات
نظر پڑا شفق آلودہ پنجۂ خورشید — انہوں نے ہاتھ سے مہندی جو ہیں اوتاری رات

زرد جوڑا پہن کر کس نے دکھائی ہے بہار — پیرہن میں جو نہیں پھولے سمائی ہے بہار
دیکھ ٹک غور سے آئینۂ دل کو میرے — اس میں آتا ہے نظر عالم تصویر نہ توڑ

آبلہ نکلا نہیں داغ دل مضطر کے پاس — ہم نے یہ رکھا ہے ساقی شیشہ لا ساغر کے پاس
ابر کی کیفیتیں خالی ہمیں بھاتی نہیں — بادۂ گلگوں سے شیشہ رکھدے ساقی بھر کے پاس
ہیں تو سایہ سے بھی اوسکے مانگتا ہوں الحذر — جو ہو دیوانہ سو جاوے اوس پری پیکر کے پاس
دیکھے ہے سدا جلوۂ قدرۃ کا تماشا — چوں آئینہ وا کیوں نہو چشم پر طاؤس
روکش ہے خط سبز سے اوسکے دل پر داغ — ہے طوطی خوش رنگ سے جنگ پر طاؤس
کیفیت داغ پر طاؤس نہ پوچھو — جو داغ ہے سو ساغر بنگ پر طاؤس
حالت عشق سے دل کیوں نہو بیتاب ظفر — جانے دیتا نہیں مجکو کوئی دلدار کے پاس
اون کی شکلیں خاک و خوں میں آہ رلیاں دیکھیاں — رنگ محلوں میں جنہوں نے رنگ رلیاں دیکھیاں
لشکر طفلاں کو لیکر ساتھ کس شوکت سے آہ — تیرے ہاتھوں سے جنوں کیا کیا نہ گلیاں دیکھیاں

نہیں شکوہ کچھ اون سے ہے یہ اپنے بھاگ کی خوبی — ہمیں جب دیکھتے ہیں تو گھر میں بھاگ جاتے ہیں
شرارہ تبسم کیا کہوں اونکی کہ میرے خرمن دل میں — سدا برق تبسم سے لگا کر آگ جاتے ہیں

رکھے ہے مجکو یوں زیر فلک تقدیر چکر میں — کہ فانوس خیالی میں ہو جوں تصویر چکر میں
بگولا یہ نہیں صحرائے وحشت خیز میں یارو — رکھے ہے خاک میری عشق دامنگیر چکر میں

سلہ پ ۱۰۱۰

قاتل سے ہمیں اپنے شہادۃ طلبی ہے — واں آب دم تیغ ہے یاں تشنہ لبی ہے
آرام مجھے دنکو نہ دیتے ہو نہ شب کو — کیا کہیے تمہیں حضرت دل بے ادبی ہے
اس دور میں کیا خاک کوئی عیش کرے آہ — نے جام نہ ساقی نہ شراب عنبی ہے

تیغ کو تکتے ہیں اوس دم اوسکے جانبازان عشق — جب چڑھا[1] کہکے ہے اللہ اکبر آستیں
مجھکو یہ ڈر ہے مبادا کوئی دامنگیر ہو — خوں سے آلودہ ہے تیری اے ستمگر آستیں
ابر نیساں کیوں نہ خجلت سے ہو پانی اے ظفر — طرفہ تیرے کلک سے جھاڑے ہے گوہر آستیں

آج تشریف گلستاں میں وہ میکش[2] لایا — کف نرگس پہ دھرا کیونکر صبا جام نہ ہو
اے ظفر چرخ پہ خورشید جو یوں کانپے ہے — جلوہ گر آج کہیں یار سر[3] بام نہ ہو

یہ کہدے اے صبا اونسے یہاں آؤ ہوا کھاؤ — چمن میں صبحدم تک سیر فرماؤ ہوا کھاؤ
نہیں کم آہ سرد اپنی نسیم صبح سے پیارے — چمن میں اس دل پر داغ کے آؤ ہوا کھاؤ
یہ ہے ہنگام گرمی بے حجابانہ ذرا بیٹھو — قبا کے کھولدو بند اب نہ شرماؤ ہوا کھاؤ
جو اوسکے گال کو چھیڑا تو گالی دے کے یوں بولا — چلو بس اب ظفر مت گالیاں کھاؤ ہوا کھاؤ

فرقت کی رات کاٹی جن نے تڑپ تڑپ کر — یارب وصال اوس کا [روز] وصال میں ہو
اوٹھو [کہیں] ظفر اب بیٹھے عبث ہو در پر — وہ خواب ناز میں ہے تم کس خیال میں ہو

ہر اک موج سرشک اپنی جو طوفاں خیز ہے مردم — ہوا ہے چاک شاید چشم دریا بار کا پردہ
چمن میں شور سے آواز نالہ مت سنا ہرگز — بہت نازک ہے بلبل دیکھیو گوش یار کا پردہ
مرا مونہہ سامنے لوگوں کے کہتا ہوں نہ کھلواؤ — ابھی کھل جائیگا جو کچھ کہ ہے سرکار کا پردہ

تو نے گو کوچے میں کرنے گریہ و زاری نہ دی — ہر سر مژگاں سے ہے یاں خون کی جاری ندی

دل پہ کیا زلف بلا خیز سے آفت آئی — یاد قامت بھی مرے سر پہ قیامت لائی
موج [دریا] بھی ہوئی شرم سے پانی پانی — صبحدم زلف مسلسل جو تری لہرائی
ہم نہ کہتے تھے تجھے ہے یہ بلا آتش عشق — تو نے اے دیدۂ تر اور بھی اب بھڑکائی
قاصد اشک چلا دل کا جو سن کر پیغام — کیا ظفر اونے ملاقات کی پھر ٹھہرائی

---

[1] اولٹا ن۔ا   [2] بے شتاب ن۔ا   [3] لب بام ن۔ا

حرف العین المهمله

درطے ایں حرف ذکر سی و دو شاعر که من جمله آنها چار کس عاشق تخلص می کند و دو عاجز وسه عزیز به عزیز متخلص اند وسه عشق و سه بزرگ را عظیم تخلص اختیار افتاده و دو را علی و تخلص دو مرد عباس است اندراج یافته و مجموع اشعار چار صد و چهل و دو[1] شعر است که بالذات و بالاستقلال مندرج گشته و من جمله آنها هفت رباعی و دو رباعی مستزاد واقع شده و نه بند مخمس هم بالذات مرقوم گردیده و یک شعر میدان سخن سازی را [یکه تاز مرد خوا] چه میر درد و یک [شعر] شاعر شان جلی المتخلص به ولی و دو شعر فارسی سخن سازه واقف امور مخفی و منجلی شاه ناصر علی علیهم الرحمة و الغفران بالعرض و تقریباً به تحریر در آمده

عاصم

تخلص نواب معلی القاب امیر الامرا [صمصام[2] الدوله خان دوران خان بهادر منصور جنگ شهید جنگ است ایشان از خواجه زادهای مستقر الخلافه اکبرآباد از اولاد امجاد مقبول درگاه کردگار حضرت خواجه علاء الدین عطار اند قدس سره شوکت امارتم و شکوه سلطنت نزائی جناب ایشان بنابر وضوح واضح و شیوع شایع محتاج بیان و مفتقر تبیان نیست از حسن خلق و عذوبت بیان شان چه برطراز دکه خامه با وصف دو زبانی رقم عجز بر صفحه تحریرش کم می نگارد از شجاعت و به دلی ایشان چه بر نویسد که قلم حقایق رقم باوجود سر بریده شدن سینه شق میکند با آنکه امرای بادشاهی هر یکے در نفاق و کینه توزی گوے سبقت از هم ربوده از میدان نبرد آزمائی پهلو تهی میکردند با معدودے چند که هر یکے از انها صد رستم و هزار افراسیاب در جلو داشت به طهماسپ قلی نادر که با سه صد (کذا) هزار ایرانی غول بیابانی باستماع نفاق و نمک (حرامی[3]) سران هندوستان جنت نشان یورش نموده بود طرف شده کارزارے بر روے کار آورده ع

---

[1] ن ۱. و. [2] نسخهٔ اصل میں یہاں سے لے کر تا اختتام اشعار عاصمی بقدر چالیس سطر عبارت درج نہیں ہے۔ جو یہاں صرف ۱. و. سے منقول ہے معلوم ہوتا ہے کہ ایک پورا ورق ضایع ہوگیا ہے [3] بحرامی ۱. و.

فلک گفت تحسین ملک گفت زہ
و روح بہمن و سام از نظارہ اش چشم خیرہ شد آخر کار با رفقاے صاحب اقتدار خود زخمہاے کاری برداشتہ گلگونہ شہادت بر رخ مالیدہ سرخروئی جاوید اندوختہ خنداں و کشادہ پیشانی بروضہ رضوان خرامید و ہیچ یکے از منتوسلانش از معرکہ دلیری رو نہ گردانید مجروحے نیم جان اگر بہ بقیہ آبخورش باقی ماند بقیہ عمر ترک تعلقات گزیدہ منزوی زاویہ عزلت گشت عفی اللہ عنہ وعن سایر المسلمین انا للہ و انا الیہ راجعون مختصر کلام کلام با فضلا و علما مقصد اعلی و مطلوب قصوی آں شیر بیشہ ہیجا و ہنر پر مضمار وغا بود بہرچہ تمامتر در تعظیم و توقیر ایں گروہ والا شکوہ می کوشید از اوصاف حمیدہ آں ستودہ صفات است کہ نوکر را ہرگز برطرف (نہ) میکرد و از وامے گرفتہ تا صد ہزار تنگہ زر سرخ رشوۃ نمی گرفت شعر فارسی بسیار با متانت میگفت گاہے بنا بر تفنن شعر ریختہ ہم از طبع نقادش ریختہ در آخرہا شعرے کہ بنا بر وو ربینہاے نفس نفیسش نظر بر کردار نا ہنجار سپہ سالاران نفاق پیشہ بد اندیشہ در جبین زمزمہ نمودن عندلیب خوش الحان کہ در حضورش بر چکس نشستہ بود بدیہہ بر زبان حقیقت ترجمانش رفتہ و بقاسم ہیچمدان سراپا نقصان رسیدہ می نگارد منہ عفی عنہ ؎

نزدیک ہے خزاں کا ہووے گذر چمن میں ۔ تو شور کر لے بلبل آوے جو تیرے من میں

عاصی

تخلص خواجہ برہان الدین خاں جہاں آبادی است عفی اللہ عنہ وے از خواجہ زادہاے عالی نژاد و مرد نیک نہاد خوش اعتقاد و از شعراے طبقہ ثانیہ بود و یک بیت و یک قطعہ از وے کہ بر زبان خاص و عام جاری است و عامہ نسبت بہ سرآمد شعراے فصاحت آما مرزا محمد رفیع السودا میکنند ثبت افتاد او راست رحمۃ اللہ تعالی ؎

رات کو میں شمع کے مانند رو کر رہ گیا ۔ صبح کو دیکھا تو سب تن اشک ہو کر بہ گیا

چمن کے تخت پر جسدن شہ گل کا تجمل تھا — ہزاروں بلبلوں کی فوج تھی اور شور تھا غل تھا
خزاں کے دن جو دیکھا کچھہ نہ تھا جز خار گلشن میں — بتاتا باغباں رو رو کے یہاں غنچہ تھا یہاں گل تھا

عارف

تخلص [محمد عارف] مرحوم است وے کشمیری الاصل وجہان آبادی المولد و از شاگردان شیخ نجم الدین آبرو و مرد نیک خو یار باش پاکیزہ معاش بود و از رفوگری ایام بسر می برد بر کتب تا ئکہ بہید نظرے واشت بیشتر نامہائے مضامین دوہرہ وغیرہ اقسام اشعار ہندی زبان کشیدہ در دو شالہ ریختہ مید وخت ازاں روشعرش بنظر اکثرے از مردم کہ نظر بر کتب بھاگھا ندارند تازہ مضمون می نمودہ بہر کیف ایں ہشت شعر از گفتہائے وے است ؎[52]

کب اوترتی سر سے تیرے زلف سی، کالی بلا — خط نہ دھونے دے اگر اس طرح سے اے دلربا
جن نے پن چکی نہ دیکھی ہو سو دیکھے آن کر — پتلیاں پھرتی ہیں میرے دیدہ گریاں کے بیچ
ہے زندگی و مرگ فقیروں کی برابر — [جنگل] کفنی ہے وہی منگل کفنی ہے
قمری ہے جھکائے ہوئے سر سرو کے آگے — یا شیو کی پوجا میں کوئی برہمنی ہے
نہ ہووے درد اعضا تجھکو بلبل — اگر ملتی رہے تو روغن گل
ہزاروں معنی باریک آویں دل میں اے عارف — اگر زلف سیہ کا پیچ مونہہ پر اوسکے کھل جاوے
دختر رز سے کہہ کہ آن ملے — ورنہ عارف افیم کھاتا ہے
طفل ہولی باز کے ہاتھوں سے بچنا ہے محال — مونہہ سے چلتی ہے جو چلتی ہے یہاں مشت گلال

عاشق

تخلص پنج کس بمن رسیدہ بہ رشتہ تحریر کشیدن یکے را از انہا بہ تکملہ النسب وبیدہ وازاں چار کس کہ در ینجا مرقوم گردیدہ

[52] کذا — ۱۰۱۰ میں صرف ۱، ۲ اور ۸ واں شعر درج ہے۔

عاشق (۱)

اول - مہدی علی خاں مرحوم است وے مردے بود از خاندان عالی شان نواب غفران
مآب علی مردان خان بغایت نیکذات و نہایت ستودہ صفات خوش خلق شیریں گفتار کشادہ
رو نیکو کردار متواضع یار باش مہذب پاکیزہ معاش متصف باوصاف حمیدہ متخلق بہ اخلاق پسندیدہ
بہر کس بمواسا پیش می آمد و بہر یک از در مدارا می در آمد ظن غالب بلکہ یقین واثق کہ از وے غیر کمینہ
بے حیا و سفیہے بے سروپا بد نخواہد بود خیال شعر گوئی خیلے در کاخ دماغش جا داشت سہ دیوان ریختہ
و دو دیوان فارسی از وے بر صفحہ روزگار ثبت افتادہ و بیرون ازیں حملہ حیدری و یوسف زلیخا
و لیلی و مجنوں و خسرو و شیریں بزبان ریختہ در رشتہ نظم کشیدہ و عزم بالجزم نظم شاہنامہ پیش نہاد
خاطر عاطر داشت اما [عمر وفا نہ] کرد ملخص کلام نوعے از انواع شعر نیست کہ وے موزوں نہ کردہ
قریب دوازدہ سال بلا ناغہ روز جمعہ بانعقاد مجلس مشاعرہ بخانہ خود پرداخت و بہیچ مانع قوی بل اقوی
موقوف نہ ساخت حتی کہ صبح فاتحہ سیوم فرزند ارجمند خود نمودہ و بعد ظہر مجلس مراختہ منعقد فرمود
قلم حقایق رقم از تحریر خصوصیاتش بسر نمی آید زبان فصاحت بیان در تقریر اوصاف محمودہ
بقصور اعتراف می نماید عرصہ چار سال است کہ داغ جدائی بر دل کلفت منزل دوستان حاکی اندوختہ
و بگلزار جاودان بہار فردوس جناں خرامیدہ خدایش رحمت کناد دہ بیت از زادہاے طبعش در
ایں جا اتفاق تسطیر افتاد منہ عفی عنہ ؎

ورق ۱۹۰

دن تو جوں توں کے کٹا رات پھر آئی سر پہ — آفت تازہ جدائی مرے لائی سر پہ
یہ برگ گل نہیں ہیں زمیں پر جھڑے ہوئے — بلبل کے لخت دل ہیں زمیں پر پڑے ہوئے
یقیں ہے کب ہمارا لیکے ماتم آپ رو دینگے — مثال شمع اپنی خاک پر ہم آپ رو دیں گے
کشتۂ عشق کی کچھ بسکہ ہے تصویر جدا — سر جدا ہاتھ جدا پانوں کی زنجیر جدا
چمن میں کل جو وہ رعنا جواں دوچار ہوا — کہا جو گل او سے ہیں — گلے کا ہار ہوا
پوچھ مت کیا تری دوری سے مرا حال ہوا — مختصر قصہ کہ جیتا مجھے جنجال ہوا
ابر آتا ہے آفتاب چھپا — ساقیا مت شراب ناب چھپا
گو آہ ہیں اپنی نہیں تاثیر سر دست — پر ہے یہ بساط اپنی ہیں اک تیر سر دست
ہوا آبرو ہمادی جب اہل نظر کے بیچ — جوں مردمک وہ یار ہے چشم تر کے بیچ

کاکل ہے دام زلف بلا یک نشد دو شد　　پھندے میں جب پھنسے تو دلا یک نشد دو شد

دوم - بھولا ناتھ پنڈت پدرش گوپی ناتھ پنڈت بدیوانی نواب غفران مآب مجد الدولہ عبد الاحد خان بہادر بہرام جنگ عز امتیاز داشت و وے از بدو شعور بہ تربیت نواب مبرور بہ پیشکاری رسالجات خاصہ رسالہ خاص مرشد زادہ والاجاہ محمد اکبر شاہ بہادر معزز و محترم ماندہ مرد با حلم و حیا یک رنگ و باوفا است بہرہ و زبان سخن می گوید در ہردو میدان رخش ہمت می پوید این سیزدہ بیت از گفتہاے اوست ؎

تیرے چہرے کی صفا سے لے مہ سے مہر رات　　خوب محفل میں نمایاں جلوۂ مہتاب تھا

یہ خاک وفا پیشوں کی برباد نہ کیجو　　بندے کو غلامی سے تم آزاد نہ کیجو

اللہ تو جس دل میں نہ ہو عشق بتاں کا　　اوس دل کو تو نور اپنے سے آباد نہ کیجو

اگر کسی کے کہے سے ملال آیا ہو　　خدا کیواسطے جلدی سے پھر صفائی ہو

آ دیکھیو کبھو تو بھی مری جان تماشا　　آنکھوں سے کرے ہیں درغلطان تماشا

جس شخص نے تیرے گل [رخسار] کو دیکھا　　پھر عمر نہ اوسنے [گل] و گلزار کو دیکھا

اوٹھائیں عشق میں تیرے مشقتیں کیا کیا　　جفا و جور و ستم اور محنتیں کیا کیا

غیروں کی بغل میں تو مری جان رہا گرم　　اس رشک سے آنکھوں سے مری اشک بہا گرم

ان بتوں کے عشق سے عاشق ٹک اک دم تھام رکھ　　یاد حق سے بھی ذرا اے یار میرے کام رکھ

نام ہر روز ترا ورد زباں رہتا ہے　　دیدہ ہر شب ترے در پہ نگراں رہتا ہے

ہجر میں پیارے ترا عاشق نپٹ غمناک ہے　　جور سے تیرے گریباں تا بدامن چاک ہے

عاشق کو درد ہجر میں رکھتے ہو کس لیئے　　اس بات کا جواب تو اے مہرباں کہو

مت نکالو دل سے میرے ناوک اوس بیدرد کے　　جی نکل جاویگا میرا تیر کے پیکاں کیساتھ

سیوم - مولوی جلال الدین مرحوم وے بزرگے بود صاحب علم و حلم استفادہ کتب متداولہ علوم عقلیہ از جناب افادۃ انتساب کہ محقق فحل مدقق سرمنشأ فضلاے مدارس و معارک قاضی مبارک علیہ الرحمۃ والغفران فرمودہ و کسب فنون نقلیہ از خدمت بابرکت زبدۂ علماے عالی جناب مولوی عبد الوہاب مغفور والد ماجد مولوی نور احمد مبرور جد مادری برخوردار کامگار میر

عزت اللہ عشق مد عمرہ و زاد قدرہ نمودہ کا ہے بنابر تفریح و تفنن شعر ریختہ از طبع وقادش میریخت ایں مطلع از ریختہ ہاے طبع دربار آں والا تبار است ؎

[یہ] کس کے نوک مژگاں سے پڑا ناسور سینے میں	کہ بندھتے ہی نہ پایا زخم پر انگور سینے میں

عاشق (۴)

چہارم - رام سنگھ کھتری وے جوانے بود خوش خونیک گو استفادۂ سخن و راہت را از میر محسن تجلی نمودہ در آخرہا بہ محمد نصیرالدین نصیر توسل فرمودہ از چندے آں جہانی شدہ بہر کیف ایں چار بیت بوے منسوب است ؎

وابستہ ہے بہ تار نفس چشم زار میں	آواز دوست آتی ہے کیا اس ستار میں

نہ تو وا ناہے قفس میں نہ ذرا پانی ہے	خوب صیاد اسیروں کی یہ مہمانی ہے

کہاں طاقت ہے اوس گل کو مری فریاد سننے کی	نہ اتنا شور کر بلبل دماغ یار نازک ہے

نہیں معلوم اسمیں کیونکہ گنجائش ہے شانے کی	رگ جاں سے بھی جسکی زلف کا ہر تار [نازک] ہے

عاقل

تخلص عاقل شاہ مرحوم است وے درویشے بود بغائت سیاح و نہائت با صلح و صلاح ایں دو بیت قطعہ طور از وے است ؎

دیکھتا ہے جو کوئی شہر جہاں آباد کو	وہ تو کب کہتا ہے ویراں رسم نو ایجاد کو

قید بھی یاں تو نہیں اور چھوٹ سکتے بھی نہیں	واہ وا اس دام کو اور آفریں صیاد کو

عاجز

تخلص دو کس میدانم

عاجز (۱)

اول - عزیزے از خاندان عالی شان مسمی بہ میر غلام حیدر خان وے دراصل از سکنہ شاہجہاں آباد صانہا [اللہ] عن الشر والفساد است از یک چند فلک ناہنجار فتنہ بنیاد وے را بعظیم آباد [افگندہ] نسبت تلمذ بشاہ قدرت اللہ قدرۃ دارد و کم کم شعری نگارد ایں دو بیت از گفتہاے وے

است ؎

سوزش داغ کی میرے جو خبر گرم ہوئی — مہر سر کھولے ہوئے مارے جلن کے نکلا
پھر یہ عاجز نہ گیا دلی میں جوں نکہت گل — ایسا گلزار سے یہ اپنے وطن کے نکلا

عاجز (۲) **دوم** ۔ زور آور سنگھ کھتری نبیرہ رائے انند رام مخلص شاگرد شیخ نصیر الدین غریب اشعرش کیفیتے وارد ایں احقر چار بیت از وے می نگارد ؎

ایسے کافر سے لگا دل کہ ہوا کام تمام — لے گیا صبر و دل و طاقت و آرام تمام
عاشقوں کو ترے کیا نہیں آرام کہیں — دن کہیں رات کہیں صبح کہیں شام کہیں
ایسے بیدرد سے کیوں دل کو لگایا ہم نے — عشق میں جسکے کبھو چین نہ پایا ہم نے
شب مہتاب کس کمبخت کو ہجراں میں بھاتی ہے — کہ اس سے گرمی [روز] قیامت یاد آتی ہے

عزیز

تخلص سہ عزیز می شناسم

ورق ۱۹۲ **اول** ۔ شیخ محمد علی فرزند ارجمند شیخ عاشور علی وے جوانے است نعلمی پیشہ نیک اندیشہ مہذب باخلاق مردان بہشتی از اولاد امجاد حضرت شیخ سلیم چشتی قدس سرہ گاہ گاہ فکر شعر بطور خودی ساز د اشعار رطب و یابس دارد ایں پنج بیت او راست ؎

کل تم ہمارے پاس سے تو اوٹھ گئے بھلا — فرماؤ یہ کہ بارے سدہارے کہاں کہاں
داغوں کا میرے سینے کے نت پوچھو تو شمار — گنواؤں تجھکو سوزش کے مارے کہاں کہاں
وہ دن نہ ہوئے کہ مجھے جدا ہو مرا صنم — اللہ مت تجھے وہ زمانہ دکھائیو
گردش نے جام چشم کی بدست کر دیا — ساقی ہمارے پاس سے مینا اوٹھائیو
صبح کو وعدہ تھا تمہیں شب کے آنے کا تمہیں — اب یہ فرماؤ کرم فرما چلے ہو کس کنے

عزیز (۲) **دوم** ۔ کھیاری لعل کائستہ کہ پرورش بدولت رحمان یار خاں مرحوم سرفرازی داشت خوش می گوید ایں شش بیت از وست[۱] ؎

آہ مجھ سا عزیز دولت خواہ — ڈھونڈھیے گا تو پھر نہ پائیے گا

۱؎ اور یا از وا

ایسا ہے لعل لب کا ترے یار رنگ سرخ　　یاقوت جیں جگے آگے لگے ایک سنگ سرخ

ہماری تری پردے میں گفتگو ہے　　جو اوٹھ جاے پردہ تو پھر تو ہی تو ہے

یار اب[1] امتحان پر آئے　　قصہ کوتاہ جان پر آئے

قطعہ

آرام وصل و ہجر میں ممکن نہیں نہیں　　یوہیں ہمیشہ مضطرب اے رشک ماہ تھے

اب ہجر ہے تو حسرت دیدار میں ہے جی　　جب وصل تھا تو کشتہ تیغ نگاہ تھے

سیوم - لالہ ششبھو ناتھ وے ہے از جہاں جہان حضرت دہلی است ... جوہری پدر ... عزیز (۳)

بہرشناسا[2] بقدر مروت میکند شعرش ہے کیفیت نیست این سہ شعر او را ...

دیا دل اک نگہ میں دلربائی اسکو کہتے ہیں　　کیا ہیگا سب سے آشنائی اسکو کہتے ہیں

طواف کعبۂ دل کو چلے تھے چلتے چلتے ہم　　ترے قدموں تلک پہنچے رسائی اسکو کہتے ہیں

عزیز اوس یار کو ڈھونڈیں ہیں ہا ہر پیر و مرشد نے　　بتائی منزل دل رہنمائی اسکو کہتے ہیں

عزلت

تخلص میر عبد الولی مرحوم فرزند ارجمند سید سعد اللہ سورتی ہمشیرہ زادہ حضرت شاہ پیر[3] ساکن ورق ۱۹۳
قدس سرہ است حضرت خلد مکان را آثار اللہ برہانہ با سید سعد اللہ کہ درویش کامل و فاضل متبحر بودند
عقیدۂ تام و اخلاص تمام بود رقعہ چند بخط خاص بنام نامی جناب ایشان قلمی فرمودہ اند و این میر عبد الولی
عزلت را با وصف کہ با وصاف صوفیان صافی و با خلاق درویشان روشن طبیعت متصف و متخلق بودند
بر کتب متداولۂ علوم عقلیہ و بر صحف متعارفہ فنون نقلیہ عبور تمام و تبحر مالا کلام بود بحدے کہ بر
حواشی سید زاہد علیہ الرحمۃ تعلیقات ایشان یادگار است ملخص کلام [ر] یختہ گوئی خاصہ طرزے کہ پسند
خاطر عاطر حضرت ایشان افتادہ اگرچہ فرود آمدن از مرتبہ اعلی علم و فضل است اما گاہے تفنناً از طبع
شریف و طبیعت ظریف شان شعر ریختہ ریختہ بہر کیف این سہ شعر کہ بہ قاسم ہیچمدان سراپا نقصان رسیدہ
ثبت افتادہ

---

[1] یارب اب ا۔ ا۔　　[2] آشنا ا۔ ا۔　　[3] محمد قدس الخ ا۔ ا۔

دیکھ ڈھاڑی بچے کو ناکارہ — چڑھ کے گانے لگی کلاونتی

تم پر فدا ہیں سارے حسن و جمال والے — کیا خط و خال والے کیا صاف گال والے

جاتا ہے مونہہ چھپائے کیوں دیکھ ٹک ادہر بھی — او الفی شال والے عودی رومال والے

عسکری

تخلص مغل زادے است خوبی التیام مرزا محمد عسکری نام شعرش باکیفیت وندرۃ شاگرد شاہ قدرت اللہ قدرۃ گویند کہ مرد خوش طبع و نیک خو و عزیز [ظریف نہاد و کشادہ] رو است بہر کیف ایں مطلع از واست ؎

کہنے کو ادہر ادہر گئے ہم — تجھے تیری طرف جدہر گئے ہم

عشق

تخلص سہ عاشق مزاج بسن رسیدہ

عشق (۱)

اول ۔ شاہ گھسیٹا سے مغفور نبسۂ شاہ فرہاد مبرور کہ در مغل پورۂ حضرت دہلی بر مسند ارشاد تمکن گزیدہ عالمے را از انفاس متبرکہ خود بہرہ اندوز می فرمودند و سلسلۂ علیہ حضرت ایشاں بمیر ابوالعلی اکبرآبادی روح اللہ روحہ میرسد وے مردے بود والا نژاد درویش نہاد جلیل القدر روشن ضمیر صاحب توجہ قوی التاثیر مرشد سالکان [دی] رہ رواں از یک چند بعظیم آباد توجہ نمودہ خلق کثیر را ہدائت راہ مولیٰ فرمودہ بیشترے را بمنزل مقصود رسانید آخر کار بہماں دیار بروضہ رضوان خرامید در حین حیات خود بسیا [ر] بعزت و نہائت بحرمت دراں نواح ایام بسر بردہ رخش ہمت بمیدان تجرید و تو [کل] می تاخت و علم استادی دراں سرزمین می افراخت شعرش باکیفیت و تصوف آلودہ و پر مزہ و درد آمودہ است ایں بازدہ [ل] بیت از زادہائے طبع منیع آں بحر وسیع ایں قطرہ بے بہرہ می نگارد منہ

سلہ نہ ا۔ ا۔ اخیر کے دو بیت درج نہیں ۔

عفی اللہ عنہ ؎

کبھو سر کو پٹکتے ہیں کبھو ہم داد کرتے ہیں | کوئی سنتا نہیں اتنا کہ کیا فریاد کرتے ہیں
ہوئے صحرا نشیں تشریف لاوے جس کا جی چاہے | در و درباں نہیں رکھتے ہیں آوے جسکا جی چاہے
جب تلک اشک تھمیں بیٹھ اگر آیا ہے | تیری صورت نہیں آتی ہے نظر روتے ہیں
عالم عشق ہیں مجنوں بھی بڑا گاڑھا تھا | یار مجنوں سے بھی ہم گاڑھے ہیں پر روتے ہیں
بات کہنے کی نہیں طاقت شکائت کیا کروں | عشق رخصت دے تو شور حشر اب برپا کروں
دل سا جگر جو رکھے سوا اس سے دو بدو ہو | مونہہ دیکھو آئینے کا جو اس کے روبرو ہو
حسرۃ نہ رکھ یہ دل میں تروار مار پیارے | ہم مر گئے بلا سے دنیا ہو اور تو ہو
اوروں کا جگر یار جو تیروں سے چھنے ہے | یہ عاشق جاں سوختہ کس دن کیلئے ہے
نے درد دل ہے باقی نے آہ نے فغاں ہے | اے شور عشق سچ کہہ تو ان دنوں کہاں ہے
کیا فقیری ہیں عشق . . . . ہے | جسکو . . . . ہے[1]
دنیا عشق . نظارا ہے | کشتی چشم پہ اوتارا ہے

عشق دوم

دوم ۔ عزیزے از دودماں واجب الاحترام میر محمد علی نام وے مردے است صاحب استعداد از سکنۂ خیر بنیاد حیدرآباد [کہ از علوم] متعارفہ بہرہ [دارد] و بتذکار علم و ہنر بیشتر ہمت می گمارد دو شعر از وے کہ بمن رسیدہ برشتہ تحریر کشیدہ منہ عفی عنہ ؎

بسان مردمک چشم جو ہیں اہل نظر | قدم کو رکھتے ہیں کب اپنے گھر سے وہ باہر
جو صاف طبع ہے وہ ہرزہ گرد کب ہو کہیں | کہیں جگہ سے بھی جنبش کرے ہے آب گہر

سیوم ۔ برخوردار کامگار فرزند سعادۃ نشان دلبند راحت رسان محب اہل اللہ میر عزت اللہ مدعمرہ وزاد قدرہ وے جوانے است صالح خدا یاد نیک طبیعت درویش نہاد عقبی دوست دنیا دشمن پاکیزہ جان عاشق تن فتوۃ منش محبت الثیام مروۃ روش شیریں کلام سلیم الطبع مستقیم مزاج سراسر سرور سر بسر ابتہاج حافظ قران شریف صاحب طبع ظریف در فن طبابت ید طولیٰ دارد بمعالجہ مرضیٰ مسیحا ئیہا بر روے کار آرد از علوم ضروریہ بقدر کفائت فائدہ یاب و بہرہ اندوز است در تجوید وجوہ

ورق ۱۶۴

[1] ا،ا،۱ ۔ میں یہ دونوں بیت درج نہیں ؂

قرأتہ کلام الٰہی تعالے بشاشتہ منصور و فیروزہ و بصحبت اہل اللہ و صاحب دل بسیار متوجہ و مائل است واز ہمنشینی متمولان و اہل دول خیلے متنفر و بے دل خدا شاہد است و کفی باللہ شہیدا کہ قلم حقائق رقم ہرچہ از پارسائیش برنگارد در دیدۂ اہل انصاف بسیار کم نماید و زبان حقیقت ترجمان ہر قدر کہ از تقوی شعائیش بیان نماید بگوش نصفت نیوش منصفان یکے از ہزار و اندکے از بسیار درآید رجا از ارحم الراحمین جل جلالہ و غفور المذنبین عم نوالہ کہ عصیان ایں عاصی نامہ تباہ را بوے بخشد و از جرم ایں مجرم موسفید روسیاہ بفاتحہ خوانیش درگزرد ؎

شدیم پیر بعصیاں امید (کذا) آں دارم کہ جرم ما بجوانان پارسا بخشند

زور شاعری وے از اشعار آبدارش پیدا است و قوت سخنوری وے از کلام صحت نظامش ہویدا یک صد و ہشتاد و سہ شعر کہ شطرے است از اشعار آبدارش و مشتے است از انبار لآلی شاہوار نتائج طبع گوہر بارش برشتہ تحریر کشیدہ شد منہ سلمہ ربہ و مد عمرہ و زاد قدرہ ؎

اس خاتم دل کا تو مری جان نگیں ہے ہو تیرے سوا کون نگین ایسے مکان کا

ورق ۱۹۵

کسے دماغ اوٹھاوے جو ناز مو کمراں مجھے تو بال ہے سر کا وبال گردن کا

نہ چھپ ضعف سے تار نگہ میں اے مردم ہر ایک اشک کا منکا ہمیں ہے سو من کا

[طریق] عشق میں دست سبو سے بیعت ہے مرید شیخ نہ ہیں معتقد برہمن کا

بھڑکائی اور آتش گل اس چمن کے بیچ چل جا ہوا ہو دور ہو پنکھا نہ کر صبا

جنوں نہ ہووے ہے اب مجھسے دست برداری کہ ایک جیب رہا تھا سو تار تار ہوا

ترے گلے سے تو ہنا لگا ہوا گل رو مجھے یہ غم ہے کہ پھولوں کا کیوں نہ ہار ہوا

دل ہی رہا نے دین رہا نے صبر رہا نے طاقت ہاے یار وہ غارت گر نہ ہوا پر غارت سارا مال ہوا

یہ کیا غضب ہے یہ کیا ستم ہے کہ ہاے ابتک [نہ] یار آیا ادھر نہ ساقی شراب لایا ادھر وہ ابر بہار آیا

خط نے دو فی کی ترے چہرۂ گلگوں پہ بہار واہ کیا مکھڑے پہ پیارے خط گلزار کھلا

ٹپکے ہے چشم سے دل ہو ہو گداز اپنا ‏ احوال ہے یہ تجھ بن بندہ نواز اپنا

کچھ فقط حیراں نہ تاک بوستاں تک رہ گیا ‏ دیکھ میکش کو مرے پیر مغاں تک رہ گیا
دیکھتے نالہ مرا کیا قہر لاتا دوستاں ‏ پر خدا نے خیر کی آکر زباں تک رہ گیا
رفتہ رفتہ یہ ترقی کی دل عاشق نے شب ‏ اسطرف اے عشق کون و لامکاں تک رہ گیا

تازہ تر ہو وینگے اپنے پھر گل زخم جگر ‏ شوخ ان مہندی بھرے پاؤں سے مت ٹھوکر لگا
یوں ترے جگنو کا موتی ہے جھمکتا جا من ‏ چاند کے جیسے کہ ہووے متصل اختر لگا
یار آتا ہے چمن میں بہر نذر پیشکش ‏ تو بھی نرگس خوانچے میں لیکے سیم و زر لگا

باتیں خلطانی کی جو کیں میں نے تو ہنس کر بولے ‏ بولو آہستہ کوئی اپنا [پرایا] ہوگا

قطعہ

اپنے مقتول کی تربت پہ جب آ رشک چمن ‏ تو نے دونا کوئی پھولوں کا چڑھایا ہوگا
تاقیامت بخدا اپنے کفن میں ہر گز ‏ پھر تو پھولا وہ خوشی سے نہ سمایا ہوگا
عشق رہتے ہو تصور میں جو دلبر کے سدا ‏ آپ کو شغل کسی نے یہ بتایا ہوگا

جوں بنے وہ وں زخم دل اب ہمکو سینا عشق کا ‏ جا بجا از کل عشق سے یہ ہی ہے سینا [عشق کا]
دیکھ زلفوں کی کبھی بال آگیا اس دل میں آہ ‏ ہو گیا اے سنگ دل مو دار مینا عشق کا
بوسہ پاسے چند بعد از ماہ دیتا ہے وہ مہر ‏ ہو رہا ہے بس مقرر یہ مہینا عشق کا
یہ عشق رفتہ رفتہ آخر یہ رنگ لایا ‏ کم بخت دل کو میرے جی سے بتنگ لایا

کیئے شاداب جنگل سینکڑوں ابر مژہ تو نے ‏ کبھی پر مزرع امید عاشق کو نہ کبھی سیر [illegible]
کبھی سر مارتا ہوں کوہ میں گہہ سر بصحرا ہوں ‏ یہی عشق بتاں میں ہے ادھر جا اور ادھر جانا

چمن میں جب وہ گل خوش ہو سر کا کل نکالے گا پریشانی کا طومار اپنے پھر سنبل نکالے گا

چمن میں پھول ہونگے بلبل مسکیں کے اے شبنم یہ گلچیں یہاں سے گر سیپارہ ہاے گل نکالے گا

لا کر شیشۂ دل جام لعل یار کے لب سے خوشی ہو ہو صداے خندہ قلقل نکالے گا

غریق بحر ہمہ رنج و تعب ہوں عاقبت لیکن مجھے اس ورطۂ غم سے نشہ دلدل نکالے گا

ہمارا شیشۂ دل جام جم زیر بغل ہے پر بھرا اوس چشم میگوں سے تو جام مل نکالے گا

خیال گلرخاں جب دل میں ہوگا دلنشیں ہمدم بجاے اشک چشم خونفشاں سے گل نکالے گا

ورق ۱۹۶

دل صد چاک کی میرے اگر تصویر کھینچے گا گل صد برگ کا بہزاد [او] نقشہ کل نکالے گا

قفس سے تجکو اور زلف بتاں کے دام سے مجکو [خدا] کس رنگ سے اب دیکھیے بلبل نکالے گا

پڑھے گا یہ غزل تو عشق جب ہم اوس کی تربت پہ نواے آفریں واں ملبسل آمل نکالے گا

دل میں آہو نگہاں پھرنے لگے اب یارو ہاے اس شہر کو یوں دشت غزالاں [دیکھا]

پنجۂ خور سے کیا جیب کو ٹکڑے ٹکڑے صبح نے جو ہیں مرا چاک گریباں دیکھا

مہ نو دیکھ کے دیکھا ہیں ترا مصحف رو خلق نے چاند کو جوں دیکھ کے قرآں دیکھا

کواکب اس کو نہ سمجھو کہ شب منقط ہے نقاط زہر سے یہ چرخ ہشتمیں کا سانپ

وہ اپنے ہاتھ کے توڑے کا آپ کشتہ ہے ہوا ہے زیور دست اوس کو آستیں کا سانپ

مرا اشک مسلسل کیوں کیا برباد اے آنکھو ملایا خاک میں یہ موتیوں کا [ہار] کیا باعث

نہ لعل لخت دل [نے] چشم میں ہیں اشک کے موتی یہ سونا کیوں پڑا ہے جوہری بازار کیا باعث

ہر بن مو سے ہے میرے شعلۂ آتش نمود غم میں جلتا ہوں ترے سرو چراغاں کی طرح

[خا] نہ بردوش جو ہیں تیرے ہوا خواہ انہیں نا لگی رہے یہ ہے تخت ہوا دار پسند

یہ قیامت قامت اور تس پر نہ منڈنا خط کا ہائے
جاوہ گر محشر ہے پر اب تک نہیں قرآں سفید

جرم پر میرے نہ ہیں تو پنبہ مینا کو دیکھ
میکشی سے ہووے ہے روے سیہ کاراں سفید

آئینے کا دیکھنا ہسنا بنانا زلف کا
بل بے یہ تیری پھبن اللہ رے تیرا گھمنڈ

ہمیں پروانگی اے شمع رہ ہوئے نہ بوسے کی
ستم ہے اور بسی لوٹے پڑی دن رات چھاتی پر

قطعہ

غم دنیا میں کیوں پڑتا ہے منعم [رات] دن اتنا
یہاں سے کون رکھ کر لے گیا کچھ ہمسات چھاتی پر

سکندر اور سلیماں بھی گئے جب دہر فانی سے
بایں شوکت گئے خالی ہی لے دو ہات چھاتی پر

کبھو کی یار کی خاطر کبھو اغیار کی خاطر
اوٹھائے رنج کیا کیا اس دل بیمار کی خاطر

نپٹ ارزاں ہے پیارے بوسۂ لب اوسکی قیمت ہے
دل صد چا[ک] لے لو طرۂ دستار کی خاطر

ہو گئے پامال عاشق آہ جوں نقش قدم
او پری رو پاؤں تیرا رتھ سے باہر دیکھکر

غش سا ایک آنے لگا اوڑنے لگے میرے حواس
دور سے اوس خانماں آباد کا گھر دیکھکر

چشم پر خوں میں ہے لخت دل بیتاب ہنوز
ایک جا جمع ہیں یوں آتش و سیماب ہنوز

دل عشق میں بتاں کے سب کام سے گیا تو
ناکام تجھسے رکھو کس کام کی توقع

جنوں آہ [و] الم درد و فغاں رنج و تعب زاری
ہوے ہم عشق میں تیرے انہی دو چار سے واقف

سایۂ زلف سیہ سے ڈر کے یوں بولا وہ شوخ
اس کا کاٹا کب جیا کمبخت کیا کالا ہے اف

چشم آہو کو ملا پاؤں سے اونے مست پھول — یہ شگوفہ کوئی کہدے گل با دام تلک
کاوش خار جدائی کو مٹا دے جی سے — مجکو پہچا دے الٰہی مرے گلفام تلک

تجکو خبر نہیں بت خود کام اب تلک — آیا کبھی کا دل تو مرا کام اب تلک
رسوائے خلق تونے محبت کیا مجھے — میرا نہ جانتا تھا کوئی نام اب تلک

ورق ۱۹۷

سوزن تدبیر سے کیا ہے امید بخیہ ہائے — تنگ چشموں سے نہ رکھ لے چشم زخم یار چشم

گر جانتے سہیں گے یہ رنج و عذاب ہم — رکھتے بغل میں [کیوں] دل خانہ خراب ہم
دل بیشمار تونے چرائے ہیں زلف یار — لیویں گے بال بال کا [تجسے] حساب ہم

درد دل جان من کہوں کسے — درد میں کوئی مبتلا ہی نہیں
قیس و فرہاد چل بسے کب کے — کوئی ہمدرد اب رہا ہی نہیں
عشق سے بے اختیار روتے ہو — پھر کہوگے کہ دل لگا ہی نہیں

سیاہ کاری پہ اپنی دمبدم آتا ہے اب رونا — برنگ خامہ پہلے بات سے آنسو نکلتے ہیں

جی دھڑکتا ہے کہیں اسکی نہ لگ جائے نظر — آپ کیوں ہاتھ میں نرگس کی قلم رکھتے ہیں
انکھڑیاں سحر بھری چاند کا ٹکڑا مکھڑا — حضرت عشق غرض زور صنم رکھتے ہیں

یہاں تکلف سے رکھائی واں بظاہر خلط واہ — ہم ہیں اپنی گھات میں وہ اپنی عیاری میں ہیں
کردیا اشکوں نے دامن تختۂ گلزار واہ — ہیں تو لڑکے پر بڑے استاد گلکاری میں ہیں[1]

---

[1] ا، ب میں یہ شعر درج نہیں ۔

اے دیدہ بارہا تجھے میں نے کہا نہیں　　خانہ خراب خاک میں موتی رلا نہیں
چھپکے سے آنکھ آپکی جاگے ہو غیر کے　　قسمیں ہزار کھائیے میں مانتا نہیں

یہ مہر اوس مہ جبیں کی دیکھ آب و تاب پانی میں　　برنگ ماہی بے آب ہے بیتاب پانی میں
نہیں ہے دختِ رز پردے میں مینائے بلوریں کے　　[چھپی] ہے میکشاں ہو کر یہ آتش آب پانی میں

اوس شعلہ خو کو دیکھتے ہی آہ خواب میں　　آتش سی پھک گئی دل خانہ خراب میں

قطعہ

کل رات جاکے کلبۂ احزاں میں دوستاں　　دیکھے جو میں نے حضرتِ عشق اضطراب میں
میں نے کہا کہ خیر ہے بیچین کیوں ہیں آپ　　سنکر یہ لائے درد کا مطلع جواب میں
ہستی ہے جبتک ہم ہیں اسی اضطراب میں　　جوں موج آپھسے ہیں عجب پیچ و تاب میں

سبزۂ خط کی دل سے الفت ہم اوٹھا سکتے نہیں　　جو خدا نے لکھ دیا اوسکو مٹا سکتے نہیں
دیکھ اوسکے چشم و ابرو کو غلط ہے محتسب　　متصل مسجد کے میخانہ بنا سکتے نہیں

قطعہ

کہرباؤ سنگ مقناطیس کو دیکھو ذرا　　کاہ و آہن انکے جذبے سے بر آ سکتے نہیں
آپ سے آیا نہیں اونکا توجہ ورنہ یاں　　حضرتِ عشق آپکو کیا کھینچ لا سکتے نہیں

کہے ہے جلوہ عکسِ بناگوش و سرِ گیسو　　نہ دیکھے ہوں تو دیکھو آپ جا دن رات آنکھوں میں
خیالِ خالِ لب دل پر جو شب کو آبندھا ہمدم　　کٹی تارے ہی گنتے گنتے ساری رات آنکھوں میں

جاگے ہو شب غیر کے گھر سے ہوتا ہے کیا　　جھپکے ہے آنکھ آپ کی لیتے ہو انگڑائیاں

یہ جذبۂ محبت [مت] سہل جان دم لے — اپنی طرف تجھے کر تسخیر کھینچتے ہیں
نقشے کو دیکھ جسکے مانی نے آن مانی — دل کے ورق پر اوسکی تصویر کھینچتے ہیں

قطعہ

حال دل شکستہ کہتا ہوں جب بتاں سے — یہ سنگدل خفا ہو شمشیر کھینچتے ہیں
میری طرح انہیں بھی ہو درد دل الٰہی — دور آپ کو بہت یہ بے پیر کھینچتے ہیں

تیری خاطر اوس پری رو تک دلا جاتا ہوں میں — ڈھب اگر بنتا ہے میرا تو اوڑا لاتا ہوں میں
یاد میں اوس کاکل پیچاں کی گھبرایا ہوا — یہاں سے واں جاتا ہوں میں اور واں سے یاں آتا ہوں میں
دل کہے ہے صبر کر اتنا نہ ہو بے اختیار — تو مجھے سمجھا ہے تھا یا تجکو سمجھاتا ہوں میں
واہ رے بے دید دیدہ آگ لگتی ہے مجھے — تم تماشا دیکھتے ہو اور جلا جاتا ہوں میں

ورق ۱۹۸

کل مرقع میں جو دیکھا غنچۂ تصویر کو — یاد کر رویا بہت اپنے دل دلگیر کو
مو پریشاں چشم گریاں سینہ بریاں دل فگار — دیکھا کل اور رویا بہت میں عشق کی تصویر کو

مئے گلرنگ ہے مینا میں بھری دیکھو تو — بند شیشے میں ہے یا [ں] لال پری دیکھو تو
وہ جدا مجسے نہو میں نہ اوسے دیکھوں حیف — عشق میری بھی ذرا بے بصری دیکھو تو

اتنا تو کام میرا اے میری آہ کیجو — اوس سنگدل کے دلمیں ہاں کچھ تو راہ کیجو
ایسا قصور ہم سے اے عشق کیا ہوا آہ — غصے سے آج اونے ہم پر نگاہ کی جو

لے آئی ایکدم میں کھینچ اوسے بل بے کشش تیری — وہی یہ آہ ہے کہتے تھے جسکو بے اثر دیکھو
ملو دل کو نہ تلوؤں سے خدا کے واسطے ہر دم — ذرا چھاتی پر اپنے جان من تم ہاتھ دھر دیکھو
گل صد برگ سے صد رہ دل صد لخت بہتر ہے — اودھر کیا دیکھتے ہو جان میری ٹک ادھر دیکھو

تم رکتے ہو سینے میں پڑے ناک میں دم ہے
لو حضرت دل اور بھی اوس شوخ کو چاہو

قطعہ

بلبل تو عبث پھولے ہے اوس گل پہ کہ جس کو
گوش شنوا ہو نہ ذرا چشم حیا ہو
چل ساتھ مرے تجکو دکھاؤں وہ طرحدار
آنکھوں سے نہ دیکھا ہو نہ کانوں سے سنا ہو

کاروان اشک سے دل نے کہا تم تو چلو
پیچھے پیچھے ہم بھی آئے آہ یا نالے کے ساتھ

توڑی غنچے نے صراحی گل نے پٹکا ساغر آہ
کل جو گلشن میں گیا وہ جام و مینا لے کے ساتھ

کوہکن محمود وامق قیس رانجھا مہر عشق
ہیں رفیق اے یار تیرے چاہنے و[الے کے ساتھ]

اوچھا لو شیشۂ دل کو نہ بیدردی سے ہاتھوں میں
ادھر لاؤ اگر تم سے خبرداری نہیں ہوتی

سدا ہے گرمجوشی غیر سے اور ہم سے یا قسمت
طلب پر ایک بوسے کے ہے سو باری نہیں ہوتی

[لگ]اویں عشق دل کس سے کہاں ہمکو دماغ اتنا
میاں ہم سے کسی کی ناز برداری نہیں ہوتی

حد برا لپکا پڑا مہر بتاں کا اس کو آہ
بے طرح کرنی پڑی دل کی خبرداری مجھے

داغ دل سے دن دیے سینے میں روشن ہے چراغ
جان من عاشق کا تیرے دیکھ میہ ایجاد ہے

خوش رہو خفا مت ہو ہم چلے پہ اس دل کو
رہنے دو کہ عاشق کی یہ ہی یادگاری ہے

کیا کیجے بیاں لطف و صفاے لب و دنداں
گلبرگ ہے یاقوت ہے گوہر ہے یشب ہے

تصور ہے صنم کا دمبدم اور میں ہوں اے ہمدم
مری اس بت پرستی پر ہر اک برہمن ہنستا ہے

تماشا ہے ادھر تو میں برنگ ابر روتا ہوں
ادھر جوں ساغر و مینا مرا دلدار ہنستا ہے

یہ جوش گریہ ہر دم چشم پرآب کیا ہے — اتنا بھی پھوٹ بہنا خانہ خراب کیا ہے
روتے ہو عشق ہر دم کیوں زار زار اتنا — احوال تو بتاؤ عزت مآب کیا ہے

ورق ۱۹۹

دل عاشق تو کافر دمبدم بکھرا ہی جاتا ہے — تو خاطر جمع سے بیٹھا ہوا زلفیں بناتا ہے

جھمک جگنو کی یوں ہے اس ترے اودے دوشالے میں
کہ جوں ابر سیہ میں جان من بجلی چمکتی ہے
کبھو دست تمنا اوس کے دامن تک جو پہنچے ہے
نزاکت کیا بیاں کیجے وہیں چولی مسکتی ہے

نہ آتے ہیں وہی یاں تک نہ واں ہمکو رسائی ہے — کہیں کس سے خداوندا عجب تیری خدائی ہے
بلوریں آئینے پہ جیسے ہو تحریر سونے کی — نمود اس طرح اوس سینے پہ زنجیر طلائی ہے
ادھر طالع ہوا مہر اوسطرف عالم ہوا روشن — ہتھیلی پہ یہ دیکھو آتے کیا سرسوں جمائی ہے

یہ دست پیر فلک مرتعش نہیں ہے اگر — تو کیوں یہ [آئینہ] آفتاب کانپے ہے

ہا ایں فروغ دلکش دیکھ اوسکی مانگ شبگو — تھی عقل چرخ یارو گردوں پہ کہکشاں کی
یہ دل اور ایک گالی انصاف کیجے صاحب — ہو مفت پر پڑی ہے کیا خوب قیمت آنکی

ایسی ہوا بندھی نظر آئی بسنت کی — بلبل چمن میں تب سے ہے دوہائی بسنت کی

دیجے بوسہ لیجے صبر و دین و دل ہوش و خرد — کیجیے سودا کیا برا ہے کفائت آپ کی
نامۂ اعمال دھو رکھ لی ہماری آبرو — بارش رحمت نے یہ ہم پر عنائت آپ کی

کہاں تک میں رہوں اوس حلقۂ زنجیر کا قیدی — بہار آوے الٰہی پھر کہیں دیوانہ پن چمکے

دل بیتاب کو اشکوں نے میرے اور بھڑکایا — کرے ہے کام آتش کا یہاں سیماب پانی میں

جلا ہی تھا شرر عشق سے بدن سارا　　پھلے کو لخت دل آنکھوں سے آب لے نکلے

کل رونے کی آمد میں گھٹا جاے تھا دم ہاے　　ہوتی ہے بلا موسم برسات کی گرمی

جہاں سے ایک سو ہم نشیں مثل فلاطوں ہیں　　مغاں جس دن سے کی ہے بیعت دست سبو ہمنے

تصور میں خیال یار ہم آغوش تھا ہم سے　　نکالی اسطرح سے رات دل کی آرزو ہم نے

پھر اپنے جاگے نصیب دلبر ہوے مقابل جو یار دیگر

وہ چشم میگوں یہ دیدۂ تر ادہر ہمارے ادھر تمہارے

گلشن میں اس روش سے وہ صبح کھل کھلاے　　لالے نے منفعل ہو چھاتی پہ داغ کھاے

اے عشق عاشقی کی منزل بڑی کٹھن ہے　　اس راہ پرخطر سے چلیو قدم اوٹھاے

صبحدم باغ میں آے جو وہ گل بال کھلے　　بلبل شورش وحشت کے پر و بال کھلے

سینہ داغوں سے مرا بھی ہے نگار پہ گل　　دل کے ٹکڑے کبھو دیکھو تو سبھی حال کھلے

ماہرو کہتا اوسے کوئی گلگفام ہے　　راحت جاں لیکن اوس کا ایک عمدہ نام ہے

ہیں مرے رونے پہ اچھا تو سہی اپنا ہی ہیں　　تجکو عاشق کر رکھوں تو عشق میرا نام ہے

یارے بتاں بتاؤ کیا فائدہ جفا سے　　جیسا کروگے ہم سے پاؤگے تم خدا سے

اللہ رے موکمر وہ بل کھاے جو صبا سے　　بل بے تری نزاکت لچکے ہے بس ہوا سے

آسائش جہاں سے اپنے ہی دم قدم سے　　جب آپ مر گئے بس پھر کچھ ہوا بلا سے

وہ شوخ صبر لوٹے آرام دل کا چھوٹے　　بیناسے دل بھی ٹوٹے ہے کام مدما سے

یہ جوش گریہ ہر دم چشم پُر آب کیا ہے — اتنا بھی پھوٹ بہنا خانہ خراب کیا ہے
روتے ہو عشق ہر دم کیوں زار زار اتنا — احوال تو بتاؤ عزت مآب کیا ہے

ورق ۱۹۹

دل عاشق تو کافر دمبدم بکھرا ہی جاتا ہے — تو خاطر جمع سے بیٹھا ہوا زلفیں بناتا ہے

جھمک جگنو کی یوں ہے اس ترے اودے دوشالے میں
کہ جوں ابر سیہ میں جان من بجلی چمکتی ہے

کبھو دست تمنا اوس کے دامن تک جو پہنچے ہے
نزاکت کیا بیاں کیجے وہیں چولی مسکتی ہے

نہ آتے ہیں وہی یاں تک نہ واں ہمکو رسائی ہے — کہیں کس سے خداوندا عجب تیری خدائی ہے
بلوریں آئینے پہ جیسے ہو تحریر سونے کی — نموداس طرح اوس سینے پہ زنجیر طلائی ہے
اید ہر طالع ہوا مہر اوسطرف عالم ہوا روشن — ہتھیلی پہ یہ دیکھو اتے کیا سرسوں جمائی ہے

یہ دست پیر فلک مرتعش نہیں ہے اگر — تو کیوں یہ [آئینہ] آفتاب کانپے ہے

ہا ایں فروغ دلکشش دیکھ اوسکی مانگ سے تو — تھی عقل چرخ پارہ و گرد وں یہ کہکشاں کی
یہ دل اور ایک گالی انصاف کیجے صاحب — ہو مفت پر پڑی ہے کیا خوب قیمت آنکی
ایسی ہوا بندھی نظر آئی بسنت کی — بلبل چمن میں نے ہے دوہائی بسنت کی

دیجے بوسہ لیجے صبر و دین و دل ہوش و خرد — کیجے سودا کیا برا ہے ہے کفائت آپ کی
نامۂ اعمال دھو رکھ لی ہمارے آبرو — بارش رحمت نے یہ ہم پر عنائت آپ کی
کہاں تک میں رہوں اوس حلقۂ زنجیر کا قیدی — بہار آوے الٰہی پھر کہیں دیوانہ پن چمکے
دل بیتاب کو اشکوں نے میرے اور بھڑکایا — کرے ہے کام آتش کا یہاں سیماب پانی میں

جلا ہی تھا شرر عشق سے بدن سارا　　نکلے کو لخت دل آنکھوں سے آب لے نکلے

کل رونے کی آمد میں گھٹا جاے تھا دم ہاے　　ہوتی ہے بلا موسم برسات کی گرمی

جہاں سے ایک سو ہوئے ہم نشیں مثل فلاطوں ہیں　　مغاں جس دن سے کی ہے بیعت دست سبو ہمنے
تصور میں خیال یار رہ ہم آغوش تھا ہم سے　　نکالی اسطرح سے رات دل کی آرزو ہم نے

پھر اپنے جاگے نصیب دلبر ہوے مقابل جو یار دیگر
وہ چشم میگوں یہ دیدۂ تر ادیدھر ہمارے ادھر تمہارے

گلشن میں اس روش سے وہ صبح کھل کھلائے　　لالے نے منفعل ہو چھاتی پہ داغ کھائے
اے عشق عاشقی کی منزل بڑی کٹھن ہے　　اس راہ پر خطر سے چلیو قدم اوٹھائے

صبحدم باغ میں آئے جو وہ گل بال کھلے　　بلبل شورش وحشت کے پر و بال کھلے
سینہ داغوں سے مرا بھی ہے نگار پر گل　　دل کے ٹکڑے کبھو دیکھو تو سبھی حال کھلے

ماہرو کہنا اوسے کوئی گلفام ہے　　راحت جاں لیکن اوس کا ایک عمدہ نام ہے
ہس مرے رونے پر اچھا تو ہی اپنا ہی ہیں　　تجکو عاشق کر رکھوں تو عشق میرا نام ہے

یارے بتاں بتاؤ کیا فائدہ جفا سے　　جیسا کروگے ہم سے پاؤگے تم خدا سے
اللہ رے موکمر وہ بل کھائے جو صبا سے　　بل بے تری نزاکت رنج پہنچے ہے بس ہوا سے
آسائش جہاں سے اپنے ہی دم قدم سے　　جب آپ مرگئے بس پھر کچھ ہوا بلا سے
وہ شوخ صبر لوٹے آرام دل کا چھوٹے　　بنتا ہے دل بھی ٹوٹے بنے کام مدعا سے

ورق ۲۰۰

خال واں مکھڑے پہ ہر بار بنے بگڑے ہے | یہاں سویدائے دل زار بنے بگڑے ہے
تختۂ سینہ پر اپنے مژہ پرخوں سے | یک قلم چھیٹ قلم کار بنے بگڑے ہے
دل کے ٹکڑوں سے کبھو پر ہے کبھو خالی چشم | روز یہ آئینہ بازار بنے بگڑے ہے

قطعہ

سرکشی خوب نہیں بزم جہاں میں منعم | جو ہے اسوقت میں زردار بنے بگڑے ہے
تاج زریں پہ نہ مغرور ہو اپنے آ دیکھ | شمع کا طرۂ زرتار بنے بگڑے ہے

آئے ہے آفت نظر ہم کو جدھر جائیے | عشق ترے ہاتھ سے آہ کدھر جائیے
اوسے جو کل متصل میں نے کہا درد دل | بولے کہ بس ہو چکا اب کہیں گھر جائیے
دل نہیں میرا لیا دیکھو ادھر تو ذرا | مفت بری واچھڑے واہ مکر جائیے
کھینچے ہے مالا اودھر در بنا گوش ادھر | ناک میں آیا ہے جی آہ کدھر جائیے

شش بیت از قطعہ قصیدۂ طوی در تہنیت (جشن) مبارک

آج روز جشن ہے اوس شاہ والا جاہ کا | نام سے کانپے ہیں جسکے چین کے باشندگاں
بخت تخت سلطنت مسند نشین تمکنت | آفتاب معدلت ظل خداوند جہاں
بادشاہ ربع مسکوں والی روئے زمیں | شاہ اسکندر طبیعت داور دارا نشاں
زیور روم و عراق آرائش چین و [ختن] | زینت ملک عجم زیبائش ہندوستاں
اوس کی ہمت کا بیاں اے عشق تجسے کیا کرو | جود و بخشش کا ہے وہ لاریب بحر بیکراں
کاسۂ چینی کوئی مانگے تو اک پل میں ابھی | چین کی سب سلطنت جاگیر ہوتی ہے یہاں

پنج بیت از تمہید قطعہ قصیدہ طوی در تہنیت تولد [فرزند] ارجمند بشکوے شاہزادہ والا قدر مرزا ابو ظفر بہادر دام اجلالہ

اشجار سبز فام کا ہر ایک برگ برگ | مانند برگ پان نظر آیا بہر کنار
سب کے ہی اوڑ رہے تھے عرق عطر کے تمام | کھولے تھے موتیا نے زبس عطر داں ہزار

لالہ [نے] اسطرف تھا کیے رکذا ہو گھڑے کو وا — اودھر گلاب پاش سنبھالے تھا کو کنار
تھا گل کے ہاتھ دائرہ غنچہ لیئے تھا بین — نرگس کھڑی بجاتی تھی نے نے نواز وار
بلبل ترانہ سنج سہانے سی تھی ادیدھر — طاؤس الاپتا تھا کھڑا اوس طرف ملار

رباعی

باعث ہے نجات کا زبس یاد علی — ہے ورد زباں سدا سنجھے نا د علی
گو ہے اعمال نیک جزو ایماں — عین ایماں ہے حب اولاد علی

دیگر

یونتو مدت سے تل ملی ہے دل کو — کل سے پر سخت بیکلی ہے دل کو
جلدی سے مدد کرو ملا دو اوسے — جسے آرام یا علی ہے دل کو

دیگر

چھٹکر ہر دم لگا نہ دل پر باز آ — ایذا دینے سے میرے دلبر باز آ
[یہ گھرا ہے خدا کا ڈھانہ اسکو آ دیکھ — باز آ باز آ اب اس سے کافر باز آ

دیگر

کبتک فرقت [بھلا] ستاوے مجکو — آٹھ آٹھ آنسو پڑی رولا وے مجکو
اے حضرت عشق حب میں جانو تم کو — [بیدردوہ] آپ سے بلا وے مجکو

رباعی مستزاد

معلوم نہیں شقی ہوں یا آہ سعید — حیراں ہوں مدام
کہنے میں نہیں ذرا بھی یہ نفس پلید — سرکش ہے تمام
ہو عشق سے مجکو اب شتابی سے کہیں — [بہرہ وافی]
یا حضرت فخر جلد کیجے تائید — از بہر [نظا]م

ورق ۲۰۱

دیگر

رہتا ہے نپٹ ہی دل مرا آہ حزیں ۔ گذرے مہ وسال
آنکھوں ہی کو رونے سے فقط کام نہیں ۔ ہے جی بھی نڈھال
دل کو یا صبر ہو الہی میرے ۔ اس رنج پہ اب
مجھسے یا آملے شتابی سے کہیں ۔ وہ حور مثال

عشرۃ

تخلص سیدزادہ ایست نیک فرجام میر غلام علی نام وے از سکنۂ قصبۂ بریلی بخوشدلی ایام [بسر می] برد و بحسن خلق و خوش اختلاطی بدل ہر کس راہ می کند این سہ بیت از گفتہاے اوست ۔

اوس دشت پر بلائیں اب آکے ہم ڈٹے ہیں ۔ مجنوں کے لاکھ باری جس جا قدم ہٹے [ہیں]

بسان جام خالی پھوڑ ڈالوں چشم پر خوں کو ۔ نہ دیکھوں گر صراحی وار اوس مخمور کی گردن
سر دیوار تک بھی تو نہ پہنچے رات کو چھپ کر ۔ بلند اپنی اچک کر ہم نے تا مقدور کی گردن

عطا

تخلص محمد عطاء اللہ مغفور است کہ خود را در مقابل میر جعفر مبرور المعروف بہ نٹلی اٹلی میگفت وے عزیزے بود ہندوستان زا پر ہنگامہ آرا در زمان سعادۃ نشان حضرت نادر مکان انار اللہ برہانہ کہ در شمشیر بازی ید طولی داشت و فتنہ پردازی ہا می نمود اما خیلے [دلاور] و مشہور بود والد والدہ ماجدہ خود کہ در محلسراے اعظم شاہی بعلاقہ [محلداری] عز امتیاز داشت مبلغ دو روپیہ بردہ

بلا ناغہ می گرفت و درا ارتکاب [منہیا]ت بر باد می داد و مبلغ دیگر بیروں ازیں یومیہ مقرریہ ہم اخذ میکرد و با ایں ہمہ اخذو [جر مفلسانہ] زندگی بسر می برد در آخرہا ہدایت ازلی وسعادۃ لم یزلی دستش گرفتہ ترک ایں [سودا نمودہ] تارک لباس گشتہ [بجوار] سراپا انوار نقش قدم رسول علیہ صلوٰۃ خیالق النفوس [والعقول] تکیہ بستہ آزادانہ تعیش می نمود اکثر اوقات بر در جامع حضرت [دہلی سبحہ بدست برچوکی] نشستہ سیر آئند و روند می فرمود اما شمشیرے خورد ک کہ بر [نتیجہ اشتہار دارد دراں حالت] ہم از خود جدا نمی کرد کہ العادۃ طبیعۃ ثانیۃ

حکائت

سر امد شمشیر بازان ممالک [جنوبیہ] آوازہ شمشیر بازیش شنیدہ بعزم رزم از وطن مالوف رخت سفر بربستہ وارد حضرت دہلی شد وابعد تفحص و تجسس بر در جامع باوے درخورد و از جہل جبلی کہ در سر ایں مردم می باشد طلب مبارزۃ کرد وے ہر چند ترک لباس خود را حیلہ [سا]ختہ ابائے کلی درمیان آورد آں نافہم کوتہ اندیش بیش از پیش از در اعتذار و مبالغہ در آمدہ بجد بسیار و کد بے شمار درہماں مقام سعادۃ التیام کہ حکم بیت ا [لحرام] دارد بہ پرخاش جوئی و کینہ [تو] زی برخواست ناچار وے علیہ الرحمۃ گفت کہ چوں خواہی بخواہی ایشاں را سر شمشیر بازی است وے ہیچ بدیں عزم بالجزم از راہ دور و دراز در اینجا رسیدہ اند اول شمارا حملہ باید کرد آں بیباک سفاک بے باکانہ شمشیرے برروئش انداخت کہ زخمے صعب برروے کارآمد بعد بر [داشتن] ایں چنیں زخم نمایاں گفت کہ حالا حاضر باشید کہ ماہم رسیدیم آں بے حمیت گردہ سپر پیش [رو کشیدہ] وایں صاحب حیا نیمچہ خود در غلاف کردہ تبسم کناں گفت کہ نقاب برروکشیدن [عادت] نسوان است و شمشیر انداختن بر زناں نہ کار مرداں بہر کیف مرد مردانہ [گاہ] گاہ شعر رندانہ بطور خود [دروبیہ] ایں چنیں مردم میگفت ایں سہ [شعر] از وے است عفی اللہ عنہ ؎

[ر]کت پیاسا چھرا یاروں کا جسدم میان سے نکلا | [عادو در ہر قدم] درخون فود ریٹا [گرا کلپسلا]
[اٹلم] دھوکڑم کپٹی چھپا [ٹرم] بانکہ رندم | کر از دھاک من دھوکڑ گگن از [جاے خود کھسلا]

ورق ۲۰۲

[ایں] ہردو شعر را بعضے نظر بر لفظ اٹل تخلص میر عبدالجلیل بلگرامی [کہ] با محمد عطا تقارے داشت [و بہمیں رو] بہ ہمت می گماشت نسبت می کنند الغیب عنداللہ [تعالے] شانہ در رقعہ بوالدہ ماجدہ خود می نویسد ؎

[عطا در] مفلسی دو ٹوک رہتا[۱]
سمجھتی بوجھتی پہچانتی رہ

[۱] رہنا، ا، ا۔